حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مقدس سیرت پر ایک مستند اور لازوال آوین

آج تک جتنی بھی سیرت نبوی پر کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ تمام کی تمام اس عظیم کتاب کی محتاج ہیں

سیرت النبیؐ کامل مرتبہ ابنِ ہشامؒ

ترجمہ و تہذیب

مولانا عبد الجلیل صدیقی —— مولانا غلام رسول مہر



شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرنٹرز، پبلشرز

کشمیری بازار لاہور — نذر باغ پشاور — ہسپتال روڈ حیدرآباد — بندر روڈ کراچی — اردو بازار لاہور

سیرت ابن ہشام

حصہ دوم

سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

نشان (۳۸۱)

سیرت ابن ہشام



حصۂ دوم

مصنفہ

محمد عبد الملک ابن ہشام

مترجمہ

مولوی قطب الدین احمد صاحب محمودی

(کامل تفسیر)

سابق لکچرار چادرگھاٹ کالج بلدہ

سنہ ۱۳۶۸ھ سنہ ۱۳۵۸ف سنہ ۱۹۴۹ء

مطبوعہ

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن


FAISAL JHANDIR LIBRARY
MASOOD
Acc No 076241
MAILSI



فہرست مضامین

سیرت ابن ہشام

حصۂ دوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسراء یعنی رات کا سفر اور معراج کا بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ راوی نے کہا کہ ابو محمد عبدالملک[1] ابن ہشام نے ہم سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی سے (یہ) روایت (بیان) کی کہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکہ میں قریش اور تمام قبیلوں میں اسلام پھیل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف جس کا نام بیت المقدس ہے جو ملک ایلیاء میں واقع ہے رات میں سفر کرایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا سفر بھی ہے۔ اس میں عبداللہ بن مسعود ابو سعید خدری، محل نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سیدتنا) عائشہ، معاویہ بن ابی سفیان۔ حسن بن ابی الحسن البصری۔ ابن شہاب زہری اور قتادہ وغیرہ اہل علم اور ابو طالب کی بیٹی ام ہانی کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان میں کا ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے بعض ان واقعات کی خود آپ سے روایت کرتا ہے جو اس سے ذکر کیے گئے آپ کے اس سفر میں اور ان حالات میں جن کی آپ سے روایتیں آئی ہیں آزمایش اور

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

(کھوٹے کھرے کی) جانچ تھی اور اللہ عزوجل کی قدرت و سلطنت کے معاملوں میں کا ایک اہم معاملہ تھا۔ اس میں عقلمندوں کے لیے (درس) عبرت ہے۔ ہدایت و رحمت ہے۔ اور ایمانداروں، تصدیق کرنے والوں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر یقین رکھنے والوں کے لیے ثابت قدمی ہے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جیسا چاہا اور جس طرح چاہا راتوں رات سفر کرایا کہ اپنی نشانیوں میں سے جس قدر چاہے آپ کو بتلائے یہاں تک کہ آپ نے اس کی سلطنت عظیمہ اور اس کی اس قدرت کو جس کے ذریعے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے خوب معائنہ فرمالیا۔ غرض مجھے
جو باتیں معلوم ہوئیں ان میں یہ بھی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تھے ۳
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق لایا گیا اور براق ایک چوپایہ ہے جس پر آپ سے پہلے کے انبیاء بھی سوار کرائے گئے تھے جو اپنا سم اپنی نظر کی انتہا پر رکھتا ہے۔ آپ اس پر سوار کرائے گئے اور آپ کا ساتھی آپ کو لے کر نکلا اور آپ آسمان اور زمین کے درمیان کی نشانیاں ملاحظہ فرماتے جا رہے تھے یہاں تک کہ آپ بیت المقدس پہنچے اور اس میں ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ اور چند اور انبیاء (علیہم السلام) کو پایا جو آپ کے لیے جمع کیے گئے تھے۔ آپ نے انھیں نماز پڑھائی۔ پھر آپ کے پاس تین برتن لائے گئے۔ ایک برتن میں دودھ، ایک میں شراب اور ایک میں پانی تھا راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَسَمِعْتُ قَائِلًا يَقُولُ حِينَ عُرِضَتْ عَلَيَّ: إِنْ أَخَذَ الْمَاءَ غَرِقَ[1] وَغَرِقَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ الْخَمْرَ غَوَى[2] وَغَوَتْ أُمَّتُهُ، وَإِنْ أَخَذَ اللَّبَنَ هُدِيَ[3] وَهُدِيَتْ أُمَّتُهُ قَالَ: فَأَخَذْتُ إِنَاءَ اللَّبَنِ فَشَرِبْتُ

۱۔ (الف) میں فغرق ہے۔ ۲۔ (الف) میں فغوی ہے۔ ۳۔ (الف) میں فھدی ہے۔ (احمد محمودی)

مِنْهُ، فَقَالَ لِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: هُدِيتَ وَهُدِيَتْ أُمَّتُكَ يَا مُحَمَّدُ۔

جب وہ (برتن) میرے سامنے پیش ہوئے، تو میں نے کسی کہنے والے کو کہتے سنا: کہ اگر اس نے پانی لیا، (تو خود بھی) ڈوبا اور اس کی امت (بھی) ڈوبی اور اگر اُس نے شراب لی (تو خود بھی) گمراہ ہوا اور اس کی امت (بھی) گمراہ ہوئی اور اگر اس نے دودھ لیا (تو خود بھی) راہ راست پالی اور اس کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔ فرمایا کہ پھر تو میں نے دودھ ہی کا برتن لے لیا اور اس میں سے پیا تو جبریل نے مجھ سے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے راہ راست پالی اور آپ کی امت (بھی) راہ راست پر لگ گئی۔

ابن اسحٰق نے کہا حسن سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ فِي الْحِجْرِ إِذْ جَاءَنِي جِبْرِيلُ، فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ فَجَلَسْتُ، فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّانِيَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا، فَعُدْتُ إِلَى مَضْجَعِي، فَجَاءَنِي الثَّالِثَةَ فَهَمَزَنِي بِقَدَمِهِ، فَجَلَسْتُ[1]، فَأَخَذَ بِعَضُدِي، فَقُمْتُ مَعَهُ، فَخَرَجَ بِي إِلَى بَابِ الْمَسْجِدِ، فَإِذَا دَابَّةٌ أَبْيَضُ بَيْنَ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فِي فَخِذَيْهِ

[1] (الف) میں فجسلت لکھدیا ہے جو بالکل غلط ہے۔ (احمد محمودی)

جَنَاحَانِ يَحْفِزُ بِهِمَا رِجْلَيْهِ يَضَعُ يَدَهُ فِي مُنْتَهَى طَرْفِهِ، فَحَمَلَنِي عَلَيْهِ
ثُمَّ خَرَجَ مَعِي لَا يَفُوتُنِي وَلَا أَفُوتُهُ"

اس اثناء میں کہ میں (مقام) حجر میں سو رہا ہوں کہ میرے پاس جبریل آئے۔ پھر انھوں نے مجھے اپنے پاؤں سے دبایا تو میں (اٹھکر) بیٹھ گیا تو میں نے کوئی چیز نہ دیکھی تو پھر میں اپنی آرام گاہ کو لوٹا (یعنی پھر لیٹ گیا) دوبارہ پھر وہ آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو پھر میں (اٹھ) بیٹھا تو کچھ نہ دیکھا تو پھر میں اپنی آرام گاہ کی طرف لوٹا تو تیسری بار وہ میرے پاس آئے اور اپنے پاؤں سے مجھے دبایا تو میں (اٹھ) بیٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا تو وہ مجھے لیکر مسجد کے دروازے کی طرف نکلے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید چوپایہ خچر و گدھے کے درمیان (قد والا) موجود ہے جس کی رانوں میں دو پنکھ ہیں جن سے وہ اپنے دونوں پاؤوں کو کرید رہا ہے (اس کی صفت یہ ہے) کہ اپنی نظر کی انتہا پر اپنا اگلا پاؤں رکھتا ہے۔ انھوں نے مجھے اس پر سوار کرایا۔ اس کے بعد میرے ساتھ نکل چلے۔ نہ وہ مجھ سے دور ہوتے اور نہ میں ان سے۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ سے مجھے حدیث پہنچی ہے۔ انھوں نے کہا مجھ سے بیان کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

۴ لَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ لِأَرْكَبَهُ شَمَسَ فَوَضَعَ جِبْرِيلُ يَدَهُ عَلَى مَعْرَفَتِهِ،

لہ ۔ (ب) میں یحفز زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں ڈھکیل رہا ہے چھوڑ رہا ہے۔
(احمد محمودی)

ثُمَّ قَالَ: أَلَا تَسْتَحْيِي يَا بُرَاقُ مِمَّا تَصْنَعُ، فَوَاللّٰهِ مَا رَكِبَكَ عَبْدٌ لِلّٰهِ قَبْلَ مُحَمَّدٍ أَكْرَمُ عَلَى اللّٰهِ مِنْهُ، قَالَ: فَاسْتَحْيَا حَتَّى ارْفَضَّ عَرَقًا، ثُمَّ قَرَّ حَتَّى رَكِبْتُهُ"

جب میں اس پر سوار ہونے کے لیے اس کے پاس گیا تو شوخی کرنے لگا تو جبریل نے اپنا ہاتھ اس کی ایال پر رکھا اور کہا اے براق تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے تجھے شرم نہیں آتی۔ اللہ کی قسم! محمد سے پہلے تجھ پر کوئی اللہ کا ایسا بندہ سوار نہیں ہوا جو اس کے پاس آپ سے زیادہ عزت والا ہو۔ فرمایا تو وہ ایسا شرمندہ ہوا کہ پسینہ پسینہ ہو گیا اور خاموش کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ میں اس پر سوار ہو گیا۔

حسن نے اپنے بیان میں کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور جبریل بھی آپ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آپ کو لیکر بیت المقدس پہنچے تو اس میں ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو اور دوسرے چند انبیا (علیہم السلام) کے ساتھ پایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی امامت کی اور انھیں نماز پڑھائی۔ پھر دو برتن لائے گئے ان میں سے ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کا برتن لیا اور اس میں سے نوش فرمایا اور شراب کے برتن کو چھوا بھی نہیں۔

راوی نے کہا تو جبریل نے کہا کہ آپ نے فطرت کی راہ پالی اور آپ کی امت بھی سیدھے راستے پر لگ گئی اور شراب آپ لوگوں پر حرام کر دی گئی۔

راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی جانب لوٹے اور جب صبح ہوئی۔ سویرے آپ قریش کے پاس پہنچے تو اس واقعے

کی انھیں اطلاع دی۔ اکثر لوگوں نے کہا کہ واللہ یہ تو صاف خلاف (عقل) یا انکار کے قابل ہے۔ خدا کی قسم! مکہ سے شام کی جانب اونٹ ایک ماہ میں جاتے اور ایک ماہ میں لوٹ کر آتے ہیں تو کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ مسافت ایک رات میں طے کرے گا اور واپس مکہ بھی آجائے گا۔

راوی نے کہا کہ اس سبب سے بہت سے لوگ جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا مرتد ہو گئے اور لوگ ابوبکر کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوبکر! کیا تمھیں تمھارے دوست کے متعلق (اب بھی کوئی حسن ظن) ہے۔
5 وہ تو دعوی کرتا ہے کہ آج کی رات وہ بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی اور مکہ واپس آیا۔

راوی نے کہا تو ابوبکر نے کہا۔ تو کیا تم ان کو جھٹلاتے ہو انھوں نے کہا: کیوں نہ جھٹلائیں۔ لو وہ تو مسجد میں لوگوں سے بیان کر رہا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ واللہ اگر انھوں نے ایسا کہا تو سچ کہا۔ تمھیں اس میں حیرت کیوں ہے۔ واللہ انھوں نے تو مجھے یہ بھی خبر دی ہے کہ ان کے پاس اللہ تعالی کی جانب سے آسمان سے زمین تک رات یا دن کی ایک گھڑی میں خبر آتی ہے اور میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بات تو اس سے بھی زیادہ (دقیق ہے) وہ ہے جس سے تم تعجب کر رہے ہو۔ پھر آپ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور عرض کی اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں سے بیان فرمایا کہ آج رات آپ بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا نَعَمْ ہاں عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے اوصاف مجھ سے بیان فرمائیے کیونکہ میں وہاں جا چکا ہوں۔

حسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَرُفِعَ لِیْ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَیْہِ

وہ میرے سامنے اس طرح پیش کر دیا گیا کہ میں اسے دیکھنے لگا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر سے اس کے اوصاف بیان فرمانے لگے اور ابو بکر عرض کرتے جاتے تھے آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جو جو چیز اس میں کی آپ ان سے بیان فرماتے وہ عرض کرتے جاتے۔ آپ نے سچ فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ جب بیان ختم ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا:۔

"أَنْتَ يَا أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقُ"

اے ابو بکر تم صدیق ہو۔ غرض اسی دن آپ نے انھیں صدیق کا لقب عطا فرمایا۔

حسن نے کہا کہ اسی وجہ سے ان لوگوں کے متعلق جو اپنے اسلام سے مرتد ہو گئے اللہ نے نازل فرمایا:۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُخَوِّفُهُمْ فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا

جو نظارہ ہم نے تجھ کو دکھایا اور جس درخت پر قرآن میں لعنت کی گئی یہ تو لوگوں کے لیے ہم نے صرف ایک آزمائش بنائی تھی اور ہم انھیں ڈراتے ہیں تو یہ ڈرانا ان میں سخت سرکشی ہی کو زیادہ کرتا ہے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے سفر کا یہ وہ بیان تھا جس کی روایت حسن سے پہنچی ہے اور قتادہ کی روایت کا ایک حصہ بھی اس میں داخل ہوا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے خاندان کے بعض افراد نے مجھ سے بیان کیا کہ (ام المومنین) عائشہ کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا جسم (مبارک مکہ سے) غائب نہیں ہوا تھا بلکہ اللہ نے آپ کو روحی سفر کرایا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یعقوب بن عتبہ بن المغیرہ بن الاخنس نے بیان کیا کہ معاویہ بن ابی سفیان سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پوچھا جاتا تو وہ کہتے تھے کہ وہ اللہ کی طرف کا ایک سچا خواب تھا اور حسن کے اس قول کے سبب سے ان دونوں کے اس قول کا انکار بھی نہیں کیا گیا یہ آیت اسی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

اور اللہ عزوجل کے اس قول کے سبب سے جو ابراہیم علیہ السلام کے متعلق اس نے خبر دی ہے کہ جب آپ نے اپنے فرزند سے کہا۔

يَا بُنَيَّ إِنِّيْ أَرٰى فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أَذْبَحُكَ

بیٹے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میں نے تجھے ذبح کر دیا ہے۔

پھر آپ نے اس پر عمل بھی کیا تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی جانب سے انبیاء پر جو وحی آتی ہے وہ بیداری میں بھی آتی ہے اور خواب میں بھی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے یہ خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

تَنَامُ عَيْنِيْ وَقَلْبِيْ يَقْظَانُ

میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا رہتا ہے۔

پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ حقیقت کیا تھی۔ غرض آپ وہاں (یعنی بیت المقدس کو) تشریف لے گئے اور اللہ کے حکم سے وہاں آپ نے جو جو چیزیں دیکھیں خواہ وہ کسی حالت میں ہوں چاہے نیند میں ہو یا بیداری میں۔ غرض یہ واقعہ حق اور سچ ہے۔

زہری نے سعید بن المسیب کی روایت کا دعوی کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو جب اس رات دیکھا تو صحابہ سے ان کے اوصاف بیان فرمائے اور فرمایا :-

"أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَلَمْ أَرَ رَجُلاً أَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ أَشْبَهَ بِهِ مِنْهُ، وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ أَقْنَى كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ، وَأَمَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَرَجُلٌ أَحْمَرُ بَيْنَ الْقَصِيرِ وَالطَّوِيلِ سَبْطُ الشَّعْرِ كَثِيرُ خِيلَانِ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ تَخَالُ رَأْسَهُ يَقْطُرُ[لہ] مَاءً وَلَيْسَ بِهِ مَاءٌ أَشْبَهُ رِجَالِكُمْ بِهِ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ"

ابراہیم (کا حلیہ تو یہ تھا کہ) میں نے ان کی بہ نسبت تمہارے دوست (یعنی خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ مشابہ کسی کو نہیں دیکھا اور نہ تمہارے دوست کی

لہ۔ (الف) میں بجائے یقطر کے یقظر بظاء معجمہ لکھا ہے جو غلط اور بے معنی ہے۔
(احمد محمودی)

بہ نسبت کسی کو ان سے زیادہ مشابہ دیکھا۔ اور موسٰی تو ایک گندم گوں لمبے۔ دبلے پتلے۔ گھونگروالے بال والے بلند بینی شخص تھے گویا وہ (قبیلہ) شنوءہ کے لوگوں میں کی ایک فرد ہے اور عیسٰی بن مریم تو ایک سرخ (وسپید) میانہ قد سیدھے بال اور چہرے پر بہت سے خال والے شخص تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حمام سے نکلے ہیں تم خیال کروگے کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ وہاں پانی نہیں۔ تم میں سے ان سے سب سے زیادہ مشابہ عروۃ بن مسعود الثقفی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ

ابن ہشام نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ جس کا ذکر غفرہ کے آزاد غلام عمر نے ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب کی روایت سے کیا ہے یہ ہے۔ انھوں نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سراپا بیان کرتے تو کہتے کہ آپ نہ بہت دراز قامت تھے۔ نہ بہت پست قد۔ میانہ قامت لوگوں میں تھے اور نہ بہت گھونگروالے بال والے۔ اور نہ سیدھے بال والے بلکہ سیدھے اور گھونگروالے بال والے تھے۔ اور نہ بہت موٹے اور نہ بہت دبلے پتلے۔ سفید رنگ میں سرخی جھلکتی ہوئی۔ سرگیں آنکھیں۔ پپوٹوں کے کنارے دراز۔ بڑے بڑے جوڑ بند۔ شانوں کے درمیاں کا حصہ بڑا۔ سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر۔ تمام جسم بالوں سے خالی ہتیلیاں اور تلوے پر گوشت۔ رفتار میں قدم (مبارک) زمین پر ٹکتے نہ تھے (یعنی تیز رفتار) گویا نشیب کی جانب چل رہے ہیں۔ جب کسی جانب توجہ فرماتے تو فوراً توجہ فرماتے آپ کے دونوں شانوں کے

درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ سخاوت میں سب سے زیادہ سخی جرأت میں سب سے زیادہ قوی دل۔ گفتگو میں سب سے زیادہ سچے یعاہدوں کو سب سے زیادہ پورا کرنے والے اور سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور معاشرت میں سب سے زیادہ کریمانہ اخلاق۔ پہلے پہل جس نے آپ کو دیکھا مرعوب ہو گیا۔ اور جس نے آپ کے ساتھ میل ملاپ رکھا۔ آپ سے محبت کرنے لگا۔ آپ کی نعت کرنے والا کہتا ہے کہ میں نے آپ کا سا نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا نہ آپ کے بعد کسی کو (صلی اللہ علیہ وسلم)

ابن اسحٰق نے کہا مجھے ابوطالب کی بیٹی ام ہانی سے، جن کا نام ہند تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسراء کے متعلق جو روایت پہنچی، اس میں یہ تھا۔ کہ وہ کہا کرتی تھیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رات سفر کرایا گیا آپ اس رات میرے ہی گھر میں تھے اور میرے پاس ہی آرام فرمایا تھا۔ آپ نے عشاء پڑھی۔ اس کے بعد آرام فرمایا اور ہم بھی سو گئے اور جب فجر سے کچھ پہلے کا وقت تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جگایا اور جب آپ نے صبح کی نماز پڑھ لی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھ لی تو آپ نے فرمایا۔

يَا أُمَّ هَانِئٍ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَكُمُ الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ كَمَا رَأَيْتِ بِهٰذَا الْوَادِي، ثُمَّ جِئْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَصَلَّيْتُ فِيهِ، ثُمَّ قَدْ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْغَدَاةِ مَعَكُمُ الْآنَ كَمَا تَرَيْنَ۔

اے ام ہانی! میں نے رات کی آخری نماز تو تم لوگوں کے ساتھ اسی وادی میں پڑھی جیسا کہ تم نے بھی دیکھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور وہاں نماز پڑھی۔ پھر صبح کی نماز بھی تمہارے ساتھ پڑھی جیسا کہ تم دیکھ رہی ہو۔

پھر آپ کھڑے ہو گئے کہ باہر تشریف لے جائیں تو میں نے آپ کی

چادر کا کنارہ پکڑ لیا آپ کے شکم مبارک سے چادر ہٹ گئی تو ایسا معلوم ہوا کہ قبطی کپڑا (جو نہایت سفید اور باریک ہوتا ہے) تہ کیا ہوا ہے میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی یہ بات لوگوں سے نہ بیان فرمائیے کہ وہ آپ کو جھٹلائیں گے اور آپ کو تکلیف دیں گے۔ آپ نے فرمایا:۔

وَاللهِ لَأُحَدِّثَنَّهُمُوهُ

واللہ! میں یہ تو ان سے ضرور بیان کروں گا۔

تو میں نے اپنی ایک حبشیہ لونڈی سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے جا تاکہ تو سن سکے کہ آپ لوگوں سے کیا فرماتے ہیں اور لوگ آپ کو اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے انھیں اس واقعے کی خبر دی تو وہ حیران ہو گئے اور کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی علامت کیا ہے کیونکہ ہم نے تو اس طرح کے واقعات کبھی سنے نہیں آپ نے فرمایا:۔

آيَةُ ذَلِكَ أَنِّي مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ بِوَادِي كَذَا وَكَذَا فَأَنْفَرَهُمْ حِسُّ الدَّابَّةِ فَنَدَّ لَهُمْ بَعِيرٌ فَدَلَلْتُهُمْ عَلَيْهِ وَأَنَا مُوَجِّهٌ إِلَى الشَّامِ ثُمَّ أَقْبَلْتُ حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِضَجْنَانَ مَرَرْتُ بِعِيرِ بَنِي فُلَانٍ فَوَجَدْتُ الْقَوْمَ نِيَامًا وَلَهُمْ إِنَاءٌ فِيهِ مَاءٌ قَدْ غَطَّوْا عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَكَشَفْتُ غِطَاءَهُ وَشَرِبْتُ مَا فِيهِ ثُمَّ غَطَّيْتُ عَلَيْهِ كَمَا كَانَ وَآيَةُ ذَلِكَ أَنَّ عِيرَهُمُ الْآنَ تَصَوَّبُ مِنَ الْبَيْضَاءِ ثَنِيَّةِ التَّنْعِيمِ يَقْدُمُهَا جَمَلٌ أَوْرَقُ

عَلَيۡهِ غِرَارَتَانِ إِحۡدَاهُمَا سَوۡدَاءُ وَالۡأُخۡرَىٰ بَرۡقَاءُ۔

اس کی علامت یہ ہے کہ میں فلاں قبیلے کے قافلے کے پاس گزرا جو فلاں وادی میں تھا تو اس قافلے کے اونٹوں کو (میری سواری کے) اس جانور کے احساس نے بدکا دیا اور ان کا ایک اونٹ بھاگ گیا تو میں نے اس اونٹ کی جانب ان کی رہنمائی کی جبکہ میں شام کی طرف جا رہا تھا۔ پھر میں واپس آیا یہاں تک کہ جب میں مقام ضجنان میں فلاں قبیلے کے پاس سے گزرا تو میں نے ان لوگوں کو سوتا پایا اور ان کا ایک برتن رکھا تھا جس میں پانی تھا۔ انھوں نے اس پر کوئی چیز ڈھانک دی تھی۔ میں نے اس کے ڈھکنے کو کھولا اور جو چیز اس میں تھی وہ پی لی۔ پھر جیسا تھا اس پر ویسا ہی اسے ڈھانک دیا۔ اس کی ایک اور علامت یہ ہے کہ ان کا قافلہ اس وقت مقام بیضاء کے کوہ تنعیم سے اتر چکا ہے۔ اس کے آگے ایک بھورا سیاہی مائل اونٹ ہے جس پر دو تھیلے ہیں جن میں کا ایک تو سیاہ ہے اور دوسرا مختلف رنگ کا ہے۔

ام ہانی نے کہا کہ پھر تو لوگ اس پہاڑی کی جانب دوڑے تو انھیں پہلا اونٹ نہ ملا جس طرح کہ آپ نے بیان فرما دیا تھا (یعنی وہ پہاڑی سے اتر کر آگے بڑھ چکا تھا) اور ان لوگوں نے ان قافلے والوں) سے اس برتن کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے انھیں خبر دی کہ اس میں انھوں نے پانی بھر کر رکھا تھا اور اسے ڈھانک دیا بھی تھا اور جب وہ اٹھے تو اس کو انھوں نے اسی طرح ڈھنکا ہوا پایا جس طرح انھوں نے اسے ڈھانک دیا تھا لیکن اس میں انھوں نے پانی نہ پایا اور دوسرے لوگوں سے بھی دریافت کیا جو مکہ میں آچکے تھے تو انھوں نے بھی کہا کہ اس نے سچ کہا۔ بے شک ہمارے اونٹ اسی وادی میں جس کا ذکر کیا گیا ہے بدکے تھے اور ہمارا ایک اونٹ بھاگ گیا تھا تو ہم نے ایک شخص کی آواز سنی جو ہمیں اس جانب بلا رہا تھا حتیٰ کہ ہم نے

اس (اونٹ) کو پکڑ لیا۔

معراج اور ان نشانیوں کا بیان جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں ملاحظہ فرمایا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا ابو سعید خدری کی روایت بیان کی کہ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا:۔

لَمَّا فَرَغْتُ مِمَّا كَانَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ أُتِيَ بِالْمِعْرَاجِ وَلَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ وَهُوَ الَّذِي يَمُدُّ إِلَيْهِ مَيِّتُكُمْ عَيْنَيْهِ إِذَا حُضِرَ فَأَصْعَدَنِي صَاحِبِي فِيهِ، حَتّٰى انْتَهٰى بِي إِلٰى بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَاءِ يُقَالُ لَهُ بَابُ الْحَفَظَةِ عَلَيْهِ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ يُقَالُ لَهُ إِسْمَاعِيلُ تَحْتَ يَدَيْهِ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ تَحْتَ يَدَيْ كُلِّ مَلَكٍ مِنْهُمْ اثْنَا عَشَرَ أَلْفَ مَلَكٍ۔

بیت المقدس میں جو کچھ ہوا اس سے جب میں فارغ ہوا

تو سیڑھی لائی گئی اور میں نے اس سے بہتر کبھی کوئی چیز نہیں
دیکھی اور یہی وہ چیز ہے جس کی جانب تمہارے مردے اپنی 11
آنکھیں کھولے تکتے رہتے ہیں جب موت آتی ہے اس کے
بعد میرے ساتھی نے مجھے اس پر چڑھا دیا یہاں تک کہ
مجھے لیکر آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے تک
پہنچا جس کا نام باب الحفظہ (نگہبانوں کا دروازہ) تھا
اس پر فرشتوں میں سے ایک فرشتہ (نگہبان) ہے جس کا نام
اسماعیل ہے جس کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار ایسے فرشتے
ہیں جن میں سے ہر ایک کے ہاتھ کے نیچے بارہ ہزار فرشتے ہیں
راوی نے کہا کہ جب یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان
فرماتے تو فرمایا کرتے:۔

وَمَا یَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ بِیْ قَالَ مَنْ هُوَ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ اَوَ قَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَدَعَالِیْ بِخَیْرٍ وَقَالَهٗ۔

تیرے پروردگار کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
فرمایا۔ پھر جب وہ مجھے لیکر داخل ہوئے اس نے کہا اے
جبریل یہ کون ہے۔ کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس نے
کہا کیا بلوائے گئے ہیں۔ کہا ہاں تو اس نے میرے لیے بھلائی کی
دعا کی اور بھلی بات کہی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ان سے سن کر
جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی تھی بیان کیا کہ
آپ نے فرمایا:۔

تَلَقَّتْنِی الْمَلَائِکَةُ حِیْنَ دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْیَا فَلَمْ یَلْقَنِیْ مَلَكٌ
اِلَّا ضَاحِکًا مُسْتَبْشِرًا یَقُوْلُ خَیْرًا وَیَدْعُوْ بِهٖ حَتّٰی لَقِیَنِیْ مَلَكٌ
مِنَ الْمَلَائِکَةِ فَقَالَ مِثْلَ مَا قَالُوْا وَدَعَا بِمِثْلِ مَا یَدْعُوْا بِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ یَضْحَكْ
وَلَمْ اَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ مَا رَأَیْتُ مِنْ غَیْرِهٖ، فَقُلْتُ لِجِبْرِیْلَ
یَا جِبْرِیْلُ مَنْ هٰذَا الْمَلَكُ الَّذِیْ قَالَ لِیْ کَمَا قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ
وَلَمْ یَضْحَكْ وَلَمْ اَرَ مِنْهُ مِنَ الْبِشْرِ مِثْلَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْهُمْ قَالَ:
فَقَالَ لِیْ جِبْرِیْلُ اَمَا اِنَّهٗ لَوْ کَانَ ضَحِكَ اِلٰی اَحَدٍ کَانَ قَبْلَكَ
اَوْ کَانَ ضَاحِکًا اِلٰی اَحَدٍ بَعْدَكَ لَضَحِكَ اِلَیْكَ وَلٰکِنَّهٗ لَا
یَضْحَكُ هٰذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِجِبْرِیْلَ وَهُوَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالْمَکَانِ الَّذِیْ وَصَفَ لَکُمْ
"مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ" اَلَا تَاْمُرُهٗ اَنْ یُرِیَنِی النَّارَ فَقَالَ، بَلٰی یَا مَالِكُ
اَرِ مُحَمَّدًا النَّارَ، قَالَ فَکَشَفَ عَنْهَا غِطَاءَهَا فَفَارَتْ وَارْتَفَعَتْ حَتّٰی

لہ ـ (الف) میں فکشف کے بجائے فکشق قاف سے لکھا ہے جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

ظَنَنْتُ لَتَأْخُذَنَّ مَا أَرَى، قَالَ: فَقُلْتُ لِجِبْرِيلَ، مُرْهُ فَلْيَرُدَّهَا

إِلَى مَكَانِهَا، قَالَ، فَأَمَرَهُ، فَقَالَ لَهَا: اخْبِي فَرَجَعَتْ إِلَى

مَكَانِهَا الَّذِي خَرَجَتْ مِنْهُ، فَمَا شَبَّهْتُ رُجُوعَهَا إِلَّا وُقُوعَ

الظِّلِّ، حَتَّى إِذَا دَخَلَتْ، مِنْ حَيْثُ خَرَجَتْ رَدَّ عَلَيْهَا غِطَاءَهَا،

جب میں دنیوی آسمان میں داخل ہوا تو مجھ سے فرشتوں نے ملاقات کی اور ہر فرشتہ مجھ سے ہنستے ہوئے اور خوشی خوشی ملتا، اچھی بات کرتا اور اچھی دعا دیتا تھا یہاں تک کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ مجھ سے ملا اور اس نے بھی ویسی ہی باتیں کیں جس طرح دوسروں نے کی تھیں اور ویسی ہی دعا دی جس طرح دوسروں نے دی تھی۔ مگر وہ نہ ہنسا اور نہ اس کے چہرے پر میں نے وہ خوشی دیکھی جو دوسروں کے چہروں پر دیکھی تھی۔ تو میں نے جبریل سے کہا اے جبریل یہ کونسا فرشتہ ہے جس نے مجھ سے بات تو ویسی ہی کی جیسی تمام فرشتوں نے کی (لیکن) نہ اس نے مجھ سے ہنس کر (بات) کی اور نہ میں نے اس کے چہرے پر ویسی خوشی دیکھی جیسی دوسروں کے چہرے پر۔ فرمایا: تو جبریل نے مجھ سے کہا (آپ کا ارشاد تو سچ ہے) لیکن اگر اس نے آپ سے پہلے کسی اور سے ہنس کر بات کی ہوتی یا آپ کے بعد کسی اور سے ہنس کر بات کرنے والا ہوتا تو ضرور آپ سے بھی ہنس کر بات کرتا لیکن حالت یہ ہے کہ وہ ہنسکر بات کرتا ہی نہیں۔ یہ دوزخ کا منتظم مالک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے جبریل سے

کہا وہ اللہ کے پاس اس مرتبہ پر ہے جس کے متعلق اس نے تم سے بیان فرمایا ہے کہ وہ وہاں (کا) امانت دار سردار ہے. کیا تم اسے حکم نہ دو گے کہ وہ مجھے دوزخ دکھائے کہا کیوں نہیں (ضرور اس کو حکم دوں گا)۔ اے مالک! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دوزخ (کے عجائبات) دکھا۔ فرمایا تب تو اس نے دوزخ کا ڈھکنا کھولدیا۔ پس وہ (دوزخ) جوش میں آگیا اور بلند ہو گیا یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ ان تمام چیزوں کو جنھیں میں دیکھ رہا ہوں وہ ضرور پکڑے گا۔ میں نے جبرئیل سے کہا اسے حکم دو کہ اس کو اس کی جگہ پر لوٹا دے۔ فرمایا۔ تو انھوں نے اسے حکم دیا تو اس نے اس (دوزخ) سے کہا خاموش ہو جا۔ پس وہ اپنی اس جگہ پر چلا گیا جہاں سے وہ نکلا تھا۔ میں نے اس کے لوٹنے کو سایہ پڑنے کے مشابہ پایا حتیٰ کہ جب وہ جہاں سے نکلا وہیں چلا گیا تو اس نے اس پر اس کا ڈھکنا ڈھانک دیا۔ ۱۲

اور ابو سعید نے اپنی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے فرمایا۔

لَمَّا دَخَلْتُ السَّمَاءَ الدُّنْيَا رَأَيْتُ فِيهَا رَجُلًا جَالِسًا تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ بَنِي آدَمَ فَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَيُسَرُّ بِهِ وَيَقُولُ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَيَقُولُ لِبَعْضِهَا إِذَا عُرِضَتْ عَلَيْهِ أُفٍّ وَيَعْبِسُ بِوَجْهِهٖ وَيَقُولُ رُوحٌ خَبِيثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ ۔ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ

هٰذَا أَبُوكَ آدَمُ تُعْرَضُ عَلَيْهِ أَرْوَاحُ ذُرِّيَّتِهِ فَإِذَا مَرَّتْ بِهِ رُوحُ الْمُؤْمِنِ مِنْهُمْ سُرَّ بِهَا وَقَالَ رُوحٌ طَيِّبَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ طَيِّبٍ وَإِذَا مَرَّتْ بِهِ رُوحُ الْكَافِرِ مِنْهُمْ أَفَّفَ مِنْهَا وَكَرِهَهَا وَسَاءَ ذٰلِكَ وَقَالَ رُوحٌ خَبِيثَةٌ خَرَجَتْ مِنْ جَسَدٍ خَبِيثٍ۔

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ مَشَافِرُ كَمَشَافِرِ الْإِبِلِ فِي أَيْدِيهِمْ قِطَعٌ مِنْ نَارٍ كَالْأَفْهَارِ يَقْذِفُونَهَا فِي أَفْوَاهِهِمْ فَتَخْرُجُ مِنْ أَدْبَارِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ مَالِ الْيَتَامٰى ظُلْمًا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا لَهُمْ بُطُونٌ لَمْ أَرَ مِثْلَهَا قَطُّ بِسَبِيلِ آلِ فِرْعَوْنَ يَمُرُّونَ عَلَيْهِمْ كَالْإِبِلِ الْمَهْيُومَةِ حِينَ يُعْرَضُونَ عَلَى النَّارِ يَطَؤُنَهُمْ لَا يَقْدِرُونَ عَلٰى أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْ مَكَانِهِمْ ذٰلِكَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا

قَالَ ثُمَّ رَأَيْتُ رِجَالًا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ لَحْمٌ سَمِينٌ طَيِّبٌ إِلٰى جَنْبِهِ لَحْمٌ غَثٌّ مُنْتِنٌ يَأْكُلُونَ مِنَ الْغَثِّ الْمُنْتِنِ وَيَتْرُكُونَ السَّمِينَ الطَّيِّبَ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ!

قَالَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَتْرُکُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ مِنَ النِّسَاءِ وَیَذْهَبُوْنَ اِلٰی مَاحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِنْهُنَّ قَالَ ثُمَّ رَأَیْتُ نِسَاءً مُعَلَّقَاتٍ بِثُدِیِّهِنَّ فَقُلْتُ مَنْ هٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِیْ اَدْخَلْنَ عَلَی الرِّجَالِ مَنْ لَیْسَ مِنْ اَوْلَادِهِمْ۔

میں جب دنیا والے آسمان میں داخل ہوا تو وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس پر بنی آدم کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان میں کی بعض روحیں اس پر پیش کی جاتی ہیں تو وہ ان کا خیر مقدم کرتا ہے اور اس سے اسے خوشی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے اچھی روح ہے جو اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان میں کے دوسرے بعض اس پر پیش ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے تھو ہے اور تیوری چڑھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ خبیث روح ہے جو خبیث جسم سے نکل آئی ہے فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے والد آدم ہیں۔ ان پر ان کی اولاد کی روحیں پیش کی جاتی ہیں تو جب ان کے پاس سے ان میں کے ایماندار کی روح گزرتی ہے تو اس سے خوش ہوتے اور کہتے ہیں اچھی روح اچھے جسم سے نکلی ہے اور جب ان کے پاس سے ان میں کے کافر کی روح گزرتی ہے تو اس کو دیکھکر تھو تھو کرتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں اور وہ انھیں برا معلوم ہوتا ہے اور کہتے ہیں گندے جسم سے گندی روح نکلی ہے۔

فرمایا۔ پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں کے سے ہیں ان کے ہاتھوں میں آگ کے ٹکڑے گول پتھروں کی طرح ہیں وہ انھیں اپنے منہوں میں ڈال لیتے ہیں تو وہ ان کی مقعدوں میں سے نکلتے ہیں تو میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا

یہ ظلم سے یتیموں کے مال کھا جانے والے ہیں۔ فرمایا۔
پھر میں نے چند آدمیوں کو دیکھا کہ میں نے ان کے سے پیٹ کبھی نہیں دیکھے۔ یہ لوگ فرعونیوں کے راستے میں ہیں وہ جب دوزخ پر لائے جاتے ہیں تو ان پر سے پیاسے اونٹوں کی طرح گزرتے
۱۳ ہیں اور وہ انھیں پامال کرتے چلے جاتے ہیں اور ان میں اس کی بھی قدرت نہیں کہ اپنی اس جگہ سے ہٹ سکیں۔ میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں انھوں نے کہا یہ سود خوار ہیں فرمایا۔
پھر میں نے چند لوگوں کو دیکھا جن کے سامنے بہترین چکنا گوشت ہے اور ان کے بازو دبلے جانور کا سڑا ہوا گوشت ہے جس میں چکنائی نہیں اور وہ لوگ وہی سڑا ہوا دبلے جانور کا گوشت کھاتے ہیں اور چکنا اور بہترین گوشت چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو عورتوں میں سے ان عورتوں کو تو چھوڑ دیتے ہیں جن کو اللہ نے حلال کیا ہے اور ان میں سے جن کو ان پر حرام کیا ہے وہ انھیں کی جانب جاتے ہیں۔ فرمایا پھر میں نے ایسی عورتیں دیکھیں جو اپنی چھاتیوں سے لٹکی ہوئی ہیں تو میں نے کہا۔ اے جبریل یہ کون ہیں۔ انھوں نے کہا یہ وہ عورتیں ہیں جنھوں نے (اپنے) مردوں کے پاس ایسا بچہ داخل کر دیا جو ان کی اولاد میں سے نہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عمرو نے قاسم بن محمد سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِشْتَدَّ غَضَبُ اللہِ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ اَدْخَلَتْ عَلٰی قَوْمٍ مَنْ لَیْسَ مِنْہُمْ فَاَکَلَ حَرَائِبَہُمْ وَاطَّلَعَ عَلٰی عَوْرَاتِہِمْ

اللہ کا غضب اس عورت پر سخت ہو گیا جس نے کسی خاندان میں ایسے بچے کو داخل کر دیا جو ان میں کا نہ تھا۔ پھر اس (بچہ) نے ان کا مال معیشت کھا لیا اور ان کی پوشیدہ چیزیں دیکھ لیں۔

پھر حدیث ابی سعید الخدری کے جانب مراجعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔—

ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّانِیَةِ فَاِذَا فِیْهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ وَیَحْیٰی بْنُ زَکَرِیَّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ صُوْرَتُهٗ کَصُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا اَخُوْكَ یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَاِذَا فِیْهَا رَجُلٌ فَسَاَلْتُهٗ مَنْ هُوَ قَالَ هٰذَا اِدْرِیْسُ قَالَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعْنَاهُ مَکَانًا عَلِیًّا قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَاِذَا فِیْهَا کَهْلٌ اَبْیَضُ الرَّاْسِ وَاللِّحْیَةِ عَظِیْمُ الْعُثْنُوْنِ لَمْ اَرَ کَهْلًا اَجْمَلَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا یَا جِبْرِیْلُ قَالَ هٰذَا
۱۴ الْمُحَبَّبُ فِیْ قَوْمِهٖ هَارُوْنُ بْنُ عِمْرَانَ قَالَ ثُمَّ اَصْعَدَنِیْ اِلَی السَّمَاءِ

السَّادِسَةِ، فَاِذَا فِيهَا رَجُلٌ آدَمُ طَوِيلٌ اَقْنٰى كَاَنَّهٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ فَقُلْتُ لَهٗ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا اَخُوكَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ ثُمَّ اَصْعَدَنِي اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاِذَا فِيهَا كَهْلٌ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ اِلٰى بَابِ الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ يَدْخُلُهٗ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ اَلْفَ مَلَكٍ لَا يَرْجِعُونَ فِيهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ اَرَ رَجُلًا اَشْبَهَ بِصَاحِبِكُمْ وَلَا صَاحِبُكُمْ اَشْبَهَ بِهٖ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ مَنْ هٰذَا يَا جِبْرِيلُ قَالَ هٰذَا اَبُوكَ اِبْرَاهِيمُ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ بِي اِلَى الْجَنَّةِ فَرَاَيْتُ فِيهَا جَارِيَةً فَسَاَلْتُهَا لِمَنْ اَنْتِ وَقَدْ اَعْجَبَتْنِي حِينَ رَاَيْتُهَا فَقَالَتْ لِزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ فَبَشَّرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ۔

پھر وہ مجھے دوسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ دونوں خالہ زاد بھائی عیسیٰ بن مریم اور یحییٰ بن زکریا موجود ہیں فرمایا۔ پھر وہ مجھے تیسرے آسمان پر لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک شخص ہے جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی سی ہے۔ فرمایا میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا

یہ آپ کے بھائی یوسف بن یعقوب ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چوتھے آسمان پر لے گیا تو اس میں میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا وہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ ادریس ہیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے۔ ورفعناہ مکانا علیا (یعنی کلام مجید میں جو یہ الفاظ ہیں وہ اسی مرتبہ کو ظاہر کر رہے ہیں) ہم نے اسے بلند جگہ پر چڑھا دیا۔ فرمایا پھر مجھے پانچویں آسمان پر لے گیا تو اس میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ سال۔ سفید۔ سر سفید بڑی داڑھی والا کسی میانہ سال شخص کو اس سے زیادہ خوبصورت میں نے نہیں دیکھا۔ فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ اپنی قوم کے محبوب ہارون ابن عمران ہیں۔ فرمایا پھر مجھے چھٹے آسمان کی طرف لے گیا تو اس میں دیکھا کہ ایک گندم گوں شخص دراز قامت بلند بینی ہے گویا کہ وہ قبیلہ شنؤۃ کے لوگوں میں سے ہے میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے۔ انھوں نے کہا یہ آپ کے بھائی موسیٰ بن عمران ہیں پھر مجھے ساتویں آسمان پر لے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک میانہ عمر شخص بیت المعمور کے دروازے کے پاس کرسی پر بیٹھا ہوا ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت کے دن تک پھر اس میں سے واپس نہیں آتے میں نے اس شخص سے مشابہ تمھارے دوست (یعنی خود ذات مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ کسی اور کو نہیں دیکھا اور نہ تمھارے دوست سے مشابہ کسی اور کو اس سے زیادہ دیکھا فرمایا۔ میں نے کہا اے جبریل یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ آپ کے والد (یعنی دادا) ابراہیم ہیں۔ فرمایا پھر مجھے لے کر جنت میں داخل ہوا تو اس میں میں نے

ایک چھوکری دیکھی اور جب میں نے اس کو دیکھا تو وہ مجھے بہت بھلی معلوم ہوئی میں نے اس سے پوچھا تو کس کی ہے۔ اس نے کہا زید بن حارثہ کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید ابن حارثہ کو اس کی خوش خبری دی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن مسعود کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت پہنچی کہ ہر آسمان پر جب آپ کو لے کر جبریل جاتے اور اندر آنے کی اجازت طلب کرتے تھے تو وہ کہتے تھے اے جبریل یہ (تمہارے ساتھ) کون ہے تو جبریل کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ کہتے کیا بلوائے گئے ہیں۔ یہ کہتے، ہاں تو وہ کہتے۔ اللہ اس بھائی اور دوست کو زندہ رکھے۔ یہاں تک کہ آپ کو لے کر وہ ساتویں آسمان پر پہنچے پھر آپ کو آپ کے پروردگار کے پاس پہنچایا گیا۔ پھر اس نے آپ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض فرمائیں۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَأَقْبَلْتُ رَاجِعاً، فَلَمَّا مَرَرْتُ بِمُوسَىٰ بْنِ عِمْرَانَ، وَنِعْمَ الصَّاحِبُ كَانَ لَكُمْ سَأَلَنِيْ كَمْ فُرِضَ عَلَيْكَ مِنَ الصَّلَاةِ فَقُلْتُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ إِنَّ الصَّلٰوةَ ثَقِيْلَةٌ، وَإِنَّ أُمَّتَكَ ضَعِيْفَةٌ فَارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكَ وَعَنْ أُمَّتِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ يُخَفِّفَ عَنِّيْ وَعَنْ أُمَّتِيْ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَمَرَرْتُ عَلَىٰ مُوْسَىٰ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَسَأَلْتُهُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ لِيْ مِثْلَ ذٰلِكَ كُلَّمَا

رَجَعْتُ اِلَیْہِ فَارْجِعْ فَسَلْ رَبَّکَ حَتّٰی اَنْتَہَیْتُ اِلٰی اَنْ وَضَعَ ذٰلِکَ عَنِّی اِلَّا الْخَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَۃٍ ثُمَّ رَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی۔

پھر میں واپس آیا اور موسیٰ بن عمران کے پاس سے گزرا۔ اور وہ تمہارے لیے بڑے اچھے شخص نکلے۔ انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ پر کتنی نمازیں فرض کی گئیں تو میں نے کہا روزانہ پچاس نمازیں انھوں نے کہا۔ نماز بڑی بوجھل چیز ہے اور آپ کی امت کمزور ہے اس لیے آپ اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جائیے اور اس سے درخواست کیجیے کہ آپ پر سے اور آپ کی امت پر سے (اس) بوجھ کو کم کر دے۔ پس میں واپس گیا اور اپنے پروردگا سے درخواست کی کہ مجھ پر سے اور میری امت پر سے بوجھ کم کرے تو اس نے دس (نمازیں) کم کر دیں۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔ انھوں نے مجھ سے پھر ویسا ہی کہا۔ تو پھر میں لوٹ کر گیا اور اس سے درخواست کی تو اس نے اور دس کم کر دیں۔ پھر جب میں ان کی طرف لوٹا تو اسی طرح مجھ سے کہتے رہے کہ آپ لوٹ جائیے اور اپنے پروردگار سے درخواست کیجیے یہاں تک کہ یہ تخفیف روزانہ پانچ نمازوں تک پہنچ گئی۔ پھر میں لوٹا اور موسیٰ کے پاس سے گزرا۔

فَقَالَ لِیْ مِثْلَ ذٰلِکَ فَقُلْتُ قَدْ رَاجَعْتُ رَبِّیْ وَسَاَلْتُہٗ حَتَّی اسْتَحْیَیْتُ مِنْہُ فَمَا اَنَا بِفَاعِلٍ فَمَنْ اَدَّاھُنَّ مِنْکُمْ اِیْمَانًا

وَاحْتِسَابًا لَّهُنَّ كَانَ لَهُ اَجْرُ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً مَّكْتُوْبَةً صَلَوَاتُ اللهِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ

پھر انھوں نے مجھ سے ویسا ہی کہا تو میں نے کہا۔ میں اپنے پروردگار کے پاس بار بار گیا اور اس سے درخواست کی حتیٰ کہ مجھے اس سے شرم آنے لگی ہے۔ پس اب تو میں ایسا نہیں کروں گا پس ان نمازوں کو تم میں سے جو شخص ایمانداری کے ساتھ۔ ثواب سمجھ کر ادا کرے گا اس کو پچاس فرض نمازوں کا اجر ملے گا۔

محمد اور آل محمد پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔

ہنسی اڑانے والوں کی سزا اللہ کی طرف سے



ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کے جھٹلانے اور تکلیف دینے اور ہنسی اڑانے کے باوجود اللہ کے حکم پر صابر رہ کر ثواب سمجھ کر اس کو نصیحت فرماتے رہے۔ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن زبیر سے حدیث بیان کی کہ آپ کی قوم میں ہنسی اڑانے والوں میں بڑی بڑی ہستیاں پانچ تھیں اور یہ (لوگ) اپنی قوم میں بلند پایہ اور سن رسیدہ تھے۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب میں سے الاسود بن المطلب بن اسد ابو زمعہ۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ایذا رسانی اور تمسخر کے سبب سے اس کے لیے بدعا فرمائی تھی اور فرمایا تھا:۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

۱۶ اللّٰھُمَّ أَعْمِ بَصَرَہٗ وَأَثْكِلْهُ وَلَدَہٗ

یا اللہ اس کو اندھا کردے اور اس کو اس کے لڑکے کی موت پر رلا

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے الاسود بن عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔

اور بنی مخزوم بن یقظۃ بن مرۃ میں سے الولید بن المغیرۃ بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن الکعب میں سے العاص بن وائل

ابن ہشام۔

ابن ہشام نے کہا کہ العاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم اور بنی خزاعہ میں سے الحارث بن الطلاطلۃ بن عمر بن الحارث بن عبد عمرو بن بوی ابن لمکان۔

۱۷ جب یہ لوگ برائی میں حد سے بڑھ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت مذاق اڑانے لگے تو اللہ نے یہ آیت اتاری۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِيْنَ الَّذِيْنَ يَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

(اے نبی) جو حکم تجھے دیا گیا ہے اسے صاف صاف (ڈنکے کی چوٹ) بیان کر اور مشرکین کی جانب سے اپنی توجہ ہٹالے۔ تیری حفاظت کے لیے ان ہنسی اڑانے والوں کو ہم دیکھ لیں گے جو اللہ کے ساتھ اور دوسرے معبودوں کا بھی ادعا رکھتے ہیں۔ پس وہ قریب میں جان لیں گے (کہ ان کا کیا حشر ہونے والا ہے)۔

مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر وغیرہ علما سے روایت کی کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جبکہ وہ

لوگ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ وہ آکر کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے بازو کھڑے ہو گئے اور آپ کے پاس سے الاسود بن المطلب گزرا تو (آپ[1] نے یا جبریل نے) اس کے منہ پر ایک سبز رنگ کی چھچی پھینکی تو وہ اندھا ہو گیا اور الاسود بن عبد یغوث آپ کے پاس سے گذرا تو اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تو وہ جلندر کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور اس کی وجہ سے وہ پیٹ پھول[2] کر مرا اور ولید بن مغیرہ آپ کے پاس سے گذرا تو اس کے ایک زخم کے نشان کی جانب اشارہ کیا جو اس کے پاؤں کے ٹخنے کے نیچے اس سے برسوں پہلے کبھی لگا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ وہ بنی خزاعہ کے ایک شخص کے پاس سے جا رہا تھا جو اپنے تیر درست کر رہا تھا۔ ان تیروں میں سے ایک تیر اس کے تہمد میں اٹک گیا اور اس کے پاؤں میں وہ خراش لگ گئی اور کچھ زیادہ نہ تھی۔ پس اسی زخم کا نشان پھوڑا ۱۸
بن گیا اور (یہی) اس کی موت کا سبب ہوا اور عاص بن وائل آپ کے پاس سے گزرا تو اس کے پاؤں کے تلوے کی جانب اشارہ کیا اور وہ اپنے گدھے پر طائف کو جانے کے ارادے سے نکلا تو وہ اس کو لے کر ایک خار دار درخت پر بیٹھ[3] گیا۔ تو اس کے پاؤں کے تلوے میں کانٹا چبھ گیا اور اس کی موت کا سبب بن گیا اور حارث بن الطلاطلہ آپ کے پاس سے گذرا تو اس کے سر کی جانب اشارہ کیا تو اس سے درد کے ساتھ پیپ نکلنے لگی اور اس کو موت کا مزا چکھا دیا۔

۱۔ رمی فعل ہے جس کی ضمیر غائب دونوں کی محتمل ہے لیکن گمان غالب یہ ہے کہ جبریل نے پھینکی ہو گی (احمد محمودی)

۲۔ (الف) میں حبنا کے بجائے جبنا جیم سے لکھا ہے جو اس مقام سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ (احمد محمودی)

۳۔ (ب ج د) میں ربض ضاد معجمہ سے ہے جس کے معنی ہیں بیٹھ گیا۔ (الف) میں ربصو صاد مہملہ سے ہے جس کے معنی انتظار کرنے اور ٹھیرنے کے ہیں۔ پہلا نسخہ زیادہ موزوں ہے (احمد محمودی)

ابو ازیہر الدوسی کا قصہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ولید کا وقت موت آیا تو اس نے اپنے بچوں کو بلایا جو تین تھے۔ ہشام بن الولید ولید بن الولید اور خالد بن الولید۔ اور ان سے کہا۔ اے میرے بچو! میں تمھیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں ان کو کبھی ہاتھ سے جانے نہ دینا۔ بنی خزاعہ سے میرے خون کا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا[1] حالانکہ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اس سے بری ہیں لیکن مجھے خوف ہے کہ اس کے سبب سے آج کے بعد تمھیں گالیاں دی جائیں گی۔ اور بنی ثقیف پر جو سود کی میری رقم ہے اس کو بھی بغیر لیے نہ چھوڑنا اور ابو ازیہر دوسی پر شرمگاہ کے متعلق جو میرا خونبہا ہے وہ بھی تم سے چھوٹ نہ جائے۔ ابو ازیہر نے اپنی ایک بیٹی اس کے نکاح میں دی تھی۔ پھر اس نے اس کو اس کے پاس جانے سے روک لیا۔ اور اس کے پاس اس کو جانے نہ دیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ پھر جب ولید بن مغیرہ مر گیا تو بنی مخزوم نے بنی خزاعہ پر ولید کا خونبہا لینے کے لیے حملہ کر دیا اور کہا کہ تمھارے آدمی کے تیر نے اس کو مار ڈالا اور بنی کعب عبدالمطلب بن ہاشم کے حلیف تھے۔ پس بنی خزاعہ نے ان کی اس بات سے انکار کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان اشعار میں مقابلہ ہوا اور آپس کے تعلقات نے شدت اختیار کی حالانکہ ولید کو جس شخص کا تیر لگا تھا وہ خزاعہ کی ایک شاخ بنی کعب بن عمرو میں کا تھا تو عبداللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن

---

[1] ۔ (ب ج د) میں فلا تطلنہ ہے جس کے معنی ہیں خون نہ کرنا بدلہ لیے بغیر نہ چھوڑنا (الف) میں فلا تطلبنہ لکھا جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے یعنی خون کا بدلہ ان سے طلب نہ کرنا اور یہ معنی آگے آنے والی عبارت کے بالکل خلاف ہیں۔ ولکنی اخشی ان تسبوا بہ۔ یعنی مجھے خوف ہے کہ اگر تم بدلہ نہ لو گے تو لوگ تم کو صلواتیں سنائیں گے اور تمھیں بزدل کہا جائے گا اس لیے نسخہ (الف) غلط ہے۔
(احمد محمودی)

مخزوم نے کہا:۔

إِنِّي زَعِيمٌ أَنْ تَسِيرُوا فَتَهْرُبُوا ... وَأَنْ تَتْرُكُوا الظَّهْرَانَ تَعْوِي ثَعَالِبُهْ

میں اس بات کا ذمہ دار ہوں کہ تم (اپنے وطن سے) چلے جاؤ اور بھاگ جاؤ اور مقام ظہران کو (ویران کر) چھوڑو کہ اس میں کی لومڑیاں (اس میں) چیختی چلاتی رہیں (تو تم آفتوں سے بچ جاؤ گے)۔

وَأَنْ تَتْرُكُوا مَاءً بِجِزْعَةِ أَطْرِقَا ... وَأَنْ تَسْأَلُوا أَيُّ الْأَرَاكِ أَطَايِبُهْ

اور وادی اطرقا کے کنارے کے پنگھٹ کو چھوڑ دو اور پیلو کے درختوں کے مقامات میں سے کسی اچھے مقام کی تلاش کر لو

فَإِنَّا أُنَاسٌ لَا تُطَلُّ دِمَاؤُنَا[1] ... وَلَا يَتَعَالَى صَاعِدًا مَنْ نُحَارِبُهُ

کیونکہ ہم ایسے لوگ ہیں کہ ہمارا خون مباح نہیں ہوا کرتا اور جس سے ہم بر سر جنگ ہوتے ہیں وہ سر برآوردہ نہیں ہو سکتا۔

اور ظہران واراکہ ۔بنی خزاعہ کی شاخ ۔بنی کعب ۔کے رہنے کے مقامات تھے ۔اس کے بعد اس کا جواب الجون بن ابی الجون ۔بنی کعب بن عمرو الخزاعی کے ایک شخص نے دیا وہ کہتا ہے ۔

وَاللّٰهِ لَا نُؤْتِي الْوَلِيدَ ظُلَامَةً ... وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا تَزُولُ كَوَاكِبُهْ

ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا

[1] ۔(الف) میں فان پر فے نہیں ہے ۔اس صورت میں وزن کے لیے واو عطف محذوف ماننا پڑے گا ۔(احمد محمودی)

عوض تو واللہ ہم نہیں دیں گے اور ابھی تم نے ایسا (سخت)
معرکہ تو دیکھا ہی نہیں جس کے تارے ٹوٹ پڑیں۔

وَيُصْبِحُ مِنْكُمْ مُسْمِنٌ بَعْدَ مُسْمِنٍ ۞ وَتُفْتَحُ بَعْدَ الْمَوْتِ قَسْرًا مَشَارِبُهُ

اور تم میں کا ایک ایک چربی والا یکے بعد دیگرے
پچھڑتا چلا جائے۔ اور (اس کے) مرنے کے بعد اس کا بالاخانہ
زبردستی کھولا جائے۔ یعنی اس کے محل پر دوسروں کا قبضہ
ہو جائے۔

إِذَا مَا أَكَلْتُمْ خُبْزَكُمْ وَخَزِيرَكُمْ ۞ فَكُلُّكُمْ بَاكِي الْوَلِيدِ وَنَادِبُهُ

جب تم اپنی روٹی اور حریرہ کھا لوگے تو پھر تم میں کا
ہر ایک ولید پر گریہ وزاری کرے گا۔

پھر ان لوگوں میں میل ملاپ ہو گیا اور ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ
صرف بدنامی سے ڈر (کر ایسا کر) رہے ہیں۔ اس لیے بنی خزاعہ نے انھیں
خونبہا کا کچھ حصہ دیا اور کچھ حصے سے وہ دست بردار ہو گئے اور جب ان
لوگوں میں صلح ہو گئی۔ تو جون بن ابی الجون نے کہا۔

وَقَائِلَةٍ لَمَّا اصْطَلَحْنَا تَعَجُّبًا ۞ لِمَا قَدْ حَمَلْنَا لِلْوَلِيدِ وَقَائِلِ

جب ہم نے صلح کر لی تو تعجب سے بعض عورتیں اور
بعض مرد کہنے لگے کہ ولید کے لیے ہم نے کیوں (خونبہا کا)
بار برداشت کیا۔

أَلَمْ تُقْسِمُوا تُؤْتُوا الْوَلِيدَ ظُلَامَةً ۞ وَلَمَّا تَرَوْا يَوْمًا كَثِيرَ الْبَلَابِلِ

(انھوں نے کہا) کیا تم نے قسمیں نہیں کھائی تھیں کہ
ولید کے (اپنے ہاتھوں) آفت میں مبتلا ہونے کا عوض دینے کو

ناپسند کروگے - اور ابھی تو تم نے ایسا (سخت) معرکہ دیکھا ہی نہیں جو غم و اندوہ سے پر ہو -

فَنَحْنُ خَلَطْنَا الْحَرْبَ بِالسِّلْمِ فَاسْتَوَتْ ... فَأَمَّ هَوَاهُ آمِنًا كُلُّ رَاحِلِ

ہم نے جنگ میں صلح کی آمیزش کی تو صلح مکمل ہوئی اور
ہر ایک مسافر بے خوف و خطر اپنی پسندیدہ چیزوں کے حاصل
کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا -

اس کے بعد بھی جون بن ابی الجون باز نہ رہا اور ولید کے قتل پر فخریہ اشعار لکھے اور بیان کیا کہ انھیں لوگوں نے اس کو قتل کیا حالانکہ یہ سب غلط بات تھی - غرض ولید جس بات سے ڈرتا تھا اس کو اور اس کے بچوں اور اس کی قوم کو وہی بدنامی نصیب ہوئی اور جون بن ابی الجون نے یہ شعر کہے -

21 أَلَا زَعَمَ الْمُغِيرَةُ أَنَّ كَعْبًا ... بِمَكَّةَ مِنْهُمْ قَدْرٌ كَثِيرُ

سن لو! کہ بنی مغیرہ نے اس بات کا دعوی کیا ہے کہ
مکہ میں بنی کعب کی تعداد زیادہ ہے (اور انھیں اکثریت حاصل ہے)

فَلَا تَفْخَرْ مُغِيرَةُ أَنْ تَرَاهَا ... بِهَا يَمْشِي الْمُعَلْهَجُ وَالْمَهِيرُ

ہمیں اس حالت میں دیکھ کر بنی مغیرہ فخر نہ کریں کہ
مکہ میں آبرو باختہ بھی چلتے پھرتے ہیں اور صحیح النسب
(شریف لوگ) بھی -

بِهَا آبَاؤُنَا وَبِهَا وُلِدْنَا ... كَمَا أَرْسَى بِمَثْبَتِهِ ثَبِيرُ

ہمارے بزرگ یہیں کے ہیں اور ہماری پیدائش بھی
یہیں کی ہے جس طرح کوہ ثبیر اپنی جگہ پر لنگر انداز ہے -

وَمَا قَالَ الْمُغِيرَةُ ذَاكَ إِلَّا ۔۔۔ لِيَعْلَمَ شَأْنَنَا أَوْ يَسْتَثِيرُ

اور بنی مغیرہ نے یہ بات صرف اس لیے کہی کہ ہماری اہمیت کا ہر شخص کو علم ہو جائے یا (ہمارے خلاف لوگوں کو) ابھارے۔

فَإِنَّ دَمَ الْوَلِيدِ يُطَلُّ إِنَّا ۔۔۔ نُطِلُّ دِمَاءً أَنْتَ بِهَا خَبِيرُ

کیونکہ ولید کا خون مباح ہو رہا ہے اور ہم اسی طرح بہت سے خون مباح کر رہے ہیں جن سے تو خوب واقف ہے۔

كَسَاهُ الْفَاتِكُ الْمَيْمُونُ سَهْمًا ۔۔۔ ذُعَافًا وَهُوَ مُمْتَلِئٌ بَهِيرُ

مبارک اچانک حملہ کرنے والے نے اس کے زہر آلود تیر (پیوست کر دیا) اور وہ (غصے سے) بھرا ہوا دم توڑ رہا تھا۔

فَخَرَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مُسْلَحِبًّا ۔۔۔ كَأَنَّهُ عِنْدَ وَجْبَتِهِ بَعِيرُ

پس وہ وادی مکہ میں دراز ہو کر گرا اس کے گرتے وقت ایسا معلوم ہوا گویا ایک اونٹ گرا۔

سَيَكْفِينِي مِطَالَ أَبِي هِشَامٍ ۔۔۔ صِغَارٌ جَعْدَةُ الْأَوْبَارِ خُورُ

ابو ہشام (کے خونبہا کی ادائی) کے وعدوں کو ٹالنے کے لیے چھوٹی چھوٹی گھونگر والے بال والی بہت دودھ دینے والی چند اونٹنیاں میرے لیے کافی ہو جائیں گی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے ان اشعار میں سے ایک شعر چھوڑ دیا ہے جس میں اس نے فحش گوئی کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر ہشام بن الولید نے ابو ازیہر پر حملہ کر دیا جبکہ

وہ سوق ذی المجاز میں تھا۔
ابو ازیہر کی بیٹی ابوسفیان بن حرب کے پاس یعنی ان کے نکاح میں تھی اور ابو ازیہر اپنی قوم میں شریف آدمی تھا۔ ہشام نے اس کو ولید کے خونبہا کے بدلے میں قتل کر دیا جو شرمگاہ سے متعلق تھا۔ جس کے متعلق اس کے باپ نے اس کو وصیت کی تھی اور یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو ہجرت فرمانے کے بعد ہوا اور جنگ بدر بھی گزر چکی تھی اور جنگ بدر میں مشرکین قریش میں کے بڑے بڑے سردار قتل اور آفتوں میں مبتلا ہو چکے تھے تو یزید بن ابی سفیان نکلا اور بنی عبد مناف کو جمع کیا اور ابوسفیان اس وقت ذوالمجاز میں تھے اور لوگ کہنے لگے کہ اس نے ابوسفیان کے پاس ان کی سسرال کے لیے امداد روا نہ کی ہے اور وہ اب اس کا بدلہ لینے والے ہیں لیکن جب ابوسفیان نے اپنے بیٹے کی اس کارگزاری کو سنا اور وہ بڑے ہوشیار اور متین شخص تھے اپنی قوم سے بہت محبت رکھتے تھے فوراً مکہ آئے اور انھیں خوف ہوا کہ کہیں ابو ازیہر کے متعلق قریش میں کوئی بڑا جھگڑا نہ ہو جائے اور اپنے بیٹے کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ وہ اپنی قوم کے افراد بنی عبد مناف اور مطیبین میں مسلح ہو چکا تھا۔ اور اس کے ہاتھ سے برچھا لے کر اس کے سر پر ایسا مارا کہ اس کو زمین پر گرا دیا اور کہا اللہ تیرا منہ کالا کرے۔ کیا تو چاہتا ہے کہ دوس میں کے ایک شخص کے لیے قریش کو آپس میں لڑا دے اگر وہ قبول کریں تو ہم انھیں خونبہا دے دیں گے اور اس معاملہ کو رفع دفع کر دیا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت اٹھے اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے لیے لوگوں کو ابھارا اور ابوسفیان پر ترک یاری اور بزدلی کا الزام لگایا اور کہا:۔

غَدَا أَهْلُ ضَوْجَيْ ذِي الْمَجَازِ كِلَيْهِمَا ۔ وَجَارُ ابْنِ حَرْبٍ بِالْمُغَمَّسِ مَا يَغْدُو

ذی المجاز کے دونوں نکڑ کے لوگ صبح سویرے
نکل کھڑے ہوئے لیکن ابن حرب کے ہمسایہ مغمس ہی میں ہیں

اور نکلتے نہیں ۔

وَلَمْ يَمْنَعِ الْعَيْرُ الضَّرُوطُ ذِمَارَهُ وَمَا مَنَعَتْ مَخْزَاةَ وَالِدِهَا هِنْدُ

اور پد وڑے گدھے نے اپنی حمایت کے قابل چیزوں کی بھی حفاظت نہیں کی اور ہند نے اپنے باپ کی رسوائی کا بھی بچاؤ نہیں کیا ۔

كَسَاكَ هِشَامُ بْنُ الْوَلِيدِ ثِيَابَهُ فَأَبْلِ وَأَخْلِفْ مِثْلَهَا جُدُدًا بَعْدُ

ہشام ابن الولید نے مقتول کے کپڑے تجھے پہناوئے ہیں خدا کرے کہ یہ کپڑے گھس پس کر اتریں اور اس کے بجائے اس کے سے اور نئے کپڑے بھی اس کے بعد ملتے رہیں (پہننا نصیب ہو)

۲۳ قَضَى وَطَرًا مِنْهُ فَأَصْبَحَ مَاجِدًا وَأَصْبَحْتَ رِخْوًا مَا تَخُبُّ وَمَا تَعْدُو

اس نے تو اپنے کام سے فراغت حاصل کر لی اور عزت وشان والا ہو گیا اور تو بے وقوف بن گیا کہ نہ تیز چل سکتا ہے اور نہ دوڑ سکتا ہے ۔

فَلَوْ أَنَّ أَشْيَاخًا بِبَدْرٍ تَشَاهَدُوا لَبَلَّ نِعَالَ الْقَوْمِ مُعْتَبِطٌ وَرْدُ

پس اگر بدر کے بوڑھے اس کو دیکھتے تو تمام قوم کے جوتوں کو تازہ گلابی خون تر کر دیتا ۔

جب ابو سفیان کو حسان کے ان شعروں کی اطلاع ملی تو انھوں نے کہا کہ دوس کے ایک آدمی کے لیے ہم میں کے بعض کو بعض سے لڑا دینا چاہتا ہے ۔ یہ خیال جو اس نے کیا ہے بدترین خیال ہے ۔

اور جب طائف والوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے سود کے بارے میں جو بنی ثقیف پر تھا گفتگو فرمائی کیونکہ ان کے باپ نے انھیں وصیت کی تھی۔ بعض اہل علم نے مجھ سے ان آیتوں کے متعلق بیان کیا کہ یہ آیتیں اس سود کی حرمت کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو لوگوں کے ہاتھوں میں رہ گیا تھا اور خالد نے اس سود کا مطالبہ کیا تھا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ)

اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو اللہ سے ڈرو جو
سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایماندار ہو اس بیان کے
آخر تک (جو اس بارے میں ہے)

اور ابو ازیہر کے خون کے بدلے کے متعلق کوئی جھگڑا جس کا ہمیں علم ہو نہیں ہوا حتی کہ اسلام نے لوگوں میں بیچ بچاؤ کر دیا۔ بجز ایک واقعہ کے کہ ضرار بن الخطاب بن مرداس الفہری قریش کے چند لوگوں کے ساتھ نکلا اور یہ لوگ سرزمین قبیلہ دوس میں ایک عورت کے پاس اترے جو دوس کی آزاد کردہ لونڈی تھی اور اس کا نام ام غیلان تھا اور عورتوں کی کنگھی چوٹی کرتی اور دلہنوں کا بناؤ سنگار کیا کرتی تھی تو قبیلہ دوس نے ان لوگوں کو ابو ازیہر کے بدلے میں مار ڈالنا چاہا تو ام غیلان اور اس کی ساتھ والیاں سینہ سپر ہو کر کھڑی ہوگئیں اور انھیں روک دیا تو ضرار بن الخطاب نے یہ شعر کہے :۔

۲۴ جَزَى اللَّهُ عَنَّا أُمَّ غَيْلَانَ صَالِحًا　وَنِسْوَتَهَا إِذْ هُنَّ شُعْثٌ عَوَاطِلُ

ام غیلان اور اس کی ساتھ والیوں کو اللہ تعالیٰ
ہماری جانب سے جزائے خیر دے کہ وہ پریشان بال اور

بے زیور و آرائش تھیں۔

فَهُنَّ دَفَعْنَ الْمَوْتَ بَعْدَ اقْتِرَابِهِ وَقَدْ بَرَزَتْ لِلثَّائِرِينَ الْمَقَاتِلُ

مذکورہ عورتوں نے موت کے نزدیک ہو جانے کے بعد اس کو ہٹا دیا حالانکہ خون کا بدلہ طلب کرنے والوں کے لیے قتل گاہیں ظاہر ہو گئی تھیں۔

دَعَتْ دَعْوَةً دَوْسًا فَسَالَتْ شِعَابُهَا بِعِزٍّ وَأَدَّتْهَا الشِّرَاجُ[1] الْقَوَابِلُ

(ام غیلان نے) بنی دوس کو (صلح کی جانب بلایا تو) تو اس کی شاخیں عزت کی جانب رواں ہو گئیں اور مقابل کے نالوں نے ان شاخوں کو اور زیادہ کر دیا یعنی سب کے سب صلح پر متفق ہو گئے۔

وَعَمْرًا جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فَمَا وَنَى وَمَا بَرَدَتْ مِنْهُ لَدَيَّ الْمَفَاصِلُ

اور اللہ تعالیٰ عمرو کو بھی جزائے خیر دے کہ اس نے سستی نہیں کی اور میرے پاس اس کے جوڑ بند سرد نہیں ہوئے یعنی کوشش کرتا رہا۔

فَجَرَّدْتُ سَيْفِي ثُمَّ قُمْتُ بِنَصْلِهِ وَعَنْ أَيِّ نَفْسٍ بَعْدَ نَفْسِي أُقَاتِلُ

پس میں نے اپنی تلوار کھینچ لی اور اس کے بعد اس کا پھل لے کر کھڑا ہو گیا اور میں اپنے نفس کے بچانے کے لیے نہ لڑوں گا تو پھر کس کے لیے لڑونگا۔

---

[1] ۔ (الف) میں السراج سین مہملہ سے ہے جس کی اس مقام سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی ۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ جو عورت ضرار کے لیے سینہ سپر ہو گئی تھی اس کا نام ام جمیل تھا اور بعض کہتے ہیں ام غیلان تھا اور کہا ممکن ہے کہ ام جمیل کے ساتھ ام غیلان بھی کھڑی ہو گئی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ام غیلان کے ساتھ اور لوگ بھی اس کے لیے سینہ سپر ہوئے ہوں اور ان میں ام جمیل بھی ہو۔

پھر جب عمر بن الخطاب (خلافت پر) فائز ہوئے تو آپ کے پاس ام جمیل آئی اور وہ یہ سمجھ رہی تھی کہ آپ اس (ضرار) کے بھائی ہیں۔ پھر جب اس نے آپ کو نسب بتایا تو آپ کو وہ واقعہ یاد آ گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ مجھے اس سے اسلامی بھائی چارے کے سوا اور کوئی رشتہ اس کے ۲۵
بھائی ہونے کا نہیں ہے اور وہ غازی ہے۔ (پھر اس سے مخاطب ہو کر فرمایا) تیرا احسان جو اس پر ہے (یعنی ضرار بن الخطاب پر) میں اس کو جانتا ہوں۔ پھر آپ نے اسے اس لحاظ سے کچھ عنایت فرمایا کہ وہ مسافرہ تھی۔

ابن ہشام نے کہا، ضرار، عمر بن الخطاب سے (جنگ) احد کے روز ملے تھے۔ تو وہ آپ کو نیزے کے عرض سے مارنے لگے، اور کہا: اے ابن الخطاب! بچو میں تمہیں قتل نہیں کروں گا۔ غرض عمر ان کے اسلام کے بعد انہیں پہچانتے تھے۔

ابو طالب اور خدیجہ کی وفات اور اس کے قبل و بعد کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے گھر آ کر ستاتے تھے وہ ابولہب۔ الحکم بن ابی العاص بن امیہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ عدی بن حمراء الثقفی اور ابن الاصداء الہذلی تھے اور یہ آپ کے پڑوسی تھے۔ ان میں سے حکم بن ابی العاص کے سوا اور کسی نے اسلام اختیار نہیں کیا۔ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان میں کے بعض تو آپ کے نماز پڑھتے وقت آپ پر بکری کا بچہ دان ڈال دیتے اور بعض آپ کے پکانے کے برتن جب پکانے کے لیے رکھے جاتے تو اس میں ڈال دیتے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محفوظ مقام اختیار فرما لیا تھا کہ جب نماز

ادا فرماتے تو اس مقام پر ان لوگوں سے پوشیدہ ہو جاتے اور جب اس قسم کی گندگی وہ لوگ آپ پر ڈالتے تو آپ اس کو ایک لکڑی پر لے کر نکلتے اور اس کو لے کر اپنے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے ۔

اَیْ عَبْدَ مَنَافٍ اَیُّ جِوَارٍ هٰذَا

اے عبد مناف یہ کیسی ہمسائگی ہے ۔

(یعنی کیا پڑوسی کا یہی حق ادا کیا جا رہا ہے) پھر اسے راستے پر ڈال دیتے جیسا کہ مجھ سے عمر بن عبد اللہ بن عروۃ نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر خدیجہ بنت خویلد اور ابو طالب دونوں کا ایک ہی سال میں انتقال ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خدیجہ کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لئے تبلیغ اسلام میں سچی مددگار تھیں اور آپ کے چچا ابو طالب کے انتقال کے سبب سے جو آپ کے لیے آپ کے کاموں میں قوت بازو اور نگران کار اور آپ کی قوم کے مقابلے میں محافظ اور مددگار تھے پے در پے مصیبتیں آنے لگیں۔ اور یہ واقعات مدینہ کی جانب آپ کے ہجرت کرنے سے تین سال پہلے کے ہیں۔ جب ابو طالب کا انتقال ہوا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ۲۷
دینے کے ایسے موقعے حاصل ہو گئے کہ ابو طالب کی زندگی میں ان کی وہ امید بھی نہ کر سکتے تھے حتیٰ کہ قریش کے بے وقوفوں میں سے ایک بیوقوف آپ کے راستے میں آڑے آیا اور آپ کے سر پر مٹی ڈال دی ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ ابن الزبیر سے روایت کی ۔ انھوں نے کہا کہ جب اس بے وقوف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر وہ مٹی ڈالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں کہ مٹی آپ کے سر پر تھی بیت الشرف میں

لہ ۔ (الف) میں نہیں ہے ۔ (احمد محمودی)

تشریف لائے تو صاحبزادیوں میں سے ایک صاحبزادی اٹھیں اور آپ (کے سر پر) کی مٹی دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرماتے جاتے تھے

لَا تَبْكِي يَا بُنَيَّةُ فَإِنَّ اللهَ مَانِعُ أَبَاكِ

اے میری پیاری بیٹی نہ رو۔ اللہ تیرے باپ کا محافظ ہے۔
اور اسی اثناء میں یہ بھی فرماتے جاتے:۔

مَا نَالَتْ مِنِّي قُرَيْشٌ شَيْئًا أَكْرَهُهُ حَتَّىٰ مَاتَ أَبُو طَالِب

ابوطالب کے مرنے تک قریش میرے ساتھ ایسا کوئی برتاؤ نہ کر سکے جو مجھے ناپسند ہوا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوطالب بیمار ہوے اور ان کی بیماری کی خبر قریش کو ہوئی تو ان کے بعضوں نے بعضوں سے کہا کہ حمزۃ اور عمر دونوں نے اسلام اختیار کر لیا ہے اور قریش کے تمام قبیلوں میں محمد کی تبلیغ پھیل چکی ہے۔ ہم کو چاہئے کہ ہم ابوطالب کے پاس جائیں کہ وہ اپنے بھتیجے سے ہمارے متعلق (کوئی عہد) لیں اور ہم سے (کچھ معاہدہ) لے کر اسے دین کیونکہ ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ یہ لوگ ہم سے ہماری امارت چھین لیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس نے اور انھوں نے اپنے بعض خاندان والوں سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ لوگ ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی۔ ان میں قوم کے سربرآوردہ عتبہ بن ربیعہ۔ شیبہ بن ربیعہ۔ ابوجہل بن ہشام۔ امیۃ بن خلف اور ابوسفیان بن حرب اور ان کے علاوہ قوم کے اور سربرآوردہ افراد تھے۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوطالب آپ سے ہمارے ایسے تعلقات ہیں جس کو آپ خوب جانتے ہیں اور

اب آپ کے پاس وہ چیز آ چکی ہے جس کو آپ دیکھ رہے ہیں اور ہمیں
آپ کے متعلق (آپ کے مرجانے کا) خوف ہے۔ آپ کے بھتیجے اور
ہمارے درمیان جیسے تعلقات ہیں اس سے بھی آپ واقف ہیں اس لیے
انھیں بلائیے اور ان کے لیے ہم سے (عہد) لیجئے اور ہمارے لیے
ان سے (عہد) لیجئے کہ وہ ہم (پر دست درازی) سے دست کش رہیں
اور ہم ان (پر دست درازی) سے دست کش رہیں اور وہ ہمیں ہمارے
دین پر چھوڑ دیں اور ہم انھیں ان کے دین پر چھوڑ دیں۔ تو
۲۷ ابو طالب نے آپ کو بلوایا اور آپ ان کے پاس آئے تو کہا اے
میرے بھائی کے بیٹے یہ لوگ تمہاری قوم کے سربرآوردہ ہیں
اور تمہارے لیے جمع ہوئے ہیں کہ کچھ تم سے (عہد) لیں اور کچھ تمہیں دیں۔
راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

نَعَمْ كَلِمَةٌ وَاحِدَةٌ تُعْطُونِيهَا تَمْلِكُونَ بِهَا الْعَرَبَ وَتَدِينُ لَكُمْ بِهَا الْعَجَمُ

اچھا ایک بات (کا) تم مجھے (قول) دو جس کے
عوض تم عرب کے مالک ہو جاؤ گے اور اس کے سبب سے
عجم بھی تمہاری اطاعت کرنے لگیں گے۔

راوی نے کہا۔ تو ابو جہل نے کہا بہت اچھا تمہارے باپ کی قسم!
(ایک نہیں) دس باتیں، فرمایا:

تَقُولُونَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَتَخْلَعُونَ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ

(تو اقرار کرو کہ) تم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں
کہو گے اور اس کے سوا جس کی (بھی) تم پوجا کرتے ہو اس
کو چھوڑ دو گے...

راوی نے کہا۔ تو وہ تالیاں بجانے لگے۔ پھر اس کے بعد کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم یہ چاہتے ہو کہ سب معبودوں کو ایک معبود بنادو۔ تمھاری بات تو عجیب ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر انھوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ واللہ ان باتوں میں سے جن کو تم چاہتے ہو کسی بات پر بھی یہ شخص تمھیں قبول دینے والا نہیں۔ پس چلو اور اپنے بزرگوں کے دین پر چلتے رہو یہاں تک کہ اللہ تم میں اور اس میں کوئی فیصلہ کردے۔

راوی نے کہا کہ پھر وہ لوگ اِدھر اُدھر چلے گئے اور پھر ابوطالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بابا! واللہ! تم نے ان سے کوئی بعید (از عقل) بات کا سوال نہیں کیا۔ راوی نے کہا کہ جب ابوطالب نے یہ بات کہی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ان کے متعلق امید ہوگئی راوی نے کہا۔ تو آپ ان سے کہنے لگے:۔

أَیْ عَمِّ فَأَنْتَ فَقُلْهَا اَسْتَحِلَّ لَكَ بِهَا الشَّفَاعَةَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ

چچا جان! تو آپ وہی بات کہہ دیجئے تاکہ اس کے سبب سے قیامت کے روز میری سفارش آپ کے لیے جائز ہو جائے۔

راوی نے کہا کہ جب انھوں نے اپنے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش دیکھی تو کہا۔ بابا اگر میرے بعد تم پر اور تمھارے بھائیوں پر طعنہ زنی کا خوف نہ ہوتا اور قریش کی اس بدگمانی کا خوف نہ ہوتا کہ میں نے یہ الفاظ موت کی سختی پر صبر نہ کر کے کہہ دیے ہیں تو ضرور کہتا اور یہ الفاظ بھی تم سے اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان سے تم کو خوش کر دوں۔

راوی نے کہا کہ جب موت ابوطالب کے قریب ہوگئی تو راوی نے کہا کہ ان کے ہونٹوں کو عباس نے دیکھا کہ ہل رہے ہیں۔ راوی نے کہا۔ تو عباس نے ان کی جانب اپنا کان لگا دیا۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد

عباس نے کہا۔ اے میرے بھائی کے بیٹے! واللہ بے شبہ میرے بھائی نے وہ کلمہ کہا جس کے کہنے کا آپ نے انھیں حکم دیا تھا۔

راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ أَسْمَعْ

میں نے نہیں سنا۔

راوی نے کہا کہ اللہ عز و جل نے اس جماعت کے بارے میں جو آپ کے پاس جمع ہوئی تھی اور آپ نے انھیں جو کچھ کہا تھا اور انھوں نے آپ کو جو جواب دیا تھا اس کے متعلق یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ ۲۸

صٓ وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّکْرِ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ

اِلٰی قَوْلِهٖ مَاسَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ۔

صٓ۔ نصیحت والے قرآن کی قسم! (کہ اس کی نصیحت میں کوئی نقصان نہیں ہے) بلکہ کافر تکبر و مخالفت میں (ڈوبے ہوئے) ہیں ـــ سے ـــ یہ بات تو ہم نے آخری ملت میں نہیں سنی ـــ تک

اس سے ان کی مراد نصرانیت ہے کیونکہ وہ تو کہا کرتے تھے (تین خدا ہیں) اور اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔

إِنْ هٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ

یہ تو صرف اپنی جانب سے نکالی ہوئی بات ہے (ایجاد بندہ ہے)

اس کے بعد ابو طالب کا انتقال ہوگیا۔



بنی ثقیف سے امداد حاصل کرنے کیلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدورفت

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو طالب کا انتقال ہوگیا تو قریش کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا موقع مل گیا جو آپ کے چچا ابو طالب کے زمانے میں انھیں حاصل نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی جانب تشریف لے گئے کہ بنی ثقیف سے مدد حاصل کریں اور اپنی قوم کے خلاف ان کی محافظت میں رہیں اور اس امید پر تشریف لے گیے کہ اللہ کے پاس سے جو بات آپ ان کے پاس لائے ہیں شاید وہ اس کو قبول کرلیں اور آپ ان کے پاس تنہا تشریف لے گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرضی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف پہنچے تو بنی ثقیف کے ان لوگوں کے پاس آپ تشریف لے گئے جو ان دنوں بنی ثقیف کے سردار اور ان میں سربرآوردہ تھے اور وہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل بن عمرو بن عمیر۔ مسعود بن عمرو بن عمیر اور حبیب بن عمرو بن عمیر عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف اور ان میں سے ایک کی زوجیت میں قریش کی شاخ بنی جمح کی ایک عورت تھی ان کے پاس جاکر آپ تشریف فرما ہوئے اور انھیں اللہ کی جانب دعوت دی اور ان سے اس امر میں گفتگو کی جس کے لیے آپ ان کے پاس تشریف لے گیے تھے کہ اسلام کی اشاعت میں آپ کی امداد کریں اور آپ کی قوم کے ان لوگوں کے مقابلے میں آپ کا ساتھ دیں تو ان میں سے ایک نے کہا۔ کہ وہ کعبۃ اللہ کا غلاف ٹکڑے ٹکڑے کردے گا اگر اللہ نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور دوسرے نے کہا کہ

رسول بنا کر بھیجنے کے لیے کیا اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور نہ ملا۔ اور تیسرے نے کہا کہ واللہ! میں تجھ سے کبھی گفتگو نہ کروں گا۔ اگر جیسا کہ تو کہتا ہے حقیقت میں تو اللہ کی طرف سے رسول ہے تو تو اس لحاظ سے بڑا خطرناک شخص ہے کہ تجھ سے بات کرنے اور تیرا جواب دینے میں خطرہ ہے اور اگر تو اللہ پر افترا کر رہا ہے تو بھی مجھے لازم ہے کہ تجھ سے بات نہ کروں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بنی ثقیف کی بھلائی سے مایوس ہو گئے اور مجھ سے اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے ان سے فرمایا:۔

إِذْ فَعَلْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ فَاكْتُمُوا عَنِّيْ

جب کہ تم نے (ایسا جواب ادا کیا) جو کیا (جو تمہیں زیبا نہ تھا تو خیر) مجھ سے (جو کچھ سنا ہے اس کو) راز میں رکھو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ناپسند فرمائی کہ آپ کے متعلق آپ کی قوم کو ایسی خبریں پہنچیں کہ وہ خبریں ان لوگوں میں آپ سے نفرت و برگشتگی پیدا کر دیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یذئرھم کے معنی یحرشھم ہیں یعنی متنفر و برگشتہ کر دے۔ عبید بن الابرص نے یہ شعر کہا ہے:۔[1]

وَلَقَدْ أَتَانِيْ عَنْ تَمِيْمٍ أَنَّهُمْ ذَئِرُوا لِقَتْلَى عَامِرٍ وَتَعَصَّبُوا[2]

مجھے بنی تمیم کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ وہ بنی عامر کے

---

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ حالانکہ ہونا چاہیے تھی کیونکہ عبید کا جو شعر آگے آرہا ہے وہ (الف) میں موجود ہے جو یذئرھم کے معنی کی سند ہے۔ (احمد محمودی)

[2] (الف) میں تعصبوا کے بجائے تصعبوا لکھا ہے یعنی انھوں نے اس معاملے کو ایک بھاری بوجھ بنا ہے۔ (احمد محمودی)

مقتولوں کے سبب سے متنفر و برگشتہ ہو گئے ہیں اور ان میں جماعت بندی ہو گئی ہے ۔

پس ان تینوں نے اس گفتگو کو راز میں نہیں رکھا بلکہ انھوں نے اس گفتگو کے ذریعے سے اپنے یہاں کے شہدوں اور غلاموں کو (ایسا) ابھارا کہ وہ آپ کو گالیاں دینے اور آپ کے ساتھ ہو کر شور مچانے لگے حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ کے باغ میں اس وقت جانے پر آپ مجبور ہو گئے جبکہ وہ دونوں اس میں موجود تھے اور بنی ثقیف کے شہدے جو آپ کے ساتھ ہو گئے تھے واپس ہو گئے تو آپ نے ایک انگور کے منڈوے کے سایہ کی جانب قصد فرمایا اور سایہ میں بیٹھ گئے اور ربیعہ کے دونوں لڑکے آپ کو دیکھ رہے تھے اور آپ کے ساتھ طائف کے شہدوں کے برتاؤ کو بھی دیکھ رہے تھے ۔ مجھے یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ آپ کو (وہاں) بنی جمح میں کی ایک عورت ملی تو آپ نے اس سے فرمایا :-

مَاذَا لَقِيْنَا مِنْ أَحْمَائِكِ

تو نے دیکھا کہ) ہمیں تیری سسرال سے کیا ملا (کیسی آفت انھوں نے ہم پر ڈھائی) مجھ سے یہ بات بھی کہی گئی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطمینان سے تشریف فرما ہوئے تو آپ نے فرمایا :-

اَللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضَعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيْلَتِي وَهَوَانِي
عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ
رَبِّي إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى بَعِيدٍ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى عَدُوٍّ مَلَّكْتَهُ أَمْرِي
إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ عَلَيَّ غَضَبٌ فَلَا أُبَالِي وَلٰكِنْ عَافِيَتُكَ هِيَ أَوْسَعُ لِي

أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ مِنْ أَنْ تُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ تُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبَىٰ حَتَّىٰ تَرْضَىٰ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ

یا اللہ! میں اپنی کمزوری۔ بے تدبیری اور لوگوں میں اپنی ذلت کی شکایت تجھی سے کرتا ہوں۔ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے تو کمزوروں کو ترقی پر پہنچانے والا ہے اور تو میری بھی پرورش کرنے والا ہے تو مجھے کس کے حوالے کر رہا ہے؟ (کیا) ایسے دور والے کے جو میرے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا ہے یا ایسے دشمن کے جس کو میرے معاملے کا مالک بنا دیا ہے۔ اگر مجھ پر تیرا غصہ نہیں ہے تو پھر میں کوئی پروا نہیں کرتا مگر تیرا احسان میرے لیے بہت وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ لیتا ہوں جس سے دنیا و آخرت کا معاملہ درست ہو گیا۔ اس بات سے کہ مجھ پر تیرا غضب نازل ہو یا مجھ پر تیری خفگی ہو (مجھے) تیری ہی رضامندی کی طلب ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیرے سوا کسی میں نہ کوئی ضرر دور کرنے کی قوت ہے اور نہ نفع حاصل کرنے کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداس نصرانی کا واقعہ



کہا کہ جب ربیعہ کے دونوں بیٹوں عتبہ اور شیبہ نے آپ کو اور

آپ کے ساتھ جو سلوک ہو رہا تھا اس کو دیکھا تو ان میں رحم کا جذبہ حرکت میں آیا اور انھوں نے اپنے ایک نصرانی چھوکرے کو بلایا جس کا نام عداس تھا اور اس سے ان دونوں نے کہا۔ اس انگور کا ایک خوشہ لے اور اس کو اس تھالی میں رکھ اور اسے لے کر اس شخص کے پاس جا اور اس سے کہہ کہ اس میں سے کھائیے۔ تو عداس نے ویسا ہی کیا اور وہ اسے لے کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ پھر آپ سے کہا کہ کھائیے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ہاتھ ڈالا تو فرمایا۔ بسم اللہ۔ پھر تناول فرمایا۔ تو عداس آپ کی صورت دیکھنے لگا اور کہا واللہ یہ بات تو ایسی ہے کہ یہاں کی بستیوں کے لوگ نہیں کہا کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمِنْ أَهْلِ أَيِّ الْبِلَادِ أَنْتَ يَا عَدَّاسُ وَمَا دِينُكَ

اے عداس! تو بستیوں میں سے کس بستی کا ہے اور تیرا دین کیا ہے۔

اس نے کہا کہ میں نصرانی نینوی کا باشندہ ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

امِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

کیا اس نیک شخص کی بستی کا جس کا نام یونس بن متی تھا

تو عداس نے آپ سے کہا تمھیں کیا خبر کہ یونس بن متی کون تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

ذَاكَ أَخِي كَانَ نَبِيًّا وَأَنَا نَبِيٌّ

وہ میرے بھائی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

پس عداس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑا اور آپ کا سر۔

ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔

راوی نے کہا کہ ربیعہ کے دونوں بیٹے ایک دوسرے سے
۳۱ کہنے لگے کہ تمھارے چھوکرے کو اس نے بگاڑ دیا۔ پھر جب وہ ان دونوں کے پاس آیا تو ان دونوں نے اس سے کہا ارے کمبخت عداس! تجھے کیا ہو گیا کہ اس شخص کا سر۔ ہاتھ اور پیر چومنے لگا۔ اس نے کہا اے میرے سردار! زمین پر کوئی چیز ان سے بہتر نہیں ہے۔ انھوں نے مجھے ایسی بات بتلائی جسے نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ان دونوں نے کہا ارے کمبخت عداس! کہیں وہ تجھے تیرے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔ تیرا دین تو اس کے دین سے بہتر ہے۔

حالات جن اور اللہ عزوجل کے قول "وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ" کا نزول



پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی ثقیف کی بھلائی سے ناامید ہو گئے تو طائف سے مکہ تشریف لائے یہاں تک کہ جب آپ مقام نخلہ میں تھے اور رات میں آپ نماز پڑھنے لگے تو آپ کے پاس سے جنوں کی وہ جماعت گزری جس کا ذکر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے مجھے ان کے متعلق جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ سات جن نصیبین کے رہنے والے تھے۔ وہ آپ کی تلاوت سنتے رہے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ جن اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے تو اپنی قوم کو ڈرایا اور خود انھوں نے ایمان اختیار کیا اور جو کچھ سنا تھا اس کو قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی خبر آپ کو دی اور فرمایا:—

وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ الی قوله تعالیٰ

وَیُجِرْکُمْ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ

(اے نبی) اس وقت کو یاد کر جبکہ ہم نے تیری جانب جنوں کی ایک جماعت کو مائل کر دیا کہ وہ قرآن سن رہے تھے۔ سے اس کے قول ۔ اور وہ تمھیں دردناک عذاب سے پناہ دیگا ۔ تک ۔

پھر فرمایا :۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ الی آخر القصۃ من خبرھم فی ھذہ السورۃ ۔

(اے نبی) کہہ کہ میری جانب وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا ۔ قصہ کے آخر تک جو اس سورۃ میں ان کے متعلق خبر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آپکو قبیلے والوں پر پیش کرنا



ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ کی قوم کی حالت آپ کے خلاف اور آپ کے دین سے علیحدگی میں پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گئی تھی بجز چند کمزور لوگوں کے جو آپ پر ایمان لائے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کوئی مجمع حج وغیرہ کا ہوتا تو اپنے آپ کو قبیلے والوں کے آگے

پیش فرماتے ۔ انھیں اللہ کی جانب آنے کی دعوت دیتے اور انھیں آگاہ کرتے کہ آپ (اللہ کی جانب سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں اور ان سے اپنی تصدیق اور اپنی حفاظت کا مطالبہ فرماتے تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے احکام صاف صاف ان سے بیان کریں جس کے لیے اس نے آپ کو مبعوث فرمایا تھا

۳۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض ایسے دوستوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا، زید بن اسلم سے، اور انھوں نے ربیعہ بن عباد الدؤلی سے، بیان کیا اور اس شخص نے بیان کیا جس سے ابوزناد نے انھیں (ربیعہ) سے روایت کی، [ـلہ]

ابن ہشام نے کہا کہ ربیعہ عباد کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبید اللہ بن عباس نے بیان کیا ۔ انھوں نے کہا کہ میں نے ربیعہ بن عباد سے سنا جن سے میرے والد بیان کر رہے تھے ۔ انھوں نے کہا کہ میں نوجوان تھا اور اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے قبیلوں کی منزلوں میں ٹھیرتے ہوئے فرما رہے تھے :—

يَا بَنِي فُلَانٍ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ، يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَأَنْ تَخْلَعُوا مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَنْدَادِ، وَأَنْ تُؤْمِنُوا بِي وَتُصَدِّقُوا بِي وَتَمْنَعُونِي حَتّٰى أُبَيِّنَ عَنِ اللهِ مَا بَعَثَنِي بِهِ

ـلہ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں ۔ (احمد محمودی)

اے فلاں قبیلے والو! میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں جو تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور اللہ کے سوا اس کے مقابل ٹھیرائی ہوئی ان مخالف ہستیوں کو جن کی تم پرستش کرتے ہو ان کے لیے ٹھیرائے ہوئے عہدوں سے معزول کر دو اور مجھ پر ایمان لاؤ اور مجھے سچا جانو اور میری حفاظت کرو کہ اللہ نے جو چیزیں دیکر مجھے بھیجا ہے میں اسے صاف صاف بیان کروں

راوی نے کہا: اور آپ کے پیچھے ایک ڈھیرا سرخ و سپید شخص تھا جس کے دو چوٹیاں تھیں اور عدنی چادریں زیب بدن۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باتیں اور تبلیغ ختم فرماتے تو وہ کہنے لگتا۔ اے فلاں قبیلے والو! یہ شخص اس امر کی جانب تمھیں دعوت دیتا ہے کہ تم اپنی گردنوں سے لات و عزیٰ (کے جوے) کو نکال پھینکو اور بنی مالک بن اقیش کے جن، جو تمھارے حلیف ہیں ان سے الگ ہو جاؤ اور جو بدعت و گمراہی یہ شخص لایا ہے اس کی طرف مائل ہو جاؤ۔ پس تم اس کی اطاعت نہ کرو اور اس کی (کوئی) بات نہ سنو۔

راوی نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے کہا بابا جان! یہ کون ہے جو اس شخص کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا ہے اور وہ جو کچھ کہتا ہے یہ اس کا رد کرتا جاتا ہے۔ میرے والد نے کہا یہ اس شخص کا چچا ابو لہب عبد العزیٰ بن عبد المطلب ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نابغہ نے یہ شعر کہا ہے:-

كَأَنَّكَ مِنْ جِمَالِ بَنِي أُقَيْشٍ ۔۔۔ يُقَعْقَعُ خَلْفَ رِجْلَيْهِ بِشَنٍّ

گویا کہ تو بنی اقیش کے اونٹوں میں کا ایک اونٹ ہے جس کے پاؤں کے پیچھے مشک کھڑکھڑاتی رہتی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ آپ بنی کندہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے جن میں ان کا سردار ملیح تھا اور انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان پر اپنے آپ کو پیش فرمایا تو انھوں نے بھی انکار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین نے بیان کیا کہ بنی کلب کی ایک شاخ کے منازل میں بھی تشریف لے گئے جو بنی عبداللہ کہلاتی تھی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا یہاں تک کہ آپ ان سے فرماتے تھے:- ۳۳

یَا بَنِیْ عَبْدَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحْسَنَ اِسْمَ اَبِیْکُمْ

اے بنی عبداللہ! اللہ نے تمہارے باپ کو اچھا نام دیا ہے۔

انھوں نے بھی آپ کی پیش کی ہوئی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ہمارے بعض دوستوں نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے سنی ہوئی بات بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی حنیفہ کی قیام گاہوں میں بھی تشریف لے گئے اور انھیں بھی اللہ کی جانب مدعو کیا اور اپنے آپ کو پیش فرمایا تو آپ کی دعوت کا جو جواب انھوں نے دیا عربوں میں سے کوئی بھی ان سے زیادہ برا جواب دینے والا نہ نکلا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ آپ بنی عامر بن صعصعہ کے پاس بھی تشریف لے گئے اور اپنی حفاظت کا مسئلہ ان کے سامنے بھی پیش فرمایا تو ان میں سے ایک شخص نے جو بیحرۃ بن فراس کہلاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ فراس بن عبداللہ بن سلمہ الخیر بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ نے کہا واللہ اگر میں اس قرشی جوان کو لے لوں تو اس کے ذریعے تمام عرب کو کھا[1] لوں یا فنا کر دوں یا مطیع کر لوں۔ پھر

[1] - (الف) میں لاکلت کے بجائے لا کلت مد کیساتھ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

اس نے آپ سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر تمھارے پیش کیے ہوئے دعوے پر تم سے ہم نے بیعت کر لی اور پھر اللہ نے تمھیں ان لوگوں پر غلبہ دیدیا جنھوں نے تمھاری مخالفت کی ہے تو کیا تمھارے بعد حکومت ہمیں ملے گی۔ آپ نے فرمایا:۔

اَلْأَمْرُ اِلَی اللّٰہِ یَضَعُہٗ حَیْثُ یَشَاءُ

حکومت اللہ کے اختیار میں ہے وہ جس کو چاہے دے۔

راوی نے کہا تو اس نے کہا کیا ہم تمھاری حفاظت کے لیے اپنے گلوں کو عرب کے تیروں کا نشانہ بناویں اور پھر جب اللہ تمھیں فتح نصیب کرے تو حکومت ہم کو ملنے کے بجائے اغیار کو ملے۔ ہمیں تمھاری حکومت کی ضرورت نہیں۔ پس انھوں نے بھی انکار کیا اور جب لوگ (حج کے مجمع) سے واپس ہوئے تو بنی عامر بھی لوٹ گئے اور اپنے ایک بوڑھے کے پاس گئے جس نے بڑی عمر پائی تھی حتی کہ حجوں کے اجتماع کے موقعوں پر بھی وہ ان لوگوں کے ساتھ نہ جا سکتا تھا اور یہ لوگ جب لوٹ کر اس کے پاس جاتے (تو) جو کچھ حج کے موقع پر حادثے ہوتے اس سے بیان کرتے۔

اس سال جب وہ اس کے پاس گئے تو اس نے ان سے اس حج کے واقعات دریافت کئے تو ان لوگوں نے کہا کہ ہمارے پاس ایک قرشی جوان جو بنی عبدالمطلب میں کا تھا آیا اس کا دعوی تھا کہ وہ نبی ہے۔ وہ ۳۴
ہمیں اس بات کی دعوت دیرہا تھا کہ ہم اس کو اس کے دشمنوں سے بچائیں اور اس کی حفاظت کریں اور اس کو ہم اپنی بستی میں لے آئیں۔ راوی نے کہا پھر تو اس بوڑھے نے اپنے ہاتھ اپنے سر پر رکھ لیے اور کہا اے بنی عامر کیا اس (تمھاری کوتاہی) کی کوئی تلافی ممکن ہے۔ کیا اس کے انجام کا کوئی مطلب ہے۔ یعنی کیا تم نے اس کے متعلق کچھ غور کیا ہے کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ

میں فلاں[۱] شخص کی جان ہے۔ ابتک ایسا دعویٰ بنی اسمٰعیل میں سے کسی نے نہیں کیا ہے۔ بے شبہہ وہ سچا ہے۔ تمہاری عقل کہاں چلی گئی تھی۔

سوید بن الصامت کا حال

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت یہی رہی کہ موسم حج وغیرہ میں جہاں کہیں کوئی مجمع آپ کو نظر آتا اس کے پاس تشریف لے جاتے اور قبائل کو اللہ اور اسلام کی جانب دعوت دیتے اور اپنی ذات کو اور جو ہدایت و رحمت اللہ کے پاس سے آپ کے پاس آئی تھی (یعنی قرآن) ظاہر فرماتے۔ عرب سے مکہ آنے والوں میں سے جس کی خبر آپ کو مل جاتی کہ فلاں نامور ہے یا فلاں سربرآوردہ ہے آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے اور اس کو اللہ کی طرف بلاتے اور اپنے اصول اس کے سامنے بیان فرماتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہم سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری الظفری نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ سوید ابن الصامت بنی عمرو بن عوف والا حج و عمرہ کے لیے مکہ آیا اور سوید کو اس کی قوم نے اپنے یہاں کامل کا نام دے رکھا تھا جس کا سبب اس کی قوت جسمانی۔ اس کی شاعری۔ اس کا سربرآوردہ ہونا اور اس کا ذی نسب ہونا تھا۔ اسی نے یہ شعر کہے ہیں۔

أَلَا رُبَّ مَنْ تَدْعُو صَدِيقًا وَلَوْ تَرَى ۔۔۔ مَقَالَتَهُ بِالْغَيْبِ سَاءَكَ مَا يَفْرِي

---

[۱] فلاں سے مراد یہاں خود وہ بوڑھا ہے جس کا نام نہ معلوم ہونے سے فلاں کہا گیا ہے
(احمد محمودی)

ہاں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو تو دوست
(دیکھکے) پکارتا ہے لیکن کاش پیٹھ پیچھے کی اس کی باتوں کی تجھے
خبر ہوتی تو اس کا توڑ جوڑ تجھ کو بُرا لگتا۔

مَقَالَتُهُ كَالشَّهْدِ مَا كَانَ شَاهِداً وَبِالْغَيْبِ مَأْثُورٌ عَلَى ثُغْرَةِ النَّحْرِ

جب وہ روبرو ہوتا ہے تو اس کی باتیں چربی کی طرح (نرم)
اور پیٹھ پیچھے دگدگی کے گڑھے کے لیے تلوار (باعث ہلاکت)

يَسُرُّكَ بَادِيهِ وَتَحْتَ أَدِيمِهِ نَمِيمَةُ غِشٍّ تَبْتَرِي عَقِبَ الظَّهْرِ ۳۵

اس کا ظاہر تجھ کو خوش کر دیتا ہے اور اس کی کھال کے
نیچے غیر مخلصانہ سرگوشی ہے جو پیٹھ کے پٹھے کاٹ دیتی ہے۔

تُبِينُ لَكَ الْعَيْنَانِ مَا هُوَ كَاتِمٌ مِنَ الْغِلِّ وَالْبَغْضَاءِ بِالنَّظَرِ الشَّزْرِ

بغض و کینہ جنھیں کن آنکھوں میں چھپائے رکھتا ہے۔
اسے اس کی آنکھیں خود تجھ پر ظاہر کر دیں گی۔

فَرِشْنِي بِخَيْرٍ طَالَمَا قَدْ بَرَيْتَنِي وَخَيْرُ الْمَوَالِي مَنْ يَرِيشُ وَلَا يَبْرِي

تونے بڑا زمانہ میری مخالفت میں گزارا اب تو بھلائی سے
میری امداد کر کیونکہ دوستوں میں بہترین وہ شخص ہے جو امداد
واصلاح کرتا ہے اور کاٹ میں نہیں رہتا۔

اور اسی نے ذیل کے اشعار بھی کہے ہیں (ان کا متعلقہ واقعہ یہ ہے کہ) بنی سلیم میں کی شاخ بنی زِعب بن مالک کے ایک شخص سے ایک سو اونٹوں کے متعلق عرب کے کاہنوں میں سے ایک کاہنہ کے پاس اس نے فیصلۂ ثالثی طلب کیا تو اس کاہنہ نے اس کے موافق فیصلہ کیا اور اس کے پاس سے یہ اور وہ بنی سلیم کا شخص دونوں لوٹ کر آئے اور ان دونوں کے ساتھ کوئی

تیسرا شخص نہ تھا اور جب اس مقام پر پہنچے جہاں سے دونوں راستے الگ ہوتے تھے تو اس نے کہا اے بنی سلیم والے! میرے اونٹ مجھے دیدے۔ اس نے کہا میں تیرے پاس بھیج دوں گا۔ اس نے کہا جب تم میرے ہاتھ سے نکل جاؤ گے تو اس کو بھیجنے کی ضمانت کون کرتا ہے۔ اس نے کہا میں۔ اس نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب تک مجھے میرا مال نہ مل جائے تو میرے پاس سے جدا نہیں ہو سکتا۔ پھر دونوں ایک دوسرے سے گتھ گئے تو اس نے اس کو زمین پر دے مارا اور رسی سے باندھ لیا اور اس کو لے کر بنی عمرو بن عوف کے احاطے میں گیا اور اس کے پاس ہی رہا یہاں تک کہ بنی سلیم نے اس کا حق ان کو ادا کر دیا۔ اسی کے متعلق اس نے یہ شعر کہے ہیں۔

لَا يَحْسَبَنِّيْ يَا ابْنَ زِعْبِ بْنِ مَالِكٍ[1]   كَمَنْ كُنْتَ تُرْدِيْ بِالْغُيُوْبِ وَتَخْتِلُ

اے ابن زعب بن مالک! مجھے ان لوگوں کا سا نہ سمجھ جن کو تو مخالفت کر کے ہلاکت میں ڈالتا اور دھوکا دیتا رہا۔

۳۶ تَحَوَّلْتُ قِرْنًا إِذْ صُرِعْتُ بِعِزَّةٍ   كَذٰلِكَ إِنَّ الْحَازِمَ الْمُتَحَوِّلُ

جب میں نے غلبہ حاصل کر کے پچھاڑا تو اپنے مقابل کو پیٹھ پر اٹھا لیا اور عقل مند ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والے اسی طرح کیا کرتے ہیں۔

ضَرَبْتُ بِهٖ إِبْطَ الشِّمَالِ فَلَمْ يَزَلْ   عَلٰى كُلِّ حَالٍ خَدُّهٗ هُوَ أَسْفَلُ

اس کو میں نے بائیں بغلی ماری تو اس کے بعد اس کا رخسار ہر حالت میں نیچا ہی رہا۔

---

[1] ۔ (الف) میں یا ابن بغیر الف کے لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

بہت سے اشعار میں وہ اسی واقعے کا ذکر کیا کرتا ہے۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کے آنے کی خبر سنی تو اس کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو اسلام اور اللہ کی جانب دعوت دی تو سوید نے آپ سے کہا۔ شاید آپ کے پاس کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں جو میرے پاس بھی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

وَمَا الَّذِی مَعَكَ۔

وہ کیا چیز ہے جو تیرے پاس ہے۔
تو اس نے کہا مجلہ لقمان یعنی حکمت لقمان تو رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

اَعْرِضْهَا عَلَیَّ

اسے میرے سامنے پیش کر
تو اس نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے فرمایا:۔

اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ حَسَنٌ وَالَّذِی مَعِیَ اَفْضَلُ مِنْ هٰذَا قُرْاٰنٌ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ عَلَیَّ هُوَ هُدًی وَنُوْرٌ

بے شک یہ کلام تو اچھا ہے اور جو چیز میرے پاس ہے وہ اس سے (بھی) بہتر قرآن ہے جسے اللہ نے مجھ پر اتارا ہے وہ (سرتاپا) ہدایت و نور ہے۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پڑھ کر سنایا اور اسے اسلام کی دعوت دی تو اس نے اس سے دوری اختیار نہیں کی اور کہا بے شک یہ کلام خوب ہے۔ پھر آپ کے پاس سے لوٹ کر اپنی قوم کے پاس مدینہ پہنچا اور چند روز نہیں رہا کہ اس کو بنی خزرج نے قتل کر دیا

اور اس کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو اس کو اسلام کی حالت میں قتل ہوا سمجھتے ہیں اور اس کا قتل جنگ بعاث سے پہلے ہوا ہے۔

اسلام ایاس بن معاذ اور قصہ ابی الحیسر

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب ابوالحیسر انس ابن رافع مکہ آیا اور اس کے ساتھ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان بھی تھے۔ انھیں میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم بنی خزرج کے
۳۷ خلاف قریش سے عہد و پیماں کرنے کے لیے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آمد کی خبر سنی، تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے پاس بیٹھے اور ان سے فرمایا۔

هَلْ لَكُمْ فِي خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ

جس بات کے لیے تم آئے ہو کیا اس سے بہتر کسی چیز کی تمھیں توفیق ہے۔

راوی نے کہا وہ کہنے لگے وہ کیا چیز ہے۔ فرمایا:۔

أَنَا رَسُولُ اللهِ بَعَثَنِي إِلَى الْعِبَادِ أَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوا اللهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئاً وَأَنْزَلَ عَلَيَّ الْكِتَابَ۔

میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے مجھے بندوں کی جانب بھیجا ہے کہ اس امر کی جانب بلاؤں کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اس نے مجھ پر

کتاب بھی اتاری ہے۔
راوی نے کہا کہ پھر آپ نے ان سے اسلام کا ذکر فرمایا اور انھیں قرآن پڑھکر سنایا۔ راوی نے کہا تو ایاس بن معاذ نے جو کم سن تھے کہا اے قوم! واللہ! یہ تو اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔ راوی نے کہا کہ ابوالحیسر انس بن رافع نے یہ سن کر ندی کی مٹی دونوں ہاتھوں بھر کر ایاس بن معاذ کے منہ پر ماری اور کہا۔ ہمارے پاس سے نکل میں اپنی عمر کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس کے سوا کسی اور چیز کے لیے آئے ہیں تو ایاس خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ لوگ مدینہ کی جانب لوٹ گئے۔ اس کے بعد اوس وخزرج میں جنگ بعاث ہوئی۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد چند روز نہیں ہوئے کہ ایاس بن معاذ کا انتقال ہو گیا۔ محمود بن لبید نے کہا کہ یہ خبر مجھے ایسے شخص نے دی جو ان کی قوم میں سے تھا اور ان کے انتقال کے وقت موجود تھا کہ لوگ مسلسل ان سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ سنتے رہے حتیٰ کہ انتقال ہو گیا اور اس بات میں کچھ شبہہ نہ رکھتے تھے کہ ان کا انتقال اسلام پر ہوا۔ انھیں شعور اسلام اسی وقت سے پیدا ہو گیا تھا جب سے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس میں جو کچھ آپ نے فرمایا سن لیا تھا۔

انصار میں اسلام کی ابتداء

ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنے دین کو غالب کرنا اور اپنے نبی کو معزز بنانا اور اپنے نبی سے جو کچھ وعدے کیے تھے ان کو پورا کرنا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ حج میں نکلے جس میں آپ نے انصار کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور عرب کے

قبیلوں پر خود کو پیش فرمایا جس طرح کہ حج کے ہر زمانے میں پیش فرمایا کرتے تھے تو اس اثناء میں کہ آپ عقبہ کے پاس تھے۔ بنی خزرج کی ایک جماعت سے آپ نے ملاقات کی جس کی بھلائی اللہ تعالیٰ کو منظور تھی۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے (بڑے) بوڑھوں سے
۳۸ روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں سے ملے تو ان سے فرمایا:۔

مَنْ اَنْتُمْ ۔ تم کون ہو۔ انھوں نے کہا بنی خزرج میں کے لوگ ہیں فرمایا اَمِنْ مَوَالِیْ یَہُوْدَ۔ کیا یہودیوں کے دوست۔ انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:۔

اَفَلَا تَجْلِسُوْنَ اُکَلِّمُکُمْ۔ کیا تم بیٹھو گے نہیں کہ میں تم سے کچھ گفتگو کروں انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ (ہم ضرور بیٹھ کر آپ سے گفتگو کریں گے) پھر وہ آپ کے ساتھ بیٹھ گئے تو آپ نے انھیں اللہ کی طرف دعوت دی اور ان کے سامنے اسلام پیش فرمایا اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ راوی نے کہا کہ اسلام کے متعلق اللہ تعالیٰ کی روش یہ تھی کہ یہود ان (مشرکوں) کے ساتھ انھیں کی بستیوں میں رہا کرتے تھے اور وہ اہل کتاب اور علم والے تھے اور یہ مشرک اور بت پرست اور اپنی بستیوں میں ہونے کے سبب سے ان پر غلبہ رکھتے تھے۔ جب ان میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تو وہ ان سے کہتے ابھی چند روز میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے جس کا زمانہ بہت قریب آ چکا ہے۔ ہم اس کی پیروی کریں گے اور اس کے ساتھ رہ کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے گفتگو فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی طرف انھیں بدعو کیا تو ان میں کے بعض نے بعض سے کہا لوگو سمجھ لو واللہ ضرور

لے۔ موالی کے کئی معنی ہیں جیسے ۔ رشتہ دار دوست ۔ آزاد شدہ غلام ۔ مالک ۔ حلیف ہیں یہاں اس کے معنی رشتہ دار یا دوست کے سمجھتا ہوں ۔ (احمد محمودی)

یہ نبی وہی ہے جس کا ذکر تم سے یہود کیا کرتے تھے دیکھو کہیں وہ اس کی جانب تم سے سبقت نہ کر جائیں ۔ اس لیے جس چیز کی آپ نے انھیں دعوت دی ۔ انھوں نے اسے قبول کر لیا ۔ انھوں نے آپ کی تصدیق کی اور اسلام جوان پر پیش کیا گیا اسے قبول کر لیا اور آپ سے عرض کی ۔ ہم نے اپنی قوم کو ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ عداوت و فتنہ جس قدر ان میں ہے کسی اور قوم میں نہیں ۔ شاید آپ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ان میں اتحاد پیدا کر دے ۔ ہم ان کے پاس جائیں گے اور آپ کے معاملہ (نبوت) کی جانب انھیں بھی مدعو کریں گے اور ان کے سامنے بھی اس آپ کے دین کو پیش کریں گے جس کو ہم نے قبول کر لیا ہے پس اگر اللہ تعالیٰ انھیں آپ کے متعلق متفق کر دے تو کوئی آپ سے زیادہ عزیز نہ ہوگا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جو اطلاع مجھے ملی ہے اس کے لحاظ سے وہ بنی خزرج میں کے چھے آدمیوں کی جماعت تھی ۔ ان میں بعض بنی النجار میں کے تھے جو تیم اللہ کے نام سے مشہور تھے اور پھر بنی النجار میں کی بھی ایک شاخ بنی النجار بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر میں سے تھے (اور وہ دو آدمی تھے) اسعد بن زرارہ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ ابن غنم بن مالک بن النجار جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف ابن الحارث بن رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار جو ابن عفراء 39
کہلاتے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عفراء، عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار کی بیٹی تھی ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بعض بنی زریق میں کے تھے اور بنی زریق میں سے بھی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کے ۔

ابن ہشام نے کہا بعض لوگ عامر بن ازرق کہتے ہیں ۔

اس شاخ میں کے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں کے قطبہ بن عامر ابن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو سواد کا بیٹا تھا اور سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے
اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان بن سنان بن عبید تھے۔ جب یہ لوگ اپنی قوم کے پاس مدینہ آئے تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور انھیں اسلام کی دعوت دی یہاں تک کہ ان میں بھی اسلام پھیل گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہ ہو رہا ہو۔

واقعہ عقبۃ الاولیٰ اور معصب بن عمیر کا نفوذ اور اس سے متعلقہ واقعات



کہا حتیٰ کہ جب آئندہ (نیا) سال آیا تو زمانہ حج میں انصار کے بارہ آدمی پہنچے اور مقام عقبہ میں آپ سے ملاقات کی اور اسی کا نام عقبۃ الاولیٰ ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی بیعت کے طریقے پر بیعت کی

لہ۔ یعنی اس بیعت میں مارنے مرنے کا کوئی ذکر نہ تھا بلکہ عورتوں سے جیسی بیعت لینے کا کلام مجید

اور یہ واقعہ ان لوگوں پر جنگ فرض ہونے سے پہلے کا تھا۔ ان میں بنی النجار
۴۰ کی شاخ بنی مالک بن النجار میں کے زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم ابن مالک بن النجار بھی تھے جو ابو امامہ کے نام سے مشہور تھے اور عوف و معاذ۔ حارث رفاعہ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار کے دونوں بیٹے بھی تھے جن کی ماں کا نام عفراء تھا اور بنی عامر بن زریق میں سے رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بھی تھے اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ذکوان مہاجری بھی ہیں اور انصاری بھی[1] اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی غنم بن عوف بن الخزرج میں سے، جو قَوَاقِل کے نام سے مشہور تھے، عبادہ بن الصامت ابن قیس بن احرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم اور ابو عبد الرحمن جن کا نام یزید بن ثعلبہ بن حزمہ بن احرم بن عمرو بن عمارہ تھا اور بنی غصینہ کی شاخ بَلِیّ میں کے اور ان کے (بنی غنم کے) حلیف تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں قواقل اس لیے کہا جاتا تھا کہ جب ان کی پناہ میں کوئی شخص آتا تو اس کو ایک تیر دیتے اور کہتے قَوْقِلْ بِہٖ یَثْرِبَ حَیْثُ شِئْتَ۔ اس تیر کو لے کر یثرب میں جہاں چاہے جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوقلہ ایک قسم کی رفتار کو کہتے ہیں۔

۴۱ ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے عباس بن عبادہ بن

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ :۔ میں ذکر ہے کہ فلاں فلاں بری باتوں سے بچیں۔ اسی طرح کی بیعت لی گئی کیونکہ اس وقت تک جہاد فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (احمد محمودی)

[1] یعنی اصل میں یہ مدینہ کے رہنے والوں میں سے تھے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تو مکہ ہی میں رہنے لگے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے (احمد محمودی)

فضلہ بن مالک بن العجلان تھے اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے عقبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام تھے۔

اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے قطبہ بن عامر بن حدیدہ بن عمرو بن غنم بن سواد تھے۔

اور اس بیعت میں قبیلہ اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے ابوالہیثم بن التیہان موجود تھے جن کا نام مالک تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ تیہان بتخفیف وتشدید (یاء) دونوں طرح سے کہا جاتا ہے جس طرح میْت ومیّت دونوں طرح کہتے ہیں۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے عویم بن ساعدہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے ابومرثد بن عبداللہ الیزنی سے انھوں نے عبدالرحمٰن بن عسیلۃ الصنابحی سے انھوں نے عبادہ بن الصامت سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ میں ان لوگوں میں ہوں جو (بیعت) عقبہ اولی میں حاضر تھے۔ ہم بارہ آدمی تھے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عورتوں کی سی بیعت کی اور یہ واقعہ جنگ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ اللہ کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے نہ چوری کریں گے نہ زنا کریں گے نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمھارے لئے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے اگر وہ چاہے سزا دے اور چاہے تو بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب زہری نے ابوادریس عایذ اللہ بن عبداللہ الخولانی سے سن کر ذکر کیا کہ عبداللہ بن الصامت نے ان سے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبۃ الاولی کی رات میں بیعت کہ اللہ ۴۲

کے ساتھ نہ کسی چیز کو شریک کریں گے، نہ چوری کریں گے، نہ زنا کریں گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گے، نہ جان بوجھ کر اپنے سامنے کسی پر کوئی جھوٹا الزام لگائیں گے، اور نہ کسی اچھی بات میں آپ کے حکم کے خلاف کریں گے۔ پھر اگر تم نے اس کی پوری تعمیل کی تو تمھارے لیے جنت ہے اور اگر ان میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور دنیا ہی میں اس کی سزا میں گرفتار ہو گئے تو وہ سزا اس کے لیے کفارہ ہوگی اور اگر قیامت کے دن تک وہ تمہارا ارتکاب گناہ پوشیدہ رکھ دیا گیا تو تمھارا معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے وہ چاہے (تو) سزا دے (اور) چاہے (تو) بخش دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ وہاں سے واپس ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر بن ہشام بن عبد مناف ابن عبد الدار بن قصی کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ ان لوگوں کو قرآن پڑھائیں اور اسلام کی تعلیم دیں اور ان میں دین کی سمجھ پیدا کریں۔ اسی لیے مصعب کا نام مقری المدینہ پڑ گیا تھا اور ان کی قیام گاہ ابو امامہ، سعد[1] بن زرارہ بن عدس کے پاس تھی مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ وہ انھیں نماز پڑھایا کرتے تھے اس لیے کہ اوس و خزرج ایک دوسرے کا امام بننے کو ناپسند کرتے تھے۔

مدینہ میں جمعہ کی پہلی نماز



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے اپنے والد ابو امامہ سے اور انھوں نے عبد الرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی۔ انھوں نے کہا جب ابو کعب بن مالک کی بینائی جاتی رہی تو

---

[1] (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

میں ان کی رہنمائی کیا کرتا تھا اور جب انھیں جمعہ کی نماز کے لیے لے کر نکلتا اور
اور وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابو امامہ سعد[1] بن زرارۃ کے لیے دعا کرتے۔ کہا کہ
۴۳ یہی حالت کئی دن تک رہی کہ جب وہ اذان سنتے ان کے لیے دعا اور استغفار
کرتے۔ تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو میری کمزوری ہے کہ ان سے
دریافت نہ کروں کہ وہ جب جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو کیوں ابو امامہ اسعد
ابن زرارۃ کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کہا کہ ایک جمعہ کے روز انھیں لے کر
اسی طرح نکلا جس طرح انھیں لے جایا کرتا تھا تو جب انھوں نے جمعہ کی اذان
سنی تو ان کے لیے دعا اور استغفار کی۔ میں نے کہا بابا جان! یہ کیا بات
ہے کہ جب آپ جمعہ کی اذان سنتے ہیں تو ابو امامہ کے لیے دعا کرتے ہیں۔
تو انھوں نے جواب دیا کہ اے میرے پیارے بیٹے! وہ پہلے شخص تھے جنھوں
مدینہ میں بنی بیضاء کے پتھریلے مقام کی نشیبی زمین میں جس کا نام حشیمۂ خضمات
تھا ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی تھی۔ کہا میں نے پوچھا اس روز آپ کتنے آدمی
تھے۔ کہا چالیس۔

سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کے اسلام کا حال



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبید اللہ بن المغیرہ بن معیقب اور عبد اللہ
بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا کہ سعد بن زرارہ مصعب بن عمیر
کو ساتھ لے کر بنی عبد الاشہل اور بنی ظفر کے محلّے کو جانے کے لیے نکلے، اور
سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل کو لے کر، جو

[1] ۔ (الف) میں اسعد بن زرارۃ ہے۔ (احمد محمودی)

اسعد بن زرارۃ کے خالہ زاد بھائی تھے، بنی ظفر کے باغوں میں سے ایک باغ میں داخل ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظفر کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس تھا۔

دونوں راویوں نے کہا کہ اس باولی کے پاس جس کا نام بئر مرق تھا وہ دونوں اس باغ میں بیٹھ گئے اور ان کے پاس چند وہ لوگ بھی جمع ہو گئے جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور سعد بن معاذ اور اسید بن حضیر ۴۴
ان دونوں اپنی قوم بنی عبد الاشہل کے سردار تھے اور دونوں اپنی قوم کے دین پر یعنی مشرک تھے۔ جب انھوں نے یہ خبر سنی تو سعد بن معاذ نے اسید بن حضیر سے کہا۔ ارے تیرا باپ[1] مر جائے یہ دونوں شخص جو ہمارے محلے میں اس لیے آئے ہیں کہ ہم میں کے کمزوروں کو بے وقوف بنائیں۔ ذرا ان کے پاس چل اور انھیں ڈانٹ اور ہمارے محلے میں آنے سے انھیں منع کر کیونکہ اسعد بن زرارۃ سے میرے جیسے کچھ تعلقات ہیں تو بھی جانتا ہے۔ اگر ایسے نہ ہوتے تو تجھ سے یہ کہنے کی ضرورت بھی نہ ہوتی وہ میرا خالہ زاد بھائی ہے۔ مجھے اس کے سامنے کچھ کہنے کی جراءت نہیں ہوتی۔ آخر اسید بن حضیر نے اپنا چھوٹا برچھا لیا اور ان دونوں کی طرف چلا جب اس کو اسعد بن زرارہ نے دیکھا تو مصعب بن عمیر سے کہا۔ یہ اپنی قوم کا سردار تمھارے پاس آ رہا ہے لہذا اللہ کے حقوق کا سختی سے لحاظ رکھنا۔ یعنی سچ کہنے میں لحاظ اور مروت کام میں نہ لانا مصعب نے کہا کہ اگر وہ بیٹھے گا تو میں اس سے بات کروں گا۔ راوی نے کہا کہ وہ آ کر گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور کہا تم ہمارے پاس ہمارے کمزوروں کو بے وقوف بنانے کے لیے کیوں آئے ہو۔ اگر تم

---

[1] لا ابا لك۔ کبھی۔ بد دعا کے لیے استعمال ہوتا ہے اور بعض وقت انتہائی تعریف کے لیے جس طرح اردو کے محاورے میں کسی شاعر کا بہترین کلام سنکر کہتے ہیں۔ کمبخت نے کیا خوب کہا ہے۔

(احمد محمودی)

دونوں کو تمھاری جان پیاری ہے تو ہم سے الگ رہا کرو۔ مصعب نے ان سے کہا (اچھا) آپ تشریف تو رکھیں۔ اور کچھ بات بھی تو سنیں۔ اگر کوئی بات آپ کی مرضی کے موافق ہو تو قبول کیجئے اور اگر آپ اس کو ناپسند کریں تو جو بات آپ کو ناپسند ہو اس سے اپنے آپ کو بچایئے انھوں نے کہا تم نے انصاف کی بات کہی۔ راوی نے کہا اس کے بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور ان کے پاس آکر بیٹھ گئے تو مصعب نے ان سے اسلام کے متعلق گفتگو کی اور انھیں قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں کے متعلق مشہور ہے کہ انھوں نے کہا واللہ ان کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل انگاری سے ہم نے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ اس کے بعد انھوں نے کہا کہ یہ چیز تو بہت ہی خوب اور بہترین ہے۔ جب تم اس دین میں کسی کو داخل کرنا چاہتے ہو تو کیا کرتے ہو۔ دونوں نے ان سے کہا غسل کر لیجئے اور پاک صاف ہو جایئے اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لیجئے اور اس کے بعد حق کی گواہی دیجئے اور پھر نماز ادا کیجئے تو اسید کھڑے ہو گئے اور غسل کیا اور اپنے دونوں کپڑے پاک صاف کر لیے اور حق کی گواہی دی (کلمہ توحید پڑھا) اور کھڑے ہو کر دو رکعتیں پڑھ لیں۔ پھر ان دونوں سے کہا میرے پیچھے ایک شخص ہے اگر اس نے بھی تم دونوں کی پیروی کر لی تو اس کے بعد اس کی قوم سے کوئی نہ بچے گا۔ میں ابھی اسے تمھارے پاس بھیجتا ہوں۔ اور وہ سعد بن معاذ ہے۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور سعد اور ان کی قوم کی جانب واپس گئے وہ لوگ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب سعد بن معاذ نے انھیں آتے دیکھا تو کہا۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اسید تمھارے پاس سے جس حالت سے گیا تھا اس سے بالکل جدا حالت میں آ رہا ہے۔ اور جب وہ آکر مجلس میں کھڑے ہو گئے تو سعد نے ان سے کہا تم نے کیا کیا۔ انھوں نے کہا ان دونوں سے گفتگو کی واللہ مجھے ان سے کوئی خطرہ نہیں اور میں نے انھیں منع بھی کر دیا ہے تو ان دونوں نے کہا کہ تم جیسا چاہو

ہم ویسا ہی کریں گے[له] اور مجھے خبر ملی ہے کہ بنی حارثہ۔ اسعد بن زرارہ کو قتل
۴۵ کرانے کے لیے نکلے ہیں اس لیے کہ انھیں معلوم ہوگیا ہے کہ وہ تمھارا
خالہ زاد بھائی ہے۔ اس کو قتل کرکے تمھیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ راوی
نے کہا تو سعد غصے میں بھرے ہوئے تیزی سے اٹھے کہ کہیں بنی حارثہ
کی جانب سے ویسا ہی سلوک نہ ہو جیسا کہ کہا گیا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ
سے چھوٹی برچھی لے لی اور کہا واللہ! میں تو سمجھتا ہوں کہ تم نے کچھ
کام کی بات نہیں کی۔ پھر وہ نکل کر ان دونوں کے پاس گئے اور جب
انھیں سعد نے مطمئن دیکھا تو سمجھ لیا کہ اسید نے ان دونوں کی باتیں صرف
مجھے سنوائی ہیں اور وہاں انھیں گالیاں دیتے کھڑے ہو گئے اور اسعد بن زرارہ
سے کہا اے ابو امامہ سنو!! اگر تم میں مجھ میں قرابت نہ ہوتی تو تم میرے
ساتھ اس قسم کا ارادہ نہ کرسکتے۔ کیا تم ہمارے احاطوں میں ہم پر ایسی باتوں
سے ظلم ڈھاتے ہو جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں اور اسعد بن زرارہ نے
(سعد کے یہاں پہنچنے سے پہلے) مصعب بن زہیر سے کہدیا تھا کہ
مصعب! واللہ! تمھارے پاس ایسا سردار آرہا ہے جس کے پیچھے اس کی
قوم کے ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ تمھاری پیروی کرلے تو تم سے ان میں کے
دو شخص بھی نہ بچ سکیں گے۔ راوی نے کہا تو مصعب نے ان سے کہا کیا
آپ تشریف رکھ کر کچھ بات بھی سنیں گے۔ پھر اگر کوئی بات آپ کی مرضی
کے موافق ہو اور اس کی جانب آپ کی رغبت ہو تو اسے قبول کرلیجئے
اور اگر آپ اسے ناپسند کریں تو آپ کے پاس سے آپ کی ناپسندیدہ شئے
کو دور کردیں گے[له]۔ سعد نے کہا۔ تم نے انصاف کی بات کہی۔ اس کے

له۔ (ب ج د) میں نفعل ما احببت ہے (الف) تفعل ما اجبت ہے جو
غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

له (ب ج د) میں لیحقروک ہے۔ (الف) میں لیخفروک جس کے معنی تاکہ تم
سے بد عہدی کریں۔ پہلا نسخہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

بعد انھوں نے اپنی چھوٹی برچھی زمین میں گاڑ دی اور بیٹھ گئے۔ پھر انھوں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ ان دونوں نے کہا کہ واللہ! ہم نے سعد کے اظہار اسلام سے پہلے ان کے چہرے کی چمک اور ان کی سہل گزینی سے ان کے چہرے پر آثار اسلام کی شناخت کر لی۔ پھر انھوں نے ان دونوں سے کہا جب تم اسلام اختیار کرتے اور اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کس طرح عمل کرتے ہو۔ ان دونوں نے کہا کہ غسل کر لو اور پاک صاف ہو جاؤ اور اپنے کپڑے بھی پاک صاف کر لو اور پھر سچی بات کی گواہی دو اور دو رکعت نماز پڑھ لو۔ راوی نے کہا پھر تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور غسل کیا اور اپنے کپڑے پاک کر لیے اور سچی بات کی گواہی دی (کلمۂ توحید پڑھا) اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنی چھوٹی برچھی لی اور اپنی قوم کی مجلس کی جانب جانے کا ارادہ کر کے چل نکلے اور اسید بن حضیر بھی ان کے ساتھ ہو گئے۔ راوی نے کہا کہ جب ان کی قوم نے ان کو آتے دیکھا۔ کہا ہم اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ سعد تمھارے پاس سے جس انداز سے گیا تھا اس سے بالکل مختلف انداز سے وہ تمھاری جانب لوٹ رہا ہے۔ جب وہ آکر کھڑے ہو گئے تو کہا۔ اے بنی عبد الاشہل تم اپنے درمیان مجھے کیا سمجھتے ہو۔ انھوں نے کہا آپ ہمارے سردار ہم سب میں زیادہ کنبہ پرور اور سب میں بہترین رائے اور بڑی عقل والے ہیں۔ انھوں نے کہا تو تم میں کے مردوں اور عورتوں سے بات کرنا مجھ پر حرام ہے جب تک کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ۔ راوی نے کہا اللہ کی قسم! پھر تو بنی عبد الاشہل کے احاطے میں شام تک کوئی غیر مسلم باقی رہا نہ غیر مسلمہ اور اسعد و مصعب۔ اسعد بن زرارۃ کے مکان پر واپس گئے اور وہاں
۴۶ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر ایسا نہ رہا جس میں مسلم مرد اور عورتیں نہوں بجز بنی امیہ بن زید۔ خطمہ۔ وایل اور واقف کے گھروں کے

جو اوس اللہ[1] کہلاتے اور اوس بن حارثہ کی اولاد میں تھے اور ان کا اسلام سے رکنے کا سبب یہ تھا کہ ان میں ایک شخص ابو قیس بن الاسلت جس کا نام صیفی تھا۔ وہ ان کا شاعر بھی تھا اور قاید بھی۔ وہ لوگ اس کی باتیں سنتے اور اس کی اطاعت کرتے تھے۔ اسی نے انھیں اسلام سے روکا اور خود بھی رکا رہا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی اور جنگ بدر، احد اور خندق (کا زمانہ) بھی گزر گیا۔ جب وہ اسلام کو سمجھا تو اس کے متعلق اور لوگوں کے اس میں اختلاف کرنے کے متعلق کہا۔

أَرَبَّ النَّاسِ أَشْيَاءٌ أَلَمَّتْ ... يُلَفُّ الصَّعْبُ مِنْهَا بِالذَّلُولِ

اے پروردگار! چند چیزیں گڈ مڈ ہو گئی ہیں جن میں
دشواریاں آسانیوں کے ساتھ خلط ملط کر دی جاتی ہیں۔

أَرَبَّ النَّاسِ، أَمَّا إِنْ ضَلِلْنَا ... فَيَسِّرْنَا لِمَعْرُوفِ السَّبِيلِ

اے پروردگار عالم! اگر ہم گمراہ ہوں تو تو ہمیں
نیکی کے راستے کی توفیق عطا فرما۔

فَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا يَهُودًا ... وَمَا دِينُ الْيَهُودِ بِذِي شُكُولِ

اگر ہماری پرداخت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تو ہم
یہودی ہو جاتے اور یہودیوں کا دین بھی کوئی ایسی چیز
نہیں ہے جس کو حقائق سے کوئی مشابہت ہو۔

وَلَوْلَا رَبُّنَا كُنَّا نَصَارَى ... مَعَ الرُّهْبَانِ فِي جَبَلِ الْجَلِيلِ[2]

---

[1] ۔ اوس اللہ کے معنی عطاء اللہ کے ہیں۔ (احمد محمودی)
[2] ۔ سرزمین شام کے ایک مشہور پہاڑ کا نام ہے (احمد محمودی)

اور اگر ہماری پرداخت کرنیوالا نہوتا تو ہم نصرانی ہوجاتے
اور راہبوں کے ساتھ کوہ جلیل میں رہنے لگتے۔

وَلٰکِنَّا خُلِقْنَا إِذْ خُلِقْنَا حَنِیفًا دِینُنَا عَنْ کُلِّ جِیلِ

لیکن ہمیں جب پیدا کیا گیا تو ایسے دین والا بنا کر پیدا
کیا گیا کہ اقسام کے لوگوں سے ہمارا دین توحید الگ تھلگ ہے۔

۴۷ نَسُوقُ الْهُدَیٰ تَرْسُفُ مُذْعِنَاتٍ مُکَشَّفَةَ الْمَنَاکِبِ فِی الْجُلُولِ

ہم قربانی کے جانوروں کو لیجاتے ہیں تو وہ جھولوں
میں کھلے بازو اس طرح فرمان برداری سے چلتے ہیں گویا مقید ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے اشعار جن کی ابتدا فلولا ربنا اور ولولا ربنا اور مکشفۃ المناکب ہے۔ انصار یا خزاعہ کے ایک شخص نے مجھے سنائے۔

بیان عقبۂ ثانیہ

پھر مصعب بن عمیر مکہ چلے گئے اور مسلم انصار میں سے حج کو جانیوالے اپنی مشرک قوم کے حج کو جانے والوں کے ساتھ حج کے لیے نکلے اور مکہ پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے درمیانی دن ملنے کی قرارداد کرلی (اور یہ جو کچھ ہوا اس وقت ہوا) جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اپنے نبی کی مدد کرنا اور آپ کو معزز بنانا اور اسلام کو اعزاز عطا فرمانا اور شرک اور اہل شرک کو ذلیل کرنا چاہا۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے معبد بن کعب بن مالک بن ابی کعب بن القین بنی سلمہ والے نے بیان کیا کہ ان کا بھائی عبداللہ بن کعب جو

نصاریٰ میں کا بڑا عالم تھا ان سے بیان کیا کہ ان کے باپ کعب نے ان سے بیان کیا اور کعب ان لوگوں میں سے تھے جو مقام عقبہ میں حاضر تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ۔ انھوں نے کہا کہ ہم اپنی مشرک قوم کے حاجیوں کے ساتھ نکلے اور ہم نماز بھی پڑھتے تھے اور دینی مسائل کی تعلیم بھی حاصل کر لی تھی اور ہمارے ساتھ براء بن معرور ہم میں کے بڑے اور ہمارے سردار بھی موجود تھے جب ہم نے سفر اختیار کیا اور مدینہ سے نکلے تو براء نے ہم سے کہا لوگو! میری ایک رائے ہے نہ معلوم تم سب اس سے موافقت کرتے ہو یا نہیں۔ راوی نے کہا کہ ہم نے کہا وہ کیا رائے ہے ۔ انھوں کہا میری رائے ہے کہ اس عمارت یعنی کعبۃ اللہ کی جانب میں اپنی پیٹھ نہ کروں بلکہ اسی کی جانب نماز پڑھوں راوی نے کہا ہم نے کہا بخدا ہمیں تو یہی خبر ملی ہے کہ ہمارے نبی شام کی جانب نماز ادا فرمایا کرتے ہیں اور ہم ان کے خلاف عمل کرنا نہیں چاہتے ۔ راوی نے کہا انھوں نے کہا میں تو اسی کی سمت نماز پڑھتا ہوں۔
۴۸ راوی نے کہا تو ہم نے کہا لیکن ہم تو ایسا نہیں کریں گے ۔ کہا ہماری حالت یہ تھی کہ جب نماز کا وقت آتا ہو تو ہم شام کی جانب نماز پڑھتے اور وہ کعبہ کی سمت نماز ادا کرتے یہاں تک کہ ہم مکہ پہنچے ۔ کہا کہ ہم نے ان کے اس عمل پر انھیں برا بھلا کہا لیکن وہ اس پر جمے رہے اور اس سے رجوع کرنے سے انکار کیا پھر جب ہم مکہ پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا بابا ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو کہ اس سفر میں میں نے جو کچھ کیا ہے اس کے متعلق آپ سے دریافت کریں کیونکہ جب میں نے اپنے بارے میں تم لوگوں کی مخالفت دیکھی تو میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ سا) پیدا ہو گیا ہے ۔ کہا پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کرتے ہوئے نکلے کیونکہ نہ ہم آپ کو پہچانتے تھے اور نہ ہم نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا تھا ۔ آخر ہم مکہ کے رہنے والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

پوچھا تو اس نے کہا کیا تم انھیں پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں اس نے کہا تو کیا ان کے چچا عباس بن عبد المطلب کو پہنچانتے ہو ہم نے کہا ہاں۔ کہا کہ ہم عباس کو اس لیے پہچانتے تھے کہ وہ ہمیشہ تاجرانہ حیثیت سے ہمارے پاس آیا کرتے تھے۔ اس نے کہا تو جب تم مسجد میں داخل ہو تو عباس کے ساتھ جو شخص بیٹھا ہو بس وہی ہے۔ کہا پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ عباس بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے سلام کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عباس سے فرمایا:۔

هَلْ تَعْرِفُ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ يَا اَبَا الْفَضْلِ۔

اے ابوالفضل! کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو۔

انھوں نے کہا جی ہاں۔ یہ براء بن معرور اپنی قوم کا سردار ہے اور یہ کعب بن مالک ہے۔ کہا کہ واللہ! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو نہیں بھولوں گا کہ فرمایا اَلشَّاعِرُ۔ کیا (وہ کعب بن مالک جو) شاعر (ہے) انھوں نے کہا۔ جی ہاں۔ کہا کہ پھر براء بن معرور نے آپ سے عرض کی۔ اے اللہ کے نبی! میں اس حالت میں اپنے اس سفر کے لیے نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی جانب رہنمائی فرمادی تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس عمارت (کعبۃ اللہ) کی جانب اپنی پیٹھ نہ کروں اور میں نے اسی کی جانب نماز پڑھی حالانکہ میرے ساتھیوں نے اس اس امر میں میری مخالفت کی حتٰی کہ میرے دل میں بھی اس کے متعلق کچھ (شبہہ) پیدا ہو گیا پس اے اللہ کے رسول آپ اس کو کیسا خیال فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا

قَدْ كُنْتَ عَلٰى قِبْلَةٍ لَوْ صَبَرْتَ عَلَيْهَا۔

تم ایک قبلہ پر (مامور) تھے کاش تم نے اس پر صبر کیا ہوتا۔

کہا کہ پھر تو براء نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ کی جانب منہ کیا اور ہمارے ساتھ شام کی جانب نماز ادا کی ۔ کہا کہ ان کے متعلقین کا دعوی ہے کہ وہ مرتے تک کعبہ ہی کی جانب نماز پڑھتے رہے حالانکہ ایسا نہیں ہوا اور ان کی بہ نسبت ہم اس معاملہ کو زیادہ جاننے والے ہیں ۔

ابن ہشام نے کہا کہ عون بن ایوب انصاری نے کہا ہے ۔

وَمِنَّا الْمُصَلِّیْ أَوَّلُ النَّاسِ مُقْبِلًا　　عَلٰی کَعْبَةِ الرَّحْمٰنِ بَیْنَ الْمَشَاعِرِ ۴۹

مقامات حج میں کعبۃ الرحمٰن کی جانب منہ کرکے نماز ادا کرنے والا تمام لوگوں میں سب سے پہلا شخص ہمیں میں کا ہے اور اس سے شاعر کی مراد براء بن المعرور ہے اور یہ شعر ان کے ایک قصیدے کا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے معبد بن کعب بن مالک نے اور ان سے ان کے بھائی عبد اللہ بن کعب نے اور ان سے ان کے والد کعب بن مالک نے بیان کیا ۔ کعب نے کہا کہ پھر ہم حج کے لئے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مقام عقبہ میں ایام تشریق کے بیچ میں ملنے کی قرارداد کرلی ۔ کہا کہ پھر جب ہم حج سے فارغ ہوگئے اور وہ رات آئی جس کی قرارداد ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی اور ہمارے ساتھ ابو جابر عبد اللہ بن عمرو بن حرام بھی تھے اور وہ ہمارے سرداروں میں سے تھے ہم نے ان کو اپنے ساتھ لے لیا اور ہم اپنے اس معاملے کو اپنی قوم کے ان مشرکوں سے چھپاتے رہے جو ہمارے ساتھ تھے اور عبد اللہ سے گفتگو کی اور ان سے کہا اے ابو جابر ! تم ہمارے سرداروں میں سے ایک سردار اور ہمارے سربرآوردہ لوگوں میں سے ہو اور تم جس حالت میں ہو ہمیں تمہارے متعلق یہ بات پسند نہیں ۔ ایسا نہو کہ کل تم آگ کے ایندھن ہو پھر ہم نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ہم نے مقام عقبہ کی قرارداد کی تھی ۔ انھیں اس کی بھی خبر دی ۔ کہا

آخر انھوں نے اسلام اختیار کر لیا اور ہمارے ساتھ عقبہ میں موجود رہے کہا کہ پھر ہم اس رات اپنی قوم کے ساتھ اپنی سواریوں میں سو رہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر گئی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرارداد پر اپنی سواریوں سے تیتر کی چال سے دبے پاؤں چھپتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ ہم سب پہاڑ کی چڑھائی کے ایک دوراہے کے پاس جمع ہو گئے اور ہم تہتر مرد تھے اور ہماری عورتوں میں سے ام عمارہ نسیبہ بنت کعب۔ بنی مازن بن النجار کی عورتوں میں کی ایک عورت اور ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی۔ بنی سلمہ کی عورتوں میں کی ایک عورت یہ دو عورتیں ہمارے ساتھ تھیں۔ کہا پس ہم اس دوراہے پر جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ آپ تشریف لائے اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے اور وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر تھے مگر انھیں اپنے بھتیجے کے معاملے میں رہنے اور ان کے مفاد کی خاطر کی کرنے کی خواہش تھی۔ پھر جب بیٹھے تو پہلے جس نے گفتگو کی وہ عباس بن عبد المطلب تھے۔ انھوں نے کہا۔ اے گروہ خزرج! راوی نے کہا کہ عرب انصار کے اس قبیلے کو
۵۰ اسی نام سے پکارا کرتے تھے خواہ وہ بنی خزرج ہوں یا بنی اوس۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہم میں جو حیثیت حاصل ہے وہ تم لوگ جانتے ہو اور ہم میں سے ان لوگوں نے جو ان کے متعلق ہماری رائے کے موافق ہیں ابتک ان کی حفاظت کی ہے اور یہ اپنی قوم میں عزت والے اور اپنے شہر میں محفوظ ہیں لیکن یہ اپنا وطن چھوڑ کر تمھاری طرف جانے اور تمھارے ساتھ مل کر رہنے کے سوا دوسری کسی بات کو مانتے ہی نہیں۔ پس اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ تم ان کو جس جانب بلا رہے ہو وہاں ان کا حق پورا پورا ادا کرو گے اور ان کے مخالفوں سے ان کی حفاظت کرو گے تو تم نے جو بار اپنی خوشی سے اپنے سر لیا ہے۔ وہ لو اور اگر ان کو لے جانے کے بعد انھیں ان کے مخالفوں کے حوالے کر دینے اور ان کی مدد سے دست بردار ہو جانے کا تمھارا خیال ہو تو پھر اسی وقت سے ان سے دست کش ہو جاؤ کہ یہ اپنی قوم اور اپنے شہر میں معزز و محفوظ ہیں (راوی نے) کہا تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نے جو کچھ کہا ہم نے سن لیا۔ اے اللہ کے رسول! صلی اللہ علیہ وسلم آپ گفتگو فرمائیے اور اپنی ذات کے

متعلق اور اپنے پروردگار کے متعلق جو اقرار (ہم سے) لینا پسند فرماتے ہیں لیجئے۔ کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز فرمایا اور قرآن کی تلاوت فرمائی اور اللہ کی جانب دعوت دی اور اسلام کی ترغیب دی۔ پھر فرمایا:۔

أُبَايِعُكُمْ عَلَىٰ أَنْ تَمْنَعُونِي مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ نِسَاءَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ

میں تم سے اس بات پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میری ان تمام چیزوں سے حفاظت کرو گے جن سے تم اپنی عورتوں اور اور اپنے بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔

کہا تو براء بن معرور نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا اور کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہمیں یہ شرطیں قبول ہیں اور ضرور ہم آپ کی ان تمام چیزوں سے حفاظت کریں گے جن سے ہم اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پس اے اللہ کے رسول ہم سے بیعت لے لیجئے۔ واللہ ہم سپاہی اور ہتھیار بند لوگ ہیں جنگ تو ہمیں ہمارے بزرگوں کی میراث میں ملی ہے کہا کہ براء، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابوالہیثم بن التیہان نے بیچ میں دخل دیا اور کہا اے اللہ کے رسول ہم میں اور دوسرے لوگوں یعنی یہود میں خاص قسم کے تعلقات ہیں۔ ہم ان تعلقات کو ان سے قطع کریں گے اور اگر ہم نے ایسا کیا اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ عطا فرمایا تو کیا ہم آپ سے اس بات کی امید رکھیں کہ آپ ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف لوٹ جائیں گے۔ کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور پھر فرمایا:۔

بَلِ الدَّمُ الدَّمُ وَالْهَدْمُ الْهَدْمُ أَنَا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مِنِّي أُحَارِبُ مَنْ

لہ۔ سہیلی نے ابو قتیبہ کا قول نقل کیا ہے کہ عرب معاہدہ اور کسی کو پناہ دینے کے وقت کہا

حَارَبْتُمْ وَأُسَالِمُ مَنْ سَالَمْتُمْ۔

(ایسا نہیں ہوگا) بلکہ (میرا) خون (کا مطالبہ تمہارا) خون (کا مطالبہ) ہوگا اور (میرا) خون کا معاف کرنا (تمہارا) خون کا معاف کرنا ہوگا یا (میرا) سفر (تمہارا) سفر ہوگا۔ تم مجھ سے (متحد ہوجاؤ گے) اور میں تم سے۔ جس سے تم جنگ کرو گے میں بھی اس سے برسر پیکار رہوں گا اور تم جس سے صلح کرو گے میں بھی اس سے مصالحت کروں گا۔

۵۱ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے الھدم الھدم (بتحریک دال کہا ہے جس سے مراد عزات و آبرو ہے یعنی میری عزت آبرو تمہاری عزت آبرو ہے اور میرا ذمہ تمہارا ذمہ ہے۔

کعب ابن مالک نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

أَخْرِجُوا إِلَيَّ مِنْكُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيباً لِيَكُونُوا عَلَىٰ قَوْمِهِمْ بِمَا فِيهِمْ فَأَخْرَجُوا مِنْهُمْ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيباً تِسْعَةً مِنَ الْخَزْرَجِ وَثَلَاثَةً مِنَ الْأَوْسِ

تم لوگ اپنے میں کے بارہ سرداروں کو پیش کرو کہ وہ اپنی قوم میں جو کچھ (اختلاف) ہو اس میں (حکم) ہوں تو انہوں نے اپنے میں کے بارہ سرداروں کا انتخاب کیا۔ نو خزرج میں سے اور تین اوس میں سے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کرتے تھے کہ دمی دمك وھدمی ھدمك ای ماھدمت من الدماء ھدمت انا۔ اور بعض کا خیال ہے کہ چونکہ عرب پانی اور ہری کی تلاش میں اکثر سفر میں رہا کرتے تھے اور جہاں رہنا ہوتا وہاں خیمے گاڑ دیتے اور جب سفر کرتا ہوتا انہیں خیموں کو اکھیڑ کر دوسرے مقام پر چلے جاتے تھے۔ اس لیے ھدم کے معنی سفر کے ہیں یعنی میرا سفر تمہارا سفر ہے۔
(احمد محمودی)

بارہ سرداروں کے نام اور قصہ عقبہ کا اختتام

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے زیاد بن عبد اللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق کی حدیث بیان کی کہ خزرج میں سے ابو امامہ اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار جس کا نام تیم اللہ بن عمرو بن الخزرج تھا اور سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج اور عبد اللہ بن رواحہ بن امرء القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ۵۲
ابن الخزرج اور رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج اور براء بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد ابن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج اور عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سعد بن عبادہ بن دُلیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج اور المنذر بن ابن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج۔

اور اوس میں سے اسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس

اور اسعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن السلم بن امرء القیس بن مالک بن الاوس اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم انھیں میں ابو الہیثم بن التیہان کا شمار کرتے ہیں اور رفاعہ کو نہیں شمار کراتے اور ابو زید الانصاری نے مجھے کعب بن مالک کے (وہ) اشعار سنائے جن میں انھوں نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے

فَأَبْلِغْ أُبَيًّا أَنَّهُ فَالَ رَأْيُهُ[1] وَحَانَ غَدَاةَ الشِّعْبِ وَالْحَيْنُ وَاقِعُ

ابی کو یہ پیام پہنچا دے کہ اس کا خیال غلط ثابت ہو گیا اور
اور شعب (ابی طالب) کی صبح گزر گئی اور (اب) موت آنے والی ہے

أَبَى اللّٰهُ[2] مَا مَنَّتْكَ نَفْسُكَ إِنَّهُ بِمِرْصَادِ أَمْرِ النَّاسِ رَاءٍ وَسَامِعُ

تیرے نفس نے (تجھے خوش کرنے کے لئے) جن چیزوں کا
آرزومند بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے انکار فرما دیا۔
وہ تو لوگوں کے معاملوں کا نگراں (بھی) ہے، دیکھنے والا بھی اور
سننے والا بھی۔

---

[1] (الف) میں قاف سے ہے (ب) میں فال فا سے ہے۔ پہلی صورت میں قیلولہ سے لینا ہوگا یعنی اس کی رائے سو گئی لیکن فال جو بطل کے معنی میں ہے وہ بہتر ہے (احمد محمود)

[2] (الف) اتی اللہ ہے جس کے معنی ہوں گے برباد کر دیا۔ (احمد محمودی)

وَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ أَنْ قَدْ بَدَا لَنَا بِأَحْمَدَ نُورٌ مِنْ هُدَى اللّٰهِ سَاطِعُ[1]

ابو سفیان کو یہ پیغام بھی پہنچا دے کہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سبب سے ہم پر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کا چمکتا (ہوا) نور ظاہر ہو گیا ہے۔

فَلَا تَرْعَيَنْ فِي حَشْدِ أَمْرٍ تُرِيدُهُ وَأَلِّبْ وَجَمِّعْ كُلَّ مَا أَنْتَ جَامِعُ

لوگوں کو فساد پر ابھار اور جن جن چیزوں کو تو جمع کرنا چاہتا ہے۔ جمع کر لیکن جو بات تو چاہتا ہے اس کے اسباب جمع ہونے کی امید نہ رکھ۔

وَدُونَكَ فَاعْلَمْ أَنَّ نَقْضَ عُهُودِنَا أَبَاهُ عَلَيْكَ الرَّهْطُ حِينَ تَبَايَعُوا

اس (بات) کو (گرہ میں باندھ) لے اور (اچھی طرح) جان لے کہ ہمارے عہد کے توڑنے سے مسلسل جماعتوں نے تیرے آگے انکار کر دیا ہے۔ (ہم نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے جو عہد کیا ہے ہم اس کے توڑنے والے نہیں ہیں)۔

أَبَاهُ الْبَرَاءُ وَابْنُ عَمْرٍو كِلَاهُمَا وَأَسْعَدُ يَأْبَاهُ عَلَيْكَ وَرَافِعُ

براء اور ابن عمرو دونوں نے اس سے انکار کر دیا اور اسعد و رافع بھی تیرے روبرو انکار کر رہے ہیں۔

وَسَعْدٌ أَبَاهُ السَّاعِدِيُّ وَمُنْذِرٌ لِأَنْفِكَ إِنْ حَاوَلْتَ ذٰلِكَ جَادِعُ

[1] نسخہ (الف) میں یہاں ایک واو زاید ہے اور وساطع لکھا ہے۔ جو وزن شعر میں فساد پیدا کرنے کے علاوہ معنی میں بھی کوئی خوبی نہیں پیدا کرتا۔ (احمد محمودی)

اور اُس سعد نے بھی جس کا جد اعلیٰ ساعدی ہے انکار کیا اور منذر نے بھی پھر بھی اس معاملے میں (تو نے) کوشش کی تو (یاد رکھ کہ) تیری ناک کٹ جائے گی (اس میں تو بہت رسوا ہوگا)

وَمَا ابْنُ رَبِيعٍ إِنْ تَنَاوَلْتَ عَهْدَهُ ... بِمُسْلِمِهِ لَا يَطْمَعَنْ ثَمَّ طَامِعُ

اور ابن ربیع بھی ایسا شخص نہیں ہے کہ اگر تو اس سے عہد بھی لے لے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے کردے۔ غرض کسی لالچی کو اس معاملے میں کسی طرح کا لالچ نہیں چاہیئے۔

وَأَيْضًا فَلَا يُعْطِيكَهُ ابْنُ رَوَاحَةٍ ... وَإِخْفَارُهُ مِنْ دُونِهِ السَّمُّ نَاقِعُ

اور ابن رواحہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے حوالے نہیں کرے گا اور آپ کے لیے سینہ سپر ہونے کے عہد کا توڑنا اس کے لئے زہر قاتل ہوگا۔

وَفَاءً بِهِ وَالْقَوْقَلِيُّ ابْنُ صَامِتٍ ... بِمَنْدُوحَةٍ عَمَّا تُحَاوِلُ يَافِعُ

آپ کے ساتھ وفاداری کرنے کے لیے قوقلی بن صامت کو بھی وسعت وقدرت ہے کہ تو ان چالبازیوں سے بچنے کے لیے جو کر رہا ہے (اس سے) وہ بلند و برتر ہے۔

أَبُو هَيْثَمٍ أَيْضًا وَفِيٌّ بِمِثْلِهَا ... وَفَاءً بِمَا أَعْطَى مِنَ الْعَهْدِ خَانِعُ

ابو ہیثم نے جو عہد کیا ہے۔ اس کے پورا کرنے میں وہ بھی ویسا ہی وفادار اور اپنے اقرار کا پابند ہے۔

وَمَا ابْنُ حُضَيْرٍ إِنْ أَرَدْتَ بِمَطْمَعٍ ... فَهَلْ أَنْتَ عَنْ أُحْمُوقَةِ الْغَيِّ نَازِعُ

اگر تو (کوئی چالبازی کرنا) چاہے تو ابن حضیر کے پاس بھی کسی امید کی گنجائش نہیں تو کیا تو اپنی احمقی اور گمراہی سے (اب بھی) الگ ہوگا (یا نہیں)

وَسَعْدُ أَخُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَإِنَّهُ ضَرُوحٌ لِمَا حَاوَلْتَ مِلْأَمْرِ مَانِعُ

اور عمرو بن عوف کے بھائی سعد کی بھی یہی حالت ہے کہ تیرے ارادوں کو ٹھکرانے والا اور اس بات کو تو نہ ہونے دینے والا ہے۔

أُولَاكَ نُجُومٌ لَا يَغُبُّكَ مِنْهُمُ عَلَيْكَ بِنَحْسٍ فِي دُجَى اللَّيْلِ طَالِعُ

یہ ایسے ستارے ہیں کہ تجھ پر نحوست لے کر نکلنے میں کوئی اندھیری رات ناغہ نہ ہونے دیں گے۔

کعب نے بھی ان لوگوں میں ابو الہیثم بن التیہان ہی کا ذکر کیا ہے اور رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔

55 ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب سرداروں سے فرمایا۔

أَنْتُمْ عَلَى قَوْمِكُمْ بِمَا فِيهِمْ كُفَلَاءُ كَكَفَالَةِ الْحَوَارِيِّينَ لِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَأَنَا كَفِيلٌ عَلَى قَوْمِي۔

تمہاری قوم میں جو کچھ (بھی حادثہ) ہو اس کے متعلق تم اپنی قوم کے ذمہ دار ہو گئے جس طرح عیسیٰ بن مریم کے پاس حواریین ذمہ دار تھے اور میں اپنی قوم کا ذمہ دار ہوں گا۔ انھوں نے کہا بہت خوب۔

اور مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے جمع ہوئے تو بنی سالم

ابن عوف والے عباس بن عبادۃ بن نضلۃ الانصاری نے کہا۔
اے گروہ خزرج! کیا تم جانتے ہو کہ اس شخص سے تم کس بات پر بیعت کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا ہاں۔ عباس نے کہا کہ تم لوگ اس بات پر بیعت کر رہے ہو کہ لوگوں میں کے سیاہ و سرخ سب کے خلاف جنگ کروگے۔ اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارا مال (کسی) آفت سے برباد ہو جائے اور تم میں کے بلند رتبہ لوگ قتل ہو جائیں تو تم ان کی امداد چھوڑ دوگے تو ابھی سے (چھوڑ دو)۔ کیونکہ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو یہ دنیا و آخرت کی رسوائی ہے اور اگر تم یہ خیال کرتے ہو کہ تم کو جس طرف دعوت دی جا رہی ہے اس کو تم اپنے مال کی بربادی اور بڑے رتبے والوں کے قتل ہونے کے باوجود پورا کر سکوگے تو اس معاملے کو ہاتھ میں لو اور واللہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔ انھوں نے کہا ہم اس کو اپنے مال کی بربادی اور سربرآوردہ لوگوں کی جان کی تباہی کے باوجود قبول کرتے ہیں لیکن یارسول اللہ! اگر ہم نے اس میں وفاداری کی تو ہم کو اس کے بدلے میں کیا ملے گا۔ فرمایا جنت۔ انھوں نے کہا اچھا تو ہاتھ بڑھائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دراز کیا اور انھوں نے آپ سے بیعت کی۔ عاصم بن عمر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لئے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں مستحکم ہو اور عبداللہ بن ابی بکر نے کہا کہ عباس نے یہ جو کچھ کہا صرف اس لیے کہا کہ لوگوں کو اس وقت تو (قبول اسلام سے) پسپا کر دے کہ شاید اس کے بعد عبداللہ بن ابی بن سلول بھی موجود ہو تو قوم کے لیے قوت کی کوئی نہ کوئی شکل پیدا ہو۔ ان میں سے کون سی بات واقعی تھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

(۵۱) ابن ہشام نے کہا کہ سلول بنی خزاعہ میں کی ایک عورت کا نام ہے ۵۶
اور وہ ابی بن مالک بن الحارث بن عبید بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن الخزرج کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی النجار اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ پہلا شخص

جس نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ تھے اور بنی عبدالاشہل کہتے ہیں کہ وہ ابوالہیثم بن التیہان تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے سعید بن کعب نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انھوں نے اپنے والد کعب بن مالک سے یہ روایت بیان کرتے ہوئے کہا کہ پہلا شخص جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی وہ براء بن المعرور تھے۔ ان کے بعد تمام لوگوں نے بیعت کی۔ پھر جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرلی تو عقبہ کی چوٹی پر سے شیطان نے ایسی آواز سے جو میری سنی ہوئی آوازوں میں سب سے زیادہ بلند تھی چیخ کر کہا۔ اے گھروں کے رہنے والو! مذمم (یعنی قابل مذمت شخص) اور اس کے ساتھ جو بے دین لوگ ہیں ان کے متعلق تمھیں کوئی دلچسپی ہے۔ یہ لوگ تم سے جنگ کے لیے جمع ہوئے ہیں۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

هٰذَا أَزَبُّ[1] الْعَقَبَةِ هٰذَا ابْنُ أَزْيَبَ قال ابن هشام ويقال:

أَزْيَبُ اسْتَمِعْ[2] أَيْ عَدُوَّ اللهِ أَمَا وَاللهِ لَأَفْرَغَنَّ لَكَ

یہ اس گھاٹی کا ازب (نامی شیطان) ہے۔ یہ ازیب کا بیٹا ہے۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ازیب کہا ہے۔ اے دشمن خدا سن لے کہ واللہ! میں تیرے لیے (یعنے تیری سرکوبی کے لیے بھی) وقت فرصت نکالوں گا۔ راوی نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِرْفَضُّوْا إِلٰى رِحَالِكُمْ

---

[1] - ازیب کے معنی کوتاہ قد یا بخیل کے ہیں۔ (احمد محمودی از سہیلی)

[2] - (الف) میں اتسمع ہے یعنی اے دشمن خدا کیا تو سن رہا ہے (احمد محمودی)

اپنی اپنی سواریوں کی طرف متفرق ہو کر چلے جاؤ۔

(راوی نے) کہا عباس بن عبادہ بن نضلہ نے کہا اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ روانہ فرمایا ہے۔ اگر آپ چاہیں تو منیٰ میں جو لوگ ہیں ان پر کل ہی ہم لوگ اپنی تلواریں لے کر حملہ کر دیں۔

(راوی نے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

لَمْ نُؤْمَرْ بِذٰلِكَ وَلٰكِنِ ارْجِعُوْا اِلٰى رِحَالِكُمْ

ہمیں اس کا حکم نہیں دیا گیا اور لیکن اپنی سواریوں کی جانب لوٹ جاؤ۔

(راوی نے) کہا آخر ہم اپنی آرام گاہوں کی جانب لوٹ گئے اور صبح تک سوتے رہے۔

سویرے قریش کا انصار کے پاس پہنچنا اور بیعت کے متعلق گفتگو

(راوی نے) کہا کہ جب صبح ہوئی تو قریش کے سر برآوردہ اصحاب سویرے ہی ہمارے پاس ہماری قیام گاہوں میں پہنچے اور کہا۔ اے گروہ خزرج! ہمیں خبر ملی ہے کہ تم ہمارے اس آدمی کے پاس اس لیے آئے تھے کہ اس کو ہمارے درمیان سے لے کر نکل جاؤ اور اس لیے آئے تھے کہ ہم سے جنگ کرنے کے لیے اس کے ہاتھ پر بیعت کرو۔ واللہ! عرب کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں ہے جس سے ہمارا جنگ میں الجھا رہنا بہ نسبت تمہارے (ساتھ جنگ میں الجھنے کے) ہمیں زیادہ ناپسند ہو۔ (راوی نے) کہا تو وہاں سے ہماری قوم میں کے چند مشرک اٹھے اور قسمیں کھانے لگے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ ہمیں ایسی کسی بات کا علم ہے۔

(راوی نے) کہا کہ انھوں نے سچ کہا کہ انھیں اس کا علم ہی نہ تھا۔
(راوی نے) کہا کہ ہم لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے
(راوی نے) کہا کہ پھر وہ لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں حارث بن ہشام بن مغیرہ مخزومی بھی تھا جو نئی نعلیں (جوتی کا جوڑا) پہنے تھا۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے اس ارادے سے کہ گویا ان لوگوں کی باتوں میں (میں) خود بھی شریک ہوں اس سے ایک بات کہی۔ میں نے کہا اے جابر! تم تو ہماری قوم کے سردار ہو گیا تم سے اتنا بھی نہیں ہو سکتا کہ قریش کے اس جوان مرد کی سی ایک نعلین بنوا لو۔
(راوی نے) کہا حارث نے یہ بات سن لی اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر میری جانب پھینک دی اور کہا بخدا تم اسے پہن لو۔
(راوی نے) کہا کہ ابو جابر نے کہا خاموش رہو واللہ! تم نے تو اس جوان کو غصے کر دیا۔ پس اس کی نعلین اسے پھیر دو۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ اسے واپس نہ دوں گا واللہ یہ تو ایک نیک شگون ہے[1]۔ واللہ اگر یہ شگون ٹھیک نکلا تو میں اس سے (سب کچھ) چھین لوں گا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یہ لوگ عبداللہ بن ابی سلول کے پاس گئے اور اس سے ویسا ہی کہا جیسا کہ کعب نے ذکر کیا ہے تو اس نے ان سے کہا واللہ! یہ تو بڑی اہمیت رکھنے والی چیز ہے۔ میری قوم تو مجھ سے اس طرح سبقت کرنے والی نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ ایسا ہوا ہو۔ راوی نے کہا کہ پھر وہ اس کے پاس سے واپس ہو گئے۔

قریش کا انصار کی تلاش میں نکلنا

(راوی نے) کہا کہ لوگ منیٰ سے واپس ہوئے تو یہ لوگ اسی ۵۸

[1] ۔ (ب ج د) میں فاعلی واللہ صالح ہے اور (الف) میں قال واللہ صالح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ انھوں نے کہا واللہ اچھی بات ہے۔ (احمد محمودی)

خبر کی چھان بین میں لگ گئے تو انھیں معلوم ہوا کہ ضرور یہ بات ہوئی ہے اور ان لوگوں کی تلاش میں نکلے تو سعد بن عبادۃ اور بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والوں نے منذر بن عمرو کو مقام اذاخر میں جا ملایا اور یہ دونوں کے دونوں سرداران قوم تھے۔ منذر نے تو ان لوگوں کو تنگ کر دیا لیکن سعد کو ان لوگوں نے پکڑ لیا اور ان کی سواری کے تسمے سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیئے اور انھیں لے کر مکہ آئے ان کو مارتے بھی جاتے تھے اور ان کے سر کے بال بھی پکڑ کر کھینچے جاتے تھے اور وہ بہت بالوں والے تھے۔ سعد نے کہا کہ واللہ! میں ان کے ہاتھوں میں (پھنسا ہوا) تھا کہ ایکا ایکی ان کے پاس قریش کی ایک جماعت آئی جس میں ایک شخص پاک صاف گورا لمبا حسین لوگوں میں مقبول صورت بھی تھا۔ راوی نے کہا میں نے اپنے دل میں کہا اگر ان لوگوں میں سے کسی میں کوئی بھلائی ہو تو اسی شخص میں ہوگی۔ کہا کہ جب وہ میرے نزدیک ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور مجھے زور سے ایک تھپڑ مارا۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے اپنے دل میں کہہ لیا کہ نہیں واللہ اس کے بعد ان میں سے کسی میں بھی کوئی بھلائی نہیں ہے۔ کہا کہ واللہ میں ان کے ہاتھوں میں تھا وہ مجھے کھینچے لیے پھرتے تھے کہ ایکا ایکی انھیں میں کے ایک شخص نے مجھ پر ترس[1] کھایا اور کہا ارے تجھ پر افسوس! کیا تیرے اور قریش کے لوگوں میں سے کسی کے درمیان پناہ یا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

(راوی نے) کہا کہ میں نے کہا کیوں نہیں واللہ میں جبیر بن مطعم ابن عدی بن نوفل بن عبد مناف کو اس کی تجارت کے زمانے میں پناہ دیتا رہا ہوں اور میری بستیوں میں جو لوگ ان پر ظلم کرنا چاہتے تھے

[1] (ب ج د) میں اوی لی ہے جس کے معنی رحم کرنے ترس کھانے کے ہیں۔ (الف) میں اوی الی ہے جس کے معنی آنے یا مائل ہونے کے لیے جا سکتے ہیں لیکن پہلا نسخہ مرجح ہے۔ (احمد محمودی)

ان سے انھیں بچاتا رہا ہوں اور حارث بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف کو بھی بچاتا رہا ہوں تو اس نے کہا ارے کمبخت! تو پھر ان دونوں شخصوں کا نام لیکر انھیں پکار اور تیرے اور ان کے درمیان جو تعلقات ہیں انھیں یاد دلا۔

(راوی نے) کہا میں نے ویسا ہی کیا اور وہ شخص ان دونوں کی طرف چلا گیا اور انھیں مسجد میں کعبۃ اللہ کے پاس پایا تو اس نے ان سے کہا کہ بنی خزرج کا ایک شخص اس وقت مقام ابطح میں پٹ رہا ہے اور تم دونوں کا نام لے کر چلّا رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اس کے اور تمھارے درمیان پناہ دہی کا عہد ہے۔ ان دونوں نے کہا۔ وہ ہے کون۔ اس نے کہا کہ سعد بن عبادہ۔ ان دونوں نے کہا۔ اس نے سچ کہا ہے۔ واللہ! وہ ہماری تجارت کے زمانے میں ہمیں پناہ دیا کرتا تھا اور اپنی بستی میں ان لوگوں کو ظلم کرنے سے روکتا تھا۔

(راوی نے) کہا تو وہ دونوں آئے اور سعد کو ان کے ہاتھوں سے چھڑایا وہ چھوٹ کر چلے گئے اور سعد کو جس نے تماچہ مارا تھا وہ بنی عامر بن لوئی میں کا ایک شخص سہیل بن عمرو تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس شخص نے سعد پر ترس کھایا تھا وہ ابو البختری بن ہشام تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پہلا شعر جو ہجرت کے متعلق کہا گیا ہے وہ دو بیتیں ہیں جو بنی محارب بن فہر میں کے ایک شخص ضرار بن الخطاب بن مرداس نے کہی ہیں:۔

تَدَارَکْتُ سَعْدًا عَنْوَۃً فَاَخَذْتُہٗ وَکَانَ شِفَاءً لَوْ تَدَارَکْتُ مُنْذِرًا

میں نے سعد پر غلبہ حاصل کرلیا اور اسکو پکڑ لیا اور (میرے دل کو) تشفی ہوتی اگر میں منذر کو جا ملتا۔

وَلَوْ نِلْتُہٗ طُلَّتْ ھُنَاکَ جِرَاحُہٗ وَکَانَ جَرَاحًا اَنْ[1] تُھَانَ وَتُھْدَرَا

[1] (ب ج د) میں وکان حریا ان یہان یھدرا۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ شخص ہے بھی

اور اگر میں اسے پاتا، تو وہاں اسے جس قدر بھی زخم لگائے جاتے، وہ بے بدل ہوتے (اس کا بدلہ کوئی مجھ سے نہ لے سکتا)۔

اور وہ زخم تجھے بھی اسی قسم کے کہ ان کی ذلت کی جائے اور انھیں جائز کیا جائے (اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے۔)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں " وکان حقیقاً ان تہان ویھدرا " ہے[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا اور کہا۔

لَسْتَ إِلَى سَعْدٍ وَلَا الْمَرْءِ مُنْذِرٍ ... إِذَا مَا مَطَايَا الْقَوْمِ أَصْبَحْنَ ضُمَّرَا

تو نہ تو سعد کی برابری کر سکتا ہے اور نہ منذر (جیسے) شخص کی خاص کر جبکہ ان لوگوں کی سواریاں خاص طریقے سے تیار کی ہوئی ہیں۔

فَلَوْلَا أَبُو وَهْبٍ لَمَرَّتْ قَصَائِدٌ ... عَلَى شَرَفِ الْبَرْقَاءِ يَهْوِينَ حُسَّرَا

پس اگر ابو وہب نہ ہوتا (جس نے تیرے شعر ہم تک پہنچائے) تو (تیرے) قصیدے پتھریلی اور کیچڑ کی مسافت تک پہنچ کر تھک کر گر جاتے۔ (یعنی تیرے اشعار اس قابل نہیں کہ وہ شہرت پاکر دور دور تک پہنچ سکیں)۔

أَتَفْخَرُ بِالْكَتَّانِ لَمَّا لَبِسْتَهُ ... وَقَدْ تَلْبَسُ الْأَنْبَاطُ رِيطًا مُقَصَّرَا

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:- اسی قابل کہ اس کو ذلیل کیا جائے اور اس کا خون جباح کر دیا جائے اور یہی نسخہ مرجح معلوم ہوتا ہے کیونکہ زخموں کو ذلیل کرنا کوئی معقول بات نہیں بلکہ زخموں کو ذلیل کرنے کے یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ زخمی کرنے کو اہمیت نہ دی جائے۔ فلیتدبر (احمد محمودی)

[1] (ب ج د) میں یھان ویھدر دونوں جگہ یائے تحتانی سے ہے (الف) میں تہان یا تاء فوقانی اور یھدرا یا یاء تحتانی ہے۔ جرا حا کے ساتھ تہان یا تاء فوقانی صحیح ہو سکتا تھا لیکن حقیقاً کے ساتھ یہ کس طرح درست ہو سکیگا۔ میری سمجھ میں تو نہ آسکا۔ (احمد محمودی)

کیا تو کتان۔ کا لباس پہن کر اتراتا ہے حالانکہ نبطی قوم
کے لوگ بھی سفید دھوئی ہوئی چادروں کا استعمال کرتے ہیں
(کیا وہ ایسے کپڑوں کے پہن لینے سے شرافت کا کوئی رتبہ
حاصل کر سکتے ہیں)۔

فَلَا تَكُ كَالْوَسْنَانِ يَحْلُمُ أَنَّهُ بِقَرْيَةِ كِسْرَى أَوْ بِقَرْيَةِ قَيْصَرَا

پس تو او نگھنے والے کی طرح نہ ہو جا جو خواب میں دیکھتا
ہے کہ وہ کسریٰ کی بستی میں یا قیصر کی بستی میں ہے۔

وَلَا تَكُ كَالثَّكْلَى وَكَانَتْ بِمَعْزِلٍ عَنِ[له] الثُّكْلِ لَوْ كَانَ الْفُؤَادُ تَفَكَّرَا

اور نہ اس عورت کی طرح ہو جا جس کا بچہ مر گیا ہو (اور
وہ رات دن اسی کے خیال میں رنج و غم میں مبتلا رہتی ہو) اگر
اس کے دل میں عقل و تفکر ہوتا تو وہ بچے کے مرنے پر غم واندوہ
کرنے سے الگ ہو جاتی۔

وَلَا تَكُ كَالشَّاةِ الَّتِي كَانَ حَتْفُهَا بِحَفْرِ ذِرَاعَيْهَا فَلَمْ تَرْضَ مَحْفَرَا

اور تو اس بکری کا سا نہ ہو جا جس کی موت اس کے
ہاتھوں سے کھودی ہوئی چیز[ٹه] سے ہوئی اور وہ (اپنے) کھودنے
سے خوش نہ ہوئی۔

له۔ (الف میں عن کے بجائے علی ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے کیونکہ عزل کا
صلہ علی سے نہیں آتا (احمد محمودی)

ٹه۔ اس کا قصہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی بکری کو پکڑ کر اس کے ذبح کرنے
کے لیے کوئی چیز تلاش کر رہا تھا۔ اس حالت میں وہ بکری ہاتھ پاؤں مارنے لگی جس سے
زمین کھدی تو وہاں سے ایک چھری نکل آئی اور وہی چھری اس کے ذبح کرنے میں کام آئی
تو یہ قصہ ضرب المثل ہو گیا۔ (احمد محمودی)

وَلَاتَكُ كَالْعَاوِي فَأَقْبَلَ نَحْرَهُ   وَلَمْ يَخْشَهُ سَهْمًا مِنَ النَّبْلِ مُضْمَرًا ٦١

اور اس چھپے ہوئے بھونکنے والے کا سا نہ ہو جا جس سے تیروں میں سے کسی تیر نے خوف نہیں کیا بلکہ ایک تیر آکر اس کے حلق میں بیٹھ گیا۔

فَإِنَّا وَمَنْ يُهْدِي الْقَصَائِدَ نَحْوَنَا   كَمُسْتَبْضِعٍ تَمْرًا إِلَى أَرْضِ خَيْبَرَا

ہماری اور ہماری جانب قصائد بھیجنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سرزمین خیبر میں تجارت کے مال کے طور پر فروخت کے لیے کھجور لایا ہو (یعنی ہم لوگ تو شعر و شاعری کا معدن ہیں ہمارے سامنے کوئی شخص شعر کس طرح پیش کر سکتا ہے)۔

عمرو بن الجموح کے بت کا قصہ

راوی نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ مدینہ آئے تو وہاں اسلام کا اظہار کیا اور حالت یہ تھی کہ ان کی قوم کے بہت سے بڑے بوڑھے اپنے دین شرک پر باقی تھے جن میں سے عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب ابن سلمہ بھی تھا جس کے لڑکے معاذ بن عمرو نے عقبہ کی حاضری کا اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا اور عمرو بن الجموح بنی سلمہ کے سرداروں میں کا ایک سردار تھا اور ان میں کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت دوسرے سربرآوردہ افراد کی طرح بنا رکھا تھا جس کا نام مناۃ تھا۔ اس کو معبودانہ حیثیت میں رکھا تھا اس کی عظمت کرتا اور اس کو پاک صاف رکھتا تھا۔ پھر جب بنی سلمہ میں کے نوجوان افراد معاذ بن جبل اور خود اس کا لڑکا معاذ بن عمرو

ابن الجموح وغیرہ نے اسلام قبول کیا اور مقام عقبہ میں حاضر ہو کر آئے
تو یہ لوگ رات کے وقت اندھیرے میں عمرو کے اس بت کے پاس پہنچے
اور اسے اٹھا کر بنی سلمہ کی بستی کے کسی گڑھے میں جس میں لوگوں کی
گندگیاں ہوتیں اسے الٹا' سر کے بل ڈال دیتے اور جب عمرو صبح میں
اٹھتا تو کہتا ارے کمبختو! ہمارے معبود پر آج کی رات کس نے دست درازی
کی۔ پھر وہ سویرے ہی ڈھونڈنے نکلتا اور جب وہ اسے پالیتا تو اس کو
دھوتا اور پاک صاف کرتا اور خوشبو لگاتا اور کہتا واللہ! اگر مجھے
معلوم ہو جائے کہ کس نے تیرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے تو ضرور اسے
ذلیل کروں اور پھر جب شام ہوتی اور عمرو سو جاتا تو اس پر دست درازی
کرتے اور اس کے ساتھ وہی سلوک کرتے اور پھر جب وہ سویرے
اٹھتا اور اس کو ویسی ہی گندگی میں پڑا پاتا جس طرح پہلے پایا تھا تو
اس کو دھوتا اور پاک و صاف کرتا اور خوشبو لگاتا۔ پھر جب شام ہوتی
تو اسی طرح اس پر دست درازی کرتے اور اس کے ساتھ وہی
معاملہ کیا جاتا۔ پھر جب یہی سلوک انھوں نے اس کے ساتھ کئی بار کیا تو
ایک روز جب اسے وہاں سے نکال لایا جہاں انھوں نے اسے ڈال دیا ۹۲
تھا تو اسے دھو دھلا کر خوشبو لگا کر رکھا اور ایک تلوار لا کر اس کے گلے میں
لٹکادی اور اس سے کہا واللہ میں نہیں جانتا کہ یہ معاملہ جو تیرے ساتھ کر رہا
ہے وہ کون ہے اور جس کو تو بھی دیکھ رہا ہے اور اگر تجھ میں کسی طرح کی
بھلائی (قوت) ہے تو خود اپنی حفاظت کرلے۔ یہ تلوار بھی تیرے ساتھ ہے
پھر جب شام ہوئی اور وہ سو گیا تو ان لوگوں نے اس پر چھاپہ مارا اور
اس کے گلے میں سے تلوار بھی لے لی اور ایک مرا ہوا کتا لے کر اس کے ساتھ
رسی سے باندھ دیا اور اس کو بنی سلمہ کے گڑھوں میں سے کسی گڑھے میں ڈال دیا
جس میں لوگوں کی گندگیاں تھیں۔ پھر جب عمرو بن الجموح صبح اٹھا اور
اس کو اس جگہ نہ پایا جس جگہ وہ رہا کرتا تھا تو اس کو ڈھونڈنے نکلا
یہاں تک کہ اس کو اس گڑھے میں پایا کہ مردہ کتے کے ساتھ اوندھا

پڑا ہے۔ جب اس نے اسے دیکھا اور اس کی حالت پر بھی غور کی نظر ڈالی اور اس کی قوم میں سے بعض ان لوگوں نے اس سے گفتگو بھی کی جنھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اچھی حالت حاصل کر لی اور جب اسلام اختیار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کا بھی عرفان حاصل ہوا تو اپنے اس بت کا اور اس بت کے جو حالات گہری نظر سے دیکھے تھے۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا جس نے اس کو اس اندھے پن اور گمراہی سے نکالا۔ شکر کرتے ہوئے کہا۔

وَاللّٰهِ لَوْ كُنْتَ إِلٰهًا لَمْ تَكُنْ　　أَنْتَ وَكَلْبٌ وَسْطَ بِئْرٍ فِي قَرَنْ

اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا تو تو ایک گڑھے میں کتے کے ساتھ نہ پڑا رہتا۔

أُفٍّ لِمَلْقَاكَ إِلٰهًا مُسْتَدَنْ　　اَلْآنَ فَتَّشْنَاكَ عَنْ سُوءِ الْغَبَنْ

باوجود معبود ہونے کے تیرے اس طرح پڑے رہنے پر تف ہے۔ تیرے متعلق اب ہمیں اپنی رائے کی بدترین غلطی کی تحقیق ہو گئی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ ذِي الْمِنَنْ　　اَلْوَاهِبِ الرَّزَّاقِ دَيَّانِ الدِّيَنْ

تمام تعریف تو اللہ تعالیٰ کی ہے جو احسانات والا اور صاحب عطا۔ روزی دینے والا اور دینداروں کو جزا دینے والا ہے۔

۶۳ هُوَ الَّذِي أَنْقَذَنِي مِنْ قَبْلِ أَنْ　　أَكُونَ فِي ظُلْمَةِ قَبْرٍ مُرْتَهَنْ

وہی ذات ہے جس نے قبر کی اندھیری میں پھنسنے سے پہلے ہی مجھے (شرک و کفر سے) بچا لیا۔

عقبہ دوم کی بیعت کی شرطیں



ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت دی تو اس جنگ کی بیعت کی شرطیں ان شرطوں سے علیحدہ تھیں جو عقبہ اولیٰ میں کی گئی تھیں۔ پہلی بیعت عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر تھی اور اس کا سبب یہ تھا کہ اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت عطا نہیں فرمائی تھی اور جب اللہ نے آپ کو جنگ کی اجازت مرحمت فرمائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ دوم میں ان لوگوں سے سیاہ و سرخ (تمام) سے جنگ کرنے کی بیعت لی تو آپ نے اپنی ذات کے لیئے بھی (عہد) لیا اور اپنے پروردگار کے متعلق بھی ان پر شرطیں لگائیں اور ان شرطوں کے پورا کرنے کے عوض میں ان کے لیے جنت کی قرارداد کی۔ مجھ سے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت نے اپنے والد ولید اور اپنے دادا عبادۃ بن الصامت سے جو (عقبہ دوم کے منتخبہ) سرداروں میں سے تھے۔ حدیث بیان کی انھوں نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے پر بیعت کی اور عبادہ ان بارہ آدمیوں میں سے تھے جنھوں نے آپ سے عقبہ اولیٰ میں عورتوں کی بیعت (کے الفاظ) پر بیعت کی تھی کہ ہم اپنی تنگ حالی اور تونگری اور خوشی اور مجبوری میں اور ہر ایک قطعی حکم میں جو ہمیں دیا جائے۔ اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور احکام میں حکام سے نہ جھگڑیں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق بات کہیں گے اور اللہ (کے احکام) کے بارے میں کسی ملامت گر کی ملامت کا خوف نہ کریں گے۔



فصل۔ حاضرین عقبہ کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ہیں ان لوگوں کے جو اوس وخزرج میں سے مقام عقبہ میں حاضر ہوئے تھے اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور یہ تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ اوس بن حارثہ ۶۴
ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبدالاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن عامر بن الاوس میں سے تین شخص اُسید بن حضیر بن سماک بن عتیک بن رافع بن امرأالقیس بن زید بن عبدالاشہل جو منتخب سردار تھے۔ یہ جنگ بدر میں موجود نہ تھے اور سلمتہ بن سلامہ بن وقش بن زغبۃ بن زعوراو بن عبدالاشہل۔ یہ بدر میں بھی موجود تھے۔ اور ابوالہیثم بن التیہان جن کا نام مالک تھا اور بدر میں بھی یہ موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زَعُورا کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی حارثہ بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین آدمی ظہیر بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارثہ۔

اور ابو بردہ بن نیار جن کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو ابن کلاب بن وصیان بن غنم بن ذہل بن ہمیم بن کاہل بن ذہل ابن ہنی بن بلیّ بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ جو ان کے حلیف اور بدر میں حاضر تھے۔

اور نہیر بن الہیثم جو بنی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن الحارث ابن الخزرج بن عمرو بن مالک ابن اوس کی شاخ آل السواف بن قیس بن عامر بن نابی بن مجدعہ بن حارثہ میں سے تھے۔

اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس میں سے پانچ شخص سعد ابن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم بن السلم بن امرأالقیس بن مالک بن الاوس جو منتخب سردار اور بدر ۶۵
میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر شہادت

کا مرتبہ حاصل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے انھیں بنی عمرو بن عوف کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ یہ بنی غنم بن السلم میں کے تھے کیونکہ بعض وقت کوئی شخص کسی قوم میں متبنیٰ ہوتا تھا تو وہ انھیں میں رہتا تھا اور انھیں کی جانب منسوب ہوتا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہؓ بن عبدالمنذر بن زنبر بن زید بن امیہ ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو جو منتخب سردار اور بدر میں موجود تھے اور احد کے روز شہید ہوئے اور عبداللہؓ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور برک کا نام امراء القیس تھا۔ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس بدر میں موجود تھے اور احد میں شہید ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے تیر اندازی کرنے والوں پر امیر تھے۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے امیۃ بن البرک کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معنؓ بن عدی بن الجد بن العجلان بن حارثہ بن صبیعہ جوان کے حلیف بنی بلیؓ میں سے تھے بدر و احد و خندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں حاضر رہے اور ابو بکر الصدیق کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور عویمؓ بن ساعدۃ بدر و احد و خندق میں موجود تھے۔ جملہ گیارہ آدمی عقبہ میں قبیلہ اوس کے تھے۔

۶۶ اور خزرج بن الحارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی النجار میں سے جس کا نام تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج تھا چھ شخص ابوایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار جو بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور زمانہ معاویہ میں سرزمین روم میں غازیانہ حالت میں انتقال کیا

اور معاذ بن الحارث بن رفاعۃ بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں حاضر رہے اور یہ عفراء کے

بیٹے تھے۔

اور ان کے بھائی عوفؓ بن الحارث بھی بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید ہوئے اور یہ بھی عفراء کے فرزند تھے۔

اور ان کے (ایک دوسرے) بھائی معوذؓ بن الحارث تھے اور بدر میں موجود تھے اور اسی میں شہید بھی ہوئے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے ابوجہل بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا اور یہ بھی عفراء ہی کے فرزند تھے۔

اور ابن ہشام کے قول کے مطابق بعضوں نے کہا کہ رفاعۃ بن الحارث ابن سواد۔

اور عمارہؓ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو بن عبد عوف بن غنم بن مالک بن النجار بدر و احد و خندق تمام مشاہد میں موجود رہے اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

اور اسعد بن زرارۃ بن عدس بن عبید بن ثعلبۃ بن غنم بن مالک بن النجار جو منتخب سردار تھے بدر کے پہلے ہی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی انتقال کیا اور یہ ابوامامہ سے مشہور تھے۔

اور بنی عمرو بن مبذول بن عامر بن مالک بن النجار میں سے۔

سہل بن عتیک بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو جو بدر میں موجود تھے ایک ہی شخص۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار میں سے جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ مالک بن زید مناۃ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی بیٹی تھی۔

اوسؓ بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں موجود تھے۔ ۶۷

اور ابو طلحہ جن کا نام زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ

ابن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی مازن بن النجار میں سے دو شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جو بدر میں بھی حاضر تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز انھیں لشکر کے پچھلے حصے پر مامور فرمایا تھا۔

اور عمرو بن خزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن عطیہ بن خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن۔ جملہ گیارہ آدمی بنی النجار میں کے عقبہ میں حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبۃ بن عطیہ بن خنساء جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے وہ عمرو بن غزیہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء ہے اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بلحارث بن الخزرج میں سے سات شخص۔

سعد بن الربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث جو منتخب سردار اور حاضر بدر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بدر میں حاضر تھے اور احد میں شہید ہوئے۔

۱۔ اس جگہ پر (الف) میں ابن عطیہ نہیں ہے۔

۲۔ اس مقام پر (الف) میں عمرو بن کا لفظ نہیں ہے۔

۳۔ خط کشید الفاظ صرف (الف) میں ہیں دوسرے نسخوں میں نہیں ہیں اور غلط معلوم ہوتے ہیں۔ اصل مقصد ابن ہشام کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن اسحٰق نے جو نسب نامہ بیان کیا ہے اس میں بن ثعلبہ کا لفظ زیادہ ہے لیکن نسخہ (الف) میں "ابن عطیہ" اور "عمرو بن" کے الفاظ کے حذف اور "اس کا ذکر ابن خنساء نے کیا ہے" کی زیادتی سے عبارت کچھ بے ربط سی ہوگئی ہے جس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا اور (ب ج د) کا نسخہ بالکل واضح ہے۔ (احمد محمودی)

اور عبد اللہ[1] بن رواحہ بن امرٔ القیس بن عمرو بن امرٔ القیس بن مالک ابن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث منتخب سردار بدر و احد وخندق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مشاہد میں بجز فتح مکہ اور اس کے بعد کی جنگوں کے موجود رہے اور جنگ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امیر بنے ہوئے شہید ہوئے۔

اور بشیر[1] بن سعد بن ثعلبہ بن جلاس بن زید بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب

۶۸ ابن الخزرج بن الحارث ابو النعمان بن بشیر بدر میں حاضر تھے

اور عبد اللہ[1] بن زید بن ثعلبۃ بن عبد ربہ بن زید مناۃ بن الحارث بن الخزرج بدر میں موجود تھے اور یہی صاحب ہیں جنھیں خواب میں اذان دینے کا طریقہ بتایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب کو بیان کیا تو آپ نے اسی طرح اذان دینے کا حکم فرمایا:۔

اور خلاد[1] بن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثہ بن امرؤ القیس بن مالک بن ثعلبۃ بن کعب بن الخزرج بدر، احد اور خندق میں حاضر تھے اور بنی قریظہ کے روز شہید ہوئے۔ بنی قریظۃ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر سے ان پر چکی گرائی گئی جس سے ان کا سر پھٹ گیا تو لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّ لَهُ لَأَجْرَ شَهِيدَيْنِ۔

ان کے لئے دو شہیدوں کا اجر ہے۔

اور عقبہ[1] بن عمرو بن ثعلبہ بن اسیرۃ بن عُسیرۃ بن جدارۃ بن عوف بن الحارث بن الخزرج جن کی کنیت ابو مسعود تھی اور یہ حاضرین عقبہ میں سب سے کم عمر تھے۔ بدر میں حاضر نہ تھے۔

اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ میں سے تین شخص۔

---

[1] خط کشیدہ اسماء (الف) میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

زیادؓ بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ جو بدر میں بھی موجود تھے۔

اورؓ فروہ بن عمرو بن ودفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ جو بدر میں بھی حاضر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے وذفہ کہا ہے۔

۶۵ ابن اسحٰق نے کہا اورؓ خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر ابن بیاضہ جو بدر میں بھی تھے۔

اور بنی زریق کی شاخ عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب ابن جشم بن الخزرج میں سے چار شخص۔

اورؓ رافع بن مالک بن العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق۔ منتخب سردار۔

اور ذکوانؓ بن عبد قیس بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق یہ صاحب (مدینہ سے) نکلکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے تھے اور مکہ میں آپ کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے۔ اور مدینہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہجرت کر کے آگئے تھے۔ اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہا جاتا تھا۔ بدر میں موجود رہے اور احد میں شہید ہوئے۔

اور عبادۃؓ بن قیس بن عامر بن خلدۃ بن مخلد بن عامر بن زریق نے بدر مین حاضری دی۔

اورؓ الحارث بن قیس بن خالد بن عامر بن زریق۔ بدر میں بھی حاضر رہے۔

اور بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے گیارہ آدمی۔

البراءؓ بن معرور بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ منتخب سردار جن کے متعلق بنو سلمہ کا دعوی ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور بیعت کے لیے شرط پیش کی اور ان سے بھی شرط منوائی گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ کو

تشریف لانے سے پہلے انتقال کر گئے۔

اور ان کے فرزند بشر بن البراء بدر، احد اور خندق میں حاضر رہے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زہر آلود بکری کے گوشت کا ایک نوالہ کھانے کے سبب سے وہیں انتقال کر گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سلمہ سے جب دریافت فرمایا۔ مَنْ سَیِّدُکُمْ۔ تم میں کا سردار کون ہے تو انھوں نے عرض کی کہ ہمارا سردار الجد بن قیس ہے اگرچیکہ وہ کنجوس ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے متعلق فرمایا تھا۔

وَأَيُّ دَاءٍ أَكْبَرُ مِنَ الْبُخْلِ، سَيِّدُ بَنِي سَلِمَةَ الْأَبْيَضُ الْجَعْدُ بِشْرُ

ابْنُ الْبَرَاءِ

کنجوسی سے بڑھ کر کونسی بیماری ہے (نہیں) بنی سلمہ کا
سردار گورا۔ گھونگر والے بال والا بشر بن البراء ہے۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں رہے اور خندق کے روز شہید ہوئے

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں موجود تھے اور خندق کے روز شہید ہوئے۔

اور معقل بن المنذر بن سرح بن عبید۔ بدر میں بھی تھے

اور ان کے بھائی یزید بن المنذر۔ بدر میں بھی تھے

اور مسعود بن یزید بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید۔

اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبۃ بن عبید۔ بدر میں بھی رہے۔

اور یزید بن خذام بن سبیع بن خنساء بن سنان بن عبید

اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء بن سنان بن عبید۔ بدر میں بھی موجود تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض جبار بن صخر بن امیہ بن خناس بھی کہتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا اور طفیل بن مالک بن خنساء بن سنان بن عبید بدر میں بھی تھے۔
۱۷ اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی کعب بن سواد میں سے کعب بن مالک بن ابی الکعب بن القین بن کعب (صرف) ایک شخص۔
اور بنی غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
سلیم بن عمرو بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم بدر میں بھی موجود تھے۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم۔ بدر میں بھی تھے۔
اور ان کے بھائی یزید بن عامر بن حدیدۃ بن عمرو بن غنم جنکی کنیت ابو المنذر تھی۔ بدر میں بھی حاضر تھے۔
اور ابو الیسر جن کا نام کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم تھا۔ بدر میں بھی تھے۔
اور صیفی بن سواد بن عباد بن عمرو بن غنم۔
ابن ہشام نے کہا صیفی بن اسود بن عباد بن عمرو بن سواد کو غنم نامی کوئی بیٹا نہ تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے پانچ آدمی۔
ثعلبہ بن غنمۃ بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے اور خندق میں شہید ہوئے۔
اور عمرو بن غنمۃ بن عدی بن نابی۔
اور عبس بن عامر بن عدی بن نابی۔ بدر میں موجود تھے۔
اور ان کے حلیف عبداللہ بن انیس جو قضاعہ میں سے تھے۔
اور خالد بن عمرو بن عدی بن نابی۔
اور بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے سات آدمی۔
عبداللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام سردار منتخب۔ بدر میں موجود

تھے اور احد کے روز شہید ہوئے۔
اور ان کے فرزند جابر بن عبداللہ۔
اور معاذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔
اور ثابت بن الجذع اور جذع کا نام ثعلبۃ بن زید بن الحارث بن حرام۔ طائف میں شہید ہوئے۔
اور عمیر بن الحارث بن ثعلبۃ بن الحارث بن حرام بدر میں بھی موجود تھے۔
ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدۃ بن ثعلبۃ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف خدیج بن سلامۃ بن اوس بن عمرو
۷۲ ابن الفرافر جو قبیلے بلی میں سے تھے۔
اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عائذ بن عدی بن کعب بن عمرو ابن اذن بن سعد بن علی بن اسد بن ساردۃ بن تزید بن جشم بن الخزرج جو بنی سلمہ میں رہا کرتے تھے۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جس سال شام میں طاعون ہوا اسی سال بمقام عمواس میں (ان کا) انتقال ہوا۔ بنو سلمہ نے انھیں اپنا مستثنیٰ کرلیا تھا اور یہ سہل بن محمد بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء ابن سنان بن عبید بن عدی ابن غنم بن کعب بن سلمہ کے مادری بھائی تھے۔
ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی ابن سعد۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج میں سے چار آدمی۔
عبادۃ بن الصامت بن قیس بن اصرم بن فہر بن ثعلبۃ بن غنم بن سالم ابن عوف سردار منتخب۔ بدر اور تمام مشاہد میں حاضر رہے۔
ابن ہشام نے کہا یہ غنم بن عوف سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے بھائی تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عباس بن عبادۃ بن نضلۃ بن مالک بن العجلان

ابن زید بن غنم بن سالم بن عوف۔ اور یہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں آپ کی جانب نکل آئے تھے اور مکہ میں آپ
کے ساتھ ہی مقیم ہو گئے تھے اسی لیے انھیں مہاجر انصاری کہتے تھے۔ احد کے روز شہید ہوئے۔ ۷۳

اور ان کے حلیف ابو عبدالرحمن یزید بن ثعلبہ بن خزمۃ بن اصرم ابن عمرو بن
عمارۃ جو بنی عصینہ کی شاخ بلی میں سے تھے۔

اور عمرو بن الحارث بن لبدہ بن عمرو بن ثعلبہ جو قواقل کہلاتے تھے اور بنی سلیم
ابن غنم بن عوف بن الخزرج میں سے جو بنی الحبلی کہلاتے تھے دو آدمی۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا اس کے
پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی نام پڑ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رفاعۃ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبۃ بن مالک بن
سالم بن غنم۔ بدر میں بھی حاضر تھے اور ان کی کنیت ابو الولید تھی۔

ابن ہشام نے کہا بعض رفاعۃ بن مالک کہتے ہیں اور مالک الولید
بن عبداللہ بن مالک بن ثعلبہ بن جشم بن مالک بن سالم کا بیٹا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عقبہ بن وہب بن کلدہ بن
الجعد بن ہلال بن الحارث بن عمرو بن عدی بن جشم بن عوف بن بہثہ
ابن عبداللہ بن غطفان بن سعد بن قیس بن عیلان۔ بدر میں موجود تھے
اور ان لوگوں میں سے تھے جو مدینہ سے ہجرت کر کے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ چلے آئے تھے اس لیے مہاجر انصاری کہلاتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ (بنی سلیم میں کے یہ) دو ہی شخص تھے۔ ۷۴

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدۃ بن کعب بن الخزرج میں
سے دو ہی شخص سعد بن عبادۃ بن ولیم بن حارثہ بن ابی خزیمہ بن ثعلبۃ بن
طریف بن الخزرج بن ساعدۃ جو سردار منتخب تھے۔

اور منذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن
ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدۃ۔ سردار منتخب۔ بدر و احد میں حاضر رہے
اور بیر معونہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں امیر

مقرر فرمایا تھا اسی امارت کی حالت میں شہید ہوئے اور یہ اَعْنَقَ لِيَمُوْتَ کہلاتے تھے یعنی موت کی جانب تیز چال سے جانے والے

ابن ہشام نے کہا کہ بعض منذر بن عمرو بن خنش کہتے ہیں۔

غرض جملہ اشخاص جو بیعۃ العقبہ میں اوس وخزرج میں سے حاضر تھے تہتر مرد تھے اور انھیں میں سے دو عورتیں بھی تھیں جن کے متعلق دعوی کیا جاتا ہے کہ ان دونوں نے بھی بیعت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (بیعت میں) عورتوں سے ہاتھ نہیں ملایا کرتے تھے۔ صرف ان سے اقرار لے لیتے تھے جب وہ اقرار کر لیتیں تو آپ فرماتے۔

اِذْهَبْنَ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ

جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی۔

(یہ دو عورتیں) بنی مازن بن نجار میں کی (ایک) نسیبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن جن کی کنیت ام عمارۃ تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں بھی حاضر ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ان کی بہن اور ان کے شوہر زید بن عاصم بن کعب اور ان کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبداللہ بن زید بھی حاضر رہے ہیں اور ان کے بیٹے حبیب کو یمامہ والے مسیلمہ الکذاب الحنفی نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ ان سے کہتا تھا۔ کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہے۔ یہ کہتے ہاں۔ پھر وہ کہتا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں تو یہ کہتے میں نہیں سنتا۔ وہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا جاتا یہاں تک کہ اسی کے ہاتھوں ان کا انتقال ہو گیا اور وہ ان الفاظ سے کچھ زیادہ نہ کہتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا جاتا تو ایمان کا اظہار کرتے اور آپ پر درود پڑھتے اور جب مسیلمہ کا ذکر آتا تو کہتے میں نہیں سنتا۔ غرض نسیبہ مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف نکلیں اور بذات خود جنگ میں شرکت کی حتی کہ اللہ تعالی نے

مسیلمہ کو قتل کر دیا اور وہ اس حالت سے وہاں سے واپس ہوئیں کہ تلواروں اور برچھوں کے بارہ زخم انھیں لگے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس حدیث کی روایت مجھے نسیبۃ ہی سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی صعصعہ کی وساطت سے سنائی۔

اور بنی سلمہ میں سے (ایک عورت) ام منیع اسماء بنت عمرو بن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ (شریک بیعۃ العقبہ تھیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حکم جنگ کا نزول



محمد بن اسحٰق نے مذکورہ اسناد سے بیان کیا کہ بیعت عقبہ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی اجازت نہ تھی اور خونریزی آپ کے لیے حلال نہیں کی گئی تھی۔ آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کی جانب بلانے اور تکلیفوں پر صبر کرنے اور جاہلوں سے روگردانی کرنے کا حکم تھا تو قریش آپ کی قوم کے مہاجروں اور آپ کے پیروؤں پر ظلم و زیادتی کرتے تھے حتیٰ کہ انھیں ان کے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتیں پہونچاتے رہے اور اور انھیں ان کی بستیوں سے نکالا۔ غرض آپ کے پیروؤں میں سے بعض تو اپنے دین کے متعلق صبر آزما مصیبتوں میں مبتلا تھے اور بعض ان کے ہاتھوں میں پھنسے ہوئے تکلیفیں برداشت کر رہے تھے اور بعض ان سے بچنے کے لیے دوسرے شہروں میں بھاگ گئے تھے ان میں سے بعض تو سرزمین حبشہ میں چلے گئے تھے اور بعض مدینہ چلے گئے تھے اور ہر طرف (تتربترا

لے۔ (الف) میں فی کل وجہ کے بجائے فی کل وخہ لکھدیا ہے جو نمایاں تحریف معلوم ہوتی ہے (احمد محمودی)

تھے۔ غرض جب قریش نے اللہ تعالیٰ کے مقابل سرکشی کی اور اللہ تعالیٰ نے انھیں جو عظمت دینا چاہا تھا انھوں نے اس کو ٹھکرا دیا اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور اس کے پرستاروں اور اس کی توحید کو ماننے والوں اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والوں اور اس کے دین کو تھامنے والوں کو تکلیفیں پہنچائیں اور انھیں جلا وطن کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ اور ان پر ظلم کرنے والوں اور ان پر ظلم کا ہاتھ بڑھانے والوں سے بدلہ لینے کی اجازت دیدی تو پہلی آیت جو آپ کو جنگ
۵۲ کی اجازت دینے اور آپ کے لئے خونریزی حلال ٹھیرانے اور ان پر ظلم کرنیوالوں سے لڑنے کے متعلق نازل ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کا حسب ذیل قول تھا۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللّٰهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

ان لوگوں کو (بھی جنگ کی) اجازت دی گئی جن سے
(زبردستی) جنگ کی جارہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا ہے
اور بے شبہ اللہ ان کی امداد پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

تو آپ نے (مذکورہ آیت) پڑھی حتیٰ کہ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ تک پہنچے (یعنی تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے) یعنی میں نے ان کے لئے جنگ صرف اس لیے حلال کر دی ہے کہ ان پر ظلم کیا گیا اور لوگوں کے ساتھ ان کے برتاؤ میں ان کی کوئی غلطی نہ تھی بجز اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے اور جب کبھی انھیں غلبہ حاصل ہوا تو انھوں نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی اور نیکی کرنے کا حکم دیا اور برائی سے روکا اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ہیں۔ اس کے بعد آپ پر یہ آیت نازل فرمائی۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ

ان سے اس وقت تک جنگ کرو کہ فتنہ باقی نہ رہے۔

یعنی ایمانداروں پر ان کے دین کے متعلق صبر آزما آفتیں نہ ڈھا سکیں

وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ

اور دین صرف اللہ کے لیے رہے یعنی تاکہ قانون الٰہی جاری ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کی پرستش ہو اور اس کے ساتھ اس کے غیر کی پرستش باقی نہ رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنگ کی اجازت دے دی اور انصار کے مذکورۂ بالا قبیلوں نے فرماں برداری اور آپ کی اور آپ کے متبعین کی امداد پر آپ سے بیعت کی اور مسلمان ان کے پاس جا کر پناہ گزین ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کے مہاجروں اور ان مسلمانوں کو جو مکہ میں آپ کے ساتھ تھے مدینہ کی جانب نکل جانے اور ہجرت کرنے اور اپنے انصار بھائیوں سے جا ملنے کا حکم دیا اور فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ جَعَلَ لَكُمْ اِخْوَانًا وَّ دَارًا تَاْمَنُوْنَ بِهَا۔

اللہ نے تمہارے لیے ایسے بھائی اور ایسا گھر فراہم کر دیا کہ تم وہاں بے خوف رہ سکو گے۔

پھر تو ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں نکلیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ ہی میں اس بات کا انتظار فرماتے رہے کہ آپ کو آپ کا پروردگار مکہ سے نکلنے اور مدینہ کی جانب ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائے۔

مدینہ کی جانب ہجرت کرنے والوں کا ذکر ۷۷



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے قریش کی شاخ بنی مخزوم میں سے ابو سلمہ بن عبدالاسد ابن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھے۔ جن کا نام عبداللہ تھا۔ اصحاب عقبہ کی بیعت سے ایک سال قبل انھوں نے مدینہ کی جانب ہجرت کی اور

یہ سرزمین حبشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مکہ میں آگئے تھے اور جب قریش نے ان کو تکلیفیں دیں اور انھیں انصار کے بعض افراد کے اسلام اختیار کرنے کی اطلاع ملی تو وہ مدینہ کی جانب ہجرت کے ارادے سے نکل گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے میرے والد اسحٰق بن یسار نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابی سلمہ سے اور انھوں نے اپنی دادی ام سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محل مبارک کی روایت بیان کی۔ ام سلمہ نے کہا کہ جب ابو سلمہ نے مدینہ کی جانب نکل جانے کا پکا ارادہ کر لیا تو اپنے اونٹ پر میرے لیے کجاوا کسا اور مجھے اس پر سوار کرا دیا اور میرے ساتھ میرے لڑکے سلمہ بن ابی سلمہ کو بھی میری گود میں بٹھا دیا اور مجھ کو لے کر اپنے اونٹ کھینچتے ہوئے نکلے اور جب انھیں بنی مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم کے لوگوں نے دیکھا تو وہ ان کی طرف جھپٹے اور انھوں نے کہا کہ تم نے اپنی ذات کے متعلق تو (حجت میں) ہم پر غلبہ حاصل کر لیا (کہ تم کو اپنی ذات کے متعلق اختیار ہے کہ جو چاہو کرو جہاں چاہو رہو جو دین چاہو اختیار کر لو لیکن) یہ بتاؤ کہ اس تمھاری بی بی کو ہم کیوں چھوڑیں کہ تم اسے لے کر شہر بہ شہر پھرو۔ ام سلمہ نے کہا کہ انھوں نے اونٹ کی مہار[1] ابو سلمہ کے ہاتھ سے چھین لی اور مجھے ان سے لے لیا کہا کہ تب تو ابو سلمہ کی جماعت بنی عبدالاسد غصے میں آگئی اور انھوں نے کہا جب تم نے ہمارے آدمی سے اس (کی عورت) کو چھین لیا ہے تو واللہ ہم بھی اپنے بچے کو اس (کی ماں) کے پاس نہ چھوڑیں گے۔ کہا کہ پھر تو میرے بچے سلمہ پر (دالسیں) کشمکش ہونے لگی کہ اس کا ہاتھ جوڑ سے ہٹ گیا اور بنی عبدالاسد اس کو لے کر چلے گئے اور بنی مغیرہ نے مجھے اپنے پاس روک لیا اور میرے شوہر ابو سلمہ مدینہ چلے گئے۔ کہا کہ میرے اور میرے شوہر اور میرے بچے میں جدائی

لہ۔ (الف) میں خطام کے بجائے جطام جیم سے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

ڈال دی گئی یعنی ہر ایک دوسرے سے الگ ہو گیا کہا کہ پھر تو میری یہ حالت ہو گئی کہ ہر روز صبح نکلتی اور ندی کی ریت پر جا بیٹھتی اور شام تک روتی رہتی۔ ایک سال یا ایک سال کے قریب تک یہی حالت رہی یہاں تک کہ بنی مغیرہ میں کا ایک شخص جو میرے چچازاد بھائیوں میں سے تھا میرے پاس سے گزرا اور میری حالت دیکھی تو مجھ پر اس کو رحم آ گیا تو اس نے بنی مغیرہ سے کہا کیا تم لوگ اس مسکین عورت (کی اس حالت) سے تنگ[۱] دلی محسوس نہیں کرتے (یا اس کو تم لوگ گناہ یا پاپ نہیں خیال کرتے) کہ تم نے اس کے اور اس کے شوہر اور اس کے لڑکے کے درمیان جدائی ڈال دی ہے۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو چاہتی ہے تو اپنے شوہر کے پاس چلی جا۔ کہا کہ (جب مجھے اپنے شوہر کے پاس جانے کی اجازت مل گئی تو)
۷۸ اس وقت بنی عبد الاسد نے بھی میرے بچّے کو میرے پاس لوٹا دیا کہا کہ پھر تو میں اپنا اونٹ لے کر چل نکلی اور اپنے بچّے کو لے لیا۔ اور اپنی گود میں بٹھا لیا اور اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانے کے لیے نکل کھڑی ہوئی۔ کہا اور میرے ساتھ اللہ کی مخلوق میں سے کوئی نہ تھا۔ کہا میں (اپنے دل میں) کہنے لگی کہ جو بھی مل جائے میں اس کو کافی سمجھوں گی کہ (کسی طرح) میں اپنے شوہر کے پاس پہنچ جاؤں یہاں تک کہ جب میں مقام تنعیم میں پہنچی تو بنی عبد الدار والے عثمان بن طلحہ بن ابی طلحہ سے ملی۔ اس نے کہا۔ اے ابو امیہ کی بیٹی کہاں کا قصد ہے۔ میں نے کہا۔ میں اپنے شوہر کے پاس مدینہ جانا چاہتی ہوں۔ اس نے کہا۔ کیا تمھارے ساتھ کوئی نہیں۔ میں نے کہا۔ واللہ اللہ اور اس میرے بچے کے سوا کوئی نہیں۔ اس نے کہا واللہ تجھے (تنہا) چھوڑا

۱۔ (ب) تحرجون من هذه المسکینة حائے حطی سے ہے جس کا ترجمہ میں نے لکھا ہے (الف ج) میں تخرجون خاء معجمہ سے ہے اور (الف) میں تو رائے مہملہ کو مشدّد بھی کر دیا ہے جس کے معنی مشکل بنانا ہوں گے کہ اس مسکین عورت کے لیے تم کوئی شکل کیوں نہیں نکالتے لیکن اس کے من کا صلہ اس مشکل کو اور بڑھا دیتا ہے۔ فلیتدبر۔ (احمد محمودی)

نہیں جا سکتا۔ پھر اس نے اونٹ کی مہار پکڑ لی اور میرے ساتھ ہو گیا اور مجھے لے کر چلا۔ اللہ کی قسم! ایسے عرب مرد کے ساتھ میں کبھی نہیں رہی جس کو اس سے زیادہ شریف میں نے پایا ہو۔ اس کی حالت یہ تھی کہ جب منزل کو پہنچتا تو میرے اونٹ کو بٹھاتا اور میرے پاس سے ہٹ جاتا یہاں تک کہ جب میں اتر پڑتی تو پھر میرا اونٹ لے کر علیحدہ چلا جاتا اور اس پر سے سامان اتارتا اور اس کو کسی درخت سے باندھ دیتا اور پھر علیحدہ کسی درخت کے نیچے جا لیٹتا اور پھر جب کوچ کا وقت آتا تو میرے اونٹ کے پاس جاتا اور اس کو لا کر اس پر کجاوا کستا اور پھر میرے پاس سے ہٹ جاتا اور کہتا کہ سوار ہو جاؤ اور جب میں سوار ہو جاتی اور اپنے اونٹ پر اچھی طرح بیٹھ جاتی تو آتا اور اس کی مہار پکڑ لیتا اور اس کو کھینچ لے جاتا حتیٰ مجھے جس کسی منزل پر اتارا وہ میرے ساتھ یہی سلوک کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے مدینہ لا چھوڑا اور جب اس نے بنی عمرو بن عوف کی بستی قباء میں دیکھی تو کہا کہ تمہارا شوہر اسی بستی میں ہے۔ اور ابو سلمہ وہیں اترے ہوئے تھے۔ اس بستی میں اللہ کا نام لے کر چلی جاؤ۔ اس کے بعد وہ مکہ لوٹ گیا۔ راوی نے کہا کہ ام سلمہ کہا کرتی تھیں کہ اسلام کے ایسے کسی گھر والوں کو میں نہیں جانتی جن پر ایسی آفت پڑی ہو جیسی ابو سلمہ کے گھر والوں پر پڑی اور میں نے کسی ایسے ساتھی کو کبھی نہیں دیکھا جو عثمان بن ابی طلحہ سے زیادہ شریف ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو سلمہ کے بعد مہاجرین میں سب سے پہلے جو مدینہ میں آیا وہ بنی عدی بن کعب کے حلیف عامر بن ربیعہ تھے اور ان کے ساتھ ان کی بی بی لیلیٰ بنت ابی حثمہ بن غانم بن عبداللہ بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب تھیں۔

ان کے بعد عبداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرة بن مرة بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ جو بنی امیہ بن عبد شمس کے حلیف تھے وہ اپنے گھر والوں اور اپنے بھائی عبد بن جحش کو بھی اٹھا لائے جن کی کنیت ابو احمد تھی اور نابینا تھے اور مکہ کے بلند حصے سے نشیبی حصے کی جانب

بغیر کسی رہنما کے آیا جایا کرتے تھے اور شاعر تھے اور الفرعہ بنت ابی سفیان بن حرب انھیں کی زوجیت میں تھی۔ ان کی ماں کا نام امیمہ بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ بنی جحش کے ہجرت کر جانے کے بعد ان کا گھر بند پڑا رہا جس کی گری ہوئی دیواروں کے پاس آج ابان بن عثمان کا گھر ہے وہاں سے عتبہ بن ربیعہ اور العباس بن عبدالمطلب اور ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ مکہ کے بلند حصے کی جانب جاتے ہوئے گزرے تو اس کو عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا کہ اس میں کوئی باشندہ نہیں اور کھنڈر ہونے کے سبب سے اس کے دروازے دھڑ دھڑ کر رہے ہیں جب اس نے اس کو اس حالت میں دیکھا تو ٹھنڈی سانس لی اور کہا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَإِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا يَوْمًا سَتُدْرِكُهَا النَّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

ہر ایک گھر کو ایک نہ ایک مخالف ہوا اور دردناک حالت آگھیرے گی اگرچیکہ وہ بڑے زمانے تک سلامت رہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ حوب کے معنی توجع (دردناک حالت) کے ہیں اور دوسرے مقامات پر اس کے معنی حاجت کے بھی آئے ہیں اور حوب گناہ کو بھی کہتے ہیں اور یہ شعر ابو دؤاد الایادی کے ایک قصیدے کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ بنی جحش کا گھر اس کے رہنے والوں سے خالی ہو گیا تو ابو جہل نے کہا ایک اکیلے[۱] شخص اور اکیلے باپ والے (کمزور اور غیر معروف) شخص پر کیا گریہ و زاری کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ قلّ کے معنی واحد کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے۔ ۸۰

كُلُّ بَنِي حُرَّةٍ مَصِيرُهُمْ قُلٌّ وَإِنْ أَكْثَرَتْ مِنَ الْعَدَدِ

---

۱ - اصل میں قلّ بن قلّ ہے۔ (احمد محمودی)

ہر ایک شریف کی اولاد کا انجام اکیلا ہونا ہے اگرچیکہ وہ
شمار میں بہت ہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر اس نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے بھائی کے بیٹے کا کام ہے اسی نے ہماری جماعت میں پھوٹ ڈالی ہمارے اتحاد کو منتشر کر دیا اور ہمارے درمیانی تعلقات کو توڑ دیا۔

غرض ابو سلمہ بن عبد الاسد عامر بن ربیعہ، عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی ابو احمد بن جحش (محلہ) بنی عمرو بن عوف میں، مبشر بن عبد المنذر بن زنبر کے پاس رہا کرتے تھے اس کے بعد مہاجرین جوق جوق آنے لگے اور بنی غنم بن دوداں جو اسلام اختیار کر چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب کے سب ہجرت کر کے مدینہ آگئے۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے بھائی اور احمد بن جحش۔ عکاشہ بن محصن۔ شجاع وعقبہ۔ وہب کے دونوں بیٹے اور اربد بن حُمَیرۃ۔

۸۱ ابن ہشام نے کہا کہ بعض حُمَیرۃ کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور منقذ بن نباتہ۔ سعید بن رقیش۔ محرز بن نضلۃ۔ یزید بن رقیش۔ قیس بن خابر۔ عمرو بن محصن۔ مالک بن عمرو ثقیف بن عمرو۔ ربیعہ بن اکثم۔ زبیر بن عبیدہ۔ تمام بن عبیدہ۔ سنجرہ بن عبیدہ۔ محمد بن عبد اللہ بن جحش اور ان کی عورتوں میں سے زینب بنت جحش۔ ام حبیب بنت جحش۔ جدامہ بنت جندل۔ ام قیس بنت محصن۔ ام حبیب بنت ثمامہ۔ آمنہ بنت رقیش۔ سنجرۃ بنت تمیم۔ حمنہ بنت جحش۔

ابو احمد بن جحش نے بنی اسد بن خزیمہ کی اپنی قوم کی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے، اور جب انھیں ہجرت کی دعوت دی گئی تو ان سب کے متفقہ طور پر قبول کرنے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے:۔

۸۲ وَلَوْ حَلَفَتْ بَيْنَ الصَّفَا أُمُّ أَحْمَدٍ وَمَرْوَتِهَا بِاللهِ بَرَّتْ يَمِينُهَا

اگر ام احمد صفا و مروہ کے درمیان اللہ کی قسم کھائے
تو وہ اپنی قسم میں سچی نکلے گی ۔

لَنَحْنُ الْاُولیٰ کُنَّا بِهَا ثُمَّ لَمْ نَزَلْ　　بِمَكَّةَ حَتَّى عَادَ غَثًّا سَمِيْنُهَا

کہ ہمیں وہ تھے جو مکہ میں رہا کرتے تھے اور ہم نے
اس کو اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کہ وہاں کے موٹے
دُبلے نہیں ہو گئے (یا عزت دار ذلیل نہیں ہوئے) ۔

بِهَا خَيَّمَتْ غَنْمُ بْنُ[1] دُوْدَانَ وَابْتَنَتْ　　وَمِنْهَا[2] غَدَتْ غَنْمٌ وَخَفَّ قَطِيْنُهَا[3]

غنم بن دودان نے وہیں ڈیرے ڈالدیئے اور گھر
بنا لیے اور پھر بنی غنم نے وہاں سے صبح سویرے کوچ کر دیا اور
وہاں کے رہنے والوں کو سفر کرنا آسان ہو گیا ۔

إِلَى اللّٰهِ تَغْدُوْ بَيْنَ مَثْنىٰ وَوَاحِدٍ　　وَدِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالْحَقِّ دِيْنُهَا

ایک ایک دو دو اللہ کی طرف (ہجرت کر کے) چلے
جارہے ہیں اور اللہ کے رسول کا سچا دین ان کا دین بن گیا ہے۔
اور ابو احمد بن جحش نے یہ بھی کہا ہے ۔

لَمَّا رَأَتْنِي أُمُّ أَحْمَدَ غَادِيًا　　بِذِمَّةِ مَنْ أَخْشَىٰ بِغَيْبٍ وَأَرْهَبُ

جب ام احمد نے مجھے دیکھا کہ میں اس ذات کے

---

[1] ۔ (الف) میں ابن کا لفظ غلطی سے چھوٹ گیا ہے ۔ (احمد محمودی) [2] (ب ج د) میں منہا کے بجائے " وماان" ہے ۔ اس کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے کہ بنی غنم میں سے وہاں کوئی بھی نہ چھوٹا اور وہاں کے رہنے والوں کو سفر آسان ہو گیا ۔ (احمد محمودی)

[3] ۔ (الف) میں قطینہا کے بجائے قطیتہا لکھا گیا ہے جو کاتب کی تصحیف معلوم ہوتی ہے ۔ (احمد محمودی)

بھروسے صبح سویرے سفر کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا جس سے
میں بے دیکھے ڈرتا اور کانپتا ہوں۔

تَقُوْلُ فَإِمَّا كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا ۔۔۔ فَيَمِّمْ بِنَا الْبُلْدَانَ وَلْتَنْأَ يَثْرِبُ

تو کہتی ہے کہ تمھیں سفر کرنا ہی ہے تو یثرب سے دور
دوسرے ممالک میں ہمیں لے چلو۔

فَقُلْتُ لَهَا بَلْ يَثْرِبُ الْيَوْمَ وَجْهُنَا[1] ۔۔۔ وَمَا يَشَإِ الرَّحْمٰنُ فَالْعَبْدُ يَرْكَبُ

تو میں نے اس سے کہا (نہیں دوسرے ممالک کو ہم
نہ جائیں گے) بلکہ یثرب ہی ہماری توجہ قبلہ کا ہے اور (حقیقت تو
یہ ہے کہ) رحمٰن جو چاہتا ہے بندہ وہی کام کرتا ہے۔

إِلَى اللّٰهِ وَجْهِي وَالرَّسُوْلِ وَمَنْ يُقِمْ ۔۔۔ إِلَى اللّٰهِ يَوْمًا وَجْهَهُ لَا يُخَيَّبُ

میری توجہ اللہ اور رسول کی جانب ہے اللہ کی جانب
جو شخص بھی کبھی توجہ کرے وہ محروم نہیں ہوتا۔

وَكَمْ قَدْ تَرَكْنَا مِنْ حَمِيْمٍ مُنَاصِحٍ ۔۔۔ وَنَاصِحَةٍ تَبْكِي بِدَمْعٍ وَتَنْدُبُ

اور ہم نے کتنے خیر خواہ گاڑھے دوستوں کو اور خیر خواہ
آنسو بہاتی اور چیختی چلاتی ہوئی عورتوں کو چھوڑ دیا۔

تَرَى أَنَّ وِتْرًا نَأْيُنَا عَنْ بِلَادِنَا ۔۔۔ وَنَحْنُ نَرَى أَنَّ الرَّغَائِبَ نَطْلُبُ

وہ خیال کرتی ہیں کہ ہمارا اپنی بستیوں سے دور ہونا اکیلے ہو جانا

---

[1] "بل یثرب الیوم وجہنا" کے بجائے (الف) میں "یثرب منا مظنۃ" ہے جس کے
معنی یہ ہوں گے کہ ہمارا خیال تو یثرب پہنچنے کا ہے اور ہوتا وہی ہے جو خدا چاہے۔ (احمد محمودی)

ہے اور ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم پسندیدہ چیزیں طلب کر رہے ہیں۔

۸۳ دَعَوْتُ بَنِیْ غَنْمٍ لِحَقْنِ دِمَائِهِمْ ۔ وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ

میں نے بنی غنم کو ان کی جانوں کی حفاظت کی جانب اور حق کی جانب دعوت دی جبکہ لوگوں کے لیے صاف راستہ ظاہر ہو گیا۔

أَجَابُوْا بِحَمْدِ اللّٰهِ لَمَّا دَعَاهُمْ ۔ إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَالنَّجَاةِ فَأَوْعَبُوْا

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب انھیں بلانے والے نے حق کی طرف اور نجات کی جانب دعوت دی تو سب کے سب نے اس دعوت کو قبول کیا۔

وَكُنَّا وَأَصْحَابًا لَنَا فَارَقُوا الْهُدَىٰ ۔ أَعَانُوْا عَلَيْنَا بِالسِّلَاحِ وَأَجْلَبُوْا

ہماری اور ہمارے ان ساتھیوں کی جنھوں نے حق سے علیحدگی اختیار کی اور ہمارے خلاف دوسروں کی اعانت کی اور ہتھیاروں سے مدد دی ایسی مثال تھی۔

كَفَوْجَيْنِ أَمَّا مِنْهُمَا فَمُوَفَّقٌ ۔ عَلَى الْحَقِّ مَهْدِيٌّ وَفَوْجٌ مُعَذَّبُ

جیسے دو فوجیں ہیں کہ ان میں سے ایک حق کی توفیق سے ہدایت یافتہ ہے اور ایک سزاؤں میں گرفتار ہونے والی۔

طَغَوْا وَتَمَنَّوْا كِذْبَةً وَأَزَلَّهُمْ ۔ عَنِ الْحَقِّ إِبْلِيْسُ فَخَابُوْا وَخُيِّبُوْا

انھوں نے سرکشی کی اور جھوٹی تمناؤں میں رہ گئے اور ابلیس نے حق کی راہ سے ان کے قدم پھسلا دئیے تو وہ محروم رہے اور محروم کر دئیے گئے۔

وَرَجَعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ فَطَابَ وُلَاةُ الْحَقِّ مِنَّا وَطُيِّبُوا

ہم پیغمبر (خدا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بات کی طرف لوٹے اور حق کی سرپرستی کرنے والے پاک وصاف ہوگئے اور پاک وصاف کر دیئے گئے۔

نَمُتُّ بِأَرْحَامٍ إِلَيْهِمْ قَرِيبَةٍ وَلَا قُرْبَ بِالْأَرْحَامِ إِذْ لَا تُقَرَّبُ

ہم ان لوگوں سے قریب کرنے والے رشتوں سے تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان رشتوں سے کوئی قربت حاصل نہیں ہوتی جو قریب کرنے والے ہی نہیں۔

فَأَيُّ ابْنِ أُخْتٍ بَعْدَنَا يَأْمَنَنَّكُمْ وَأَيَّةُ صِهْرٍ بَعْدَ صِهْرِي تُرَقَّبُ

پھر اس کے بعد کونسا بھانجا تم پر بھروسہ کرے گا اور میرے سمدھیانے کے (سے تعلقات کے) بعد کس سمدھیانے سے امید کیجا سکے گی۔

۸۴ سَتَعْلَمُ يَوْمًا أَيُّنَا إِذْ تَزَايَلُوا وَزُيِّلَ أَمْرُ النَّاسِ لِلْحَقِّ أَصْوَبُ

جب لوگ متفرق ہو جائیں گے اور ان کے درمیانی تعلقات منقطع ہو جائیں گے تو اس روز تمھیں معلوم ہوگا کہ ہم میں کا کون حق کے راستے پر زیادہ سیدھا چلنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے جن اشعار میں "ولتناء یثرب" اور "اذ لا تقرب" ہے وہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے مروی ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کے شعر میں جو "اذ" ہے اس کے معنی "اذا" کے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ۔

یعنی اس وقت جبکہ ظالموں کو کھڑا کیا جائے گا۔

ابو النجم العجلی نے کہا ہے:۔

ثُمَّ جَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا اِذْ جَزَی جَنّٰتِ عَدْنٍ فِی الْعَلَالِیِ وَالْعُلَا

پھر جب اللہ تعالیٰ جزا دے تو ہماری جانب سے اس کو بالاخانوں میں سدابہار باغ اور اعلیٰ درجہ عطا فرمائے۔

(حضرت) عمر کی ہجرت اور آپ کے ساتھ مدینہ کی طرف عیاش کے جانے کے حالات



ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد عمر بن الخطاب اور عیاش بن ابی ربیعۃ المخزومی نکلے اور مدینہ پہنچ گئے۔ مجھ سے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ غلام نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے اپنے والد عمر بن الخطاب کی روایت
بیان کی۔ آپ نے کہا کہ جب ہم نے یعنی میں اور عیاش بن ربیعہ اور ہشام بن ۸۵
العاص بن وائل السہمی نے مدینہ کی جانب ہجرت کا ارادہ کیا تو مقام سرف سے اوپر بنی غفار کے تالاب کے پاس مقام تناصب (میں ملنے) کا وعدہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم میں سے جو شخص صبح وہاں نہ پہنچا تو (سمجھ لینا چاہئے کہ) وہ گرفتار ہو گیا تو اس کے دونوں ساتھیوں کو چاہئے کہ چلے جائیں۔ آپ نے کہا کہ (دوسرے روز) صبح میں میں اور عیاش بن ربیعہ مقام تناصب پہنچ گئے اور ہشام ہم سے (ہمارے) پاس آنے سے روک لیے گئے اور بڑی آفتوں میں پھنس گئے اور کافروں کی باتیں قبول کر لیں اور ہم جب مدینہ پہنچے تو بنی عمرو بن عوف کے پاس قبا میں اترے اور ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام نکلے اور عیاش بن ابی ربیعہ کے پاس پہنچے اور یہ ان دونوں کے

چچازاد بھائی بھی ہوتے تھے اور مادری بھائی بھی۔ وہ دونوں ہمارے
پاس مدینہ میں پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مکہ ہی میں
تھے۔ ان دونوں نے عیاش سے کہا کہ تمھاری ماں نے قسم کھائی ہے کہ ۸۶
وہ اپنے سر میں کنگھی نہ کریگی جب تک کہ تمھیں نہ دیکھ لے اور دھوپ میں سے
سایے میں نہ جائے گی جب تک کہ تم سے نہ مل لے تو عیاش کو اپنی والدہ
پر رحم آیا۔ میں نے ان سے کہا اے عیاش! واللہ یہ لوگ صرف تم کو
تمھارے دین سے روگرداں کرنا چاہتے ہیں۔ خبردار ان سے بچتے رہنا۔
واللہ! اگر تمھاری ماں کو جوئیں تکلیف دیں گی تو وہ ضرور کنگھی کرے گی
اور اگر مکہ کی دھوپ اس پر تیز ہوگی تو وہ ضرور سایے میں جائے گی۔
(حضرت) عمر نے کہا کہ ہشام نے کہا کہ میں اپنی ماں کی قسم پوری کردوں گا
اور میرا وہاں کچھ مال بھی ہے۔ اسے بھی لے لوں گا۔ (حضرت) عمر نے
کہا کہ میں نے (ان سے) کہا تم جانتے ہو کہ میں قریش میں سب سے زیادہ
مالدار ہوں میں تمھیں اپنا آدھا مال دیے دیتا ہوں تم ان دونوں کے ساتھ
نہ جاؤ (حضرت) عمر نے کہا کہ انھوں نے میری بات نہ مانی اور ان کے ساتھ
جانے پر اصرار کیا اور جب انھوں نے جانے کے سوا کوئی دوسری صورت
نہ اختیار کی تو کہا کہ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم نے وہی کیا جو کرنا چاہتے
ہو تو میری یہ اونٹنی لے لو کہ یہ منتخب اور مرضی کے موافق چلنے والی ہے
تم اس کی پیٹھ پر سے نہ اترو اگر تمھیں ان لوگوں سے کسی طرح کا دھوکا
معلوم ہو تو اس اونٹنی پر بچ نکلو۔ اس کے بعد عیاش اسی اونٹنی پر ان دونوں
کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ جب یہ لوگ چلے تو راستے میں ایک مقام پر ان سے
ابوجہل نے کہا بابا! واللہ! میں نے اپنے اس اونٹ پر بہت بوجھ لاد دیا
ہے۔ کیا تم اپنی اونٹنی تھوڑی دیر کے لیے نہ بیٹھنے دوگے۔ انھوں
نے کہا کیوں نہیں (ضرور بیٹھو)۔ راوی نے کہا کہ انھوں نے اونٹ
بٹھایا اور ان دونوں نے بھی اونٹ بٹھائے تاکہ ایک دوسرے کی
سواری پر بیٹھ جائے اور جب تینوں کے تینوں زمین پر اتر آئے تو ان

دونوں نے عیاش پر حملہ کر دیا اور دونوں نے مل کر انھیں رسی میں باندھ لیا اور انھیں لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور انھیں بڑی تکلیفیں دیں تو انھوں نے ان کی باتیں مان لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عیاش بن ابی ربیعہ کے گھر والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہ دونوں جب انھیں لیے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے اور دن کے وقت انھیں باندھے ہوئے لائے تو انھوں نے کہا کہ مکہ والو! اپنے بیہودہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو جس طرح ہم نے اپنے اس بیہودہ شخص کے ساتھ کیا ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ کا خط ہشام بن العاص کی طرف

ابن اسحٰق نے کہا کہ نافع نے عبداللہ بن عمر سے اور انھوں نے عمر سے ایک حدیث کی روایت میں کہا کہ (حضرت) عمر نے فرمایا۔ ہم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے صبر آزما تکلیفوں میں کافروں کی باتیں قبول کر لیں اللہ اس کے نہ فرائض قبول کرتا ہے نہ نوافل اور نہ ایسے لوگوں کی توبہ اللہ قبول فرماتا ہے جو اللہ کو پہچاننے کے بعد کسی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب سے کفر کی طرف لوٹ جائے۔ فرمایا کہ لوگ یہ باتیں اپنے متعلق کہا کرتے تھے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ان کے متعلق اور ہماری اور ان کی ان باتوں کے متعلق جو اپنی نسبت کہا کرتے تھے اللہ عزوجل نے ذیل کی آیتیں نازل فرمائیں۔

قل یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ ۸۷

اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ

لہ۔ خط کشیدہ حصہ کلام مجید (الف) میں نہیں ہے بلکہ اس کے بجائے ثم قرأحتی بلغ یأتیکم العذاب بغتۃ وانتم لاتشعرون ہے۔ (احمد محمودی)۔

وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ بے شک اللہ تمام گناہوں کو ڈھانک لیتا ہے۔ بے شبہہ وہ بڑا خطا پوش اور بڑا رحم والا ہے۔ اور تم پر عذاب آنے سے پہلے تم لوگ اپنے پرورگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو (ورنہ عذاب آنے کے بعد) پھر تمھاری مدد نہیں کیجائے گی۔ اور جو بہترین چیز تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہیں اس کی پیروی اس (وقت) سے پہلے کرلو کہ تم پر اچانک عذاب آجائے اور تمھیں اس کا شعور بھی نہ ہو۔

(حضرت) عمر نے فرمایا کہ پھر میں نے اپنے ہاتھوں سے ایک خط میں یہ آیتیں لکھیں اور ہشام بن العاص کے پاس بھیج دیں۔ فرمایا کہ ہشام ابن العاص نے کہا کہ جب میرے پاس مذکورہ آیتیں آئیں تو میں انھیں مقام ذی طوی میں پڑھتا جاتا تھا اور (نشیب و فراز میں) چڑھتا اترتا چلا جاتا تھا اور ان کا کچھ مطلب میری سمجھ میں نہ آتا تھا یہاں تک کہ میں نے (دل میں) کہا یا اللہ! مجھے ان کا مطلب سمجھا دے۔ کہا کہ پھر تو اللہ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ وہ آیتیں ہماری ہی نسبت اتری ہیں ہم جو باتیں اپنے دلوں میں کہا کرتے تھے اور ہماری نسبت جو کچھ لوگ کہا کرتے تھے اسی کے متعلق اتری ہیں تو میں اپنے اونٹ کے پاس گیا اور اس پر بیٹھ کر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملا۔

ولید بن الولید کا عیاش و ہشام کے لیے نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس پر میں بھروسہ رکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا :۔

مَنْ لِي بِعَيَّاشِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ وَهِشَامِ بْنِ الْعَاصِ.

عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن العاص کو لانے کون میرے (یعنی میری امداد کے) لیے (تیار) ہے۔

ولید بن ولید نے عرض کی میں آپ کے پاس انھیں لانے (کے لئے تیار) ہوں اور وہ اس کے بعد مکہ جانے نکل کھڑے ہوئے اور چھپکر مکہ پہنچے اور ایک عورت سے ملے جو کھانا لیجا رہی تھی تو انھوں نے اس عورت سے کہا اے اللہ کی بندی! تو کہاں جاتی ہے۔ اس نے کہا میں ان دونوں قید میں گرفتار شخصوں کے پاس جارہی ہوں اور اس نے انھیں دونوں کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو یہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور اس مقام کو پہچان لیا اور وہ دونوں ایک ایسے گھر میں قید تھے جس کے اوپر چھت نہ تھی۔ جب شام ہوئی تو دیوار پھاند کر ان کے پاس پہنچے اور ایک سفید سخت پتھر (مروۃ) لے کر ان کی بیڑیوں کے نیچے رکھا اور تلوار سے ان پر مار کر انھیں کاٹ دیا۔ اسی لیے ان کی تلوار کو ذوالمروۃ کہا جاتا تھا۔ ۸۸
پھر ان دونوں کو اپنے اونٹ پر سوار کرالیا اور انھیں لیے ہوئے اونٹ کو ہانکتے چلے اور ٹھوکر کھائی تو ان کی انگلی خون آلودہ ہوگئی تو کہا۔

مَا أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ ۔۔۔ وَفِي سَبِيلِ اللهِ مَا لَقِيتِ

اے انگلی! تجھ سے تو صرف (ذرا سا) خون بہہ گیا اور یہ جو تجھے (تکلیف) پہنچی اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہنچی ہے (اس لیے اس سے کوئی

ناخوش ہونا نہ چاہیئے)
پھران دونوں کو لئے ہوے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ پہنچ گئے ۔

مدینہ میں انصار کے پاس مہاجرین کی فرودگاہیں اللہ ان سب سے راضی رہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمر بن الخطاب، اور آپ کے ساتھ آپ کے گھر والے آملے، اور آپ کے قبیلے کے لوگ، اور آپ کے بھائی زید بن الخطاب، اور سراقہ بن المعتمر کے دونوں بیٹے عمرو و عبداللہ اور خنیس بن حذافۃ السہمی جو آپ کے داماد اور حفصہ بنت عمر کے شوہر تھے، جن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اپنی زوجیت میں لیا، اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، اور ان کے حلیف واقد بن عبداللہ تمیمی اور ان کے دونوں حلیف خولی بن ابی خولی، اور مالک بن ابی خولی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر ابن وائل میں سے تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بکیر کے چاروں بیٹے ایاس ابن بکیر اور عاقل بن بکیر اور عامر بن بکیر اور خالد بن بکیر، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے، یہ سب کے سب جب مدینہ آئے تو بنی عمرو بن عوف میں بمقام قباء رفاعہ بن عبدالمنذر بن زنبر کے پاس اترے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی جب مدینہ آئے تو (حضرت) عمر کے ساتھ ہی رفاعہ ہی کے گھر اترے ۔ اس کے بعد مہاجرین کا تانتا بندھ گیا تو طلحہ بن عبیداللہ بن
۸۹ عثمان اور صہیب بن سنان ۔ بلحارث بن الخزرج والے حبیب بن اساف

کے پاس مقام سنح میں اترے۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابن اسحٰق کی روایت جو مجھے سنائی[1] اس میں یساف[2] بتایا۔
بعض کہتے ہیں کہ طلحہ بن عبید اللہ بنو نجار والے اسعد بن زرارہ کے پاس اترے تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو عثمان النہدی سے مجھے روایت پہنچی انھوں نے کہا کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ صہیب نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو کفار قریش نے ان سے کہا کہ تم ہمارے پاس بھک منگوں کی (سی) حالت میں آئے تھے اور ہمارے پاس رہ کر تم مالدار بنے اور اس حالت تک پہنچے جو اس وقت تمھاری حیثیت ہے۔ اب تم اپنے مال کے ساتھ یہاں سے نکل جانا چاہتے ہو۔ واللہ یہ تو نہ ہو سکے گا صہیب نے ان سے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ اگر میں اپنا تمام مال تمھیں دے دوں پھر تو تم میری راہ میں حائل نہ ہوگے۔ انھوں نے کہا ہاں (یہ ہو سکتا ہے) تو انھوں نے کہا کہ میں نے اپنا مال سب تمھیں دے دیا۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

رَبِحَ صُهَيْبٌ، رَبِحَ صُهَيْبٌ.

صہیب فائدے میں رہے۔ صہیب فائدے میں رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حمزۃ بن عبد المطلب اور زید بن حارثہ اور حمزۃ ابن عبد المطلب کے دونوں حلیف ابو مرثد کناز بن حصن غنوی۔ ۹۰
ابن ہشام نے کہا بعض ابن حصین کہتے ہیں۔

[1] (الف) میں خط کشیدہ عبارت نہیں ہے۔ [2] (ب) میں لیساف ہے اور (ج د) میں ساف ہے۔ (احمد محمودی)

اور ان کے بیٹے مرثد غنوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور ابو کبشہ بنی عمر بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس قبا میں اترے۔ بعض کہتے ہیں کہ (یہ صحیح نہیں ہے) بلکہ یہ لوگ سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ بعض کہتے ہیں (یہ بھی صحیح نہیں) بلکہ حمزۃ بن عبدالمطلب بنی نجار والے اسعد بن زرارۃ کے پاس اترے۔ غرض یہ مختلف روایتیں ہیں اور عبیدہ بن الحارث بن عبدالمطلب اور ان کے دونوں بھائی طفیل بن الحارث اور حصین بن الحارث اور مسطح بن اثاثہ بن عباد بن المطلب اور بنی عبدالدار والے سویبط بن سعد بن حریملۃ اور بنی عبد بن قصی والے طلیب بن عمیر اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب بلعجلان والے عبداللہ 91
بن سلمہ کے پاس قبا میں اترے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف دوسرے مہاجرین کے ساتھ۔ بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع کے پاس بلحارث ہی کے احاطے میں اترے اور زبیر بن العوام اور ابو سبرہ بن ابی رہم بن عبدالعزیٰ۔ منذر بن عقبہ بن احیحۃ بن الجلاح کے پاس مقام عصبہ میں بنی جحجبی کے احاطے میں اترے اور بنی عبدالدار والے مصعب بن عمیر بن ہاشم۔ بنی عبدالاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان کے پاس بنی عبدالاشہل کے احاطے میں اترے۔ اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور ابی[2] حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم بن ابی حذیفہ ثبیتہ بنت یعار ابن زید بن عبید ابن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے آزاد کردہ تھے۔ جب اس نے انھیں آزاد کیا تو اس سے الگ ہو کر ابو حذیفہ بن عتبہ کے پاس آگئے اور انہوں نے ان کو اپنا متبنیٰ بنا لیا اسی لیے ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم کہلانے لگے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس نے سالم کو آزاد کیا اس لیے سالم ابو حذیفہ کے ازاد کردہ کہلانے لگے۔

ك۱۔ (الف) میں ابو سبرۃ بن ابن رہم لکھا ہے۔ (احمد محمودی) ك۲۔ (الف) میں ابن حذیفہ غلط لکھا ہے کیونکہ اس کے بعد پھر ابی حذیفہ آرہا ہے۔ (احمد محمودی)

۹۲ ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن غزوان بن جابر بنی عبد الاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش کے پاس بنی عبد الاشہل کے احاطے میں اترے اور عثمان بن عفان۔ حسان بن ثابت کے بھائی اوس بن ثابت بن المنذر کے پاس بنی النجار کے احاطے میں اترے۔ حسان سے محبت رکھتے تھے اور جب آپ کو شہید کیا گیا تو حسان نے آپ کا مرثیہ کہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ مہاجروں میں سے بن بیاہے افراد خیثمہ کے پاس اترے اس لیے کہ وہ خود بھی بن بیاہے تھے۔ اللہ (ہی) کو علم ہے کہ کونسی بات صحیح ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ہجرت کر جانے کے بعد مکہ ہی میں اپنی ہجرت کی اجازت ملنے کا انتظار فرماتے رہے اور مہاجروں میں سے کوئی مکہ میں آپ کے ساتھ نہ رہا بجز ان لوگوں کے جو گرفتار کر لیے گئے یا صبر آزما تکلیفوں میں مبتلا کیے گئے مگر علی بن ابی طالب اور ابو بکر بن ابی قحافہ الصدیق رضوان اللہ علیہما۔ ابو بکر بار بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:—

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِباً۔

جلدی نہ کرو شاید اللہ تمھارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

تو ابو بکر کو امید ہوتی تھی کہ آپ ہی ہوں گے۔

قریش کے سر برآوردہ لوگوں کا جمع ہونا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں مشورہ کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی حمایت میں ایک جماعت فراہم ہو گئی اور غیروں اوران کے شہر کے علاوہ دوسرے شہروں کے بہت سے (لوگ) آپ کے ہمراہ ہو گئے ہیں اور انھوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے صحابہ ہجرت کرتے ان لوگوں سے جا ملے تو انھوں نے جان لیا کہ ان لوگوں نے کسی محفوظ مقام کو اپنی قیام گاہ بنایا ہے اوران (انصار) کے پاس محفوظ جگہ حاصل کرلی ہے تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چڑھائی کا خوف ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ آپ نے ان سے جنگ کرنے کا عزم کرلیا ہے تو سب کے سب دارالندوہ میں آپ کے متعلق مشورہ کرنے کے لیے جمع ہوئے اور یہ دارالندوہ قصی ابن کلاب کا گھر تھا جس میں مشورہ کئے بغیر قریش کسی معاملے کا فیصلہ نہ کرتے تھے جب انھیں آپ سے خوف ہوا تو اسی میں مشورہ کرنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کریں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمارے دوستوں میں سے ایسے افراد نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن ابی نجیح سے اور انھوں نے ابوالحجاج مجاہد بن[۱] جبیر وغیرہ سے جن پر میں جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتا اورانھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت سُن کر مجھ سے بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ کفار قریش نے جب اس بات کا عزم کیا اور دارالندوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مشورہ کرنے کی قرارداد کرلی اور وہ دن آیا جس کی آپ کے لیے قرارداد ہو چکی تھی تو اس دن کا نام یوم الزحمۃ رکھا گیا تھا اور ان لوگوں سے ابلیس ایک شاندار بوڑھے کی شکل میں آملا جو ایک موٹی چادر اوڑھے تھا اور دارالندوہ کے دروازے پر

---

[۱] (الف) میں عن مجاہد بن جبیر ابی الحجاج عن عبداللہ بن عباس وغیرہ ممن لا اتہم عن عبداللہ ابن عباس ہے یعنی عبداللہ بن عباس کا نام غلطی سے مکرر ہو گیا

(احمد محمودی)

آکر کھڑا ہو گیا جب ان لوگوں نے اس کو اس کے دروازے پر کھڑا دیکھا تو اس سے کہا بڑے میاں تم کون ہو۔ اس نے کہا میں نجد والوں میں کا ایک بڑا بوڑھا ہوں جس نے وہ خبر سن لی ہے جس کے لیے تم نے قرارداد کی ہے اس لیے وہ بھی تمھارے ساتھ شریک ہو گیا ہے تاکہ جو کچھ تم کہو (وہ) سنے اور امید ہے کہ وہ بھی تمھارے ساتھ رائے وہی اور خیر خواہی میں کوتاہی نہ کرے گا۔

انھوں نے کہا اچھی بات ہے آو۔ آخر وُہ بھی ان کے ساتھ اندر داخل ہو گیا وہاں قریش کے پورے سرغنے جمع ہو گئے تھے بنی عبد شمس میں عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوسفیان بن حرب اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے طعیمہ بن عدی اور جبیر بن معطم اور حارث بن عامر بن نوفل اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے نضر بن الحارث بن کلدۃ اور بنی اسد بن عبدالعزیٰ میں سے ابوالبختری بن ہشام اور زمعہ بن الاسود بن المطلب اور حکیم بن حزام اور بنی مخزوم میں سے ابوجہل بن ہشام اور بنی سہم میں سے حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف اور دوسرے وہ لوگ جو انھیں میں کے تھے اور ان کے علاوہ قریش میں کے دوسرے جن کی تعداد کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ایک دوسرے
سے کہنے لگے کہ اس شخص کا معاملہ تو تم لوگ دیکھ چکے ہو واللہ! اب ہمارے ۹۴
علاوہ دوسرے لوگ اس کے پیرو ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ ہو کر ہم پر اس کے حملہ کرنے سے اب ہمیں بے خوفی نہیں رہی ہے اس لیے سب مل کر کوئی رائے سوچو! راوی نے کہا کہ سب نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ اسے لوہے (کی ہتکڑیوں اور بیڑیوں) میں جکڑ کر کہیں بند رکھو اور اس کی موت کا انتظار کرو کہ جس طرح اس کے سے شاعروں پر جو اس سے پہلے زہیر و نابغہ وغیرہ گزر چکے ہیں موت آئی اس کو بھی موت آئے تو شیخ نجدی نے کہا۔ نہیں واللہ! یہ تمھاری کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ واللہ اگر تم نے اس کو قید رکھا جس طرح تم کہہ رہے ہو تو

جس کو تم نے بند رکھا ہے اس کا حکم اس بند دروازے کے باہر اس کے ساتھیوں کی طرف جائے گا۔ اور قرین قیاس ہے کہ وہ تم پر حملہ کریں اور اس کو تمھارے ہاتھوں سے چھین لے جائیں اور اس کے ذریعے وہ اپنی تعداد کو تمھارے مقابلے میں بڑھائیں اور تمھاری حکومت پر غلبہ حاصل کرلیں یہ تمھارے لیے کوئی ٹھیک رائے نہیں ہے۔ اس کے سوا دوسری کوئی رائے سوچو۔ پھر انھوں نے مشورہ کیا اور ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کو اپنے پاس سے نکال دیں اور اپنی بستیوں میں سے اس کو جلاوطن کردیں اور جب وہ ہمارے پاس سے نکل جائے گا تو واللہ ہمیں کوئی پروا نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا یا کہاں جا بسا اور جب وہ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گا اور ہمیں اس سے کوئی کام نہ رہے گا تو ہم اپنے معاملات اور محبت کے تعلقات کی اسی طرح درستی کرلیں گے جیسی پہلے تھی تو شیخ نجدی نے کہا نہیں! واللہ! تمھاری یہ رائے (بھی) کوئی ٹھیک رائے نہیں کیا تم نے اس کی شیریں گفتار اور خوبی کلام اور لوگوں کے دلوں پر اس کی پیش کردہ چیز کے غلبے کو نہیں دیکھا۔ واللہ اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ وہ عرب کے جس قبیلے میں ٹھیرے گا ان پر اپنے اس کلام وگفتار سے ایسا غلبہ حاصل کرے گا کہ وہ اس کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ انھیں لیکر تم پر چڑھ آئے گا اور ان کے ذریعہ تمھیں پامال کرے گا اور تمھاری حکومت تمھارے ہاتھوں سے چھین لے گا اور پھر وہ تمھارے ساتھ جو چاہے گا سلوک کرے گا اس کے متعلق اس کے سوا کوئی اور رائے سوچو راوی نے کہا تو ابو جہل بن ہشام نے کہا کہ واللہ! میری اس کے متعلق ایک رائے ہے میں نہیں سمجھتا کہ ابتک تم میں سے کسی نے اس کا خیال کیا ہو۔ سب نے کہا۔ اے ابو الحکم آخر وہ کیا رائے ہے۔ اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہر قبیلے میں سے ایک جوان مرد۔ نوعمر قوی۔ شریف النسب ہم سب میں بہترین لے لیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک تلوار دے دیں اور یہ سب اس کے پاس

پہنچیں اور اس کو ان تلواروں سے اس طرح (ایک ساتھ) ماریں گویا ایک ہی شخص کا وار ہے اور (اس طرح) اس کو قتل کر دیں۔ تب ہم اس سے
۹۵ (بے فکر ہو سکیں گے اور) چین پا سکیں گے۔ کیونکہ جب یہ سب اس طرح کریں گے اس کا خون تمام قبیلوں پر بٹ جائے گا اور بنی عبد مناف اپنی قوم کے تمام افراد سے جنگ نہ کر سکیں گے اور ہم سے خونبہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انھیں اس کا خونبہا دے دیں گے۔

(راوی نے) کہا تو شیخ نجدی نے کہا بات تو بس یہی ہے جو اس شخص نے کہی۔ یہ ایسی رائے ہے جس کے سوا اور کوئی رائے (ٹھیک) نہیں۔ اس کے بعد سب لوگ اسی پر اتفاق کر کے ادھر ادھر چلے گئے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے گھر سے نکلنا اور علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر چھوڑ جانا

(راوی نے) کہا کہ مذکورہ مشورے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل آئے اور کہا کہ آج کی رات آپ اس بستر پر آرام نہ فرمائیں جس پر آپ روزانہ آرام فرمایا کرتے تھے۔

(راوی نے) کہا کہ جب رات کا اندھیرا ہوا تو وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپ سو جائیں تو آپ پر حملہ کریں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو ان کے مقامات پر ملاحظہ فرمایا تو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ سے فرمایا تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ سبز حضرمی چادر اوڑھ لو اور اس (چادر) میں سو جاؤ ان لوگوں کی طرف سے تم تک کوئی ایسی چیز پہنچ نہ سکے گی جو تمھیں ناپسند ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آرام فرمایا کرتے تو اسی چادر میں آرام فرمایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن زیاد نے محمد بن کعب القرظی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب وہ سب کے سب آپ کے دروازے پر جمع ہو گئے جن میں ابو جہل بن ہشام بھی تھا تو اس نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ اگر تم اس کے اصول پر اس کی پیروی کرو تو تم عرب و عجم کے بادشاہ ہو جاؤ گے اور مرنے کے بعد پھر تم اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے اردن کے باغوں کے سے باغ ہوں گے اور اگر تم نے اس کی پیروی نہ کی تو تمھیں قتل اور ذبح کرنا اسے جائز ہو جائے گا اور پھر جب تم اپنے مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو تمھارے لیے آگ ہوگی جس میں تم جلائے جاؤ گے۔

(راوی نے) کہا کہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے باہر نکلے اور ایک مٹھی بھر خاک لی اور فرمایا:—

نَعَمْ أَنَا أَقُولُ ذٰلِكَ، أَنْتَ أَحَدُهُمْ

ہاں میں یہ باتیں کہتا ہوں (اور) تو بھی انھیں میں کا ایک ہے (جو آگ میں جلائے جائیں گے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیکھنے سے ان کی بینائیوں کو روک لیا اور وہ آپ کو دیکھ نہ سکتے تھے اور آپ ان کے سروں پر وہ خاک ڈالتے جاتے تھے۔ اور سورہ یٰسین کی یہ آیتیں پڑھتے جاتے تھے۔

یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۹۶

الی قولہ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ۔

یٰسٓ (اے انسان کامل) حکمت والے قرآن کی قسم تو

(اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوؤں میں سے ہے (اور) سیدھے راستے پر ہے۔ ان آیتوں تک آپ نے تلاوت فرمائی۔ اور ہم نے ان کے آگے اور ان کے پیچھے ایک قسم کی روک بنا دی ہے اور ان (کی آنکھوں) پر پردے ڈال دیئے ہیں کہ وہ دیکھتے (ہی) نہیں۔

یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیتوں کی تلاوت سے فارغ ہوئے اور ان میں سے کوئی شخص باقی نہ رہا جس کے سر پر آپ نے خاک نہ ڈالی ہو اس کے بعد پلٹ کر آپ جہاں جانا چاہتے تھے چلے گئے۔ پھر ان کے پاس ایک شخص آیا جو ان میں کا نہیں تھا اور کہا تم لوگ یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔ اس نے کہا اللہ نے تمھیں محروم کر دیا۔ واللہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے سامنے نکل گیا اور تم میں سے کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو اور پھر وہ اپنے کام کو چلا گیا۔ کیا تم لوگ اپنی حالتوں کو نہیں دیکھ رہے ہو۔

(راوی نے) کہا تو ان میں کے ہر شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے پھر وہ لوگ (دیواروں پر) چڑھ کر جھانکنے لگے اور بستر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے علیؓ کو دیکھا اور کہنے لگے واللہ! بے شبہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہا ہے اور اس پر خود اسی کی چادر ہے غرض صبح تک وہ اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو علی بستر پر سے اٹھے تو انھوں نے کہا واللہ ہم سے بیان کرنے والے نے سچ کہا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ لوگ جو آپ (کے قتل) کے لیے جمع ہوگئے تھے ان کے اور اس روز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو قرآنی آیتیں نازل فرمائیں ان میں سے یہ بھی ہے۔

وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا الآیہ

(وہ دن یاد کر) جبکہ تیرے متعلق کافر چالبازیاں کر رہے تھے۔ آخر آیت تک۔

اور اللہ عزوجل کا یہ قول بھی ہے۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ۔

بلکہ یہ لوگ تو کہتے ہیں کہ وہ شاعر ہے ہم اس کی موت کے حادثے کے منتظر رہیں گے (اے نبی) تو کہدے کہ تم بھی انتظار کرو اور بے شبہہ میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (کہ تمھاری موت کا وقت آجائے)

ابن ہشام نے کہا کہ منون کے معنی موت کے ہیں اور ریب المنون کے معنی موت کا نزول اور حادثہ موت ہے۔ ابو ذویب ہذلی نے کہا ہے

أَمِنَ الْمَنُونِ وَرَيْبِهَا تَتَوَجَّعُ وَالدَّهْرُ لَيْسَ بِمُعْتِبٍ مَنْ يَجْزَعُ

کیا تو موت اور موت کے نزول سے دردمند ہے حالانکہ زمانہ گھبرانے والوں یا دردمندوں سے اپنا عتاب دور نہیں کر دیتا۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دی اور ابوبکر مالدار شخص تھے اور جب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَعْجَلْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ لَكَ صَاحِبًا۔

جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کوئی ساتھی پیدا کر دے۔

تو آپ کو امید بندھ گئی کہ اس ساتھی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد خود اپنی ذات مبارک ہی ہوگی۔ جب آپ نے ایسا فرمایا تو ابوبکر نے دو اونٹنیاں خرید لیں اور انھیں اپنے گھر میں چارہ ڈالتے ہوئے اسی ہجرت کے سامان کے طور پر روکے رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ کی جانب ہجرت کے واقعات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے ام المومنین عائشہ سے روایت سن کر بیان کی کہ ام المومنین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کے گھر آنے میں کبھی تامل نہ فرماتے تھے دن کے دونوں وقتوں میں سے کسی ایک وقت یا تو صبح تشریف لاتے یا شام یہاں تک کہ جب وہ دن آیا جس میں اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت اور مکہ سے اپنی قوم کے درمیان سے نکل جانے کی اجازت مرحمت فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس دوپہر میں ایسے وقت تشریف لائے کہ اس وقت آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ ام المومنین نے کہا کہ جب آپ کو ابوبکر نے دیکھا تو کہا کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نئی بات کے بغیر تشریف نہیں لائے ہیں کہا کہ جب آپ اندر داخل ہوئے تو ابوبکر آپ کے لیے اپنے تخت سے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور ابوبکر کے پاس میں اور میری بہن اسماء بنت

ابی بکر کے سوا کوئی نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَخْرِجْ عَنِّي مَنْ عِنْدَكَ

جو لوگ تمھارے پاس ہوں انھیں میرے پاس سے ہٹادو۔

تو ابو بکر نے عرض کی صرف یہ میری دونوں لڑکیاں ہیں آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ ان کے رہنے میں کیا حرج ہے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ وَالْهِجْرَةِ۔

اللہ تعالیٰ نے نکل جانے اور ہجرت کر جانے کی مجھے اجازت دے دی ہے۔ کہا کہ ابو بکر نے عرض کی:۔۔

اَلصُّحْبَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اے اللہ کے رسول (کیا میں بھی آپ کے) ساتھ رہ سکتا ہوں۔ فرمایا۔۔

اَلصُّحْبَةَ

(ہاں تم بھی) ساتھ رہو گے۔

ام المومنین نے کہا کہ مجھے اس سے پہلے کبھی یہ بات معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کوئی شخص خوشی سے بھی روتا ہے حتیٰ کہ میں نے اس روز (اپنے والد) ابو بکر کو دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ پھر عرض کی اے اللہ کے نبی! یہ دونوں اونٹنیاں ہیں جن کو میں نے اسی روز کے لیے لے رکھا تھا اس کے بعد آپ دونوں نے عبد اللہ بن ارقط کو جو بنی دئل بن بکر میں کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی سہم بن عمرو میں کی ایک عورت تھی اور وہ مشرک تھا راستہ بتلانے کے لیے اجرت پر ٹھیرا لیا اور دونوں نے اپنی دونوں اونٹنیاں اس کے حوالے کر دیں اور وہ اسی کے پاس رہنے لگیں کہ وہ انھیں 98

ایک وقت مقررہ تک کے لیے چرائے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اس بات کی خبر ملی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر آپ کے نکلنے تک بجز علی بن ابی طالب اور ابوبکر الصدیق اور آل ابوبکر کے کسی اور کو نہیں ہوئی۔ علی کو تو۔ جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نکلنے کی خبر دی اور انھیں حکم دیا کہ آپ کے (جانکلے) بعد مکہ میں رہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی وہ امانتیں جو آپ کے پاس رہا کرتی تھیں ادا کردیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت تھی کہ مکّہ کا ہر ایک شخص جس کو اپنی کسی چیز کے (تلف ہونے کا) خوف ہوتا وہ اس کو آپ پاس رکھ دیتا اس لیے کہ آپ کی دیانت اور سچائی کو سب جانتے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات غار میں ابوبکر کے ساتھ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا عزم فرمالیا تو ابوبکر بن ابی قحافہ کے پاس تشریف لائے اور ابوبکر کے گھر کے پیچھے کی ایک کھڑکی سے دونوں نکل گئے اور پھر دونوں نے کوہ ثور کے ایک غار کا قصد فرمایا جو مکہ کے نشیبی جانب ہے اور دونوں اس میں داخل ہوگئے اور ابوبکر نے اپنے فرزند عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دے دیا تھا کہ دن میں لوگوں کی وہ باتیں سنتے رہیں۔ جو ان دونوں کے فائدے کی ہوں کہ لوگ ان دونوں کے متعلق کیا کہتے ہیں اور جو کچھ دن بھر میں ہو اس کی خبر شام میں ان کے پاس لادیں اور آپ اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو حکم

دے دیا تھا کہ آپ کی بکریاں دن میں چراتا رہے اور شام میں ان کے پاس غار میں لائے اور جب شام ہوتی تو اسماء بنت ابی بکر کھانے میں سے جو چیز ان دونوں کے قابل ہوتی ان کے پاس لاتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ حسن بن ابی الحسن نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر غار کے پاس رات کے وقت پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابو بکر اندر گئے اور
99 غار کو یہ دیکھنے کے لیے (ادھر اُدھر) ٹٹولا کہ اس میں کوئی درندہ یا سانپ ہو تو معلوم ہو جائے اور خود خطرے میں پڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ ابو بکر غار میں تین روز رہے اور قریش نے جب آپ کو نہ پایا تو آپ کے متعلق سو اونٹ اس شخص کے لیے مقرر کئے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے اور عبد اللہ بن ابی بکر دن میں قریش کے ساتھ انھیں میں رہا کرتے تھے اور جو کچھ مشورے وہ کرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کے متعلق جو کچھ وہ کہتے سب سنتے اور جب شام ہوتی تو دونوں کے پاس آتے اور ساری خبریں دونوں کو پہنچا دیتے۔ اور ابو بکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ مکہ والوں کے چرواہوں میں بکریاں چراتے اور جب شام ہوتی تو ابو بکر کی بکریاں ان دونوں کے پاس لاتے اور آپ دونوں ان کا دودھ دوہتے اور انھیں ذبح کرتے اور جب عبد اللہ بن ابی بکر صبح ان کے پاس سے مکہ جاتے تو عامر بن فہیرہ بھی بکریاں لے کر ان کے پیچھے پیچھے ہو جاتے تا کہ ان کے نشان قدم ہٹ جائیں۔ یہاں تک کہ جب تین روز گزر گئے اور لوگوں کی بےچینی آپ دونوں کے متعلق جاتی رہی تو آپ کے پاس آپ کا وہ ساتھی جس کو اجرت پر مقرر کر لیا تھا آپ کے دونوں اونٹ اور اپنا اونٹ لے کر آیا اور اسماء بنت ابی بکر آپ دونوں کا چمڑے کا توشہ دان لے کر آئیں لیکن اس کا بندھن (یعنی رسی جس کو پکڑ کر اٹھایا جاتا ہے اور کسی چیز سے لٹکایا جاتا ہے)

اس کو باندھنا بھول گئیں اور جب دونوں نے قصد سفر کیا تو توشہ دان لٹکانے گئیں تو دیکھا کہ اس کا بندھن نہیں ہے تو اپنا نطاق (یعنی کمر کو باندھنے کا کپڑا یا دوپٹہ) کھولا اور اسے توشہ دان کے بندھن کے بجائے استعمال کیا اور اس سے اسے باندھ دیا اسی لیے اسماء بنت ابی بکر کو ذات النطاق کہا جاتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد اہل علم سے سنا ہے کہ وہ ذات النطاقین کہتے ہیں جسکی توجیہ یہ ہے کہ جب انھوں نے چاہا کہ توشہ دان کو لٹکائیں تو انھوں نے اپنے دوپٹے کو پھاڑ کر دو حصے کر ڈالے اور ایک حصے سے توشہ دان لٹکا دیا اور دوسرے حصے کو کمر سے باندھ لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابو بکر نے دونوں اونٹنیاں رسول اللہ صلی اللہ
۱۰۰ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیں تو ان دونوں میں جو بہتر تھی اس کو آگے رکھا اور عرض کی آپ پر میرے ماں باپ فدا۔ سواری پر تشریف فرما ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنِّي لَا أَرْكَبُ بَعِيرًا لَيْسَ لِي

میں ایسے اونٹ پر نہیں بیٹھتا جو میرا نہ ہو۔

تو عرض کی۔اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا یہ آپ کی نذر ہے فرمایا۔

لَا وَلٰكِنْ مَا الثَّمَنُ الَّذِي ابْتَعْتَهَا بِهِ

نہیں (ایسا نہیں) لیکن تم نے اسے کتنے میں خریدا ہے

عرض کی اتنے میں فرمایا۔

قَدْ أَخَذْتُهَا بِذٰلِكَ

میں نے اسے اسی قیمت میں لے لیا۔

عرض کی ۔ اے اللہ کے رسول وہ آپ کی ہو گئی ۔ اس کے بعد دونوں سوار ہوئے اور چلے اور ابو بکر نے اپنے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا کہ راستے میں وہ آپ دونوں کی خدمت کر سکیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے اسماء بنت ابی بکر سے (یہ) روایت پہنچی کہ انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نکل گئے ۔ ہمارے پاس قریش کی ایک ٹولی آئی جس میں ابو جہل بھی تھا اور وہ آکر ابو بکر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے تو میں ان کی طرف چلی تو انھوں نے کہا اے ابو بکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے ۔ میں نے کہا ۔ واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے ۔ تو ابو جہل نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور وہ بدمعاش خبیث تھا اور اس نے میرے گال پر ایک ایسا تھپڑ مارا جس سے میرے کان کا بالا گر پڑا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کی سمت کے متعلق ایک جن کی غیبی آواز کی خبر میں

(اسماء نے) کہا کہ پھر وہ لوگ لوٹ گئے اور ہم تین روز تک ایسی حالت میں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرف تشریف لے گئے ہمیں اس کا علم ہی نہ تھا یہاں تک کہ جنوں میں کا ایک شخص[۱] مکہ کی نشیبی جانب سے عربوں کے گانے کی طرح چند اشعار گاتا ہوا آیا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اس کی آواز سن رہے ہیں لیکن

[۱] ۔ دوسرے نسخوں میں "رجل من الجن" ہے ۔ (الف میں نقطہ غائب ہو گیا ہے اور رحل من الجن" لکھا ہے ۔ (احمد محمودی)

وہ دکھائی نہ دیتا تھا یہاں تک کہ وہ مکہ کی بلند جانب سے یہ کہتا ہوا نکل گیا۔

جَزَا اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَاءِهِ ۔۔۔ رَفِيقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ

اللہ، لوگوں کا پروردگار، ان دونوں رفیقوں کو اپنے
پاس کی بہترین جزا دے جو ام معبد کے دونوں خیموں میں اترے ہیں۔

هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا ۔۔۔ فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدِ

وہ اترے تو نیکی کو اپنے ساتھ لیے ہوئے اور پھر شام
ہوتے ہوتے چلے گئے۔ ترقی اسی نے پائی (اور) وہی پھلا پھولا
جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا رفیق ہو گیا۔

۱۰۱ لِيَهْنِ بَنِي كَعْبٍ مَكَانُ فَتَاتِهِمْ ۔۔۔ وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصَدِ

بنی کعب کو اپنے زنان خانے اور دیوان خانے سے
خوش ہونا چاہیئے کہ وہ ایمانداروں کے انتظار کرنے (یا ٹھیرنے)
کے مقام ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ام معبد بنت کعب بنی کعب کی شاخ خزاعہ میں کی عورت تھی اور شاعر کا قول "حَلَّا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ" اور "هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَوَّحَا" ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسماء بنت ابی بکر نے کہا کہ جب ہم نے اس (جن) کا قول سنا تو ہمیں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سمت کا رخ کیا ہے اور معلوم ہوا کہ آپ کی توجہ مدینہ کی جانب ہے اور وہ
۱۰۲ چار شخص یہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر۔ ابوبکر کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ بن ارقط آپ دونوں کو راہ بتانے والا

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ عبد اللہ بن اریقط کہتے ہیں۔

ابو قحافہ کا اسماء کے پاس آنا



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے بیان کیا کہ ان سے ان کے والد عباد نے ان کی دادی اسماء بنت ابی بکر کی روایت سنائی کہ اسماء نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی نکل گئے تو ابو بکر اپنا تمام مال اٹھالے گئے۔ آپ کے پانچ یا چھ ہزار درہم تھے آپ انھیں اپنے ساتھ لے کر چلے گئے۔ اسماء نے کہا کہ میرا دادا ابو قحافہ جب ہمارے گھر آیا اس وقت اس کی بینائی جاتی رہی تھی اس نے کہا واللہ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنا مال اپنے ساتھ لے جا کر تمھیں دکھ دیا کہا کہ میں نے کہا ابا جان ایسا نہیں ہے وہ ہمارے لیے بہت سا مال چھوڑ گئے ہیں۔ کہا کہ میں نے بہت سے پتھر لیے اور انھیں گھر کے ایک روشندان میں رکھا جس میں میرے والد اپنا مال رکھا کرتے تھے اور میں نے اس پر ایک کپڑا ڈال دیا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا ابا جان! آپ اپنا ہاتھ اس مال پر رکھئے۔ کہا آخر انھوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور کہا جب وہ تمھارے لیے یہ چھوڑ گیا ہے تو پھر کچھ ڈر کی بات نہیں اس نے اچھا کیا۔ بس یہ تمھارے لیے کافی ہے حالانکہ انھوں نے ہمارے لیے بخدا کچھ بھی نہ چھوڑا تھا لیکن میں نے چاہا کہ اس طریقے سے بوڑھے[1] کو تسکین دے دوں۔

سراقہ کی حالت اور اس کا سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے جانا



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زہری نے بیان کیا کہ ان سے عبدالرحمٰن

[1] ۔ (الف) میں الشیخ کے بجائے الشبج لکھا ہے یعنی خاء منقوطہ کا نقطہ غائب ہے۔ (احمد محمودی)

ابن مالک بن جعشم نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے چچا سراقہ بن مالک بن جعشم سے روایت کی۔ سراقہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کی جانب روانہ ہوئے تو قریش نے آپ کے متعلق سو اونٹ (انعام) اس شخص کیلیے مقرر کیے جو آپ کو ان کے پاس لوٹا لائے کہا کہ میں اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا کہ ہمیں میں کا ایک شخص آیا اور ہمارے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا واللہ میں نے تین مسافروں کو ابھی ابھی گزرتے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی تھے۔ میں نے اس کو اپنے آنکھ سے اشارہ کیا کہ خاموش رہ اور میں نے کہا کہ وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ تھے جو اپنے گم شدہ جانور ڈھونڈ رہے تھے۔ اس نے کہا شائد (ایسا ہی ہو) پھر وہ خاموش[1] ہو گیا۔ کہا کہ اس وقت تو میں تھوڑی دیر
۱۰۳ ٹھیرا رہا اور پھر اٹھا اور اپنے گھر گیا۔ اور اپنے گھوڑے کو لانے کا حکم دیا اور وہ بطن وادی میں لاکر باندھ دیا گیا اور اپنا ہتھیار نکالنے کا حکم دیا اور وہ حجرے کے پیچھے سے نکال کر لایا گیا۔ پھر میں نے اپنے وہ تیر لئے جن سے میں اپنی قسمت دیکھا کرتا تھا (یا استخارہ کیا کرتا تھا یا فال دیکھا کرتا تھا) پھر میں نے جاکر اپنی زرہ پہن لی اور تیر نکالی کر ان سے فال دیکھی تو وہ تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) کوئی ضرر نہ دیتا تھا۔ کہا کہ مجھے امید تھی کہ میں آپ کو قریش کے پاس واپس لاؤں گا اور قریش سے سو اونٹنیاں لوں گا کہا کہ پھر میں سوار ہو کر آپ کے نشان قدم پر چلا اور میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ کہا کہ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور

---

[1] ۔ (الف) میں ثم ساکت ہے لیکن دوسرے نسخوں میں ثم سکت ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے جس کے معنی ہیں وہ خاموش ہو گیا۔ (احمد محمودی)

ان سے فال دیکھی تو پھر وہی تیر نکلا جس کو میں ناپسند کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا۔ کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ کے نشان قدم پر چلا۔ میرا گھوڑا دوڑ رہا تھا کہ پھر اس نے ٹھوکر کھائی اور میں اس پر سے گر پڑا۔ کہا میں نے (دل میں) کہا آخر یہ کیا بات ہے۔ پھر میں نے اپنے تیر نکالے اور فال دیکھی تو پھر بھی وہی تیر نکلا جس کو میں پسند نہ کرتا تھا اور وہ آپ کو کوئی ضرر دینے والا نہ تھا کہا کہ پھر میں نے آپ کا پیچھا کرنے کے سوا دوسری کسی حالت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور سوار ہو کر آپ کا پیچھا کیا اور جب وہ لوگ نمایاں ہوئے اور میں نے انھیں دیکھ لیا تو میرے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی اور اس کے اگلے پیر زمین میں دھنس گئے اور میں اس پر سے گر پڑا۔ پھر گھوڑے نے اپنے پیر زمین سے نکالے تو اس کے ساتھ ہی بگولے کی طرح دھواں نکلا۔ کہا کہ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو جان گیا کہ آپ مجھ سے محفوظ رکھے گئے ہیں اور یہ بات بالکل صاف ہے۔ کہا کہ پھر تو میں نے ان لوگوں کو پکارا کہ لوگو! میں سراقہ ابن جعشم ہوں مجھے اتنی مہلت دو کہ میں تم سے بات کروں واللہ میں تم سے کوئی دغا نہ کروں گا اور نہ میری جانب سے تمھیں کوئی ایسی بات پہنچے گی جس کو تم پسند نہ کرو کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا:۔

قُلْ لَهُ مَا تَبْتَغِي مِنَّا۔

اس سے کہو کہ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے

کہا تو ابوبکر نے مجھ سے وہی کہا۔ تو میں نے کہا کہ مجھے آپ ایک تحریر لکھ دیں کہ وہ میرے پاس آپ کی ایک نشانی ہو۔ فرمایا:۔

اُكْتُبْ لَهُ يَا أَبَا بَكْرٍ۔

اے ابوبکر اس کو لکھ دو۔

کہا آخر ابو بکر نے کسی ہڈی یا کسی چھٹی یا کسی ٹھیکری پر ایک تحریر لکھی اور میری طرف پھینک دی ۔ میں نے اس کو لے لیا اور اپنے ترکش میں رکھ کر واپس ہوگیا ۔ پھر جو کچھ ہوا تھا اس کا میں نے کسی سے ذکر نہیں کیا اور خاموش ۱۰۴
رہا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرمایا اور حنین وطائف (کی جنگوں) سے فارغ ہوئے تو اس تحریر کو لے کر نکلا کہ آپ سے ملوں اور مقام جعرانہ میں ہیں آپ سے ملا اور آپ کے لشکر میں انصار کے رسالے میں داخل ہو (نے) گیا تو وہ لوگ مجھے برچھوں سے مارنے لگے اور ہٹ جا ہٹ جا کہا (آخر) تو چاہتا کیا ہے ۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب گیا اور آپ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے ۔ واللہ! (مجھے اس وقت ایسا معلوم ہو رہا ہے) گویا میں آپ کی پنڈلی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ رکاب میں کھجور کے درخت کے گابھے کی سی (سفید اور نرم) ہے ۔
کہا میں نے اس تحریر کو لیے ہوئے اپنا ہاتھ بلند کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ میری نسبت آپ کی تحریر ہے میں سراقہ بن جعشم ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :—

یَوْمُ وَفَاءٍ وَبِرٍّ

(آج کا دن) وعدوں کے پورا کرنے اور نیکی کرنے کا ہے ۔

اس کو میرے قریب لاؤ ۔ کہا تو میں آپ کے قریب گیا اور اسلام اختیار کیا ۔ پھر میں نے ایک بات یاد کی کہ اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کروں لیکن وہ بات مجھے یاد نہ آتی تھی مگر میں نے عرض کی یا رسول اللہ! بھولے بھٹکے اونٹ میرے حوض پر آتے ہیں اور میں نے اسے اپنے اونٹوں کے لیے بھر رکھا ہے کیا اگر میں انھیں پانی پلاؤں تو مجھے کوئی اجر ملے گا ۔ فرمایا :—

نعم فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ ۔

لہ ۔ (الف) میں جرّانہ جیم رائے مہمل مشدد اور ہمزہ سے لکھا ہے جس کے کوئی مناسب معنی نہیں ۔ (احمد محمودی)

ہاں۔ ہر پیاسے جگر والی چیز کے متعلق اجر ہے۔
کہا کہ پھر میں اپنی قوم کی جانب واپس ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زکوٰۃ کے اونٹ روانہ کیے۔
ابن ہشام نے کہا کہ عبدالرحمٰن۔ حارث بن مالک بن جعشم کے فرزند تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے وقت کی منزلیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب آپ کو راہ بتانے والا عبداللہ بن ارقط آپ کو مکہ کے نشیبی حصے سے لے کر چلا تو آپ کو لیے ہوئے (سمندر کے)
۱۰۵ کنارے کنارے عسفان کے نیچے سے چلا۔ پھر امج کے نیچے سے ہوتے ہوئے لے گیا پھر قدید سے گزرنے کے بعد وہاں سے راہ کاٹ کے آپ کو لے نکلا اور خرار میں لایا پھر ثنیۃ المرۃ سے ہوتے ہوئے لقفا کو لے گیا۔
۱۰۶ ابن ہشام نے کہا لفتا۔ معقل بن خویلد الہذلی نے کہا ہے

نَزِیعاً مُحلِباً مِنْ أَهْلِ لِفْتٍ لِحَيٍّ بَيْنَ أَثْلَةَ وَالنِّحَامِ

(میں مدح وستائش کرتا ہوں) اس پردیسی کی جس کو اس کی قوم میں سے نکال لایا گیا ہے جو دوسروں کی امداد کرنیوالا اور مقام لفت کے رہنے والوں میں کے اس قبیلے کا ہے جو مقام أثلۃ اور نحام کے درمیان رہنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ آپ دونوں کو لیے ہوئے لقف کے وحشی جانوروں کے رہنے کے جنگل سے گزرا اور پھر مجاج کے وحشی جانوروں کے جنگل کے درمیان سے چلا ابن ہشام کے قول کے موافق بعض لوگ

مجاح کہتے ہیں۔

پھر مجاح کے مقام مرجح سے ہوتے ہوئے مرجح کے مقام ذی الغضوین کے وسط میں لے گیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض الغضوین کہتے ہیں۔

۱۰۷ پھر ذی کشد[1] کے بطن میں پہنچا۔ پھر مقام جداجد پر لے گیا پھر الاجرد پر پھر انھیں بطن اعدا کے مقام ذی سلم میں لے گیا جو تعہن کے جنگلی جانوروں کا جنگل ہے۔ پھر عبابید پر۔

ابن ہشام نے عبابیب کہا ہے اور بعض العثیانہ کہتے ہیں اور مراد عبابیب ہی ہوتا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر انھیں لیے ہوئے الفاجہ پر سے گزرا اور ابن ہشام کے قول کے موافق بعض القاحۃ کہتے ہیں۔

پھر انھیں لیے ہوئے العرج کی طرف اترا اور آپ کے ساتھ کے ۱۰۸ سواریوں میں سے کسی نے دیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسلم میں کے ایک شخص کو جس کا نام اوس بن حجر تھا اپنے ایک اونٹ پر سوار کرالیا جس کا نام ابن الرداء تھا اور اسے مدینہ تک لے گئے اور اس کے ساتھ اس کے (یا اپنے) ایک چھوکرے کو بھیجا جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ پھر آپ کا راہ بتلانے والا آپ کو لیے ہوئے عرج سے نکل کر عائر نامی پہاڑی پر لے گیا۔

ابن ہشام کے قول کے موافق بعضوں نے غائر کہا ہے جو رکوبہ نامی پہاڑی کے سیدھی جانب ہے حتیٰ کہ آپ کو بطن رئم میں اتارا۔

۱۰۹ پھر آپ کو بنی عمرو بن عوف کے پاس قباء میں لایا۔

ماہ ربیع الاول کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ پیر کا دن تھا دن کی گرمی بہت بڑھ گئی تھی اور سورج معتدل ہونے (یعنی نصف النہار) کے

[1] (ب) میں ذی کشر ہے۔ (احمد محمودی)

قریب ہو گیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ میں قیام اور وہاں آپ کے نزول کے مقامات اور مسجد کی تعمیر



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر سے اور انھوں نے عبدالرحمٰن بن عویم بن ساعدہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے میرے قبیلے کے چند لوگوں نے مجھ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے نکلنے کی خبر سنی اور آپ کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگے۔ تو ہم صبح (کی نماز) پڑھ کر اپنے پہاڑی مقام سے باہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں نکل جایا کرتے اور وہیں ٹھیرے رہتے یہاں تک کہ دھوپ ہمارے سایہ دار مقامات پر پھیل جاتی اور جب ہم کہیں سایہ نہ پاتے تو پھر شہر میں چلے آتے اور یہ واقعہ گرمی کے دنوں کا تھا حتیٰ کہ جب وہ دن آیا جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو ہم اس روز بھی اسی طرح (انتظار کرتے) بیٹھے رہے۔ یہاں تک کہ جب سایہ نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں آگئے اور جیسے ہی ہم گھروں میں داخل ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پہلا شخص جس نے آپ کو دیکھا وہ ایک یہودی تھا اور ہم جو کچھ کیا کرتے تھے اس نے دیکھ لیا تھا کہ ہم اپنے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں (اس لیے)۔ وہ اپنی بلند آواز سے پکارا اے بنی قیلہ! یہ تمھاری (منتظرہ) ذی شان ہستی آگئی۔

راوی نے کہا پھر تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکل کھڑے ہوئے اور آپ ایک کھجور کے درخت کے سایے میں تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر بھی جو آپ ہی کے ہم عمر تھے اور ہم میں سے اکثر لوگوں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ لوگوں کی آپ کے پاس بھیڑ لگ گئی حالانکہ وہ آپ میں اور
ابو بکر میں امتیاز نہ کر سکتے تھے۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۱۱۰
وسلم پر سے سایہ ہٹا۔ تو ابو بکر اٹھے اور آپ پر اپنی چادر سے سایہ کیا تو اس وقت ہم نے آپ کو پہچانا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ لوگوں کے بیان کے لحاظ سے۔ بنی عمرو بن عوف والے کلثوم بن ہدم کے پاس اترے اور اس کے بعد بنی عبید کے ایک شخص کے پاس بعض کہتے ہیں (نہیں بلکہ سعد بن خیثمہ کے پاس اترے۔ اور جو لوگ کلثوم بن ہدم کے پاس اترنے کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلثوم بن ہدم کے گھر سے باہر تشریف فرما ہوتے تو سعد بن خیثمہ کے گھر میں لوگوں (سے ملنے) کے لیے تشریف فرما ہوا کرتے تھے اس لیے کہ وہ مجرد تھے اور ان کے بی بی بچے نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجرین صحابہ میں کے بن بیاہوں کی قیام گاہ انھیں کا گھر تھا اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ سعد بن خیثمہ کے گھر اترے تھے اور سعد بن خیثمہ کے گھر کو لوگ "بیت العزاب" یعنی کنواروں کا گھر کہا کرتے تھے۔ واللہ عالم کہ ان میں سے کون سی بات واقعی ہے۔ ہم نے تو یہ بھی سنا ہے اور وہ بھی۔ ابو بکر الصدیق۔ بنی الحارث بن الخزرج میں کے ایک شخص خبیب بن اساف کے پاس مقام سنح میں اترے اور ایک کہنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ (نہیں) بلکہ آپ کی فرودگاہ بنی الحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر کے پاس تھی۔

اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ مکہ میں تین دن اور تین رات ۱۱۱
رہے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے لوگوں کی ان امانتوں

کو جو آپ کے پاس تھیں انھیں واپس دے دیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ان کی واپسی سے فارغ ہو گئے تو آپ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے اور آپ کے ساتھ ہی کلثوم بن ہدم کے پاس اترے۔

اور علی بن ابی طالب فرمایا کرتے تھے کہ آپ کی اقامت قبا میں ایک[1] مسلمہ عورت کے گھر جس کا شوہر نہ تھا ایک رات یا دو راتیں رہی۔ اور[1] آپ فرمایا کرتے تھے کہ قباء میں ایک مسلمہ عورت تھی جس کا شوہر نہ تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ آدھی رات کے اوقات میں اس کے پاس آتا اور اس کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور وہ نکل کر اس کے پاس جاتی اور وہ شخص اس عورت کو اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ دیتا اور یہ اس کو لے لیتی۔ فرمایا کہ مجھے اس کی حالت پر شبہہ ہوا تو میں نے اس سے کہا اے اللہ کی بندی! یہ کون شخص ہے جو ہر رات تیرے لیے تیرا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور تو نکل کر اس کے پاس جاتی ہے اور وہ تجھے کچھ نہ کچھ دے جاتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ کیا (دیتا) ہے۔ حالانکہ تو ایک مسلمہ عورت ہے۔ تیرا کوئی شوہر بھی نہیں۔ اس نے کہا یہ سہل بن حنیف بن واہب ہیں انھیں معلوم ہے کہ میں ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو اپنی قوم کے بتوں پر چھاپہ مارتے ہیں اور انھیں توڑ کر اس میں سے کچھ مجھے لا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انھیں ایندھن بنا لو اور جب سہل بن حنیف نے عراق میں وفات پائی تو علی رضی اللہ عنہ ان کے یہ حالات بیان فرماتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی (رضی اللہ عنہ) کے اس بیان کا مجھ سے ہند بن سعد بن سہل بن حنیف نے ذکر کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء میں بنی عمرو بن

---

[1] خط کشیدہ الفاظ طبری کی روایت کے ہیں جو انھوں نے ابن اسحٰق سے کی ہے۔ اس کی تصریح (ب) کے حاشیے پر کی گئی ہے اور (ب) کے متن میں یہ الفاظ قوسین میں لکھے گئے ہیں۔

(احمد محمودی)

عوف (کی بستی) میں دوشنبہ سہ شنبہ چہار شنبہ اور پنجشنبہ تشریف فرما رہے
اور ان کی مسجد کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان
سے جمعہ کے روز آپ کو نکالا اور بنی عمرو بن عوف کا ادعا تو یہ ہے کہ آپ ان
میں اس سے زیادہ تشریف فرما رہے۔ واللہ اعلم۔ اس کے بعد رسول اللہ ۱۱۲
صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا اور جمعہ کی نماز آپ نے
اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رانوناء کے درمیان ہے اور جمعہ کی یہ پہلی
نماز تھی جو مدینہ میں آپ نے ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ کے پاس عتبان
ابن مالک اور عباس بن عبادہ بن نضلہ بنی سالم بن عوف کے چند لوگوں کے
ساتھ حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے پاس زیادہ
تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں اور عزت والوں میں تشریف فرما ہوں۔
آپ نے اپنی اونٹنی کے متعلق فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ
بنی بیاضہ کے احاطے کے برابر آئی تو آپ سے زیاد بن لبید اور فروہ بن
عمرو بنی بیاضہ کے چند لوگوں کے ساتھ آ کر ملے اور عرض کی اے اللہ کے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں۔ ساز و سامان والوں
اور عزت والوں میں تشریف لائیے۔ آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کا راستہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ
بنی ساعدہ کے احاطے سے گزری تو سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بنی ساعدہ
کے چند لوگوں کو لیے ہوئے آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی

اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس زیادہ تعداد والوں ساز وسامان والوں اور عزت والوں میں تشریف لائیے آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

انھوں نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ چلی یہاں تک کہ جب وہ بنی عدی بن نجار کے احاطے سے گزری جو آپ کے قریب کے رشتے کے ماموں ہوتے تھے کہ عبدالمطلب کی والدہ سلمی بنت عمرو انھیں کے خاندان کی تھیں تو سلیط بن قیس اور ابو سلیط۔ اسیرہ بن ابی خارجہ بنی عدی
۱۱۳ ابن نجار کے چند لوگوں کے ساتھ آکر آپ کے راستے میں حائل ہوئے اور عرض کی ائے اللہ کے رسول! اپنے ماموں کے پاس تشریف لائے جو زیادہ تعداد والے سامان والے اور عزت والے ہیں تو آپ نے فرمایا:۔

خَلُّوا سَبِيلَهَا فَإِنَّهَا مَأْمُورَةٌ

اس کی راہ چھوڑ دو کیونکہ وہ مامور (من اللہ) ہے۔

تو ان لوگوں نے اس کی راہ چھوڑ دی اور وہ چلی یہاں تک کہ جب بنی نجار کے احاطے میں آئی تو آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی جہاں ان دنوں بنی نجار کی شاخ بنی مالک بن نجار کے دو یتیم لڑکوں سہل و سہیل کی کھجوریں سکھانے کی جگہ تھی جو معاذ بن عفراء کے زیر پرورش تھے اور جب وہ اونٹنی اسی حالت میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہیں بیٹھ گئی تو آپ (اس پر سے) اترے نہیں پھر اس نے چھلانگ ماری اور کچھ دور نہیں گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نکیل اسی پر رکھدی اس کو اس کی نکیل کے ذریعہ (کسی جانب) موڑا بھی نہیں آخر وہ اپنے پیچھے کی جانب پلٹی اور لوٹ کر وہیں آئی جہاں وہ پہلی بار بیٹھی تھی۔ اس کے بعد پھر اس نے حرکت کی اور جم کر بیٹھ گئی اور اپنی گردن نیچے رکھ دی کہ رسول اللہ

لہ۔ چاروں نسخوں میں اس مقام پر "تحلحت" کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں حرکت کی لیکن سہیلی نے

۱۱۴ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اتریں۔ اور ابو ایوب خالد بن زید نے آپ کا پالان اٹھا لیا اور اس کو اپنے گھر میں رکھ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں کے پاس نزول فرمایا اور مذکورہ بالا کھجور سکھانے کی جگہ کے متعلق آپ نے دریافت فرمایا کہ وہ کس کی ہے تو معاذ بن عفراء نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ مقام عمرو کے دونوں بیٹوں سہل و سہیل کا ہے جو میرے (زیر پرورش) یتیم ہیں میں اس کے متعلق ان دونوں کو راضی کر لوں گا۔ آپ اس مقام کو مسجد بنا لیجئے۔

مسجد کی تعمیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق حکم فرمایا کہ مسجد بنائی جائے اور آپ کی مسجد اور آپ کے رہنے کی جگہیں بننے تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے پاس ہی اقامت پزیر رہے اور اس کے بنانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خود بنفس نفیس) کام کیا کہ مسلمانوں کو اس کے بنانے میں ترغیب دلائیں۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار (دونوں) نے اس میں کام کیا اور محنت اٹھائی تو مسلمانوں میں سے ایک کہنے والے نے کہا۔

لَئِنْ قَعَدْنَا وَالنَّبِیُّ یَعْمَلُ ٭ لَذَاکَ مِنَّا الْعَمَلُ الْمُضَلَّلُ

ایسی حالت میں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کام میں لگے ہوئے ہیں ہم بیٹھے رہیں تو ہمارا یہ کام گمراہ کن ہوگا۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔۔۔ ابن قتیبہ کی روایت لکھی ہے جس میں "تلحلت" ہے جس کے معنی ہیں اپنے مقام پر جم کر بیٹھ گئی۔ اگرچہ معنی کے لحاظ سے موخر الذکر ہی زیادہ موزوں ہے لیکن ابن اسحٰق کی روایت مقدم الذکر ہی ہے۔ (احمد محمودی) ۲ـ۔ (الف) میں ینزل عنہا ہے جس کا میں نے ترجمہ کیا (ب) میں فنزل ہے یعنی آپ اتر پڑے۔ (احمد محمودی)

اور مسلمان اس کی تعمیر کا کام کرتے وقت یہ رجز پڑھتے جاتے تھے وہ کہتے تھے :۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَہْ

زندگی تو صرف آخرۃ ہی کی زندگی ہے۔ یا اللہ انصار ومہاجرین پر رحم فرما۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ کلام (نثر) ہے رجز نہیں ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے۔

لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَہْ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

مسجد کی تعمیر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشین گوئی[ا] کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی

راوی نے کہا کہ (بناء مسجد کے اثناء میں) عمار بن یاسر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) اس حالت سے آئے کہ لوگوں نے ان کو اینٹوں سے گراں بار کر دیا تھا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسول لوگوں نے مجھے مار ڈالا۔ مجھ پر اس قدر بوجھ لاد دیتے ہیں جو وہ خود نہیں اٹھاتے

لہ۔ اصل کتاب میں "شہادتہ" ہے جس کا ترجمہ میں نے پیشین گوئی کیا ہے حالانکہ لفظ کے لحاظ سے گواہی ہونا چاہیئے لیکن چونکہ اس موقع پر اردو میں گواہی نہیں کہی جاتی اس لیے پیشین گوئی ترجمہ کیا گیا ہے۔ (احمد محمودی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ام سلمہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے سر کے بالوں کو اپنے دست مبارک سے جھٹکتے تھے اور وہ گھونگر والے بال والے تھے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے۔

وَيْحَ ابْنِ أُمِّ سُمَيَّةَ لَيْسُوا بِالَّذِينَ يَقْتُلُونَكَ إِنَّمَا تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ

ابن ام سمیہ (کی سمجھ) پر افسوس ہے یہ لوگ وہ نہیں ہیں جو تمھیں قتل کر دیں گے۔ تجھیں تو صرف باغی جماعت ہی قتل کرے گی۔

اور علی بن ابی طالب اس روز یہ رجز پڑھ رہے تھے:۔

۱۱۵ لَا يَسْتَوِي مَنْ يَعْمُرُ الْمَسَاجِدَا يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدًا

وَمَنْ يُرَى عَنِ الْغُبَارِ حَائِدًا

جو شخص مسجدوں کی تعمیر کرتا ہے ان میں قیام و قعود میں بسر کرتا ہے اور وہ شخص جو گرد و غبار سے کتراتا نظر آتا ہے۔ دونوں برابر نہیں ہوں گے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے اس رجز کے متعلق متعدد اہل علم سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ ہمیں (بھی) اس کی اطلاع ملی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ رجز پڑھا ہے۔ لیکن ہمیں اس بات کی خبر نہیں کہ یہ شعر آپ ہی کے کہے ہوئے ہیں یا آپ کے سوا کسی اور کے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عمار بن یاسر نے بھی وہی الفاظ لے لیے اور بطور رجز انہیں پڑھنے لگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جب یہی الفاظ انھوں نے بار بار کہے تو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک صاحب کو خیال ہوا کہ وہ طعن سے وہ (رجز) پڑھ رہے ہیں ۔ جیسا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ نے ابن اسحٰق کی روایت بیان کی ۔ اور ابن اسحٰق نے ان صاحب کا نام بھی بتایا ۔

ابن اسحٰق نے کہا تو ان صاحب نے کہا کہ اے ابن سمیہ تم آج صبح سے جو کچھ کہہ رہے ہو میں نے (وہ) سن لیا ہے واللہ! میں سمجھتا ہوں کہ اس لاٹھی سے تمھاری ناک کی خبر لوں گا اور ان صاحب کے ہاتھ میں لاٹھی بھی تھی ۔ راوی نے کہا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا اور فرمایا:۔

مَا لَهُمْ وَلِعَمَّارٍ يَدْعُوهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ

إِنَّ عَمَّارًا جِلْدَةُ مَا بَيْنَ عَيْنَيَّ وَأَنْفِي

ان لوگوں کو عمار سے کیوں (پرخاش) ہے وہ تو انھیں
جنت کی جانب بلاتا ہے اور یہ لوگ اسے آگ کی جانب بلاتے ہیں۔
سن لو کہ عمار میری آنکھوں اور ناک کے درمیان کا چمڑا ہے ۔
(یعنی وہ مجھے اس قدر عزیز ہے) ۔

اور جب انھیں (عمار کو) ان صاحب کے متعلق (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمان کی خبر پہنچی پھر تو انھوں نے (اپنا رجز) ترک نہیں کیا اور لوگوں نے ان سے کنارہ کشی کی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے زکریا سے اور انھوں نے شعبی سے روایت کی کہ پہلے پہل جس نے مسجد کی تعمیر کی ابتدا کی وہ عمار ابن یاسر تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب کے گھر ہی میں (تشریف فرما) رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے مسجد اور آپ کے

رہنے کے مقامات بن گئے اس کے بعد ابو ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ کے گھر سے آپ اپنے مقامات کی طرف منتقل ہو گئے۔

۱۱۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انھوں نے ابورہم السماعی سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ مجھ سے ابو ایوب نے بیان کیا۔ اور کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میرے پاس نزول فرمایا تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف فرما ہوے اور میں اور ام ایوب اوپر کی منزل میں (رہنے لگے) تو میں نے آپ سے عرض کی اے اللہ کے نبی! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں اور بڑی (بے ادبی) خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے اوپر رہوں اور آپ نیچے اس لیے آپ اوپر تشریف فرما ہوں اور ہم اتر آئیں گے اور نیچے رہیں گے تو آپ نے فرمایا:—

إِنَّ أَرْفَقَ بِنَا وَبِمَنْ يَغْشَانَا أَنْ نَكُونَ فِي سُفْلِ الْبَيْتِ.

ہمارے اور ان لوگوں کے لیے جو ہمارے پاس آتے جاتے ہیں یہی بات آرام دہ ہے کہ ہم گھر کے نیچے کے حصے میں رہیں۔

کہا اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے نیچے کے حصے میں اور ہم اس کے اوپر کے حصے میں رہا کرتے تھے۔ ایک وقت ہمارا ایک بڑا گھڑا جس میں پانی تھا ٹوٹ گیا تو میں اور ام ایوب نے اپنی ایک چادر لی اور اس کے سوا ہمارے پاس اوڑھنے کے لیے کوئی لحاف بھی نہ تھا۔ ہم اسی سے پانی خشک کرنے لگے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس میں سے کچھ پانی نہ ٹپک جائے جس سے آپ کو تکلیف پہنچے۔ انھوں نے کہا ہم آپ کے لیے رات کا کھانا تیار کر کے آپ پاس بھیجا کرتے تھے اور جب آپ اپنا بچا ہوا کھانا واپس فرماتے تو (برتن میں) جس مقام پر آپ کا دست مبارک پڑتا میں اور ام ایوب اس مقام کو تلاش کرتے اور برکت حاصل کرنے کے لیے اسی مقام سے کھاتے۔ ایک رات آپ کا رات کا کھانا ہم نے آپ کے پاس بھیجا

اور ہم نے آپ کے لیے اس میں پیاز یا لہسن ڈالا تھا۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی نشان نہیں دیکھا۔ انھوں نے کہا اس لیے میں ڈر کے مارے آپ کے پاس پہنچا اور عرض کی اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں آپ نے شب کا خاصہ واپس فرما دیا اور میں نے اس میں آپ کے دست مبارک کا کوئی اثر نہیں دیکھا اور میں اور ام ایوب برکت حاصل کرنے کے لیے اس مقام کو تلاش کیا کرتے تھے جہاں آپ کا دست مبارک پڑا کرتا تھا۔ فرمایا:۔

إِنِّيْ وَجَدْتُ فِيهِ رِيحَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ وَأَنَا رَجُلٌ أُنَاجِي

میں نے اس میں اس درخت کی بو پائی اور میں ایسا شخص ہوں جس سے سرگوشی کیجاتی ہے۔ (یعنی مجھ سے رب العزت یا فرشتے سرگوشی کیا کرتے ہیں)۔

فَأَمَّا أَنْتُمْ فَكُلُوهُ

لیکن تم (لوگوں کی یہ حالت نہیں ہے اس لیے تم) اس کو کھاو۔

انھوں نے کہا تو ہم نے اس کو کھا لیا اور اس کے بعد ہم نے آپ کے لیے اس درخت کا کوئی خاصہ تیار نہیں کیا۔

مہاجرین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ میں آملنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد مہاجرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

آملنے اور بجز فتنے میں مبتلا یا مقید افراد کے ان میں سے کوئی شخص مکہ میں باقی نہ رہا لیکن اپنے اہل وعیال اور اپنے مال کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہجرت کرنے والے مکہ سے سب کے سب نہیں نکل گئے بجز ان گھر والوں کے جو بنی مظعون کہلاتے تھے اور بنی جمح میں ۱۱۷
سے تھے اور بنو جحش بن رئاب کے جو بنی امیہ کے حلیف تھے اور بنی بکیر کے، جو بنی سعد بن لیث میں سے تھے اور بنی عدی بن کعب کے حلیف تھے کہ ان کی ہجرت کے سبب سے ان لوگوں کے نکلنے کے گھر بند پڑے تھے جن میں کوئی نہ رہتا تھا اور جب بنی جحش بن رئاب اپنے گھر سے نکل گئے تو ابوسفیان ابن حرب نے ان پر دست درازی کی اور انھیں بنی عامر بن لوی والے عمرو ابن علقمہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور جب بنی جحش کو ان کے گھروں کے متعلق ابوسفیان کی اس کارگزاری کی خبر پہنچی تو عبداللہ بن جحش نے اس بات کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

أَلَا تَرْضَى يَا عَبْدَ اللهِ أَنْ يُعْطِيَكَ اللهُ بِهَا دَارًا خَيْرًا مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ

قَالَ بَلَى قَالَ فَذٰلِكَ لَكَ

اے عبداللہ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو گے
کہ اللہ تمھیں اس کے عوض میں اس سے بہتر گھر جنت میں دے۔
عرض کی کیوں نہیں (ضرور مجھے خوشی ہو گی) فرمایا بس وہ تمھارے
لیے ہے۔

اس کے بعد جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح فرما لیا تو ابو احمد نے ان کے گھر کے متعلق آپ سے عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں تاخیر فرمائی تو لوگوں نے ابو احمد سے کہا اے ابو احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ

اللہ کی راہ میں تمہارا جو مال تمہارے ہاتھ سے نکل گیا اس میں (سے) کچھ حصہ بھی تم واپس لو اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس کے متعلق) عرض کرنے سے باز رہے اور ابوسفیان سے کہا:۔

أَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنْ　　أَمْرٍ عَوَاقِبُهُ نَدَامَهْ

دَارُ ابْنِ عَمِّكَ بِعْتَهَا　　تَقْضِي بِهَا عَنْكَ الْغَرَامَهْ

وَحَلِيفُكُمْ بِاللهِ رَ　　بِّ النَّاسِ مُجْتَهِدُ الْقَسَامَهْ

اِذْهَبْ بِهَا اِذْهَبْ بِهَا　　طُوِّقْتَهَا طَوْقَ الْحَمَامَهْ

ابوسفیان کو اس معاملے کے متعلق پیام پہنچا دو جس کا انجام ندامت ہے کہ تو نے اپنے چچازاد بھائی کا گھر اس لیے بیچ ڈالا کہ اس سے اپنے قرضے ادا کرے حالانکہ قسم بخدائے پروردگار عالم! کہ تمہارا حلیف (یعنی خود شاعر) مصالحت میں کوشش کرنے والا ہے اس گھر کی قیمت لیجا لیجا تو نے تو اس کو کبوتر کی طرح اپنے گلے کا طوق بنا لیا ہے۔

۱۱۸ غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ماہ ربیع الاول میں مدینہ تشریف لائے تو آنے والے سنہ کے ماہ صفر تک (وہاں) تشریف فرما رہے یہاں تک کہ آپ کے لیے وہاں مسجد اور آپ کے رہنے کے مقامات بن گئے اور قبیلہ انصار پوری طرح آپ کا فرمانبردار بن گیا اور انصار کے گھروں میں سے کوئی گھر باقی نہ رہا جس کے رہنے والوں نے اسلام اختیار نہ کر لیا ہو بجز (بنی) خطمہ اور (بنی) واقف اور (بنی) وائل اور (بنی) امیہ اور اوس اللہ کے جو قبیلہ اوس کی شاخیں تھیں یہ اپنے شرک پر قایم رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا خطبہ

راوی نے کہا کہ پہلا خطبہ جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا اور جو مجھے ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے پہنچا ہے ۔ اور ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس بات سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسی بات کہیں جو آپ نے نہ کہی ہو ۔ یہ ہے کہ آپ ان لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا ایسے الفاظ سے فرمائی جن کا وہ مستحق ہے ۔ اس کے بعد فرمایا :۔

أَمَّا بَعدُ أَیُّهَا النَّاسُ فَقَدِّمُوا لِأَنفُسِکُم تَعلَمُنَّ وَاللهِ لَیُصعَقَنَّ أَحَدُکُم ۔

حمد وثنا کے بعد لوگو ! اپنی ذات کے لئے (مرنے سے) پہلے (کچھ اچھے کام) کر لو ۔ تمھیں اس بات کا علم ہونا ضروری ہے کہ بخدا ! تم میں سے ایک (ایک شخص) بیہوش ہو جائے گا ۔

ثُمَّ لَیَدَعَنَّ غَنَمَهُ لَیسَ لَهَا رَاعٍ ثُمَّ لَیَقُولَنَّ لَهُ رَبُّهُ وَلَیسَ لَهُ تَرجُمَانٌ وَلَا حَاجِبٌ یَحجُبُهُ دُونَهُ أَلَم یَأتِكَ رَسُولِی فَبَلَّغَكَ وَآتَیتُكَ مَالًا وَأَفضَلتُ عَلَیكَ فَمَا قَدَّمتَ لِنَفسِكَ فَلَیَنظُرَنَّ یَمِینًا وَشِمَالًا فَلَا یَرَی شَیئًا ثُمَّ لَیَنظُرَنَّ قُدَّامَهُ فَلَا یَرَی غَیرَ جَهَنَّمَ فَمَنِ استَطَاعَ

أَنْ يَقِيَ وَجْهَهُ مِنَ النَّارِ وَلَوْ بِشِقٍّ[1] مِنْ تَمْرَةٍ فَلْيَفْعَلْ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْهُ

فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ فَإِنَّ بِهَا تُجْزَى الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ

ضِعْفٍ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى رَسُولِ اللّٰهِ[2] وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

(اور) پھر وہ اپنی بکریوں کو اس حالت میں چھوڑ جائیگا کہ ان کا کوئی چرواہا نہیں۔ پھر اس سے اس کا پروردگار اس طرح گفتگو فرمائے گا کہ نہ کوئی ترجمان (درمیان میں) ہوگا اور نہ اس کے سامنے کوئی پردہ ہوگا کہ اس کو اس سے چھپائے (وہ فرمائے گا کے بندے) کیا تیرے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا اور اس نے تجھے تبلیغ نہیں کی تھی اور میں نے تجھ کو مال دیا اور تجھ کو (تیری ضرورت سے) زیادہ دیا تھا تو تو نے اپنی ذات کے لیے (موت سے) پہلے کیا کیا تو وہ دہنے بائیں دیکھنے لگے گا اور کچھ نہ پائیگا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا تو دوزخ کے سوا کچھ نہ دیکھے گا لہٰذا جس سے ہو سکے کہ اپنا چہرہ آگ سے بچائے اگرچہ کہ ایک کھجور کے ٹکڑے کے ذریعہ سے ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ ایسا کرے اور جو شخص (کھجور کا ایک ٹکڑا بھی) نہ پائے تو ایک ٹھیک بات ہی کے ذریعہ (سہی) کیونکہ اس کا بھی بدلہ اس کو دیا جائیگا اور ایک نیکی کا عوض دس گنے سے سات سو گنے تک (دیا جائیگا) اور تم پر اور اللہ کے رسول پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔

۱۔ (الف) میں بشقۃ لکھا ہے۔ (احمد محمودی)

۲۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ خطبہ دیا تو فرمایا:—

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ أَحْمَدُهُ وَأَسْتَعِينُهُ نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَيَّنَهُ اللّٰهُ فِي قَلْبِهِ وَأَدْخَلَهُ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْكُفْرِ وَاخْتَارَهُ عَلَى مَا سِوَاهُ مِنْ أَحَادِيثِ النَّاسِ إِنَّهُ أَحْسَنُ الْحَدِيثِ وَأَبْلَغُهُ أَحِبُّوا مَا أَحَبَّ اللّٰهُ أَحِبُّوا اللّٰهَ مِنْ كُلِّ قُلُوبِكُمْ وَلَا تَمَلُّوا كَلَامَ اللّٰهِ وَذِكْرَهُ وَلَا تَقْسُ عَنْهُ قُلُوبُكُمْ فَإِنَّهُ مِنْ كُلِّ مَا يَخْلُقُ اللّٰهُ يَخْتَارُ وَيَصْطَفِي فَقَدْ سَمَّاهُ خِيَرَتَهُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَمُصْطَفَاهُ مِنَ الْعِبَادِ وَالصَّالِحَ مِنَ الْحَدِيثِ وَمِنْ كُلِّ مَا

أُوتِيَ النَّاسُ مِنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَاتَّقُوهُ حَقَّ تُقَاتِهِ وَاصْدُقُوا اللّٰهَ صَالِحَ مَا تَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُمْ وَتَحَابُّوا بِرُوحِ اللّٰهِ بَيْنَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ أَنْ يُنْكَثَ عَهْدُهُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

کوئی شبہ نہیں کہ تعریف تو ساری اللہ ہی کی ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں اور اس سے امداد کا طالب ہوں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ نے ہدایت کی اس کو گمراہ کرنے والا کوئی نہیں اور جس کو اس نے گمراہ کر دیا تو اس کے لیے کوئی رہنما نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سن لو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے۔ اللہ نے اس (کتاب) کی خوبی جس کے دل نشین کر دی اور اس کو کفر کے بعد اسلام میں داخل کر دیا اور اس شخص نے اس کتاب کے سوا دوسرے تمام لوگوں کی باتوں پر اس کتاب کو ترجیح دی۔ بے شبہ وہ پھلا پھولا اور اس نے ترقی حاصل کر لی۔ بے شبہ وہ بہترین اور نہایت بلیغ کلام ہے جس چیز سے اللہ کو محبت ہے۔ تم بھی اس سے محبت رکھو اپنے پورے دل سے اللہ کو چاہو اور اللہ کے کلام اور اس کی یاد سے بیزار نہ ہو جاؤ تمہارے دل اس سے سخت نہ ہو جائیں۔ کیونکہ وہ جن جن چیزوں کو پیدا فرماتا ہے ان میں سے (بعض کو) برگزیدہ اور منتخب بنا لیتا ہے اس نے ۱۱۹

اس کا نام "اعمال میں سے اپنا برگزیدہ" اور "بندوں میں سے اپنا منتخب" اور "کلام میں سے اچھا" رکھا ہے ان چیزوں میں سے جو لوگوں کو دی گئی ہیں حلال و حرام بھی ہے اس لیے اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو اور اس سے جیسا ڈرنا چاہیئے ویسا ڈرو اور اللہ کے متعلق سچ کہو کہ یہ جو کچھ تم اپنے منہ سے کہتے ہو اس میں بہترین ہے۔ اللہ کی رحمت کے سبب تم آپس میں محبت رکھو۔ اللہ کے عہد کو توڑنے سے اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ تحریر جو آپ نے مہاجرین و انصار کے (باہمی تعلقات کی نسبت) اور یہود سے مصالحت (کے طور پر) لکھ دی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان ایک تحریر لکھ دی جس میں یہود سے مصالحت و عہد تھا اور انھیں ان کے دین اور مال پر برقرار رکھا اور ان پر بعض شرطیں عاید فرمائیں اور بعض شرطیں ان کے مفید رکھیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ هٰذَا كِتَابٌ مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَثْرِبَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ فَلَحِقَ بِهِمْ وَجَاهَدَ مَعَهُمْ إِنَّهُمْ أُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ مِّنْ دُوْنِ النَّاسِ اَلْمُهَاجِرُوْنَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى رِبْعَتِهِمْ

يَتَعَاقَلُونَ بَيْنَهُمْ وَهُمْ يَفْدُونَ عَانِيَهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۲۰
وَبَنُو الْحَارِثِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ
تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو سَاعِدَةَ عَلَى
رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا
بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو جُشَمٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ
مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ
بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو النَّجَّارِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى
وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَبَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ
طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَ
بَنُو النَّبِيتِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ

تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَبَنُو الْأَوْسِ عَلَى رِبْعَتِهِمْ يَتَعَاقَلُونَ مَعَاقِلَهُمُ الْأُولَى وَكُلُّ طَائِفَةٍ تَفْدِي عَانِيَهَا بِالْمَعْرُوفِ وَالْقِسْطِ بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ لَا يَتْرُكُونَ مُفْرَحًا بَيْنَهُمْ أَنْ يُعْطُوهُ بِالْمَعْرُوفِ فِي فِدَاءٍ أَوْ عَقْلٍ۔

ابتداء رحمٰن و رحیم اللہ کے نام سے ہے یہ تحریر نبی محمد کی جانب سے ہے۔ ایمانداروں اور قریش اور یثرب کے اطاعت گزاروں کے درمیان اور ان کے پیروؤں کے درمیان جو ان سے مل گئے اور جنھوں نے ان کے ساتھ (رہ کر) جہاد کیا۔ غرض دوسروں کو چھوڑ کر یہ لوگ ایک (الگ) گروہ ہیں۔ قریش کے مہاجر اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین کیا کریں گے اور ایمانداروں (کے معاملات) میں اپنے اسیروں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کریں گے اور بنو عوف اپنی اگلی حالت پر اپنے آپس کے خونبہا کا لین دین حسب سابق کیا کریں گے اور (عام) مومنین کے درمیان ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا اور بنو الحارث اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق دیا کرے گا۔ اور بنو ساعدہ اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات)

ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو جشم اپنی اگلی حالت پر دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے لحاظ سے ادا کیا کرے گا اور بنو النجار اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا حسب سابق لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو عمرو بن عوف اپنی اگلی حالت پر اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو النبیت اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر گروہ اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور بنو الاوس اپنی گزشتہ حالت کے لحاظ سے اپنی دیتوں کا پہلے کی طرح لین دین کیا کریں گے اور (عام) ایمانداروں (کے معاملات) میں ہر ایک جتھا اپنے قیدیوں کا فدیہ رواج اور انصاف کے موافق ادا کیا کرے گا اور مومنین اپنے درمیان کسی مفلس اور زیر بار شخص کو اس کا فدیہ یا خونبہا رواج کے موافق دینا (کبھی) نہ چھوڑیں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مفرح اس شخص کو کہتے ہیں جو قرض وعیال میں زیر بار ہو۔ شاعر نے کہا ہے۔

إِذَا أَنْتَ لَمْ تَبْرَحْ تُؤَدِّي أَمَانَةً ۔۔۔ وَتَحْمِلُ أُخْرَى أَفْرَحَتْكَ الْوَدَائِعُ

جب تو ہمیشہ امانتیں ادا کرتا اور پھر دوسری امانت کا
بوجھ اٹھاتا رہے گا تو امانتیں تجھے بوجھل کر دیں گی۔

وَاِنَّ لَا یُحَالِفُ[1] مُؤْمِنٌ مَوْلٰی مُؤْمِنٍ دُوْنَهٗ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُتَّقِیْنَ
عَلٰی مَنْ بَغٰی مِنْهُمْ اَوِ ابْتَغٰی دَسِیْعَةَ ظُلْمٍ اَوْ اِثْمٍ اَوْ عُدْوَانٍ اَوْ فَسَادٍ بَیْنَ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ اَیْدِیَهُمْ عَلَیْهِ جَمِیْعًا وَلَوْ کَانَ وَلَدَ اَحَدِهِمْ وَلَا یَقْتُلُ ١٢١
مُؤْمِنٌ مُؤْمِنًا فِیْ کَافِرٍ وَلَا یَنْصُرُ کَافِرًا عَلٰی مُؤْمِنٍ وَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ وَاحِدَةٌ
یُجِیْرُ عَلَیْهِمْ اَدْنَاهُمْ وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ بَعْضُهُمْ مَوَالِیْ بَعْضٍ دُوْنَ النَّاسِ
وَاِنَّهٗ مَنْ تَبِعَنَا مِنْ یَهُوْدَ فَاِنَّ لَهُ النَّصْرَ وَالْاُسْوَةَ غَیْرَ مَظْلُوْمِیْنَ وَلَا
مُتَنَاصَرِیْنَ عَلَیْهِمْ وَاِنَّ سِلْمَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاحِدَةٌ لَا یُسَالِمُ مُؤْمِنٌ دُوْنَ
مُؤْمِنٍ فِیْ قِتَالٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِلَّا عَلٰی سَوَاءٍ وَعَدْلٍ وَاِنَّ کُلَّ غَازِیَةٍ
غَزَتْ مَعَنَا یُعْقِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَاِنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یُبِیْءُ[2] بَعْضُهُمْ

---

[1] ۔ (الف) میں یخالف خائے معجمہ سے لکھا ہے جو اس مقام پر مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ سہیلی نے یبئ کے معنی یساوی کے لیے ہیں اور (ب) کے حاشیہ پر یمنع و یکف کے۔ پہلے اعتبار سے وہ معنی ہوں گے جو ہیں نے ترجمے میں اختیار کئے ہیں اور دوسرے لحاظ سے معنی یوں ہونگے کہ راہ خدا (یعنی جنگ) میں ان کو قتل کرنے کی قدرت حاصل ہونے کے وقت بھی ایماندار

عَنْ بَعْضٍ بِمَا نَالَ دِمَاءَهُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ الْمُتَّقِينَ عَلَىٰ[1] أَحْسَنِ هُدًى وَأَقْوَمِهِ وَإِنَّهُ لَا يُجِيرُ مُشْرِكٌ مَالًا لِقُرَيْشٍ وَلَا نَفْسًا وَلَا يَحُولُ دُونَهُ عَلَىٰ مُؤْمِنٍ وَإِنَّهُ مَنِ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ فَإِنَّهُ قَوَدٌ بِهِ إِلَّا أَنْ يَرْضَىٰ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ۔

وَإِنَّ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ كَافَّةً وَلَا يَحِلُّ لَهُمْ إِلَّا قِيَامٌ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ أَقَرَّ بِمَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَآمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَنْصُرَ مُحْدِثًا وَلَا يُؤْوِيهِ وَإِنَّهُ مَنْ نَصَرَهُ أَوْ آوَاهُ فَإِنَّ عَلَيْهِ لَعْنَةَ اللهِ وَغَضَبَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَإِنَّكُمْ مَهْمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ وَإِلَىٰ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَهُودَ بَنِي عَوْفٍ أُمَّةٌ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ لِلْيَهُودِ دِينُهُمْ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ ایک دوسرے کی حفاظت کرے گا اور ایماندار کے قتل سے خود کو باز رکھے گا۔ (احمد محمودی) [1] ۔ (ب ج د) میں من کے بجائے علی ہے (احمد محمودی)

وَلِلْمُسْلِمِينَ دِينُهُمْ مَوَالِيهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ أَوْ أَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ۔

اور کوئی ایماندار کسی اور ایماندار کے غلام کا حلیف بغیر اس (کی اجازت) کے نہ بنے اور متقی ایماندار اپنے میں کے اس شخص کی مخالفت پر (مستعد اور کمر بستہ رہیں گے) جو بغاوت کرے یا ظلم ۔ زیادتی ۔ گناہ یا ایمانداروں میں فساد پیدا کر کے کوئی چیز حاصل کرنا چاہے ۔ ان سب کے ہاتھ ایک ساتھ ایسے
121
شخص کی مخالفت پر (اٹھیں گے) چاہے وہ کسی کا بیٹا (ہی کیوں نہ) ہو اور کوئی ایماندار کسی ایماندار کو کافر کے عوض میں قتل نہیں کرے گا اور نہ ایماندار کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا اور اللہ کی ذمہ داری (پناہ دہی) ایک ہے ایمانداروں میں کے ادنیٰ شخص کی پناہ دہی بھی تمام ایمانداروں پر عائد ہو گی دوسرے لوگوں کے برعکس ایمانداروں میں کے ایک کو دوسرے پر تولیت حاصل رہے گی اور یہودیوں میں سے جو شخص ہمارا تابع ہو (ہماری جانب سے اس کی) مدد و معاونت اس کا حق ہو گا کہ وہ مظلوم نہ رہے اور نہ ان کے خلاف کوئی شخص مدد حاصل کرے اور ایمانداروں کی صلح ایک ہی ہو گی بجز آپس کی برابری اور مساوات کے ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے بغیر جنگِ راہِ خدا میں صلح نہ کرے گا اور ہر ایک جنگ کرنے والی جماعت جو ہمارے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ ایک دوسرے کے پیچھے ہو گی اور ایماندار راہ خدا میں خون کے معاملات میں ایک کو دوسرے کے برابر سمجھیں گے اور پرہیزگار ایماندار ہدایت کی بہترین حالت اور زیادہ سیدھی راہ پر رہیں گے اور کسی ایماندار کے

خلاف کوئی مشرک قریش کو مال یا جان کی پناہ نہ دے گا اور نہ اس
کے متعلق کوئی رکاوٹ ڈالے گا اور جو شخص کسی ایماندار کو بے سبب
(ناحق) قتل کرے (اور) گواہوں سے (اس کا) ثبوت (بھی بہم)
ہو تو اس کو اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا بجز ایسی صورت
کے کہ مقتول کا ولی راضی ہو جائے۔ اور ایماندار سب کے سب
اس (کی مخالفت) پر (کمر بستہ رہیں گے) اور انھیں بجز اس (کی
مخالفت) پر (رہنے) کے کوئی اور شکل جائز نہ ہوگی اور جس ایماندار
نے اس مکتوب میں جو کچھ (لکھا) ہے اس کا اقرار کیا اور اللہ اور
آخرت کے دن پر ایمان لایا اسے جائز نہیں کہ وہ کسی نئی (رسم
و راہ مذہب) ایجاد کرنے والے کی مدد کرے اور نہ (اس کو
جائز ہے کہ) اس کو پناہ دے اور حقیقت یہ ہے کہ جس نے اس کو
مدد دی یا اس کو پناہ دی تو اس پر قیامت کے روز اللہ کی
لعنت و غضب ہوگا اور نہ اس کا کوئی فریضہ قبول ہوگا اور
نہ کوئی نفل۔ اور تم میں جس کسی چیز کے متعلق آپس میں اختلاف
ہو تو اس کا مرجع اللہ اور محمد علیہ السلام کی جانب (ہونا چاہیے)
اور یہود بھی جب تک جنگ میں شریک رہیں تو ایمانداروں کے
ساتھ اخراجات (جنگ میں) شریک رہیں گے اور بنی عوف
کے یہود بھی ایمانداروں کا ہمراہی گروہ ہوگا۔ یہودیوں کے لیے
ان کا دین اور مسلموں کے لیے ان کا دین۔ ان کی ذاتوں اور ان کے
آزاد کردہ لونڈی غلام (دونوں کا ایک ہی حکم ہوگا) بجز ان لوگوں
کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے
خمیازے میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد
کریں گے۔

۱۲۲ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي النَّجَّارِ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِي عَوْفٍ وَاِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِي الْحَارِثِ

مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ سَاعِدَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ جُشَمَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ اَوْسٍ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ وَإِنَّ لِيَهُوْدِ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِثْلَ مَا لِيَهُوْدِ بَنِيْ عَوْفٍ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ فَإِنَّهُ لَا يُوْتِغُ إِلَّا نَفْسَهُ وَأَهْلَ بَيْتِهِ وَإِنَّ جَفْنَةَ بَطْنٍ مِنْ ثَعْلَبَةَ كَأَنْفُسِهِمْ

اور بنی نجار کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی حارث کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی ساعدۃ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی جشم کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور بنی اوس کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کیلیے ہیں اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں بجز ان لوگوں کے جنھوں نے ظلم و زیادتی کی یا کسی جرم کا ارتکاب کیا تو (اس کے عوض میں) وہ صرف اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو برباد کریں گے اور بنی ثعلبہ کی کسی شاخ کا سردار بنی ثعلبہ کے افراد کے مثل (سمجھا جائے گا)

وَاِنَّ لِبَنِی الشَّطِیبَۃِ مِثْلَ مَا لِیَهُودِ بَنِی عَوْفٍ وَاِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْاِثْمِ وَاِنَّ مَوَالِیَ ثَعْلَبَۃَ کَاَنْفُسِهِمْ۔ وَاِنَّ بِطَانَۃَ یَهُوْدَ کَاَنْفُسِهِمْ اِنَّهٗ لَا یَخْرُجُ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا بِاِذْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنَّ لَا یَنْحَجِزُ عَلٰی ثَارِ جُرْحٍ وَاِنَّهٗ مَنْ فَتَكَ فَبِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی اَبَرِّ هٰذَا

اور بنی شطیبہ کے لیے (بھی) اسی طرح (کے حقوق ہوں گے) جس طرح بنی عوف کے یہودیوں کے لیے ہیں اور وفائے عہد ارتکاب جرم کے لیے مانع ہو گا۔ اور بنی ثعلبہ کے آزاد کردہ لونڈی غلام خود انھیں کے مثل (سمجھے جائیں گے) اور یہودیوں کے احباب اور مددگار انھیں کی طرح (سمجھے جائیں گے) اور محمد (رسول اللہ) علیہ السلام کی اجازت کے بغیر ان میں کا کوئی شخص باہر نہ جائے اور کوئی شخص کسی جرم کا خمیازہ بھگتنے سے پہلو تہی نہ کرے۔ اور جو شخص (کسی سے بدلہ لینے کے لیے اس کی) غفلت کی حالت میں اچانک حملہ کر دے یا جائت بیجا کا مرتکب ہو تو (اس کی ذمہ داری) اس کی ذات اور اس کے گھر والوں پر (ہو گی) بجز اس شخص کے جس پر ظلم کیا گیا ہو (کہ مظلوم کی مدد کیجائے گی) اور اللہ (اپنے عہود و ذمہ داریوں میں) اس سے بھی زیادہ باوفا ہے۔

ے۔ یعنی وہ باوفا لوگ جنھیں اپنے عہد و اقرار کا لحاظ ہو وہ بدعہدی نہ کریں۔ (احمد محمودی)

وَإِنَّ عَلَى الْيَهُودِ نَفَقَتَهُمْ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ نَفَقَتَهُمْ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ حَارَبَ أَهْلَ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النُّصْحَ وَالنَّصِيحَةَ وَالْبِرَّ دُونَ الْإِثْمِ

اور یہود کے اخراجات (جنگ) کا بار یہود پر اور مسلمانوں کا مسلمانوں پر۔ یہود اور مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معین اور مددگار رہکر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو اس نوشتے کے موافق رہنے والوں کے مخالف ہوں گے۔ اور ان میں آپس میں خلوص اور خیر خواہی رہے گی اور وفاداری بے وفائی سے روکے گی۔

وَإِنَّهُ لَمْ يَأْثَمِ امْرُءٌ بِحَلِيفِهِ وَإِنَّ النَّصْرَ لِلْمَظْلُومِ

اور کسی شخص نے اپنے حلیف کے ساتھ بد عہدی نہیں کی ہے اور امداد مظلوم کا حق ہے۔

وَإِنَّ الْيَهُودَ يُنْفِقُونَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ مَا دَامُوا مُحَارِبِينَ وَإِنَّ يَثْرِبَ حَرَامٌ جَوْفُهَا لِأَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَإِنَّ الْجَارَ كَالنَّفْسِ غَيْرُ مُضَارٍّ وَلَا آثِمٍ

اور یہودی جب تک مومنین کے ساتھ رہکر جنگ کرتے رہیں اخراجات (جنگ) بھی مومنین کے ساتھ ادا کریں گے اور یثرب کے اندر (جنگ) اس نوشتے والوں کے لیے

حرام ہے۔ اور پڑوسی (کی حفاظت) اپنی ذات کی طرح ہو گی۔ نہ اس کو (کوئی) نقصان پہنچایا جا سکے گا اور نہ (اس کے خلاف) (کوئی) جرم کیا جا سکے گا۔

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ حُرْمَةٌ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهَا وَإِنَّهُ مَا كَانَ بَيْنَ أَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ مِنْ حَدَثٍ أَوِ اشْتِجَارٍ يُخَافُ فَسَادُهُ فَإِنَّ مَرَدَّهُ إِلَى اللهِ وَإِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّ اللهَ عَلَى أَتْقَى مَا فِي هٰذِهِ الصَّحِيفَةِ وَأَبَرِّهِ۔

اور کسی عورت کو اس کے لوگوں کی اجازت کے بغیر پناہ نہ دی جائے گی اور اس نوشتے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان کوئی حادثہ یا (ایسا) اختلاف ہو جس سے فساد کا خوف ہو تو اس کا فیصلہ اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ہی) کی جانب (سے) ہو گا۔ اور اس نوشتے میں جو کچھ ہے اللہ اس (عہد کو توڑنے) سے زیادہ پرہیز کرنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) زیادہ سچا ہے۔ یا اللہ اس کی امداد پر رہے گا جو اس کو توڑنے سے بہت بچنے والا اور (اس کو پورا کرنے میں) بڑا سچا ہو ۱۲۳

وَإِنَّهُ لَا تُجَارُ قُرَيْشٌ وَلَا مَنْ نَصَرَهَا وَإِنَّ بَيْنَهُمُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ دَهَمَ يَثْرِبَ وَإِذَا دُعُوا إِلَى صُلْحٍ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ فَإِنَّهُمْ يُصَالِحُونَهُ وَيَلْبَسُونَهُ وَإِنَّهُمْ إِذَا دُعُوا إِلَى مِثْلِ ذٰلِكَ فَإِنَّهُ

لَهُمْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِلَّا مَنْ حَارَبَ فِي الدِّيْنِ۔ عَلٰى كُلِّ اِنْسَانٍ حِصَّتُهُمْ مِنْ جَانِبِ الَّذِي قِبَلَهُمْ۔ وَاِنَّ يَهُوْدَ الْاَوْسِ مَوَالِيْهِمْ وَاَنْفُسَهُمْ عَلٰى مِثْلِ مَا لِاَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ مَعَ الْبِرِّ الْمَحْضِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ

اور نہ قریش کو پناہ دی جائے گی اور نہ (قریش) کے معاونوں کو۔ اور یثرب پر جو (دشمن) چھا جائے اس کے مقابلے میں ان (سب) میں امداد (باہمی) ہوگی اور جب کسی صلح کے لیے انھیں بلایا جائے کہ (یہ) صلح کریں اور اس میں شریک ہوں تو یہ لوگ اس سے صلح کریں گے اور صلح میں شرکت کریں گے اور جب یہ لوگ اسی طرح کسی کو صلح کی خاطر بلائیں تو یہ بھی ان کو حق ہوگا ایمانداروں پر بھی (یہ صلح لازمی ہوگی) بجز ان لوگوں (کی موافقت) کے جنھوں نے دین کے متعلق کوئی جنگ کی ہو۔ (اور) ہر شخص پر اس (آفت) کی ذمہ داری ہوگی جو خود اس کی جانب سے (اس پر نازل ہوئی) ہو۔ اور اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ مخلصانہ اچھا برتاؤ ہو تو (بنی) اوس والوں اور ان کے آزاد کردہ لونڈیوں اور غلاموں کے ساتھ (بھی) وہی (رعایتیں) ہوں گی جو اس نوشتے والوں کے ساتھ ہونگی۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مَعَ الْبِرِّ الْمُحْسِنِ مِنْ اَهْلِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ بھی کہا ہے۔ یعنی اس نوشتے کے شریکوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور احسان ہو تو۔

ابن اسحٰق نے کہا:۔ (یعنی بعض روایتوں کے الفاظ حسب ذیل ہیں)

وَإِنَّ الْبِرَّ دُوْنَ الْإِثْمِ لَا يَكْسِبُ كَاسِبٌ إِلَّا عَلٰى نَفْسِهٖ وَإِنَّ اللّٰهَ عَلٰى أَصْدَقِ مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَبَرِّهٖ۔

اور وفاداری عہد شکنی سے مانع ہوگی۔ ہر شخص کے کئے دھرے کا نقصان اسی پر ہوگا۔ اور اللہ اس شخص کی حمایت) پر ہوگا جو اس نوشتے کے مشمولات پر زیادہ سچائی اور زیادہ وفاداری سے (قائم) ہو۔

وَإِنَّهٗ لَا يَحُوْلُ هٰذَا الْكِتَابُ دُوْنَ ظَالِمٍ أَوْ آثِمٍ۔ وَإِنَّ مَنْ خَرَجَ آمِنٌ وَمَنْ قَعَدَ آمِنٌ بِالْمَدِيْنَةِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ وَأَثِمَ۔

اور یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم (کے بچانے) کے لیے رکاوٹ نہ ہوگا اور جو شخص مدینے سے نکل جائے اور جو مدینے میں رہنے لگے سب کے لیے امن ہے۔ اس شخص کے سوا جس نے (کوئی) ظلم یا جرم کیا۔

وَإِنَّ اللّٰهَ جَارٌ لِّمَنْ بَرَّ وَاتَّقٰى وَمُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور اللہ حامی ہے اس شخص کا جو (عہد و اقرار میں) باوفا اور پرہیزگار رہا اور اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی (اس کے حامی ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوتغ کے معنی يُهْلِكُ یا يُفْسِدُ کے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قائم کرنا

۱۲۴ ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب مہاجرین اور انصار میں بھائی چارہ قایم فرمایا۔ اور مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے آپ نے فرمایا۔

اور آپ کی جانب ایسی بات کی نسبت کرنے سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں جس کو آپ نے نہ فرمایا ہو ــــ (آپ نے فرمایا) کہ۔

تَآخَوْا[1] فِي اللهِ أَخَوَيْنِ أَخَوَيْنِ

اللہ کی راہ میں دو دو شخص بھائی بھائی بن جاؤ۔

پھر آپ نے علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ[2] کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا۔ ھٰذَا اَخِی۔ یہ میرا بھائی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین، امام المتقین، رسول رب العالمین جن کا اللہ کے بندوں میں کوئی مثل[3] و نظیر نہیں تھا اور علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ بھائی بھائی بن گئے۔

اور حمزہ بن عبدالمطلب شیر خدا اور شیر رسول خدا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ بھائی بھائی قرار پائے اور جنگ احد کے روز جب لڑائی ہونے لگی تو حمزہ نے انھیں کو وصیت کی کہ اگر ان کو

---

[1] (ب ج د) میں تآخوا ہے۔ [2] د ب ج د) میں نہیں ہے۔ [3] (الف میں خطر والا نظیر ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے نسخوں میں خطیر ولا نظیر ہے۔ (احمد محمودی)

موت کا حادثہ پیش آئے (تو ان کی وصیت کے مطابق عمل کریں)

اور جعفر بن ابی طالب ذو الجناحین الطیار فی الجنۃ (جنت میں اڑتے پھرنے والے) کا بنی سلمہ والے معاذ بن جبل سے بھائی چارہ ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ جعفر بن ابی طالب اس وقت (مدینہ منورہ میں) موجود نہ تھے (بلکہ) سر زمین حبشہ میں تھے[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بن ابی قحافہ اور بلحارث بن خزرج والے خارجہ بن زید بن ابی زہیر بھائی بھائی ٹھہرائے گئے

اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج والے عتبان بن مالک بھائی بھائی بنے۔

اور ابو عبیدہ بن الجراح جن کا نام عامر بن عبداللہ تھا اور بنی عبد الاشہل والے سعد بن معاذ بن النعمان بھائی بھائی ٹھہرے۔

اور عبد الرحمٰن بن عوف اور بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع بھائی بھائی ہوئے۔ ۱۲۵

اور زبیر بن العوام اور بنی عبد الاشہل والے سلمہ بن سلامۃ بن وقش بھائی بھائی بنے۔ بعض کہتے ہیں کہ زبیر کا بنی زہرہ کے حلیف عبد اللہ بن مسعود سے بھائی چارہ ہوا تھا۔

اور عثمان بن عفان اور بنی نجار والے ثابت بن المنذر بھائی بھائی قرار پائے۔

اور طلحہ بن عبید اللہ اور بنی سلمہ والے کعب بن مالک میں برادری قایم ہوئی۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور بنی النجار والے ابی بن کعب میں بھائی چارہ ہوا۔

[1] - (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور مصعب بن عمیر بن ہاشم اور بنی النجار والے ابو ایوب خالد ابن زبیر بھائی ٹھہرے۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل والے عباد ابن بشر بن وقش میں برادری قرار دی گئی۔

اور بنی مخزوم کے حلیف عمار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی عبس والے حذیفہ بن الیمان میں بھائی چارہ ٹھیرا۔ بعض کہتے ہیں عمار بن یاسر کا بھائی چارہ بلحارث بن الخزرج والے ثابت بن قیس سے ہوا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب تھے۔

اور ابو ذر بریر بن جنادۃ الغفاری کا بھائی چارہ بنی ساعدہ بن کعب ابن الخزرج والے منذر بن عمرو المعنق لیموت (موت کی جانب تیزی سے جانے والے) سے ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے متعدد علماء کو ابو ذر جندب بن جنادہ کہتے سنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حاطب بن ابی بلتعہ کا بنی عمرو بن عوف والے عویم بن ساعدہ سے بھائی چارہ ہوا ۱۲۶
اور سلمان فارسی کا بلحارث بن الخزرج والے ابو الدرداء عویمر بن ثعلبہ سے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عویمر بن عامر اور بعض عویمر بن زید کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر کے آزاد کردہ بلال رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کا ابو رویحہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الخثعمی ثم الفزعی سے۔

لہ۔ (الف) میں نہیں ہے۔ ٹہ۔ (الف) میں رائے قرشت سے اور (ب ج د) میں زائے ہوز سے لکھا ہے اور (ب) کے حاشیہ پر فا اور زائے کی تقیید کی روایت ابو ذر سے لکھی ہے اور بعض روایت میں بجائے فا قاف کی بھی روایت آئی ہے۔ (احمد محمودی)

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب میں سے جن کے درمیان بھائی چارے کی قرارداد فرمائی اور ان کے نام ہمیں معلوم ہوئے یہ تھے۔

عمر بن الخطاب نے جب شام کے وظائف کی ترتیب دی۔ اور بلال نے بھی شام کی جانب سفر کر کے جہاد کے لیے وہیں اقامت اختیار کر لی تھی۔ تو بلال سے دریافت فرمایا کہ اے بلال تمہارا وظیفہ کس کے ساتھ رکھیں تو بلال نے کہا ابو رویحہ کے ساتھ کیونکہ اس برادری کے سبب سے جس کی قرارداد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور میرے درمیان فرمادی ہے میں ان سے کبھی الگ نہ ہونگا۔ ۱۲۷

راوی نے کہا تو ان کا وظیفہ ابو رویحہ ہی کے ساتھ ملا دیا گیا اور حبشہ کے تمام وظیفے خثعم ہی کے ساتھ ملا دے گئے۔ کیونکہ بلال خثعم ہی میں سے تھے اور ابتک بھی شام میں اس کا انضمام خثعم ہی کے ساتھ ہے۔

ابو امامہ اسعد بن زرارہ کی موت اور بنی النجار کی سرداری کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان

ابن اسحٰق نے کہا کہ انھیں مہینوں میں ابو امامہ اسعد بن زرارہ کا انتقال ہوا جبکہ مسجد کی تعمیر ہو رہی تھی۔ وہ ذبحہ[1] یا شہیقہ[2] میں مبتلا تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ کی روایت بیان کی کہ رسول اللہ

---

[1] ذبحہ خناق کی ایک قسم ہے۔ [2] شہیقہ کالی کھانسی۔ [3] (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

بِئْسَ الْمَيِّتُ أَبُو أُمَامَةَ لِيَهُودَ وَمُنَافِقِي الْعَرَبِ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ نَبِيًّا لَمْ يَمُتْ صَاحِبُهُ وَلَا أُمْلِكُ لِنَفْسِي وَلَا لِصَاحِبِي مِنَ اللهِ شَيْئًا۔

ابو امامہ یہودیوں اور عرب کے منافقوں کے لیے بری میت ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو اس کا دوست مر نہ جاتا حالانکہ اللہ (کی مشیت) کے خلاف میں نہ اپنی ذات کے لیے کچھ قدرت رکھتا ہوں اور نہ اپنے دوست کے لیے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادۃ الانصاری نے بیان کیا کہ جب ابو امامہ اسعد بن زرارۃ کا انتقال ہوا تو بنی النجار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے۔ اور ابو امامہ ان کے نقیب یا سردار تھے۔ اور آپ سے عرض کی اے اللہ کے رسول یہ (متوفی) شخص ہم میں جو حیثیت رکھتا تھا اس سے تو آپ واقف ہیں اس لیے ہم میں سے کسی کو ان کا قائم مقام کیجیے کہ جن امور کی اصلاح وہ کیا کرتے تھے وہ کیا کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا :۔

۱۳۸ أَنْتُمْ أَخْوَالِي وَأَنَا بِمَا فِيكُمْ وَأَنَا نَقِيبُكُمْ۔

تم لوگ (رشتے میں) میرے ماموں ہو اور میں (ان امور کی اصلاح کے لیے موجود) ہوں۔ جو تم میں (رونما) ہوں اور میں تمہارا نقیب (ذمہ دار انتظام و اصلاح) ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ ان میں کے بعض کو بعض کے مقابلے میں کوئی خصوصیت دی جائے۔

اور یہ بنی نجار کے لیے ایک ایسی فضیلت تھی جس کو وہ اپنی قوم کے مقابلے میں (خصوصی فضائل میں) شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نقیب تھے۔

نمازوں کے لیے اذاں کی ابتدا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں جب اطمینان حاصل ہوا اور آپ کے مہاجرین بھائی بند جمع ہو گئے اور انصار کے معاملات میں بھی جمعیت حاصل ہو گئی اور اسلام کا معاملہ مستحکم ہو گیا اور نماز اچھی طرح ہونے لگی اور زکوٰۃ اور روزے فرض ہو گئے اور سزائیں مقرر ہوئیں اور حلال و حرام چیزیں مقرر کر دی گئیں اور ان میں اسلام نے گھر کر لیا اور اس قبیلۂ انصار نے اَلَّذِیْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ۔ کی صفت حاصل کر لی یعنی دار ہجرۃ اور ایمان میں استحکام حاصل کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ کے پاس لوگ نماز کے اوقات پر (اس کے ادا کرنے کے) لیے بے بلائے جمع ہو جایا کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ یہود کے سنکھ کی طرح کوئی سنکھ بنایا جائے جس سے انھیں ان کی نمازوں کے لیے بلایا جائے۔ پھر آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ (اور) آپ نے گھنٹہ بنانے کا حکم فرمایا اور ایک گھنٹہ بنایا بھی گیا تاکہ نماز کے واسطے مسلمانوں کو (جمع کرنے کے لیے) بجایا جائے۔ غرض یہ لوگ اسی (سوچ) میں تھے کہ بلحارث ابن الخزرج والے عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ نے (خواب میں کسی کو) اذان دیتے دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی یا رسول اللہ آج رات میرے پاس ایک چکر لگانے والے نے چکر لگایا۔ میرے پاس سے ایک (ایسا) شخص گزرا جس (کے جسم) پر دو سبز چادریں تھیں اور اپنے ہاتھ میں (وہ) ایک

گھنٹہ لیے ہوئے تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندے کیا تو یہ گھنٹہ فروخت کرے گا۔ اس نے کہا تم اس کو لے کر کیا کرو گے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہم اس سے (لوگوں کو) نماز کے لیے بلائیں گے۔ اس نے کہا تو کیا میں تمھیں اس سے اچھی چیز نہ بتا دوں۔ میں نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا تم یہ کہو

۱۲۹ اللہ أکبر، أللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدا رسول الله، أشهد ان محمدا رسول الله، حَيَّ على الصلاة، حَيَّ على الصلاة، حَيَّ على الفلاح، حَيَّ على الفلاح، أللہ اکبر، أللہ اکبر، لا إله إلا الله،

جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تو فرمایا:۔

إِنَّهَا لَرُؤْيَا حَقٍّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَأَلْقِهَا عَلَيْهِ فَلْيُؤَذِّنْ بِهَا فَإِنَّهُ أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ۔

اللہ نے چاہا تو یہ خواب حق ہے۔ بلال کے ساتھ تم کھڑے ہو جاؤ۔ اور یہ الفاظ انھیں بتلاتے جاؤ۔ اور انھیں چاہیے کہ ان الفاظ کے ذریعہ اعلان کریں کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں۔

اور جب بلال نے ان الفاظ سے اذان دی عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) نے اس کو اس حالت میں سنا کہ وہ اپنے گھر میں تھے تو (گھر سے) نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی چادر کھینچتے ہوئے حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے۔ اے اللہ کے نبی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی دے کر مبعوث فرمایا ہے میں نے بھی ایسا ہی (خواب میں) دیکھا ہے جیسا کہ انھوں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ پھر تو اللہ کا شکر ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے اس حدیث کی روایت محمد بن ابراہیم ابن الحارث نے محمد بن عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبدربہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن جریج نے بیان کیا کہ ان سے عطاء نے کہا کہ میں نے عبید بن عمیر اللیثی سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے نماز کے لیے جمع ہونے کے واسطے گھنٹے کے متعلق مشورہ فرمایا اور عمر بن الخطاب گھنٹے کے لیے دو لکڑیاں خریدنا چاہتے تھے کہ یکایک عمر (رضی اللہ عنہ) نے خواب میں دیکھا کہ (کوئی کہتا ہے) گھنٹہ نہ بناؤ بلکہ نماز کے لیے اذان کہو تو عمر (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس لیے حاضر ہوے کہ جو کچھ دیکھا تھا۔ اس سے آپ کو آگاہ کریں کہ (وہاں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کے متعلق وحی آئی اور عمر (رضی اللہ عنہ) کو اس بات کی اطلاع بلال کی اذان ہی سے ہوئی اور جب آپ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات اطلاعاً عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَدْ سَبَقَكَ بِذٰلِكَ وَحْیٌ

اس بات کے متعلق وحی نے تم سے سبقت کی۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے بنی النجار کی ایک عورت سے روایت کی اس عورت نے کہا کہ میرا گھر مسجد کے آس پاس کے گھروں میں سب سے زیادہ لمبا تھا ۱۳۰
اور بلال اسی پر ہر صبح فجر کی اذان دیا کرتے تھے وہ سحر کے وقت آتے اور فجر کا انتظار کرتے ہوئے گھر پر بیٹھ جاتے اور جب اس (طلوع فجر کی روشنی) کو دیکھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے اور کہتے یا اللہ میں تیری تعریف کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد کا خواہاں ہوں کہ

وہ تیرے دین پر سیدھے قایم ہو جائیں اس عورت نے کہا۔ اس کے بعد اذان دیتے۔ اس عورت نے کہا کہ اللہ کی قسم ایک رات بھی اس (عمل) کو چھوڑتے ہوئے میں نے انھیں نہیں پایا۔

ابو قیس بن ابی انس کا حال

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے دار (الہجرت) میں اطمینان نصیب ہوا اور اللہ نے وہاں اپنا دین غالب کر دیا اور مہاجرین و انصار کو آپ کی سرپرستی میں اللہ نے آپ کے لیے جمع فرما دیا تو عدی بن نجار والے ابو قیس صرمہ بن ابی انس نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس (کا سلسلہ نسب یوں ہے) صرمہ بن ابی انس بن صرمہ ابن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ انھوں نے جاہلیت کے زمانے میں رہبانیت اختیار کر لی تھی اور موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے اور بتوں (کی پوجا) چھوڑ دی تھی اور جنابت کے موقع پر غسل کیا کرتے تھے اور حیض والی عورتوں سے دامن بچائے رکھتے تھے اور نصرانی ہو جانے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر اس سے رک گئے اور اپنے ایک گھر میں جا بیٹھے اور اس کو مسجد بنا لیا تھا کہ ان کے پاس نہ کوئی ناپاک عورت جائے اور نہ ناپاک مرد۔

انھوں نے جب بتوں سے علٰحدگی اختیار کر لی اور انھیں ناپسند کرنے لگے تو وہ کہا کرتے تھے کہ میں رب ابراہیم کی پرستش کرتا ہوں یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو انھوں نے اسلام اختیار کیا اور ان کا اسلام بھی خوب رہا۔ وہ ایک بڑے بوڑھے آدمی تھے۔ سچی بات کہنے میں ماہر تھے۔ جاہلیت کے زمانے میں بھی عظمت الٰہی کا اظہار کیا کرتے تھے۔ اس (حقانیت اور

عظمتِ الٰہی) میں اچھے اچھے شعر کہا کرتے تھے۔ ان اشعار کے کہنے والے یہی حضرت ہیں۔

یَقُولُ أَبُو قَیْسٍ وَأَصْبَحَ غَادِیًا ‏ أَلَا مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ وَصَاتِي فَافْعَلُوا

صبح سویرے ابو قیس کہہ رہا ہے سنو اور میری نصیحتوں میں سے جس قدر تم سے ہو سکے اس پر عمل کرو۔

أُوصِیکُمْ بِاللّٰهِ وَالْبِرِّ وَالتُّقَی ‏ وَأَعْرَاضِکُمْ وَالْبِرُّ بِاللّٰهِ أَوَّلُ

اللہ کے ساتھ (جو عہد وہوں ان میں) سچے رہنے اور پرہیزگاری اور اپنی عزت کا خیال رکھنے کی میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ کے ساتھ سچائی سب سے مقدم چیز ہے۔

وَإِنْ قَوْمُکُمْ سَادُوا فَلَا تَحْسُدُنَّهُمْ ‏ وَإِنْ کُنْتُمْ أَهْلَ الرِّیَاسَةِ فَاعْدِلُوا

اور اگر تمھاری قوم (کے بعض افراد) سردار بن جائیں تو ان پر تم حسد نہ کرو اور اگر سرداری تمھیں نصیب ہو تو تم انصاف سے کام لیا کرو۔

وَإِنْ نَزَلَتْ إِحْدَی الدَّوَاهِي بِقَوْمِکُمْ ‏ فَأَنْفُسَکُمْ دُونَ الْعَشِیرَةِ فَاجْعَلُوا

اور اگر تمھاری قوم پر کوئی آفت نازل ہو تو اپنی جانوں کو اپنے خاندان پر (قربان) کرا دو۔

وَإِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفُقُوهُمُ ‏ وَمَا حَمَّلُوکُمْ فِي الْمُلِمَّاتِ فَاحْمِلُوا ۱۳۱

اور اگر کسی ڈنڈ کا بھاری بوجھ آپڑے تو ان کے ساتھ نرمی کرو اور آفتوں میں وہ تم پر بار ڈالیں تو تم اس کو برداشت کرو۔

وَإِنْ أَنْتُمُ أَمْعَرْتُمُ فَتَعَفَّفُوا ‏ وَإِنْ کَانَ فَضْلُ الْخَیْرِ فِیکُمْ فَأَفْضِلُوا

اور اگر تنگدست ہو تو ان سے کسی چیز کی طلب کرنے سے بچو
اور اگر ضرورت سے زیادہ مال ہو تو۔ زیادہ مال کو ان پر خرچ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں وَاِنْ نَابَ غُرْمٌ فَادِحٌ فَارْفِدُوْهُمْ ہے۔ یعنی اگر کسی ڈنڈ کا بار ان پر آپڑے تو تم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو قیس نے یہ بھی کہا ہے:۔

سَبِّحُوا اللّٰهَ شَرْقَ كُلِّ صَبَاحٍ　　طَلَعَتْ شَمْسُهُ وَكُلَّ هِلَالِ

اللہ تعالیٰ کی تنزیہ ہر ایک صبح کے اجالے کے
وقت کرو جب اس کا سورج نکلے اور جب چاند نکلے۔

عَالِمِ السِّرِّ وَالْبَيَانِ لَدَيْنَا　　لَيْسَ مَا قَالَ رَبُّنَا بِضَلَالِ

ہمارے عقیدے میں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا
ہے (اس لیے) ہمارے پروردگار نے جو کچھ فرمایا۔ وہ (کبھی)
گمراہی نہیں ہو سکتی۔

وَلَهُ الطَّيْرُ تَسْتَرِيْدُ وَتَأْوِي　　فِي وُكُوْرٍ مِنْ آمِنَاتِ الْجِبَالِ

وہ پرند جو امن والے پہاڑوں کے گھونسلوں میں
رہتے اور آتے جاتے ہیں وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

۱۳۲ وَلَهُ الْوَحْشُ بِالْفَلَاةِ تَرَاهَا　　وَحِقَافٍ وَفِي ظِلَالِ الرِّمَالِ

جنگلوں اور ٹیلوں کے دامنوں اور ٹیلوں کے سایے
میں جن جنگلی جانوروں کو تو دیکھتا ہے وہ سب اسی کی ملک ہیں۔

وَلَهُ هَوَّدَتْ يَهُوْدُ وَدَانَتْ　　كُلَّ دِيْنٍ إِذَا ذَكَرْتَ عُضَالِ

یہود نے اسی کی جانب رجوع کیا ہے اور اسی کی اطاعت
کی ہے اس کے مقابلے میں جس دین کا بھی تو ذکر کرے وہ ایک
ایسی بیماری ہے جو لادوا ہے۔

وَلَهُ شَمَّسَ النَّصَارَى وَقَامُوْا كُلَّ عِيْدٍ لِرَبِّهِمْ وَاحْتِفَالِ

اسی کے لیے نصاری (کڑی) دھوپ میں تپتے رہے
اور اپنے پروردگار کے لیے عیدوں اور مجلسوں میں (عبادت
کرتے ہوئے) کھڑے رہے۔

وَلَهُ الرَّاهِبُ الْحَبِيْسُ تَرَاهُ رَهْنَ بُؤْسٍ وَكَانَ نَاعِمَ بَالِ

اسی کے لیے تارک الدنیا راہب تکلیف میں مبتلا ہے
حالانکہ وہ بے فکر سکھ چین میں تھا۔

يَا بَنِيَّ الْأَرْحَامَ لَا تَقْطَعُوْهَا وَصِلُوْهَا قَصِيْرَةً مِنْ طِوَالِ

بچو رشتے داروں سے قطع تعلق نہ کرو ان سے
میل ملاپ رکھو۔ ان میں کے کوتاہ (دستوں) پر تم اپنا (دست)
کرم دراز کرو۔ یا۔ وہ بڑے خاندان کے شریف ترین ہیں۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي ضِعَافِ الْيَتَامٰى رُبَّمَا يُسْتَحَلُّ غَيْرُ الْحَلَالِ

اور کمزور یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے
رہو کیونکہ بعض ناجائز بات جائز سمجھ لیجاتی ہے۔

وَاعْلَمُوْا أَنَّ لِلْيَتِيْمِ وَلِيًّا عَالِمًا يَهْتَدِي بِغَيْرِ السُّؤَالِ

اور یہ بات جان لو کہ یتیم کا بھی ایک سرپرست ہے
جو خوب جاننے والا ہے اور بے پوچھے ہر بات سے واقف

ہو جاتا ہے۔

ثُمَّ مَالَ الْیَتِیمِ لَا تَأْکُلُوهَا إِنَّ مَالَ الْیَتِیمِ یَرْعَاهُ وَالِی

اور یتیم کا مال نہ کھاؤ۔ کیونکہ یتیم کے مال کی بھی ایک حاکم نگرانی کرتا ہے۔

یَا بَنِیَّ التُّخُومَ لَا تَخْزِلُوهَا إِنَّ خَزْلَ التُّخُومِ ذُو عُقَّالِ ۱۳۳

بچو زمین کی حدوں میں بد دیانتی نہ کرو کیونکہ حدوں میں بد دیانتی ترقیوں سے روکنے والی ہے۔

یَا بَنِیَّ الْأَیَّامَ لَا تَأْمَنُوهَا وَاحْذَرُوا مَکْرَهَا وَمَرَّ اللَّیَالِی

بچو زمانے اور دن رات کے گزرنے سے بے فکر نہ رہو۔ اس کی چالبازیوں سے ڈرتے رہو۔

وَاعْلَمُوا أَنَّ مَرَّهَا لِنَفَادِ الْخَلْقِ مَا کَانَ مِنْ جَدِیدٍ وَبَالِی

اور یاد رکھو کہ اس کا گزرنا مخلوق کو ختم کرنے کے لیے ہے خواہ وہ نئی ہو یا پرانی۔

وَاجْمَعُوا أَمْرَکُمْ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَتَرْکِ الْخَنَا وَأَخْذِ الْحَلَالِ

اور اپنے نیک ارادے، پرہیزگاری اختیار کرنے فحش کو چھوڑنے اور کسب حلال پر مضبوط رکھو۔

اور ابو قیس صرمہ نے اس اعزاز کا ذکر کرتے ہوئے جو انھیں اسلام کے سبب سے حاصل ہوا اور اس خصوصیت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے سبب سے انھیں حاصل ہوئی تھی کہا ہے:۔

ثَوَی فِی قُرَیْشٍ بِضْعَ عَشْرَةَ حِجَّةً يُذَكِّرُ لَوْ يَلْقَى صَدِيقًا مُوَاتِيَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس سال سے کچھ زائد قریش میں اس امید پر نصیحت فرماتے رہے کہ کوئی موافق دوست ملجائے۔

وَيَعْرِضُ فِي أَهْلِ الْمَوَاسِمِ نَفْسَهُ فَلَمْ يَرَ مَنْ يُؤْوِي وَلَمْ يَرَ دَاعِيَا

اور حجوں کے موقعوں پر اپنی ذات کو پیش کرتے رہے تو کسی ایسے کو نہ دیکھا جو آپ کو پناہ دیتا نہ کوئی ایسا نظر آیا جو (دین الٰہی کی طرف لوگوں کو) بلانے والا ہوتا۔

فَلَمَّا أَتَانَا أَظْهَرَ اللّٰهُ دِينَهُ فَأَصْبَحَ مَسْرُورًا بِطَيْبَةَ رَاضِيَا

جب آپ ہمارے پاس تشریف لائے تو اللہ نے اپنے دین کو غلبہ عنایت فرمایا اور آپ طیبہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

وَأَلْفَى صَدِيقًا وَاطْمَأَنَّتْ بِهِ النَّوَى وَكَانَ لَنَا عَوْنًا مِنَ اللّٰهِ بَادِيَا

اور آپ نے ایسا دوست پا لیا جس میں آپ کی غریب الوطنی کو اطمینان حاصل ہوا اور آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایسے معاون تھے کہ آپ کی مدد بالکل ظاہر تھی۔

يَقُصُّ لَنَا مَا قَالَ نُوحٌ لِقَوْمِهِ وَمَا قَالَ مُوسَى إِذْ أَجَابَ الْمُنَادِيَا

نوح نے اپنی قوم سے جو کچھ کہا وہ آپ ہم سے بیان فرماتے ہیں اور موسیٰ نے (ایک غیب سے) پکارنے والے کو

جو جواب دیا اس کی تفصیل فرماتے ہیں۔

وأصبح لا يخشى من الناس واحدًا قريبًا ولا يخشى من الناس نائيًا

اور آپ نے اس حالت میں صبح کی کہ لوگوں میں سے
کسی سے آپ نہیں ڈرتے چاہے وہ نزدیک والا ہو یا دور والا۔

۱۳۴ بذلنا له الأموال من حل مالنا وأنفسنا عند الوغا والتآسيا

ہم نے آپ کے لیے اپنی جانیں اور اپنے مال کا بڑا
حصہ جنگوں اور ہمدردیوں میں صرف کیا۔

ونعلم أن الله لا شيء غيره ونعلم أن الله أفضل هاديا

اور ہم جاننے لگے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز
ہے ہی نہیں اور جان رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی بہترین رہنما ہے۔

نعادي الذي عادى من الناس كلهم جميعًا وإن كان الحبيب المصافيا

سب لوگوں میں سے جس سے آپ دشمنی کا اظہار
فرماتے ہیں ہم بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں اگرچہ وہ مخلص
دوست ہو۔

أقول إذا أدعوك في كل بيعة تباركت قد أكثرت لاسمك داعيا

اے بابرکت ہر وقت جب میں عبادت گاہ میں جاکر
تجھ سے دعا کرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ میں نے دعا کرتے ہوئے
تیرا نام بہت لیا ہے۔

أقول إذا جاوزت أرضًا مخوفة حنانيك لا تظهر علي الأعاديا

جب میں کسی خطرناک سرزمین سے گزرتا ہوں تو کہتا ہوں کہ تو اپنی مہربانیوں سے مجھ پر میرے دشمنوں کو غلبہ نہ دے۔

فَطَأْ مُعْرِضًا إِنَّ الْحُتُوفَ كَثِيرَةٌ   وَإِنَّكَ لَا تُبْقِي بِنَفْسِكَ بَاقِيَا

منہ پھیرے ہوئے (اس سرزمین پر سے) چلا جا کیونکہ موتیں بہت سی ہیں (یعنی موت کے اسباب بہت سے ہیں) اور تو اپنے نفس کے متعلق باقی رہنے کی امید بھی نہیں کر سکتا۔

فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى كَيْفَ يَتَّقِي   إِذَا هُوَ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ اللّٰهُ وَاقِيَا

خدا کی قسم کوئی جوان مرد اس بات کو نہیں جانتا کہ وہ (آفتوں سے) کیسے بچے جبکہ اللہ تعالیٰ کوئی بچانے والا (سبب) اس کے لیے نہ فراہم کر دے۔

وَلَا تَحْفِلُ النَّخْلُ الْمُقِيمَةُ رَبَّهَا   إِذَا أَصْبَحَتْ رِيًّا وَأَصْبَحَ ثَاوِيَا

کھجور کا کھڑا ہوا سیراب درخت اپنے مالک کو کوئی فائدہ نہیں دیتا جبکہ وہ ہلاک ہو رہا ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ جس بیت کی ابتدا "فَطَأْ مُعْرِضًا" ہے اور
اس کے بعد کی بیت جس کی ابتدا فَوَاللّٰهِ مَا يَدْرِي الْفَتَى ہے۔ یہ دونوں
شعر افنون الثعلبی کے ہیں جس کا نام صریم بن معشر تھا اور یہ اس کے اشعار ۱۳۵
میں موجود ہیں۔

یہودیوں میں سے دشمنوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا چونکہ اللہ نے عرب میں سے رسول کو انتخاب فرما کر

انھیں خصوصیت عطا فرمائی اس لیے یہودیوں کے علمانے مخالفت حسد اور کینے کے سبب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کو اپنا نصب العین بنا لیا اور اوس وخزرج کے کچھ ایسے لوگ جو منافق تھے اور اپنی جاہلیت اور اپنے باپ دادا کے دین شرک پر اور موت کے بعد کی زندگی کو جھٹلانے پر سختی سے جمے ہوئے تھے لیکن اسلام نے اپنے غلبے اور خود ان کی قوم کے افراد کے اسلام کی جانب جمع ہو جانے کے سبب سے ان کو مجبور کر دیا تھا۔ ایسے لوگوں نے بظاہر تو اسلام اختیار کر لیا اور قتل سے بچنے کے لیے اس کو ایک سپر بنا لیا تھا۔ لیکن وہ باطن میں نفاق رکھتے تھے اور ان کی خواہشیں یہود کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ اسلام کے منکر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلاتے تھے یہود کے علماء کی یہ حالت تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (مختلف قسم کے ایسے) سوالات کرتے کہ آپ پر گراں ہوں اور طرح طرح کے شبہات پیش کرتے کہ حق کو باطل سے مشتبہ کر دیں تو قرآنی آیتیں بھی ان کے ۱۳۶ حالات اور ان کے سوالوں کے متعلق نازل ہوتی رہتیں حلال و حرام کے چند مسائل کے سوا جن کے متعلق مسلمان پوچھا کرتے تھے۔

ایسے ہی لوگوں میں سے حُیَیّ بن اخطب اور اس کے دونوں بھائی ابو یاسر بن اخطب اور جدی ابن اخطب اور سلام بن مشکم اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اس کا بھائی سلام بن الربیع تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی ابو رافع الاعور کہلاتا تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں نے خیبر میں قتل کیا۔

اور الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور عمرو بن جحاش اور کعب ابن اشرف جو بنی طی کی شاخ بنی نبہان میں کا ایک شخص تھا اور اس کی ماں بنی نضیر میں کی تھی اور کعب بن اشرف کا حلیف حجاج بن عمرو اور کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس۔ بنی نضیر میں کے یہی لوگ تھے اور بنی ثعلبہ بن الفطیون میں سے عبداللہ بن صوری الاعور جس کی

حالت یہ تھی کہ حجاز میں توریت کا جاننے والا اس کے زمانے میں اس سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔

اور ابن سلوبا اور مخیرق۔ اور ان میں کے ایک عالم نے اسلام اختیار کیا ہے۔ (یعنی عبداللہ بن صوری الاعور)۔

اور بنی قینقاع میں سے زید بن اللصیت۔ اور بعض ابن اللصیب کہتے ہیں اور ابن ہشام نے یہی کہا ہے۔

اور سعد بن حنیف، محمود بن سیحان، عزیر بن ابی عزیر اور عبداللہ ابن صیف۔ ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف کہتے ہیں۔ ۱۳۷

ابن اسحٰق نے کہا سوید بن الحارث، رفاعۃ بن قیس، فنحاص، اشیع نعمان بن اضا، بحری بن عمرو، شاس بن عدی، شاس بن قیس، زید بن الحارث، نعمان بن عمرو، سکین بن ابی سکین، عدی بن زید، نعمان بن ابی اوفی ابوانس، محمود بن وحیہ اور مالک بن صیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن ضیف بھی کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور کعب بن راشد اور عازر اور رافع بن ابی رافع اور خالد اور ازار بن ابی ازار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض آزر بن ابی آزر کہتے ہیں۔

ابن اسحاق نے کہا اور رافع بن حارثہ اور رافع بن حریملہ اور رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف اور رفاعۃ بن زید بن التابوت اور عبداللہ بن سلام بن الحارث جو ان میں کا عالم اور ان سب میں زیادہ جاننے والا تھا اور اس کا نام الحصین تھا۔ انھوں نے اسلام اختیار کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام عبداللہ رکھا اور بنی قینقاع میں کے یہی لوگ تھے۔

بنی قریظہ میں سے الزبیر بن باطا بن وہب اور عزّال بن شمویل اور کعب بن اسد اور اسی نے بنی قریظہ کی جانب سے معاہدہ کیا تھا اور

۱۔ (ب) کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ ایک نسخہ میں شاش شین معجمہ سے ہے۔ (احمد محمودی)

جنگ احزاب کے روز اس نے معاہدہ توڑ دیا اور شمویل بن زید اور جبل ابن عمرو بن سکینہ اور نحام بن زید اور فردم بن کعب اور وہب بن زید اور نافع بن ابی نافع اور ابو نافع اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف اور کردم بن زید اور اسامہ بن حبیب اور رافع بن رمیلہ اور جبل بن ابی قشیر اور واہب بن یہوذا۔ یہ لوگ بنی قریظہ میں کے تھے۔

۱۳۸ اور بنی زریق کے یہود میں سے لبید بن اعصم اور اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بی بیوں کے پاس جانے سے روکنے کے لیے جادو کیا تھا۔

اور بنی عمرو بن عوف کے یہود میں سے فردم بن عمرو۔

اور بنی النجار کے یہود میں سے سلسلہ بن برہام۔

غرض یہ لوگ یہود کے علماء اور فتنہ انگیز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب سے دشمنی رکھنے والے اور سوالات کرنے والے[ا] اور اسلام (کی مخالفت) میں سخت تھے کہ اس (کی روشنی) کو بجھا دیں بجز عبداللہ بن سلام اور مخیریق کے (جن کا ذکر آگے آرہا ہے)۔

عبداللہ بن سلام کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن سلام اور ان کے اسلام اختیار کرنے کے واقعات جن کی انھیں سے ان کے بعض گھر والوں نے روایت کی ہے یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم تھے۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سنا اور آپ کی صفت اور آپ

ا۔ (برح د) میں اصحاب المسئلہ اور اصحاب المساءلہ ہے جس کے معنی میں نے لکھے۔ اور (الف) میں اصحاب المسلہ بغیر ہمزہ کے ہے جس کے مناسب مقام کوئی معنی میرے خیال میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

کا نام اور آپ کا وہ زمانہ جس کے ہم (لوگ) منتظر تھے مجھے معلوم ہوگیا
تو میں نے اس معاملے کو خاموشی کے ساتھ یہاں تک راز میں رکھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور جب آپ بنی عمرو بن عوف
(کے محلہ) قباء میں تشریف فرما ہوئے تو ایک شخص آیا اور آپ کی
تشریف آوری کی خبر ایسی حالت میں دی کہ میں اپنے ایک کھجور کے درخت
کے اوپر کام کر رہا تھا اور میری پھپی خالدہ بنت الحارث میرے نیچے
۱۳۹ بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری
کی خبر سنی تو میں نے تکبیر کہی میری پھپی نے جب میری تکبیر سنی تو مجھ سے
کہا کہ اللہ تجھے ناکام رکھے۔ واللہ اگر تو موسیٰ بن عمران کی تشریف آوری
کی خبر سنتا تو (اس سے کچھ) زیادہ نہ کرتا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے
ان سے کہا پھپی جان! اللہ کی قسم وہ موسیٰ بن عمران کا بھائی ہے اور
انھیں کے دین پر ہے اور اسی چیز کے ساتھ بھیجا گیا ہے جس چیز کے ساتھ
وہ بھیجے گئے تھے۔ انھوں نے کہا کہ پھر تو میری پھپی نے کہا کہ بابا!
کیا یہ وہی نبی ہے جس کی خبر ہمیں دی جاتی رہی ہے کہ وہ عین قیامت
کے وقت بھیجا جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا ہاں۔ ان کی پھپی
نے کہا جب ہی تو (تمھاری) یہ حالت ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس کے
بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب چلا اور اسلام اختیار کر لیا
پھر میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹا اور انھیں حکم دیا تو انھوں نے بھی
اسلام اختیار کر لیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے اسلام کو یہود سے
پوشیدہ رکھا اور پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ یہود جھوٹی باتیں بنانے والے لوگ
ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنے کسی حجرے میں ان لوگوں کی
نظروں سے چھپا دیجئے اور پھر میرے اسلام کا انھیں علم ہونے سے
پہلے ان سے میرے متعلق دریافت فرمائیے تاکہ وہ آپ کو بتلائیں کہ
میں ان میں کس حیثیت کا شخص ہوں۔ کیونکہ اگر انھیں میرے اسلام کا علم ہو جائے گا تو وہ

مجھ پر افترا پردازی کریں گے اور مجھے عیب دار بتائیں گے۔ انھوں نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے حجروں میں سے کسی حجرے میں چلے جانے کا حکم فرمایا اور وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرنے لگے اور آپ سے (مختلف قسم کے) سوالات کرنے لگے۔ پھر آپ نے ان سے فرمایا:۔

أَیُّ رَجُلٍ الْحُصَیْنُ بْنُ سَلَامٍ فِیْکُمْ

الحصین بن سلام تم میں کیسا شخص ہے۔

انھوں نے کہا وہ تو ہمارا سردار اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے اور ہم میں کا ماہر اور ہم میں کا عالم ہے۔ انھوں نے کہا کہ جب وہ اپنی باتیں ختم کر چکے تو میں ان کے سامنے نکل آیا اور میں نے ان سے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور جو چیز لے کر آپ تشریف لائے ہیں اس کو قبول کرو۔ واللہ تم لوگ اس بات کو خوب جانتے ہو کہ آپ اللہ کے ایسے رسول ہیں کہ تم لوگ اپنے پاس توراۃ میں آپ کا ذکر آپ کا نام (مبارک) اور آپ کی صفت لکھی ہوئی پاتے ہو۔ میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کو جانتا ہوں اور آپ کی تصدیق کرتا ہوں اور آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ انھوں نے کہا تم جھوٹے ہو اور مجھ میں عیوب نکالنے اور مجھے گالیاں دینے لگے۔ انھوں نے کہا پھر تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا میں نے آپ سے عرض نہیں کیا تھا کہ یہ لوگ دروغ باف۔ بے وفا۔ جھوٹے اور نافرمان ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں نے اپنے اور اپنے گھر والوں کے اسلام کا اظہار کیا اور میری پھپی خالدہ بنت الحارث نے بھی اسلام قبول کر لیا اور سچی مسلمہ بن گئیں۔

مخیریق کا اسلام

۲۴۰ ابن اسحٰق نے کہا کہ مخیریق کے واقعات یہ ہیں کہ وہ ایک ماہر عالم

مالدار اور نخلستان کی بڑی آمدنی والے تھے اور اپنے علم کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (اور) آپ کی صفات کو جانتے تھے۔ ان پر ان کے دین کی محبت غالب تھی اور وہ اسی پر ایسے جمے رہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور جنگ احد شنبہ کے دن ہوئی۔ انھوں نے کہا اے گروہ یہود! واللہ تم لوگ خوب جانتے ہو کہ تمھارے خلاف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امداد بالکل حقیقی ہے۔ انھوں نے کہا کہ آج شنبہ کا روز ہے۔ انھوں نے کہا تمھارے لیے شنبہ کا روز کچھ نہیں۔ پھر اپنے ہتھیار لیے اور نکل پڑے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کے پاس مقام احد میں آپہنچے اور اپنے پیچھے رہنے والوں کو وصیت کردی کہ اگر آج میں مار ڈالا جاؤں تو میری (ہر طرح کی) ملکیت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے ہے۔ وہ ان میں اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے موافق تصرف کریں۔ پھر جب لوگوں میں جنگ ہوئی تو انھوں نے بھی جنگ کی اور مارے گئے۔ مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

مُخَیْرِقٌ خَیْرُ یَھُوْدَ۔ یہودیوں کی بہترین فرد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی (ہر طرح کی) ملکیت پر قبضہ فرمایا اور مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صدقات اسی مال میں سے ہوا کرتے تھے۔

صفیہ کی گواہی

ابن اسحق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ مجھے صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب سے روایت پہنچی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کے بچوں میں سب سے زیادہ لاڈلی تھی۔ جب کبھی ان کے اور بچوں کے ساتھ ان سے ملتی تو وہ دونوں بھی اپنے دوسرے بچوں کو چھوڑ کر مجھے لے لیتے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنی

عمرو بن عوف (کے محلہ) میں نزول فرمایا تو دوسرے روز سویرے اندھیرے سے میرے والد حُیَیّ بن اخطب اور میرے چچا ابو یاسر بن اخطب آپ کے پاس پہنچے۔ اور وہ سورج ڈوبنے تک واپس نہ آئے۔ کہا کہ جب وہ آئے تو دونوں تھکے ماندے ایسی سست رفتار سے چل رہے تھے کہ گویا وہ گرے پڑتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ میں ہشاش بشاش ان کی طرف اسی طرح گئی جس طرح ہمیشہ جایا کرتی تھی تو اللہ کی قسم ان دونوں میں سے کسی نے (بھی) میری جانب توجہ نہیں کی اور وہ دونوں غم میں مبتلا تھے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے اپنے چچا ابو یاسر کو اپنے باپ حُیَیّ بن اخطب سے کہتے سنا کہ کیا یہ وہی ہے۔ میرے باپ نے کہا بخدا! ہاں۔ کہا کیا تم اس کو جانتے ہو اور تحقیق کر لی ہے۔ کہا ہاں۔ کہا پھر تمھارے دل میں اس کے متعلق کیا ہے۔ کہا واللہ جب تک زندہ رہوں گا اس سے دشمنی رہے گی۔ ۱۴۱

یہود کے ساتھ انصار میں کے ملنے جلنے والے منافق

ابن اسحٰق نے کہا کہ اوس و خزرج میں کے وہ منافقین جو یہود کی جانب منسوب تھے ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں۔ اور اللہ (ہی) بہتر جاننے والا ہے۔ (یہ ہیں) اوس کی شاخ بنی عمرو بن عوف ابن مالک بن الاوس کی شاخ بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے ذوی بن الحارث اور شاخ بنی حبیب بن عمرو بن عوف میں سے جلاس بن سوید بن صامت اور اس کا بھائی الحارث بن سوید۔ اور جلاس ہی وہ شخص ہے جو غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا کر رہ گیا تھا اور کہا تھا کہ اگر یہ شخص (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچا ہوتا تو ہم گدھوں سے بھی بدترین ہوتے تو عمیر بن سعد نے جو انھیں کے خاندان کے ایک شخص تھے اور جلاس نے عمیر کے والد کے بعد ان کی

والدہ سے نکاح کر لیا تھا اور یہ اس کی گود میں (پلے) تھے۔ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا دی۔ عمیر بن سعد نے اس سے کہا اے جلاس واللہ تمام لوگوں میں تم مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو اور مجھ پر احسان کرنے کے لحاظ سے میرے لیے سب میں تم بہتر ہو اور ایسے شخص کے لیے کوئی ایسا واقعہ پیش آنا جس کو وہ ناپسند کرے مجھ پر بہت گراں ہے لیکن تم نے ایک ایسی بات کہدی کہ اگر تمھارے خلاف اس بات کو اوپر تک پہنچا دوں یعنی اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کر دوں تو میری جانب سے تمھاری بدنامی ہوگی اور اگر اس کی اطلاع سے پہلو تہی کر کے خاموش ہو جاؤں تو میرا دین برباد ہو جائے گا اور بے شبہہ ان دونوں حالتوں میں سے ایک دوسری کی بہ نسبت میرے لیے زیادہ آسان ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے وہ بات عرض کر دی جو جلاس نے کہی تھی تو جلاس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی قسم کھائی کہ عمیر نے مجھ پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔ عمیر بن سعد نے جو بات کہی ہے وہ میں نے نہیں کہی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ۔

وہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے (وہ بات) نہیں کہی۔ حالانکہ انھوں نے کفر کی بات کہی اور اپنے اسلام کے بعد

کافر (بھی) ہوگئے۔ اور انھوں نے ایک ایسی بات کا قصد کیا جس کو انھوں نے حاصل نہیں کیا۔ اور انھوں نے دشمنی نہیں کی مگر (اس بات کے عوض ہیں) کہ اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے انھیں غنی بنا دیا۔ پھر اگر انھوں نے توبہ کرلی تو ان کے لیے بھلائی ہوگی اور اگر انھوں نے روگردانی کی تو اللہ انھیں دنیا اور آخرۃ میں دردناک عذاب دے گا اور زمین میں ان کا کوئی سرپرست اور حمایت کرنیوالا نہ ہوگا۔

۱۴۲ ابن ہشام نے کہا کہ الیم کے معنی موجع یعنی دردناک کے ہیں ذوالرمۃ نے اونٹوں کی صفت میں (اس لفظ کا استعمال کیا اور) کہا ہے۔

وَنَرْفَعُ مِنْ صُدُوْرِ شَمَرْدَلَاتٍ ۔۔۔ يَصُكُّ وُجُوهَهَا وَهَجٌ أَلِيمُ

ہم لانبی لانبی گردنوں والے اونٹوں کے سینوں پر سے چڑھ جاتے ہیں جو سخت گرما زدہ دردناک حالت میں اپنے منہ مارتے رہتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحق نے کہا لوگوں کا خیال ہے کہ اس کے بعد اس نے توبہ کرلی اور اس کی توبہ (ایسی) اچھی رہی کہ اسلام اور بھلائی میں وہ مشہور ہوگیا۔ اور اس کا بھائی الحارث بن سوید وہ شخص ہے جس نے المجذر بن زیاد البلوی اور قیس بن زید ضبعی کو جنگ احد کے روز قتل کیا ہے۔ مسلمانوں کے ساتھ جنگ احد کے دن نکلا اور تھا منافق جب لوگ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تو اس نے ان دونوں پر حملہ کردیا اور ان دونوں کو قتل کر ڈالا اور پھر قریش سے (جاکر) مل گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ المجذر بن زیاد نے سوید بن صامت کو کسی جنگ میں جو اوس و خزرج کے درمیان ہوئی تھی مار ڈالا تھا۔ پھر جب

جنگ کا دن آیا تو الحارث بن سوید۔ المجذر بن زیاد کی غفلت کا طالب تھا کہ اس کو اپنے باپ کے عوض میں قتل کر دے اور اس نے اس کو قتل کیا اور صرف اسی ایک کو قتل کیا اور یہ بات میں نے متعدد اہل علم سے سنی ہے اور اس کے قیس بن زید کے قتل نہ کرنے پر دلیل یہ ہے کہ ابن اسحٰق نے جنگ احد میں مارے جانے والوں میں قیس کا ذکر نہیں کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سوید بن صامت کو معاذ بن عفرا نے یوم بعاث سے پہلے بغیر کسی جنگ کے تیر مار کر دھوکے سے مار ڈالا۔

ابن اسحٰق نے کہا لوگ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کو حکم فرمایا تھا کہ اگر وہ اس پر قابو پالیں تو اس کو قتل کر دیں۔ لیکن وہ آپ سے بچ کر نکل گیا اور مکہ ہی میں رہا کرتا تھا۔ اور پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کے پاس توبہ کی استدعا کے لیے کہلا بھیجا تا کہ وہ اپنی قوم کی جانب لوٹ آئے تو ابن عباس سے مجھے روایت پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْا أَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَاءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ایسے لوگوں کو اللہ کیسے ہدایت دے جنھوں نے اپنے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا حالانکہ انھوں نے گواہی دی تھی کہ رسول سچا ہے اور ان کے پاس کھلی (نشانیاں) آچکی تھیں۔ اور اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ آخر بیان تک۔

۔ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے ۱۴۳
بجاد بن عثمان بن عامر۔

اور بنی لوذان بن عمرو بن عوف میں سے نبتل بن الحارث۔ اور یہ وہ شخص ہے جس کے متعلق مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

مَنْ أَحَبَّ أَنْ یَنْظُرَ إِلَی الشَّیْطَانِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی نَبْتَلِ بْنِ الْحٰرِثِ

جس کو اس بات کی خواہش ہو کہ شیطان کو دیکھے تو اس کو چاہئے کہ نبتل بن الحارث کو دیکھ لے۔

اور یہ شخص جسیم۔ لانبا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا اور سر کے بال پریشان لال آنکھوں اور پچکے ہوئے گالوں والا تھا۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ سے بات چیت کرتا اور آپ کی گفتگو سنتا اور اس کے بعد آپ کی گفتگو منافقوں کے پاس پہنچاتا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے کہا تھا کہ محمد تو (سر تا پا) کان ہے جس نے اس سے کچھ بیان کر دیا وہ اس کو سچا سمجھ لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

ان (لوگوں) میں بعض ایسے بھی ہیں جو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ (تو سر تا پا) کان ہے (اے نبی) تو کہہ دے کہ (وہ تو) بھلائی کا کان ہے (کہ) اللہ کو (بھی) مانتا ہے اور ایمانداروں کو (بھی سچا) مانتا ہے اور تم میں سے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے۔ ان کے لیے تو (سر تا پا) رحمت ہے اور جو لوگ اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک سزا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بلعجلان والوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ کسی نے اس سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہم السلام آئے تو آپ سے کہا کہ آپ کے پاس ایک شخص بیٹھا کرتا ہے جو لانبا سیاہ ہونٹ لٹکا ہوا۔ پریشان بال پچکے ہوئے گالوں والا ہے اور دونوں آنکھیں ایسی سرخ گویا پیتل کی دو ہانڈیاں ہیں۔ اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے وہ آپ کی باتیں منافقوں کے پاس پہنچاتا ہے۔ اس سے آپ احتیاط فرمائیں اور لوگوں کے بیان کے لحاظ سے یہ حالت نبتل بن الحارث ہی کی تھی۔

اور بنی ضبیعہ میں سے ابوحبیبۃ بن الازعر اور یہ ان لوگوں میں ۱۴۴
سے تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور ثعلبہ بن حاطب اور معتب بن قشیر اور یہ دونوں وہ ہیں جنھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ دے تو ہم ضرور صدقہ دیں گے اور ضرور نیکوکاروں میں سے ہوں گے (وغیرہ) آخر بیان تک۔

اور معتب جس نے جنگ احد کے روز کہا تھا کہ حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے تو اللہ عزوجل نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا:—

وَطَائِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّونَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هٰهُنَا

اِلٰی آخِرِ الْقِصَّۃِ

اور ایک گروہ ہے جس کو ان کی جانوں نے فکر میں ڈال دیا ہے۔ اللہ کے متعلق غیر حقیقی جاہلیت کے سے خیال کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اگر حکومت میں ہمارا کچھ بھی حصہ ہوتا تو ہم یہاں مارے نہ جاتے

(وغیرہ) آخر بیان تک ۔

اور اسی نے جنگ احزاب کے روز کہا تھا کہ محمد تو ہم سے وعدے کیا کرتا تھا کہ ہم قیصر و کسریٰ کے خزانے کھائیں گے اور (اب تو) حالت یہ ہے کہ ہم میں کوئی شخص بے فکری کے ساتھ جھاڑی تک بھی نہیں جا سکتا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں (یہ آیت) نازل فرمائی :-

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ایک قسم کی بیماری ہے ۔ کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو کچھ ہم سے وعدہ کیا وہ صرف ایک دھوکا تھا ۔

اور الحارث بن حاطب ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اہل علم میں سے جن پر مجھے بھروسا ہے انھوں نے بیان کیا کہ معتب بن قشیر اور حاطب کے دونوں بیٹے ثعلبہ اور الحارث بنی امیہ بن زید کی اولاد میں سے اور اصحاب بدر میں سے ہیں منافقوں میں سے نہیں اور خود ابن اسحٰق نے بھی ثعلبہ اور الحارث کو بدریوں کے ناموں میں امیہ بن زید کی اولاد میں شمار کیا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہیل بن حنیف کا بھائی عباد بن حنیف اور بحزج اور یہ ان لوگوں میں تھا جنھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی اور عمرو بن خذام اور عبداللہ بن نبتل ۔

اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے جاریہ بن عامر بن العطاف اور اس کے دونوں بیٹے زید بن جاریہ اور مجمع بن جاریہ اور یہ سب مسجد بنانے والوں ہی میں سے تھے ۔ اور مجمع کم سن نوجوان تھا ۔ قرآن کا بہت کچھ حصہ یاد کر لیا تھا اور اس مسجد میں ان کو نماز پڑھایا کرتا تھا ۔

اور جب وہ مسجد برباد کردی گئی اور عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) کے زمانے میں بنی عمرو بن عوف اپنی مسجد میں جو بنی عمرو بن عوف کے محلہ میں تھی نماز پڑھنے گئے تو مجمع کے متعلق کہا گیا کہ وہ انھیں نماز پڑھا دیا کرے تو (عمر رضی اللہ عنہ نے) فرمایا نہیں۔ (ایسا نہیں ہو سکتا) کیا یہ شخص مسجد ضرار میں منافقوں کا امام نہیں رہا ہے۔ تو مجمع نے عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) سے کہا اے امیر المؤمنین اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ان لوگوں
۱۴۵ کے معاملات سے میں بالکل بے خبر تھا لیکن کم سن قاری قرآن تھا اور ان میں کسی کو قرآن یاد نہ تھا تو انھوں نے مجھے (آگے) بڑھا دیا کہ میں انھیں نماز پڑھا دیا کروں اور جو اچھی باتیں انھوں نے بیان کیں میں انھیں اسی حالت پر سمجھتا تھا۔ تو لوگوں کا بیان ہے کہ عمر (رضی اللہ عنہ) نے اسے چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے ودیعہ بن ثابت اور یہ بھی مسجد ضرار بنانے والوں میں سے تھا اور اسی نے کہا تھا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ إِلَىٰ آخِرِ الْقِصَّةِ

اور بے شبہ اگر تو ان سے سوال کرے گا تو کہ دیں گے کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے اور دل بہلا رہے تھے۔ (اے نبی) کہ دے کہ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی مذاق کرتے ہو۔ وغیرہ آخر بیان تک۔

اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے خذام بن خالد ہی وہ شخص ہے جس کے گھر سے مسجد ضرار برآمد ہوئی اور بشر اور رافع بن زید۔

اور بنی النبیت میں سے۔
ابن ہشام نے کہا النبیت (کا نام) عمرو بن مالک بن الاوس ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی شاخ بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج ابن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے مربع بن قیظی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کو جانے کے ارادے کے وقت اس کے باغ میں (سے) جانے کی اجازت چاہی تو اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ اے محمد اگر تم نبی ہو تو میں تمھیں اپنے باغ میں (سے) گزرنے کی اجازت نہیں دیتا اور اپنے ہاتھ میں مٹھی بھر مٹی لی اور کہا واللہ اگر مجھے یہ یقین ہوتا کہ یہ مٹی تمھارے سوا (کسی) دوسرے پر نہ پڑ جائے گی تو اسے تم پر پھینک مارتا تو لوگ اس پر ٹوٹ پڑے کہ اس کو مار ڈالیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

دَعُوْهُ فَهٰذَا الْأَعْمٰى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ

اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اندھا دل کا (بھی) اندھا ہے (اور) بینائی کا بھی اندھا ہے۔

پھر بنی اشہل والے سعد بن زید نے اسے کمان سے مار کر زخمی کر ڈالا۔ اور اس کا بھائی اوس بن قیظی یہی وہ شخص ہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خندق کے روز کہا تھا کہ ہمارے گھر عریاں (یعنی بے سہارا غیر محفوظ) ہیں اس لیے ہمیں (جنگ میں شریک نہ ہونے کی) اجازت دیجئے کہ ہم گھروں کو چلے جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَقُوْلُوْنَ إِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنْ يُّرِيْدُوْنَ إِلَّا فِرَارًا۔

(یہ لوگ) کہتے ہیں کہ ہمارے گھر عریاں (غیر محفوظ) ہیں
حالانکہ وہ عریاں (غیر محفوظ) نہیں ہیں (یہ لوگ) صرف (جنگ میں
سے) بھاگ جانا چاہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ عورۃ کے معنی معورۃ للعدو وضائعۃ۔ ۱۴۶
دشمن کو موقع دینے والے اور برسر بربادی ہیں اور اس کی جمع عورات ہے
نابغہ الذبیانی نے کہا ہے :۔

مَتٰی تَلْقَهُمْ لَا تَلْقَ لِلْبَیْتِ عَوْرَةً ... وَلَا الْجَارَ مَحْرُوْمًا وَلَا الْأَمْرَ ضَائِعًا

جب تو ان سے مقابلہ کرے تو ایسی حالت میں مقابلہ
نہ کر کہ گھر عریاں (غیر محفوظ) پڑوسی محروم اور معاملہ برسر بربادی ہو۔

یہ بیت اس کی بیتوں میں کی ہے اور عورۃ کے معنی مرد کی گھر والی کے بھی ہیں اور عورۃ کے معنی شرم گاہ کے بھی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی ظفر میں سے جس کا نام کعب بن الحارث بن الخزرج تھا حاطب بن امیہ بن رافع یہ بوڑھا موٹا تازہ تھا اور اپنی جاہلیت ہی میں عمر بسر کر دی اور اس کا ایک لڑکا تھا جو بہترین مسلمانوں میں سے تھا اور اس کو یزید بن حاطب کہتے تھے۔ جنگ بدر کے روز وہ (ایسا) زخمی ہو گیا کہ زخموں کی وجہ سے وہ (اپنی) جگہ سے نہ ہل سکا تو اسے اٹھا کر بنی ظفر کے گھر لایا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ اس کے پاس اس گھر کے مسلمان مرد اور عورتیں جمع ہوئیں جبکہ وہ موت کے قریب تھا وہ لوگ اس سے کہنے لگے اے ابن حاطب! تمھیں جنت کی خوشخبری ہو۔ راوی نے کہا کہ اس وقت اس کے باپ کا نفاق ظاہر ہو گیا اور وہ کہنے لگا ہاں باغ کلے دانے کا!!! واللہ تم ہی لوگوں نے ورغلا کر اس مسکین کی جان لے لی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طعمہ بشیر بن ابیرق زرہوں کا چور جس کے متعلق

۱۴۷ اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی ؛۔

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن

كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا۔

(اے نبی) ان لوگوں کی جانب داری کر کے جھگڑا نہ کرو
جو (خود) اپنی جانوں سے خیانت کرتے ہیں۔ بے شبہہ اللہ
ایسے شخص سے محبت نہیں کرتا جو بڑا بد دیانت اور بہت گنہگار ہو۔

اور انھیں (بنی ظفر) کا حلیف قزمان۔ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ وہ بے شبہہ آگ والوں میں سے ہے اور جب احد کا دن ہوا تو اس نے خوب جنگ کی یہاں تک کہ مشرکوں میں کے نو آدمیوں کو اس نے قتل کیا اور زخمی ہو کر پڑ گیا اور بنی ظفر کے گھر اٹھا لایا گیا تو مسلمانوں میں سے ایک نے اس سے کہا کہ اے قزمان تیرے لیے خوش خبری ہے کہ تو نے آج (خوب) داد شجاعت دی اور راہ خدا میں تجھے ایسی مصیبتیں پہنچیں جو تو دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا میرے لیے کس بات کی خوش خبری ہے واللہ میں نے تو صرف اپنی قوم کی حمایت میں جنگ کی ہے اور جب اس کے زخم اس کو تکلیف دینے لگے اور ان کی تکلیف بڑھ گئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر لیا اور اس سے اپنے ہاتھ کی رگیں کاٹ لیں اور خودکشی کر لی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبدالاشہل میں کوئی ایسا منافق مرد یا منافقہ عورت نہ تھی جو شہرت رکھتا ہو ضحاک بن ثابت کے سوا جو سعد بن زید کی جماعت بنی کعب میں کا ایک شخص تھا جس پر کبھی کبھی نفاق اور یہود کی محبت
۱۴۸ کا الزام لگایا جاتا تھا۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

مَنْ مُبْلِغُ الضَّحَّاكِ أَنَّ عُرُوقَهُ أَعْيَتْ عَلَى الْإِسْلَامِ أَنْ تَتَمَجَّدَا

ضحاک کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ اسلام کی مخالفت کر کے عزت حاصل کرنے میں اس کی رگیں تھک کر رہ گئیں

أَتُحِبُّ يُهُدَانَ الْحِجَازِ وَدِينَهُمْ كَبِدَ الْحِمَارِ وَلَا تُحِبُّ مُحَمَّدَا

کیا تو گدھے کے کلیجے والے (کمبخت) حجاز کے یہود اور ان کے دین سے محبت رکھتا ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہیں رکھتا۔

دِينًا لَعَمْرِي لَا يُوَافِقُ دِينَنَا مَا اسْتَنَّ آلٌ فِي الْفَضَاءِ وَخَوَّدَا

اپنی جان کی قسم وہ ایسے دین سے محبت رکھتا ہے جو ہمارے دین سے (کبھی) موافقت نہیں کرے گا جبتک کہ فضا میں سراب تیزی سے حرکت کرتا رہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ جلاس بن سوید بن صامت اپنی توبہ سے پہلے اور معتب بن قشیر اور رافع بن زید اور بشر جو مسلمان سمجھے جاتے تھے۔ انھیں انھیں کی قوم کے چند مسلمانوں نے ان کے آپس کے ایک جھگڑے کے فیصلے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلنے کی دعوت دی تو ان لوگوں نے انھیں جاہلیت کے لوگوں کے حاکم کاہنوں کی جانب چلنے کی دعوت دی تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ الخ

(اے نبی) کیا تو نے انھیں نہیں دیکھا جو یہ دعوی کرتے ہیں
کہ وہ ایمان لائے ہیں اس چیز پر جو تجھ پر اتاری گئی ہے اور اس چیز پر
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی وہ چاہتے ہیں سرکشوں (یا گمراہ سرداروں)
کے پاس اپنا مقدمہ پیش کریں حالانکہ انھیں حکم دیا جا چکا ہے کہ وہ
سرکشوں کو نہ مانیں اور شیطان چاہتا ہے انھیں خوب بھٹکا کر
(مطلوب حقیقی سے) دور ڈالدے۔ واقعات کے آخر تک۔

اور خزرج کی شاخ بنی النجار میں سے رافع بن ودیعہ اور زید بن عمرو اور عمرو بن قیس اور قیس بن عمرو بن سہل۔

اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ میں سے الجدّ بن قیس اور یہی وہ شخص ہے جو کہتا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے (جنگ تبوک میں نہ چلنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کی) اجازت دیدیجئے اور مجھے فتنے میں نہ پھنسا دیجئے۔ اس کے متعلق اللہ (تعالی) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ ائْذَن لِّي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا الخ

ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ مجھے اجازت
دیجئے اور مجھے فتنے میں نہ ڈال دیجئے وہ (واقعی) فتنے میں نہیں گر پڑے؟
ہیں (یعنی جنگ سے ڈر کر گھر بیٹھے رہنا حقیقت میں ایک فتنے
میں گر پڑنا ہے)۔

اور بنی عوف بن الخزرج میں سے عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ اور یہ شخص تمام منافقوں کا سرغنہ تھا۔ اور اسی کے پاس سب جمع ہوا کرتے تھے۔ اور اسی نے غزوۂ بنی المصطلق میں کہا تھا:۔

لَئِن رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

بے شک اگر ہم مدینہ کی جانب لوٹینگے تو بڑی عزت والا
اس میں سے بڑے ذلیل شخص کو ضرور نکال دے گا۔

اور اسی کے اس قول کے متعلق سورہ منافقین پوری کی پوری نازل ہوئی۔ اس کے متعلق اور ودیعہ کے متعلق جو بنی عوف میں کا ایک شخص تھا
۱۴۹ اور مالک بن ابی قوقل اور سوید اور داعس کے متعلق جو عبد اللہ بن ابی بن سلول کی جماعت کے لوگ تھے۔

اور جب بنی النضیر کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ فرمایا تو عبد اللہ بن ابی اور[1] اس کی قوم کے یہی وہ لوگ تھے جو ان کو خیر خواہانہ مشورے[2] (یا خفیہ خبریں) دیا کرتے تھے کہ تم لوگ ڈٹے رہو۔ واللہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے کوئی جنگ کرے گا تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق وہیں اسی سورۃ میں پورے واقعات نازل فرمائے:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَئِنْ أُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کی (حالت کی) طرف (غور کی) نظر نہیں ڈالی جنھوں نے ظاہرداری سے اسلام اختیار کیا ہے کہ وہ اہل کتاب میں کے اپنے ان بھائیوں سے جنھوں نے کفر

---

[1] ۔ (الف) میں فھؤلاء ہے اور (ب ج د) میں وھولاء ہے۔ موخر الذکر نسخے صحیح معلوم ہوتے ہیں اور میں نے اسی کے موافق ترجمہ کیا ہے۔ اس مقام پر فے والا نسخہ غلط معلوم ہوتا ہے (احمد محمودی)

[2] ۔ (الف) میں یسدون ہے جس کے معنی رہنمائی کرنے یا خیر خواہانہ مشورہ دینے کے ہو سکتے ہیں (ب ج د) میں یدسون ہے جس کے معنی خفیہ خبریں دینے اور جاسوسی کرنے کے ہیں (احمد محمودی)

اختیار کر رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ بے شبہ اگر تم نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور نکل چلیں گے اور تمہارے متعلق ہم کبھی کسی کی بات نہ مانیں گے اور اگر تم سے جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اور اللہ (تعالیٰ) گواہی دیتا ہے کہ بے شبہ وہ جھوٹے ہیں۔

حتیٰ کہ (اللہ تعالیٰ) اپنے اس قول تک پہنچا:۔

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِنْكَ إِنِّي أَخَافُ اللهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ

شیطان کی اس حالت کی طرح جبکہ اس نے انسان سے کہا کہ تو کافر ہو جا پھر جب وہ کافر ہو گیا تو کہا کہ میں تجھ سے الگ ہوں۔ میں تمام جہاں کی پرورش کرنے والے اللہ سے ڈرتا ہوں۔

یہود کے عالموں میں سے صرف ظاہر داری سے اسلام اختیار کرنے والے



ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے علماء میں سے وہ لوگ جنھوں نے اسلام کی پناہ لی اور اس میں دوسرے مسلمانوں کے ساتھ داخل ہو گئے اور صرف نفاق سے اظہار اسلام کیا۔ بنی قینقاع میں سے سعد بن حنیف اور زید بن اللصیت اور نعمان بن اوفیٰ بن عمرو اور عثمان بن اوفیٰ تھے زید بن اللصیت وہ شخص ہے جس نے عمر بن الخطاب سے (رضی اللہ عنہ) سوق بنی قینقاع میں جنگ کی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھو گئی تو

یہی وہ شخص ہے جس نے آپ کے متعلق کہا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان کی خبر آیا کرتی ہے اور وہ (اتنا بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اللہ کی طرف سے) اس بات کی خبر پہنچ گئی جو اللہ کے دشمن نے اپنی سواری میں کہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی کی جانب رہنمائی کی گئی اور آپ نے فرمایا:—

إِنَّ قَائِلاً قَالَ يَزْعُمُ مُحَمَّدٌ أَنَّهُ يَأْتِيهِ خَبَرُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْرِي أَيْنَ نَاقَتُهُ

بے شک ایک کہنے والے نے کہا ہے کہ محمد دعویٰ کرتا ہے کہ اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے اور وہ (یہ بھی) نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے۔

وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَعْلَمُ إِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ وَقَدْ دَلَّنِيَ اللّٰهُ عَلَيْهَا ۱۵۰

فَهِيَ فِي هٰذَا الشِّعْبِ قَدْ احْبَسَتْهَا شَجَرَةٌ بِزِمَامِهَا۔

اور خدا کی قسم بے شک میں نہیں جانتا مگر وہی چیز جس کا اللہ نے مجھے علم دیا ہے اور اب اللہ نے اس کی جانب میری رہنمائی کر دی ہے اور وہ اس گھاٹی میں ہے۔ ایک درخت نے اس کی نکیل کو روک رکھا ہے۔

تو مسلمانوں میں سے چند آدمی گئے اور اس کو وہاں اسی طرح پایا جس طرح اور جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

اور مجھے خبر ملی ہے کہ رافع بن حریملہ جب مرا تو اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافقوں کے سرغنوں میں سے ایک بڑا سرغنہ

آج مرگیا۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت وہ شخص ہے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بنی المصطلق سے واپس ہوتے ہوئے جب آپ کے پاس ایسی زور کی ہوا چلی کہ مسلمان اس سے خوف زدہ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے اس شخص کے متعلق فرمایا:۔

لَا تَخَافُوا فَإِنَّمَا هِيَ هَبَّتْ لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِنْ عُظَمَاءِ الْكُفَّارِ

تم لوگ نہ ڈرو یہ (ہوا) تو کافروں کے سرغنوں میں سے ایک بڑے شخص کی موت کے لیے چلی ہے:۔

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو رفاعہ ابن زید بن التابوت کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ اسی روز مرا جس روز وہ ہوا چلی تھی۔

اور سلسلہ بن برہام اور کنانہ بن صوریاء یہ منافقین مسجد میں آتے تھے اور مسلمانوں کی باتیں سنتے اور ان کا مذاق اڑاتے اور ان کے دین کے ساتھ مسخرہ پن کرتے تھے۔

منافقوں کی اہانت وذلت اور ان کا مسجد سے نکالا جانا

ایک روز ان لوگوں میں کے چند لوگ مسجد میں جمع ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ایک دوسرے سے چمٹے ہوئے آپس میں کانا پھوسی کر رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تو وہ لوگ مسجد سے سختی کے ساتھ نکال دئے گئے اور ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب اٹھے اور بنی غنم بن مالک بن نجار والے عمرو بن قیس کا جو جاہلیت میں

ان کے بتوں کا پجاری تھا پاؤں پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے یہاں تک لے گئے کہ اس کو مسجد سے باہر نکال دیا اور وہ کہتا رہا کہ اے ابو ایوب تو مجھے بنی ثعلبہ کے اونٹ اور بکریاں باندھنے کی جگہ سے نکالتا ہے۔ پھر ابو ایوب بنی النجار کے ایک شخص رافع بن ودیعہ کی طرف بھی بڑھے اور اس کی چادر سینے کے پاس پکڑ لی اور اس کو زور سے جھنجھوڑ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا ۱۵۱
اور اس کو مسجد سے نکال دیا اور ابو ایوب کہ رہے تھے۔ اے خبیث منافق تجھ پر تف ہے۔ اے منافق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے دور رہو اور اپنے راستے چلا جا۔ اور عمارہ بن حزم زید بن عمرو کی جانب بڑھے اور یہ شخص لانبی ڈاڑھی والا تھا۔ انھوں نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور ڈاڑھی کو زور سے کھینچتے ہوئے اس کو مسجد سے نکال دیا اور عمارۃ نے اس کے سینے پر ایسا دوہتڑ مارا (لدم) کہ وہ گر پڑا۔ راوی نے کہا کہ وہ کہ رہا تھا۔ اے عمارہ تم نے مجھے (خوب) گھسے دیے۔ عمارہ نے کہا اے منافق اللہ تجھے دور کرے اور اللہ نے جو عذاب تیرے لیے معین کر رکھا ہے وہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ خبردار پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے پاس نہ پھٹکنا۔

ابن ہشام نے کہا کہ لدم کے معنی ہتیلیوں سے مارنے کے ہیں تمیم بن ابی بن مقبل نے کہا:۔

وَلِلْفُؤَادِ وَجِيبٌ تَحْتَ أَبْهَرِهِ ۔۔۔ لَدْمَ الْوَلِيدِ وَرَاءَ الْغَيْبِ بِالْحَجَرِ

اپنی ابھر نامی رگ کے نیچے دل دھڑک رہا ہے اور نشیبی
زمین کے پیچھے سے ولید کے پتھر مارنے کی طرح دھڑا دھڑ مار رہا ہے

ابن ہشام نے کہا کہ غیب کے معنی نشیبی زمین کے ہیں اور ابہر دل کی رگ کا نام ہے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی النجار میں کے ایک صاحب ابو محمد نامی بدری تھے اور ابو محمد کا نام مسعود بن اوس بن زید بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم

ابن مالک بن النجار۔ قیس بن عمرو بن سہل کی طرف بڑھے اور قیس کم سن جوان ۱۵۲
تھا اور جوانوں میں اس کے سوا کسی منافق کی خبر نہیں ملی اور اس کی گردن میں ہاتھ دیکر ڈھکیلتے ہوئے (اسے) مسجد سے باہر کر دیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے منافقوں کے نکالنے کا حکم فرمایا تو ابو سعید الخدری کی جماعت کا ایک شخص جو بلخدرۃ بن الخزرج میں سے تھا اور اس کا نام عبداللہ بن الحارث تھا۔ الحارث بن عمرو کی طرف بڑھا اور یہ شخص پٹوں والا تھا۔ اس نے اس کے پٹے پکڑ لئے اور اس کو سختی سے اسی طرح زمین پر کھینچتے ہوئے جس طرح اوپر ذکر ہو چکا ہے مسجد سے باہر کر دیا۔ یہ منافق اس شخص سے کہتا چلا جا رہا تھا کہ اے ابن الحارث تم نے بہت سختی کی تو اس شخص نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن بے شک تو اسی قابل ہے کیونکہ اللہ نے تیرے متعلق (احکام) نازل فرمائے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کے قریب نہ آنا کیونکہ تو پلید ہے۔

اور بنی عمرو بن عوف میں کا ایک شخص اپنے بھائی زوی بن الحارث کی طرف بڑھا اور اس کو سختی سے مسجد کے باہر کر دیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور کہا کہ تجھ پر شیطان اور شیطانی باتوں کا غلبہ ہے۔ غرض یہ وہ منافقین تھے جو اس روز مسجد میں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نکالنے کا حکم فرمایا۔

سورہ بقرہ میں منافقوں اور یہودیوں کے متعلق جو نازل ہوا

غرض مجھے جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ انھیں یہود کے علما اور اوس وخزرج میں کے منافقوں کے بارے میں ابتدائے سورۂ بقرہ کی سو آیتیں

نازل ہوئیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے:۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

الم (اس کتاب میں) کسی قسم کا شک نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا ساعدہ بن جؤیۃ الہذلی نے کہا ہے:۔

فَقَالُوا عَهِدْنَا الْقَوْمَ قَدْ حَصِرُوا بِهٖ ۔۔۔ فَلَا رَيْبَ أَنْ قَدْ كَانَ ثَمَّ لَحِيْمُ

ان لوگوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اس کو گھیر لیا تھا اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہہ نہیں کہ وہاں ایک مقتول شخص بھی تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ ۱۵۳

اور ریب کے معنی بدگمانی کے بھی ہیں۔ خالد بن زہیر الہذلی نے کہا ہے:۔

كَأَنَّنِیْ أُرِيْبُهٗ بِرَيْبٍ۔

گویا میں اسے کسی بدگمانی میں ڈال رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ادبتہ[1] بھی کہا جاتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ابیات میں کی ہے اور وہ ابو ذویب الہذلی کا بھتیجا ہے۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

متقیوں کے لیے ہدایت ہے۔ یعنی ان لوگوں کے لیے جو

---

[1] (ب ج د) میں ہے ومنہم من یرویہ کاننی اربتہ بریب یعنی گویا میں نے اسے بدگمانی میں ڈالدیا تھا۔ (احمد محمودی)

ہدایت کی جن باتوں کو جانتے ہیں ان کو چھوڑنے میں اللہ کی سزا سے
ڈرتے اور اس میں جو باتیں مذکور ہیں ان کی تصدیق میں اس کی رحمت
کی امید رکھتے ہیں۔

الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ¹ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ
يُنْفِقُونَ

جو لوگ نہ دیکھی (ہوی) چیزوں پر ایمان لاتے اور نماز
جس طرح ادا کرنا چاہیئے اس طرح ادا کرتے اور جو کچھ ہم نے انھیں
دیا ہے اس میں سے صرف کرتے ہیں۔ یعنی فرض نماز کو جس طرح ادا کرنا
چاہیئے اس طرح ادا کرتے اور ثواب سمجھکر زکوٰۃ دیتے ہیں۔

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ

اور جو مانتے ہیں اس چیز کو جو تیری طرف اتاری گئی ہے اور
جو تجھ سے پہلے اتاری گئی۔
یعنی جو چیزیں اللہ عزوجل کے پاس سے آپ لائے ہیں ان میں وہ آپ
کو سچا جانتے ہیں اور آپ سے پہلے کے رسول جو کچھ لائے تھے اس کو بھی
سچا جانتے ہیں۔ ان کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے اور وہ اپنے پروردگار
کے پاس سے جو کچھ لائے ہیں اس کا انکار نہیں کرتے۔

وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ

اور آخرت پر یہی لوگ یقین رکھتے ہیں۔
یعنی مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور قیامت، جنت، دوزخ، حساب

¹ ۔ خط کشیدہ الفاظ الف میں نہیں ہیں ۔ (احمد محمودی)

اور میزان پر۔
یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات کے دعویدار ہیں کہ وہ ان چیزوں پر جو آپ سے پہلے ہوئی ہیں اور ان چیزوں پر جو آپ کے رب کے پاس سے آپ کے پاس آئی ہیں ایمان لا چکے ہیں (یہی لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں)۔

أُولَئِكَ عَلَى هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ

یہی لوگ اپنے پروردگار کی جانب سے ہدایت پر ہیں۔
یعنی انھیں ان کے پروردگار کی جانب سے ایک روشنی حاصل ہے اور جو کچھ ان کے پاس آیا ہے اس پر انھیں استقامت ہے۔

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

یہی لوگ فلاح پانے والے (کامیاب، پھولنے پھلنے والے) ہیں۔
یعنی ان لوگوں نے جو چیز طلب کی اس کو انھوں نے حاصل کر لیا اور جس برائی سے وہ بھاگے اس سے انھیں نجات مل گئی۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

بے شک جن لوگوں نے انکار کیا۔
یعنی اس چیز کا جو آپ کی جانب اتاری گئی ہے اگرچہ وہ کہیں کہ ہم اس چیز پر ایمان لا چکے جو آپ سے پہلے ہمارے پاس آئی ہے۔

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کے لیے برابر ہے چاہے تو انھیں ڈرائے یا نہ ڈرائے
وہ ایمان نہیں لائیں گے ۱۵۴
یعنی انھوں نے اس یادداشت کا انکار کیا جو آپ کے متعلق ان کے

پاس موجود ہے۔ اور انھوں نے اس عہد کا انکار کر دیا جو آپ کے متعلق ان سے لیا گیا تھا۔ اس لیے انھوں نے اس چیز کا بھی انکار کر دیا جو آپ کے پاس آئی ہے۔ اور اس کا بھی انکار کر دیا جو ان کے پاس ہے اور اسے ان کے پاس آپ کے سوا دوسرے لائے ہیں۔ اس لیے وہ آپ کے ڈرانے اور دھمکانے کو کسی طرح نہیں سنیں گے حالانکہ اس علم کا انکار کر دیا ہے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ

اللہ نے ان کے دلوں اور ان کی سماعت پر مہر کر دی ہے
اور ان کی بصارتوں پر ایک قسم کا پردہ (ڈالدیا گیا) ہے

یعنی ہدایت کے حاصل کرنے سے (انھیں روک دیا گیا ہے) کہ وہ اس کو کبھی نہیں پا سکتے یعنی آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی جانب سے جو حق بات آئی اس کے جھٹلانے کے سبب سے حتیٰ کہ وہ اس کو مانیں (اس کو نہ مان کر) اگرچہ وہ ان تمام چیزوں کو مان لیں جو آپ سے پہلے تھیں (انھیں ہدایت حاصل نہ ہو گی)

وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

اور ان کے لیے (اس سبب سے کہ وہ آپ کی مخالفت پر
اڑے ہوے ہیں) بڑا عذاب ہے۔

غرض یہ کہ یہ تمام بیان یہود کے علماء کے متعلق ہے کہ انھوں نے حق بات کو جان لینے اور پہچان لینے کے بعد جھٹلایا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَا هُمْ

بِمُؤْمِنِيْنَ

اور لوگوں میں بعض ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ ایمان والے نہیں ہیں۔
یعنی اوس و خزرج میں کے منافقین اور وہ لوگ جو انھیں کے قدم بقدم تھے۔

يُخَادِعُونَ اللهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۔ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

وہ اللہ سے اور ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے دھوکا بازی کرتے ہیں حالانکہ وہ خود اپنے نفسوں کے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے ہیں کیونکہ وہ (اس کا) احساس نہیں رکھتے ان کے دلوں میں (شک کی) بیماری ہے۔

فَزَادَهُمُ اللهُ مَرَضًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۔

تو اللہ نے ان کی (اس) بیماری کو اور بڑھا دیا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے اس سبب سے کہ وہ جھوٹ بولتے تھے اور جب ان سے کہا گیا کہ زمین میں فساد نہ کرو تو انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اصلاح کرنا چاہتے ہیں ہم مومنین اور اہل کتاب کے درمیان اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ

خبردار ان کی حالت یہ ہے کہ یہ فسادی ہیں لیکن انھیں اپنے فسادی ہونے کا) شعور (بھی) نہیں

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِنْ لَا يَعْلَمُونَ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شَيَاطِينِهِمْ

اور جب ان سے کہا گیا کہ تم (بھی) ایمان لے آؤ جس طرح (اور) لوگوں نے ایمان قبول کیا ہے تو انھوں نے کہا کیا (یہ) ناسمجھ (یا کم درجے کے) لوگوں نے جس طرح ایمان قبول کر لیا ہے اسی طرح ہم بھی ایمان قبول کر لیں۔ سن لو ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ ہیں تو ناسمجھ (یا کم درجے کے) لیکن وہ (اس بات کو) جانتے نہیں۔ اور جب ان لوگوں نے ایسے لوگوں سے ملاقات کی جو ایمان اختیار کر چکے ہیں تو ان لوگوں نے کہہ دیا کہ ہم نے بھی ایمان اختیار کر لیا ہے۔ اور جب اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں پہنچے۔

یعنی یہودیں کے ان لوگوں کے پاس جو انھیں حق کے جھٹلانے اور رسول جس چیز کو لے کر آئے ہیں اس کے خلاف حکم دیتے ہیں۔

قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ۔

کہدیا کہ اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں۔
یعنی ہم انھیں عقیدوں کے سے (عقائد) پر ہیں جن پر تم ہو۔

إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ

ہم تو صرف ہنسی اڑانے والے ہیں۔
یعنی ہم صرف ان لوگوں کا مذاق اڑاتے اور ان کے ساتھ دل لگی

کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ

اللہ (بھی) ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور انھیں ان کی سرکشی میں ڈھیل دیتا جاتا ہے کہ حیران پھرتے رہیں۔

ابن ہشام نے کہا یعمھون کے معنی یحارون یعنی حیران پھریں عرب کہتے ہیں رجل عمہ وعامہ یعنی حیران۔ رؤبہ بن العجاج ایک شہر کا بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

أَعْمَى الْهُدَى بِالْجَاهِلِيْنَ الْعُمَّهِ ۱۵۵

ناواقف حیران پھرنے والوں کو راہ یابی سے اندھا کر دیا۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔ اور عمہ عامہ کی جمع ہے اور عمہ کی جمع عمہون ہے اور عورت کو عمہۃ اور عمہیٰ کہا جاتا ہے۔

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَى

یہی لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے عوض میں گمراہی خریدی ہے۔

یعنی ایمان کے بدلے کفر مول لیا ہے۔

فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ

پس ان کی تجارت سود مند نہ ہوی اور وہ سیدھی راہ پر آنے والے ہی نہ تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک مثال دی

اور فرمایا:—

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا

ان کی مثال اس شخص کی سی مثال ہے جس نے آگ
روشن کی۔

فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي

ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ

پھر جب اس آگ نے اس شخص کے ماحول کو روشن کر دیا
تو اللہ ان کا نور لے کر چلا گیا اور انھیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ
وہ دیکھتے ہی نہیں۔

یعنی نہ حق کو دیکھتے ہیں اور نہ حق کہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اس (روشنی) کی وجہ سے کفر کی اندھیری سے نکلے تو انھوں نے اس سے کفر اور اس میں نفاق کر کے اس کو بجھا ڈالا تو اللہ نے بھی انھیں کفر کی اندھیری میں چھوڑ دیا۔ اس لیے وہ سیدھی راہ کو دیکھتے نہیں اور حق پر سیدھے چلتے نہیں۔

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

بہرے گونگے اندھے ہیں اس لیئے وہ (اپنی گمراہی سے)
نہیں لوٹتے۔

یعنی سیدھی راہ کی طرف نہیں لوٹتے۔ بھلائی (کے سننے بولنے دیکھنے) سے بہرے گونگے۔ اندھے ہیں۔ بھلائی کی طرف لوٹتے نہیں اور نہ وہ نجات (کی کوئی راہ) پاتے ہیں جب تک کہ وہ جس حال پر ہیں اسی پر رہیں۔

أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ يَجْعَلُونَ

أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللَّهُ مُحِيطٌ بِالْكَافِرِينَ

یا آسمان سے اترنے والی بارش کی مثال ہے جس میں اندھیریاں (بھی) ہیں اور کڑک (بھی) اور چمک (بھی) بجلیوں کے کڑاکوں کے سبب موت سے ڈر کر وہ اپنی انگلیاں کانوں میں دے لیتے ہیں حالانکہ اللہ کافروں کو (ہر طرف سے) گھیرے ہوئے ہے (وہ اس سے بھاگ کر کہیں جا نہیں سکتے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ الصیّب کے معنی المطر یعنی بارش کے ہیں اور یہ صاب یصوب سے ہے (جس کے معنی اترنے کے ہیں)۔ جس طرح عرب ساد یسود سے سیّد اور مات یموت سے میّت کہتے ہیں اس کی جمع صیائب ہے۔ بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کے ایک شخص علقمہ بن عبدہ نے کہا ہے :۔

كَأَنَّهُمُ صَابَتْ عَلَيْهِمْ سَحَابَةٌ صَوَاعِقُهَا لِطَيْرِهِنَّ دَبِيبُ

ان کی حالت یہ ہے کہ گویا ان پر ابر میں کی بجلیاں گری ہیں کہ ان میں کے اڑنے والوں کے لیے بھی رینگنا ہے۔ (یعنی ان کے لشکر پر تلواروں کی بجلیاں ایسی گریں کہ ان میں قوت والے بھی جان بچانے کے لیے اڑ نہ سکے یعنی بھاگ نہ سکے بلکہ ان کو بھی رینگنا پڑا)۔ اور اسی میں ہے :۔

فَلَا تَعْدِلِي[1] بَيْنِي وَبَيْنَ مُغَمَّرٍ سَقَتْكِ[2] رَوَايَا الْمُزْنِ حِينَ تَصُوبُ ۱۵۶

ل۔ (الف ج د) میں لا تعذلی ذال معجمہ سے ہے۔ لیکن (ب) کے حاشیے پر لکھا ہے کہ یہ تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ میں بھی اسے غلط سمجھتا ہوں کیونکہ عذل کے ساتھ بینی و بین مغمر کو کوئی مناسبت نہیں ہے (احمد محمودی) ۔ک۔ (ب ج د) میں سقیت ہے۔ دونوں صورتوں میں جملہ دعائیہ ہی ہوگا۔ (احمد محمودی)

اس لیے (اے محبوبہ) مجھ میں اور ناوان ناتجربہ کاروں
میں برابری کا خیال نہ کر جب پانی سے بھرے ہوئے ابر اتریں (تو خدا
کرے کہ) وہ تجھے سیراب کریں۔
اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی وہ ظلمت کفر کی جس حالت اور تمھاری مخالفت اور تم سے ڈرنے کے سبب سے قتل کے جس خطرے میں ہیں وہ اس حالت کے مثل ہے جو بارش کی تاریکی سے بیان کی گئی ہے کہ وہ کڑک، گرج کے سبب موت سے ڈر کر اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیتے ہیں۔ وہ فرماتا ہے کہ اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یعنی ان پر وہ عذاب نازل کرنے والا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ

چمک ان کی بینائیوں کو اچک لینے کے قریب ہو جاتی ہے (ان کی بینائیوں کو چوندھیا دیتی ہے) یعنی حق کی روشنی کی تیزی۔

كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا

جب کبھی اس چمک نے انھیں روشنی دی وہ اس میں چلنے لگے اور جب ان پر اندھیرا چھا گیا (تو ٹھٹک کر) کھڑے ہو گئے۔

یعنی حق کو پہچانتے ہیں اور سچی بات کہنے لگتے ہیں اور وہ سچ بول کر سیدھی راہ پر آ بھی جاتے ہیں اور جب حق سے پلٹ کر کفر میں چلے جاتے ہیں تو (وہ) حیران کھڑے رہ جاتے ہیں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور اگر اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور ان کی بینائیاں لیجاتا یعنی اس لیے کہ انھوں نے حق کے پہچاننے کے بعد اس کو چھوڑ دیا بے شبہہ اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

پھر فرمایا:۔

۱۵۷ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ

لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ کافروں اور منافقوں دونوں کی جانب خطاب ہے۔یعنی اپنے پروردگار کو یکتا مانو۔

الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

جس نے تم کو اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی (اور محتاط) بن جاؤ۔ (اس کی عبادت کرو اس کو یکتا مانو) جس نے تمھارے لیے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنادیا اور آسمان سے تمھارے لیے رزق اتارا۔ پس (کسی کو) اللہ کا ہمسر نہ بناؤ حالانکہ تم (اس بات کو) جانتے ہو (کہ اس کا کوئی ہمسر نہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ انداد کے معنی امثال کے ہیں اور اس کا واحد "ند" ہے لبید ابن ربیعہ نے کہا ہے:۔

أَحْمَدُ اللهَ فَلَا نِدَّ لَهُ ... بِيَدَيْهِ الْخَيْرُ مَا شَاءَ فَعَلْ

میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں اسی کے ہاتھوں میں بھلائی ہے اس نے جو چاہا کر دیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا یعنی اللہ کے ساتھ اس کے غیروں کو جن کو تم اس کا

ہمسر خیال کرتے ہو اس کا شریک نہ بناؤ جو نہ فائدہ دیتے ہیں نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ اس کے سوا تمہارے لیے کوئی پروردگار نہیں ہے جو تمھیں رزق دیتا ہو اور تم اس بات کو بھی جانتے ہو کہ ربوبیت کی جس توحید کی جانب رسول تمھیں بلا رہا ہے وہ حق ہے اور اس میں کچھ شبہہ نہیں ہے۔

وَاِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا

اگر تم اس چیز کے متعلق جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے شک میں ہو۔

یعنی اس چیز کے متعلق جسے لیکر وہ تمہارے پاس آیا ہے شک میں ہو۔

فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو اس کی سی ایک سورة (بنا) لاؤ اور اللہ کو چھوڑ کر تمہارے پاس جو لوگ حاضر ہوں ان (سب) کو بلا لو۔

یعنی تم جس حالت پر ہو اس میں تمھاری حمایت کرنے والے اللہ کے سوا جو ہوں جس جس کو تم بلا سکو (ان سب کو) بلا لو۔

اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا

اگر تم سچے ہو پھر اگر تم نے (ایسا) نہیں کیا اور ہرگز نہیں کر سکوگے۔ تو تم پر سچائی صاف طور پر ظاہر ہو چکی۔

فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكَافِرِيْنَ

تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔

یعنی ان لوگوں کے لیے جو تمھاری طرح کفر پر ہیں۔ پھر انھیں ترغیب دی

اور اس عہد کے توڑنے سے ڈرایا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان سے لیا گیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں (تو انھیں کیا معاملہ کرنا ہوگا) پھر ان سے ان کی پیدائش کی ابتداء کا ذکر فرمایا کہ جب انھیں پیدا کیا تھا (تو ان کی کیا حالت تھی) اور ان کے باپ آدم کی کیا حالت تھی اور انھیں کیا واقعات پیش آئے۔ اور جب انھوں نے اس کی اطاعت کے خلاف کیا تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا گیا۔ پھر فرمایا:۔

یَا بَنِیۡٓ اِسۡرَآئِیۡلَ

اے اسرائیل کی اولاد۔ یہود کے علماء سے خطاب ہے

اُذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ

یاد کرو میری اس نعمت کو جو میں نے تمھیں دی (تھی)

یعنی میرے اس انتخاب کو یاد کرو (جس کی یادداشت) تمھارے پاس (بھی ہے) اور تمھارے بزرگوں کے پاس بھی تھی جس کے سبب سے انھیں فرعون اور اس کی قوم سے چھڑا لیا تھا۔

وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِیۡۤ ۱۵۸

اور میرے عہد کو پورا کرو۔ جو میں نے اپنے نبی احمد کے لیے لیا تھا کہ جب وہ تمھارے پاس آئیں (تو تمھیں کیا کرنا ہوگا) اور تمھاری گردنوں میں (اس عہد کو ڈال کر تمھارے لیے لازمی) کر دیا تھا۔

اُوۡفِ بِعَهۡدِکُمۡ

کہ میں تمھارے عہد کو پورا کروں۔ کہ آپ کی تصدیق اور پیروی کرنے پر جو وعدہ تم سے کیا گیا تھا اس کو پورا کروں اور

وہ بوجھ اور بندشیں جو تمہارے ان گناہوں کی وجہ سے تمہاری گردنوں میں پڑ گئی تھیں جو تمہاری بدعتوں کی وجہ سے تھیں ان کو ہلکا کر دوں۔

وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ

اور مجھی سے ڈرو۔ کہ کہیں تم پر وہ آفتیں نہ نازل کیجائیں جو تم سے پہلے تمہارے بزرگوں پر مسخ وغیرہ کی سزائیں نازل ہوئی تھیں جن کو تم جانتے ہو۔

وَآمِنُوا بِمَا أَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ

اور اس چیز پر ایمان لاؤ جو میں نے اتاری ہے اور تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو تمہارے پاس ہے اور اس کے انکار کرنے میں سب سے پہلے تم نہ ہو جاؤ کیونکہ تمہارے پاس وہ علمی باتیں ہیں جو تمہارے سوا دوسروں کے پاس نہیں۔

وَإِيَّايَ فَاتَّقُونِ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور مجھی سے ڈرو اور حق کو باطل کا لباس نہ پہناؤ۔
اور سچی بات کو نہ چھپاؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔
یعنی میرے رسول اور اس کی لائی ہوئی چیز کے متعلق جو کچھ پہچان تمہارے پاس ہے اس کو نہ چھپاؤ اور تمہارے ہاتھوں میں جو کتابیں ہیں اور اس کے ذریعے سے جو کچھ تمہیں علم ہے اس میں آپ کے حالات بھی موجود ہیں۔

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ

الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

کیا تم (اور) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب (سماوی) پڑھتے (بھی) ہو تو کیا تمھیں (ایسے برے کام سے روکنے کے لیے) عقل نہیں۔

یعنی تم لوگوں کو تو نبوت اور عہد تورات کے انکار سے منع کرتے ہو اور خود اپنے آپ کو چھوڑ دیتے ہو اور اس میں میرا جو عہد میرے رسول کی تصدیق کے متعلق تم سے ہے اس کا انکار کرتے ہو اور اس میثاق کو توڑ دیتے ہو جو میں نے لیا تھا اور میری کتاب سے جو معلومات تمھیں ہوئے ہیں اس کا انکار کرتے ہو۔

اس کے بعد ان کی بدعتوں اور اختراعوں کا شمار فرمایا اور ان سے بچھڑے کا اور بچھڑے کے ساتھ ان کے جو معاملات ہوئے اس کا ذکر فرمایا اور ان کی توبہ کو قبول فرمانے اور پھر توبہ سے ان کے برگشتہ ہونے اور ان کے اس قول کا ذکر فرمایا جو انھوں نے کہا تھا:۔

أَرِنَا اللَّهَ جَهْرَةً

(اے موسیٰ) تم ہمیں اللہ کو نمایاں طور پر دکھا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہمارے لیے کوئی چیز ظاہر ہو (اور) ہم سے اسے چھپانے والی نہ ہو۔

ابو الاخزر قتیبۃ الحمانی نے کہا ہے:۔

يَجْهَرُ أَجْوَافَ الْمِيَاهِ السُّدَّمِ

وہ پرانی باؤلیوں کو ظاہر کر دیتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے بہت سے ابیات میں کی ہے یجہر۔ شاعر کہتا ہے کہ وہ پانی کو ظاہر کر دیتا ہے اور ریت وغیرہ جو اس کو چھپائے ہوئے ۱۵۹

ہوتی ہے اس کو ہٹا کر کھول دیتا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ان کی نادانی کے سبب سے اس وقت ان پر بجلی گرانے، ان کے مر جانے کے بعد پھر انھیں خود زندہ کرنے ان پر ابر کو سایہ افگن بنانے اور من وسلوٰی اتارنے کا ذکر فرمایا اور ان سے اپنے اس ارشاد فرمانے کا بیان فرمایا۔

اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ

دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ اور
حطہ کہو (یعنی بوجھ اتار دے)

یعنی میں تمھیں جو حکم دے رہا ہوں وہی کہو اس کے سبب سے میں تم سے تمھارے گناہ کا بوجھ اتار دوں گا۔
اور اپنے اس قول کو ان کے بدل دینے، اپنے حکم کو مذاق میں اڑانے اور ان کے اس کو مذاق میں اڑانے کے بعد ان سے اپنے اس عہد کو واپس لے لینے کا تذکرہ فرمایا۔
ابن ہشام نے کہا کہ منّ ایک چیز تھی جو سویرے ان کے درختوں پر گرتی اور شہد کی سی میٹھی ہوتی تھی۔ وہ اس کو اکٹھا کر لاتے اور اس کو پیتے اور کھاتے تھے۔ بنی قیس بن ثعلبہ میں کا اعشیٰ کہتا ہے۔

لَوْ اُطْعِمُوا الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی مَكَانَهُمُ ؎ مَا أَبْصَرَ النَّاسُ طُعْمًا فِيهِمْ نَجَعَا

اگر لوگوں کو ان کی اپنی جگہ پر (گھر بیٹھے) من وسلوٰی بھی کھلایا جائے تو لوگ ایسے کھانے کو اپنے لیے کچھ اچھا نہ سمجھیں گے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔
سلوٰی ایک قسم کے پرند ہیں۔ اس کا واحد سلواۃ ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یہی الوا تھا اور شہد بھی سلوٰی کہلاتا ہے۔ خالد ابن زہیر الہذلی نے کہا:۔

وَقَاسَمَهَا بِاللهِ حَقًّا لَأَنْتُمُ أَلَذُّ مِنَ السَّلْوَىٰ إِذَا مَا نَشُورُهَا

اور اس نے ان لوگوں کے آگے قسم کھائی کہ حقیقت میں تم لوگ شہد سے بھی زیادہ لذیذ (یا پیارے) ہو جب کہ ہم اسے (اس کے چھتوں میں سے) نکالتے ہیں۔

یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور حِطَّةٌ کے معنی "حُطَّ عَنَّا ذُنُوبَنَا یعنی ہمارے گناہ ہم سے اتار دے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان کے اس لفظ کو بدل دینے کے متعلق مجھ سے صالح بن کیسان نے التوءمۃ بنت امیہ بن خلف کے آزاد کردہ صالح سے اور انھوں نے ابو ہریرہ سے اور دوسرے ایک اور شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں جانتا ابن عباس سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا:-

دَخَلُوا الْبَابَ الَّذِي أُمِرُوا أَنْ يَدْخُلُوا مِنْهُ سُجَّدًا

يَزْحَفُونَ وَهُمْ يَقُولُونَ حِنْطٌ فِي شَعِيرٍ

ان لوگوں کو جس دروازے سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا وہ رینگتے اور یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے "حِنْطٌ فِي شَعِيرٍ جو میں گیہوں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور موسیٰ (علیہ السلام) کا اپنی قوم کے لیے پانی طلب کرنے اور انھیں اپنے اس حکم دینے کا ذکر فرمایا کہ وہ عصا سے پتھر کو ماریں۔ ۱۶۰

فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک چشمہ جس سے وہ پانی پییں۔ ہر قبیلے نے اپنا وہ چشمہ جس سے وہ پانی پیا کرے معلوم کر لیا۔ اور اس نے ان کے اس قول کا بھی ذکر فرمایا جو انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا تھا کہ

لَنْ نَصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا

ہم ایک ہی غذا پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے اس لیے ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کیجیے کہ وہ ان چیزوں میں سے جنھیں زمین اگایا کرتی ہے اس کی ترکاری اور اس کی ککڑی اور اس کے گیہوں اور اس کی مسور اور اس کی پیاز میں سے ہمارے لیے کچھ پیدا کر دے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ فوم کے معنی حنطۃ یعنی گیہوں کے ہیں امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے:۔

فَوْقَ شِيزَى مِثْلِ الْجَوَابِي عَلَيْهَا ۔۔۔ قِطَعٌ كَالْوَذِيلِ فِي نَقْيِ فُومِ

حوضوں کے سے لکڑی کے پیالوں میں گیہوں کے گودے میں چاندی کے سے ٹکڑے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ وذیل کے معنی چاندی کے ٹکڑوں کے ہیں اور فوم کا واحد فومۃ ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔

قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ اهْبِطُوا مِصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مَا سَأَلْتُمْ

فرمایا کیا تم لوگ بدلے میں طلب کرتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ
ہے بجائے اس چیز کے جو (اس سے) بہتر ہے تم کسی شہر میں (جا)
اترو۔ پس بے شبہہ تمھارے لیے وہ چیز (وہاں موجود) ہے جس
کو تم نے طلب کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا تو انھوں نے (ایسا) نہیں کیا (یعنی وہ کسی شہر میں
نہیں گئے)

اور ان پر اپنے طور کے بلند فرمانے کا ذکر فرمایا تاکہ وہ اس چیز کو لیں
جو انھیں دی گئی اور ان کی صورتوں کے مسخ کیئے جانے کا ذکر فرمایا جو ان میں
واقع ہوا تھا کہ انھیں ان کی بدعتوں کے سبب لنگور بنا دیا اور اس گائے کا
تذکرہ فرمایا جس کے ذریعے انھیں ایک عبرتناک حالت ایک مقتول کے
متعلق بتائی جس کے بارے میں وہ لوگ اختلاف رکھتے تھے۔ یہانتک کہ
۱۶۱ اس کی حقیقت موسیٰ (علیہ السلام) سے سوالات و جوابات کے بعد اللہ تعالیٰ
نے ان پر ظاہر فرمادی۔ اور اس کے بعد ان کے دلوں کے سخت ہو جانے کا بیان
فرمایا حتیٰ کہ وہ پتھر کے سے یا اس سے بھی زیادہ سخت ہو گئے تھے پھر فرمایا:

وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا
يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ

اور پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ
نکلتی ہیں اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو پھٹ جاتے ہیں تو ان سے
پانی نکلتا ہے۔ اور ان میں ایسے بھی ہیں جو اللہ کے خوف سے
گر پڑتے ہیں یعنی پتھروں میں بعض ایسے بھی ہیں جو تمھارے ان دلوں
سے نرم ہیں جنھیں حق کی جانب بلایا جاتا ہے (لیکن اس کو قبول نہیں کرتے)۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

اور تم جو کچھ کرتے ہو اس سے اللہ غافل نہیں ہے۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان لوگوں کو جو ایمانداروں میں سے آپ کے ساتھ ہیں ان سے نا امید بناتا ہے (فرماتا ہے)۔

أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ

کیا تم لوگ (اس بات کی) امید رکھتے ہو کہ وہ تمھاری مانیں گے حالانکہ ان میں ایک جتھا ایسا بھی تھا (جس کے لوگ) اللہ کا کلام سنتے تھے اور پھر سمجھنے کے بعد اس کو بدل دیتے تھے حالانکہ وہ علم بھی رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے کلام کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان سبھوں نے اللہ کے کلام توراۃ کو سنا۔ بلکہ وہ فرماتا ہے۔ فریق منہم یعنی خاص طور پر ان میں کا ایک گروہ۔ بعض اہل علم سے مجھے خبر ملی ہے کہ انھوں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہا کہ اے موسیٰ! اللہ کے دیدار میں اور ہم میں تو روک پیدا کر دی گئی (کم از کم) جب وہ آپ سے باتیں کرے تو ہمیں اس کا کلام ہی سنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے پروردگار سے اس کی استدعا کی تو اس نے آپ سے فرمایا۔ اچھا انھیں حکم دو کہ وہ اپنا لباس پاک صاف کر لیں اور روزے رکھیں۔ تو انھوں نے ویسا ہی کیا اور آپ انھیں لے کر چلے یہاں تک کہ انھیں لے کر طور پر پہنچے اور جب ان پر ابر چھا گیا تو موسیٰ (علیہ السلام) نے انھیں حکم دیا تو سجدے میں گر پڑے اور آپ کے پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو انھوں نے بھی اس کا کلام سنا۔ اس کی قدرت بڑی ہے۔ کہ وہ انھیں اوامر اور نواہی سنا رہا ہے حتیٰ کہ انھوں نے جو کچھ اس سے سنا اس کو سمجھ بھی لیا۔ پھر آپ انھیں لے کر بنی اسرائیل کی جانب لوٹ آئے اور جب ان کے پاس

آئے تو ان میں کی ایک جماعت نے ان باتوں کو بدل ڈالا جن کا اس نے انھیں حکم فرمایا تھا۔ اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ نے ایسا ایسا حکم دیا ہے تو اس جماعت نے جس کا ذکر اللہ عز وجل نے فرمایا ہے کہا کہ اللہ نے تو صرف ایسا ایسا فرمایا ہے اور اس کے برعکس کہا جو اللہ نے ان کے متعلق فرمایا تھا۔ پس یہی ہیں جن کا ارادہ اللہ نے فرمایا ہے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کو خبر دینے) کے لیے۔ پھر فرمایا:—

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم (بھی) ایمان لا چکے ہیں۔

یعنی تمہارے دوست اللہ کے رسول ہیں لیکن خاص طور پر تمھاری ہی جانب (بھیجے گئے ہیں) اور جب وہ ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتے تو کہتے کہ عرب سے یہ بات نہ کہنا کیونکہ تم لوگ ان کے مقابلے میں فتح طلب کیا کرتے تھے اسی ذات کے وسیلے سے اور وہ انھیں میں (مبعوث) ہوئے تو اللہ (تعالیٰ) نے انھیں کے متعلق (یہ آیت) اتاری۔

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ عِندَ رَبِّكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

اور جب انھوں نے ملاقات کی ان لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں تو کہا کہ ہم ایمان لا چکے ہیں اور جب ان میں کا ایک دوسرے سے تنہائی میں ملتا تو وہ کہتے کیا تم لوگ ان سے وہ بات بیان کر دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہے تا کہ وہ

اس سے تمھارے رب کے پاس تم پر حجت قائم کریں (تمھیں قائل کردیں) تو کیا تم عقل نہیں رکھتے ہو۔

یعنی تم لوگ اقرار کرلیتے ہو کہ وہ نبی ہے اور تمھیں یہ بات معلوم ہے کہ ان کے متعلق تم سے ان کی پیروی کرنے کا مضبوط عہد لیا گیا ہے۔ اور وہ تمھیں یہ بات بتائے گا کہ جس نبی کا ہم انتظار کررہے تھے اور جس کا ذکر ہم اپنی کتاب میں پاتے ہیں وہ وہی ہے (اس لیے سرے سے) اس بات ہی کا انکار کردو اور ان کے سامنے اس کا اقرار ہی نہ کرو تو اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

أَوَلَا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ

اور کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے ان (باتوں) کو جنھیں وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں اور ان میں سے بعض تو بے علم ہیں بجز تلاوت کے کتاب کا وہ علم ہی نہیں رکھتے

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ سے روایت ہے کہ الا امانی کے معنی الا قرأۃ کے ہیں کیونکہ امی وہ شخص (کہلاتا) ہے جو پڑھتا ہے اور لکھتا نہیں۔ فرماتا ہے کہ وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے مگر وہ اسے پڑھتے (ضرور) ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدۃ اور یونس سے روایت ہے کہ ان دونوں نے اللہ عزوجل کے اس قول میں اس سے مراد عرب لی ہے اور یہ مجھ سے ابو عبید نے بیان کیا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے یونس بن حبیب نحوی اور ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ عرب تمنّٰی بمعنی قرأ کہتے ہیں۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی کتاب میں ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّى أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اور ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں بھیجا مگر جب اس نے تلاوت کی تو شیطان نے اس کی تلاوت میں (کوئی بات) ڈال دی۔

کہا کہ ابو عبیدہ نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:—

تَمَنَّى كِتَابَ اللّٰهِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ ۔۔۔ وَآخِرَهُ وَافَى حِمَامَ الْمَقَادِرِ

اس نے رات کے ابتدائی حصے میں اللہ کی کتاب پڑھی اور رات کے آخری حصے میں مقدر شدہ موت نے اپنا پورا حق ادا کر دیا۔

اور اس نے مجھے یہ شعر بھی سنایا:—

تَمَنَّى كِتَابَ اللّٰهِ فِي اللَّيْلِ خَالِيًا ۔۔۔ تَمَنِّيَ دَاوُدَ الزَّبُوْرَ عَلَى رِسْلِ

رات میں اس نے اللہ کی کتاب تنہائی میں پڑھی جیسے داؤد (علیہ السلام) زبور کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے۔

اور امانی کا واحد امنیۃ ہے اور امانی کے معنی آدمی کا مال وغیرہ کی تمنا کرنے کے بھی ہیں۔

ابن اسحق نے کہا۔

وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّوْنَ ۱۶۳

اور وہ تو صرف گمان کر رہے ہیں

یعنی نہ وہ کتاب کا علم رکھتے ہیں اور نہ جو باتیں اس میں ہیں ان کو جانتے ہیں وہ آپ کی نبوت کا انکار صرف ظن و تخمین سے کر رہے ہیں۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُوْدَةً قُلْ أَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ

عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗۤ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں چند دنوں کے سوا آگ ہرگز نہ چھوے گی (اے نبی) تو کہہ کیا تم نے اللہ کے پاس (سے) کوئی عہد لیا ہے کہ اللہ ہرگز اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا یا تم لوگ اللہ پر ایسی بات (کے لازم ہونے) کا دعوی کر رہے ہو جس کو تم جانتے ہی نہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے آزاد کردہ ایک صاحب نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کہا کرتے تھے کہ دنیا کی مدت سات ہزار سال ہے اور اللہ لوگوں کو سزا کے طور پر دنیا کے ہر ایک ہزار سال کے عوض آخرت کے دنوں میں سے ایک دن آگ میں رکھے گا اور یہ عذاب صرف سات روز ہوگا۔ اس کے بعد عذاب روک دیا جائے گا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق ان کا یہ قول وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً اور اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ

کیوں نہیں جس نے برائی کی اور اس کی خطا نے اسے گھیر لیا۔

یعنی جس نے تمھارے کاموں کے سے کام اور ایسی چیز کا انکار کیا جس کا تم نے انکار کیا ہے حتی کہ اس کے کفر نے اس کی نیکیوں کو گھیر لیا۔ تو ایسے لوگ آگ والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یعنی ابدی ہمیشگی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ

هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

اور جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا اور اچھے کام کیے۔
یہ جنت والے ہیں یہ لوگ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے۔
یعنی جن لوگوں نے اس چیز کو مان لیا جس کا تم نے انکار کیا ہے اور اس دین پر عمل کیا جس کو تم نے چھوڑ دیا ہے تو ان کے لیے جنت ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ انھیں اس بات سے مطلع فرماتا ہے کہ نیکی بدی کی جزا نیکوں اور بدوں کے لیے دائمی اور ابدی ہوگی جو (کبھی) منقطع نہ ہوگی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر انھیں ملامت کرنے کے لیے فرمایا:۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے (یہ) مضبوط عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہیں کروگے اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ نیکی (کروگے اور تمھیں حکم دیا کہ) لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز پوری طرح ادا کرو اور زکوٰۃ دو۔ پھر (اس اقرار کے بعد) تم میں کے چند افراد کے سوا سب نے روگردانی کی اور تم (عادۃً) روگرداں ہی ہو۔
یعنی تم نے ان تمام چیزوں کو چھوڑ دیا اور کسی عیب و نقص کی وجہ سے ترک نہیں کیا (بلکہ تم اس بات کے عادی ہو)

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَاءَكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تم سے مضبوط عہد لیا کہ تم ایک دوسرے کے خون نہ بہاؤگے۔ ۱۶۴
ابن ہشام نے کہا کہ تَسْفِكُونَ کے معنی تَصُبُّونَ کے ہیں۔ عرب کہتے ہیں سَفَكَ

دمہٗ اے صبّہٗ یعنی اس نے اس کا خون بہایا وسفکت الزق ای ھراقۃ۔ یعنی مشک میں کا پانی بہا دیا۔ شاعر نے کہا ہے :۔

وَكُنَّا إِذَا مَا الضَّيْفُ حَلَّ بِأَرْضِنَا ۔ سَفَكْنَا دِمَاءَ الْبُدْنِ فِي تُرْبَةِ الْحَالِ

ہماری یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی مہمان ہماری سرزمین میں اترا تو
ہم نے اونٹوں کے (سرخ) خون ریت ملی ہوئی سیاہ مٹی میں بہا دئیے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الحال سے شاعر نے ایسی کیچڑ مراد لی ہے جس میں ریت ملی ہوئی ہو جس کو سہلہ بھی کہا جاتا ہے حدیث میں آیا ہے :۔

لَمَّا قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ أَخَذَ جِبْرِيلُ مِنْ حَالِ الْبَحْرِ وَحَمَأَتِهِ فَضَرَبَ بِهِ وَجْهَهُ

جب فرعون نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اس ذات کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں تو جبریل نے سمندر کی ریت ملی ہوئی سیاہ کیچڑ لی اور وہ اس کے منہ پر مار دی۔

ابن اسحٰق نے کہا :۔

وَلَا تُخْرِجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ تَشْهَدُونَ

اور اپنے (لوگوں) کو اپنے گھروں سے نہ نکالو گے پھر تم نے (اس بات کا) اقرار بھی کیا ہے اور تم گواہی دیتے ہو۔

یعنی اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ حقیقت میں میں نے تم سے یہ عہد لیا تھا۔

ثُمَّ أَنْتُمْ هٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُونَ فَرِيقًا مِنْكُمْ مِنْ

دِيَارِهِمْ تَظَاهَرُونَ عَلَيْهِمْ بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

آخر تم (وہی) لوگ ہو کہ اپنے (لوگوں) کو قتل کرتے ہو اور تم خود اپنے (میں کی ایک جماعت) کو ان کے گھروں سے نکال دیتے ہو۔

ظلم و زیادتی اور گناہ سے ان کے خلاف (دوسروں کی) مدد کرتے ہو یعنی مشرکوں کی مدد کرتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ مل کر ان لوگوں کے خون بہائیں اور تمھارے ساتھ مل کر مشرک ان لوگوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔

وَإِنْ يَأْتُوكُمْ أُسَارَى تُفَادُوهُمْ

اور اگر وہ تمھارے پاس قید ہو کر آتے ہیں تو فدیہ دے کر انھیں چھڑاتے (بھی) ہو۔ اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمھارے دین کے لحاظ سے یہ بات تمھارے لئے نقصان رساں ہے۔

وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ (فِي كِتَابِكُمْ) إِخْرَاجُهُمْ

حالانکہ ان کو (ان کے گھروں سے) نکال دینا تم پر حرام ہے۔ یہ حکم تمھاری کتاب میں موجود ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور ایک حصے کا انکار کرتے ہو۔ کیا تم اس پر ایمان لا کر ان کا فدیہ دیتے ہو اور اس کے منکر بن کر انھیں گھروں سے نکال دیتے ہو۔

فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

لہذا تم میں سے جو شخص ایسا کرے اس کا بدلہ یہی ہوگا کہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور قیامت کے دن (وہ) سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو ان کاموں سے اللہ غافل نہیں ہے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ[1] فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ

یہی لوگ ہیں جنھوں نے آخرت کے بدلے میں دنیوی زندگی مول لی ہے اس لیے ان کے عذاب میں کمی نہیں کیجائے گی اور نہ ان کی مدد کیجائے گی۔

غرض انھیں ان کے ان کاموں پر خوب ملامت کی حالانکہ ان پر توریت (ہی) میں ان کی آپس کی خون ریزیوں کو حرام کر دیا تھا اور قیدیوں کا فدیہ ادا کرنا ان پر فرض ٹھیرا دیا تھا۔ اور یہ لوگ دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک جماعت بنی قینقاع کی تھی اور خزرج کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ اور دوسری جماعت
١٦٥ نضیر اور قریظہ کی تھی اور اوس کے حلیف انھیں میں شمار ہوتے تھے۔ ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ جب اوس و خزرج میں جنگ ہوتی بنو قینقاع خزرج کے ساتھ نکلتے اور نضیر و قریظہ اوس کے ساتھ۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کے حلیف اپنے بھائیوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کرتے حتیٰ کہ وہ آپس میں اپنے خون آپ بہاتے۔ حالانکہ ان کے ہاتھوں میں توریت تھی وہ جانتے تھے کہ ان پر کیا کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان پر کیا کیا حقوق ہیں۔ اوس و خزرج مشرک تھے۔ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے نہ ان کے پاس جنت کا کوئی خیال تھا نہ دوزخ کا۔ نہ مرنے کے بعد اٹھنے کا۔ نہ قیامت کا۔ نہ کسی کتاب کا نہ حلال کا نہ حرام کا۔ جب جنگ ختم ہو جاتی تو اپنے قیدیوں کا فدیہ دے کر توریت کے حکم کے

---

[1] بالآخرة نسخہ (الف) میں چھوٹ گیا ہے۔ (احمد محمودی)

موافق چھڑا لیتے اور ایک دوسرے کا فدیہ لے لیتے۔ بنی قینقاع کے جو قیدی اوس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ بنی قینقاع (اوس کو) ادا کرتے اور نضیر و قریظہ کے جو قیدی خزرج کے ہاتھوں میں گرفتار ہوتے ان کا فدیہ وہ (خزرج کو) ادا کرتے۔ یہود کے خلاف مشرکوں کی مدد میں جو خوں ریزیاں کرتے اور ان میں سے جن لوگوں کو آپس کی لڑائی میں وہ مار ڈالتے ان مقتولوں کے خون مباح ہوتے اور ان کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔

اللہ تعالیٰ جب ان کو اس بات پر ملامت کرتا ہے تو فرماتا ہے۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ

تو کیا تم کتاب کے بعض حصے پر تو ایمان لاتے ہو اور بعض حصے کا انکار کرتے ہو۔

یعنی تو توریت کے حکم کے موافق اس کا فدیہ بھی دیتا ہے اور قتل بھی کرتا ہے اور توریت کا حکم تو یہ ہے کہ تو ایسا نہ کر۔ تو اسے قتل بھی کرتا ہے۔ (اور) اس کو اس کے گھر سے بھی نکالتا ہے۔ اور اس کے خلاف ایسے کی مدد کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔ اور دنیوی مال و متاع کی خاطر اس کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے۔

غرض مجھے جو خبر ملی ہے اس کے لحاظ سے اوس و خزرج کے ساتھ ان کے اس معاملے ہی کے متعلق مذکورہ آیتیں نازل ہوئیں۔ پھر فرمایا:۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِن بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے بعد اس کے پیچھے متعدد رسول بھیجے اور عیسیٰ بن مریم کو ہم نے متعدد نشانیاں دیں۔

یعنی وہ نشانیاں جو ان کے ہاتھوں میں دے دی گئی تھیں۔ مثلاً مردوں کو

زندہ کرنا۔ اور آپ کا کیچڑ سے پرند کی شکل بنانا پھر اس میں (آپ کا) پھونکنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور بیماریوں کا دور کرنا اور غیب کی بہت سی خبریں دینا جن کو وہ اپنے گھروں میں جمع رکھتے تھے۔ اور توریت کو جو ان کے پاس دوبارہ روانہ فرمائی باوجود اس انجیل کے جو اللہ نے ان کے پاس نئی بھیجی پھر ان تمام چیزوں سے ان کے انکار کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:۔

أَفَكُلَّمَا جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ

تو کیا جب کبھی تمہارے پاس کوئی رسول ایسی چیز لے کر آیا جسے تمہارے نفس نہ چاہتے تھے تو تم نے تکبر کیا پھر ایک جماعت کو تم نے جھٹلا دیا اور ایک جماعت کو تم قتل کر رہے ہو۔

۱٦٦ پھر فرمایا:۔

وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ

اور انھوں نے کہا کہ ہمارے دل غلافوں میں ہیں یعنی محفوظ ہیں۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔

بَلْ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيلًا مَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِينَ۔

(ان کے دل غلافوں میں نہیں ہیں) بلکہ ان کے کفر کے سبب سے اللہ کی ان پر پھٹکار ہے اس لیے وہ بہت کم ایمان لاتے ہیں اور جب ان کے ہاں اللہ کے پاس سے کتاب آئی جو تصدیق کرنیوالی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کرتے تھے جنھوں نے کفر کیا۔ پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عاصم بن عمر بن قتادہ سے روایت کی گئی ہے کہ انھوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی کہا کہ وہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ کی قسم یہ قصہ ہمارے اور ان کے متعلق نازل ہوا ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ہم نے ان پر غلبہ پا لیا تھا اور ہم مشرک تھے اور وہ اہل کتاب تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے جس کی ہم پیروی کریں گے۔ اس کا زمانہ قریب آچکا ہے ہم اس کے ساتھ ہو کر تمھیں عاد و ارم کی طرح قتل کریں گے اور جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش میں سے مبعوث فرمایا اور ہم نے اس کی پیروی کی اور انھوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ فرماتا ہے:۔

فَلَمَّا جَاءَهُم مَّا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنفُسَهُمْ أَن يَكْفُرُوا بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ بَغْيًا أَن يُنَزِّلَ اللَّهُ

مِن فَضْلِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آئی جسے انھوں نے پہچان (بھی) لیا تو اس سے انکار کر دیا۔ پس کافروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔ کیا بری ہے وہ چیز جس کے بدلے میں انھوں نے اپنے نفسوں کو بیچ ڈالا

کہ وہ اس چیز کا انکار کر رہے ہیں جسے اللہ نے اتارا ہے (اور صرف اس) ضد سے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل فرماتا ہے۔
یعنی اس وجہ سے کہ اس نے وہ (اپنا فضل یعنی وحی) ان کے غیروں کو عنایت فرما دیا۔

فَبَاءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

پس وہ ایک غضب پر اور دوسرے غضب کے سزاوار ہو گئے اور کافروں کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ باؤا بغضب کے معنی اعترفوا بہ واحتملوہ کے ہیں یعنی اس کو برداشت کر لیا۔
بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

أُصَالِحُكُمْ حَتّٰى تَبُوْءُوْا بِمِثْلِهَا كَصَرْخَةِ حُبْلٰى يَسَّرَتْهَا قَبِيْلُهَا

میں تم سے صلح کر لیتا ہوں تاکہ تم میں اس کی سی (آفتوں) کی برداشت پیدا ہو جائے۔ جیسے کسی حاملہ کی چیخ پکار کو اس کی قابلہ نے اس کے لیے آسان بنا دیا ہو۔
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ غضب پر غضب کے معنی یہ ہیں کہ ان کے ساتھ توریت ہونے کے باوجود اس کو انھوں نے ضائع کر دیا تھا (یعنی اس پر عامل نہ تھے) اور دوسرا غضب یہ ہوا کہ انھوں نے اس نئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا جنھیں اللہ نے ان کی جانب روانہ فرمایا تھا۔
۱۶۷ پھر کوہ طور کے ان کے اوپر لائے جانے اور اپنے پروردگار کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنا لینے کے متعلق اللہ ان پر ملامت فرماتا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے۔

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللّٰهِ خَالِصَةً مِّنْ

دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

(اے نبی) کہہ دے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے پاس دوسرے لوگوں کو چھوڑ کر خالص تمھارے ہی لیے ہے تو مرنے کی آرزو کرو۔ اگر تم سچے ہو۔

یعنی دونوں جماعتوں میں جو زیادہ جھوٹی ہو اس کے لیے موت کی دعا کرو تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایسا کرنے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے فرماتا ہے:۔

وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

اور ان کے ہاتھوں نے جو کچھ پہلے کیا ہے اس کے سبب سے وہ ہرگز اور کبھی بھی ایسی آرزو نہ کریں گے۔

یعنی ان کے ان معلومات کے سبب سے جو آپ کے متعلق ان کے پاس موجود ہیں۔ اور ان کا انکار کر رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اگر وہ اس دن جب ان سے یہ بات کہی گئی موت کی آرزو کرتے تو روئے زمین پر کوئی یہودی (بھی) نہ رہتا (اور) سب کے سب مر جاتے پھر دنیوی زندگی اور درازی عمر کے متعلق ان کی محبت کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ

اور بے شبہہ تمام لوگوں سے زیادہ زندگی کی حرص کرنے والے انھیں کو تو پائے گا۔

یعنی یہود کو۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ

اور (وہ) مشرکوں سے[ل] بھی (زیادہ حریص ہیں) ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش اسے ہزار سال کی عمر دیجائے (اور اگر ہزار سال کی عمر بھی دیگئی تو) یہ اسے عذاب سے دور رکھنے والی نہیں۔

وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ اِلَى آخِرِهِ

اور مشرکوں میں سے بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کاش الخ۔

یعنی یہ (ہزار سال کی عمر) اسے عذاب سے نجات دینے والی نہیں۔ اس لئے کہ مشرک موت کے بعد پھر زندہ ہونے کی امید نہیں رکھتا اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے۔ اور یہودی چونکہ یہ بات جانتا ہے کہ اس نے اپنے پاس کے علم کو جو ضائع کر دیا ہے اس کی وجہ سے اس کے لیے آخرت میں ذلت و رسوائی ہے (اس لیے وہ درازی عمر سے محبت رکھتا ہے)۔ اس کے بعد فرمایا:—

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللهِ

جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو تیرے دل پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی حسین المکی نے شہر بن حوشب الاشعری کی روایت سے حدیث بیان کی کہ یہود کے علماء میں سے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد!

ل۔ اس آیت شریفہ کے معنی دو طرح سے ہوسکتے ہیں۔ صاحب کتاب نے جن معنی کو اختیار کیا ہے ان کو ہم نے موخر کیا ہے اور اس کے ساتھ صاحب کتاب کی تفسیر بھی لکھدی ہے اور میرے خیال میں جو معنی مرجح تھے اس کو پہلے لکھا اور ان معنی کی وجہ ترجیح یہ ہے کہ ان سب آیتوں کا خطاب یہود سے ہے اس لیے انھیں یہود کی حالتوں سے متعلق کرنا زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔ مشرکوں سے یہاں بحث نہیں۔
(احمد محمودی)

ہمیں چار باتیں بتاؤ جو ہم تم سے دریافت کرتے ہیں اگر تم نے (وہ باتیں) بتادیں تو ہم تمھاری پیروی کرلیں گے اور تمھیں سچا جانیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ راوی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔

عَلَيْكُمْ بِذٰلِكَ عَهْدُ اللّٰهِ وَمِيثَاقُهُ لَئِنْ أَنَا أَخْبَرْتُكُمْ بِذٰلِكَ لَتُصَدِّقُنَّنِي

(اچھا) یہ تم پر اللہ کا عہد و میثاق ہے اگر میں نے تم کو اس کی خبر دے دی پھر تو تم ضرور میری تصدیق کروگے نا۔

انھوں نے کہا ہاں۔ فرمایا:۔

فَاسْأَلُوا عَمَّا بَدَا لَكُمْ

جس چیز کے متعلق تمھیں مناسب معلوم ہو پوچھو۔

انھوں نے کہا ہمیں بتائیے کہ لڑکا اپنی ماں سے کیسے مشابہ ہوجاتا ہے حالانکہ نطفہ تو باپ کا ہوتا ہے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ ۱۶۸

نُطْفَةَ الرَّجُلِ بَيْضَاءُ غَلِيظَةٌ وَنُطْفَةَ الْمَرْأَةِ صَفْرَاءُ رَقِيقَةٌ فَأَيَّتُهُمَا

غَلَبَتْ صَاحِبَتَهَا كَانَ لَهَا الشَّبَهُ

میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ سچ بتاؤ کہ) کیا تمھیں اس بات کا علم ہے کہ مرد کا نطفہ سفید اور گاڑھا ہوتا ہے اور عورت کا نطفہ زرد اور پتلا ہوتا ہے اور ان دونوں میں سے جو بھی دوسرے پر غالب آجاتا ہے (تو اولاد) اسی سے مشابہ ہوتی ہے۔

انھوں نے کہا خدایا سچی بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا یہ بتائیے کہ آپ کی نیند کیسی ہے۔ راوی نے کہا تو آپ نے فرمایا:۔

أَنشُدُكُم بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِندَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ نَوْمَ الَّذِي تَزْعُمُونَ أَنِّي لَسْتُ بِهِ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَقَلْبُهُ يَقْظَانُ

میں تمھیں اللہ کی اور بنی اسرائیل پر اس کی جو نعمتیں تھیں ان کی قسم دیتا ہوں (سچ بتاؤ کہ) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ اس شخص کی نیند جس کے متعلق تم خیال کرتے ہو کہ میں وہ نہیں ہوں (ایسی ہوتی ہے) کہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل بیدار رہتا ہے۔
راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگے خدایا سچی بات ہے۔ فرمایا۔

فَكَذَلِكَ نَوْمِي تَنَامُ عَيْنِي وَقَلْبِي يَقْظَانُ

پس میری نیند بھی ایسی ہی ہے میری آنکھ سوتی ہے اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔ انھوں نے کہا اچھا ہمیں وہ چیزیں بتائیے جن کو اسرائیل نے اپنی ذات پر حرام ٹھیرا لیا تھا۔
فرمایا:۔

أَنشُدُكُم بِاللهِ وَبِأَيَّامِهِ عِندَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ أَلْبَانُ الْإِبِلِ وَلُحُومُهَا وَأَنَّهُ اشْتَكَى شَكْوَى فَعَافَاهُ اللهُ مِنْهَا فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ أَحَبَّ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ إِلَيْهِ شُكْرًا لِلّهِ فَحَرَّمَ عَلَى نَفْسِهِ لُحُومَ الْإِبِلِ وَأَلْبَانَهَا

میں تمھیں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی قسم دیتا ہوں جو بنی اسرائیل پر ہوئی تھیں (سچ بتاؤ گے) کیا اس بات کو جانتے ہو کہ ان کو کھانے پینے کی چیزوں میں اونٹوں کا دودھ اور ان کا گوشت سب سے زیادہ پسند تھا اور وہ ایک بیماری میں مبتلا ہو گئے۔ پھر اللہ نے انھیں اس سے صحت دی تو انھوں نے اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں سے انتہائی پسندیدہ چیزوں کو اللہ کے شکر کے طور پر اپنی ذات پر حرام کر لیا تو اونٹوں کے گوشت اور (اونٹنیوں کے) دودھ کو اپنے نفس پر حرام ٹھیرا لیا۔

تو انھوں نے کہا یا اللہ سچ بات ہے۔ پھر انھوں نے کہا اچھا ہمیں روح کے متعلق کچھ خبر دیجئے۔ فرمایا:۔

أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَبِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ هَلْ تَعْلَمُوْنَهُ جِبْرَئِيْلَ وَهُوَ الَّذِيْ يَأْتِيْنِيْ

میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اس کی ان نعمتوں کی جو بنی اسرائیل کو دی گئی تھیں۔ کیا تم اس کو جانتے ہو کہ وہ جبریل ہے اور وہی ہے جو میرے پاس آتا ہے۔

انھوں نے کہا یا اللہ سچ ہے لیکن اے محمد! وہ ہمارا دشمن ہے اور وہ فرشتہ ہے جو صرف سختیاں اور خوں ریزیاں لاتا ہے اور اگر ایسی بات نہ ہوتی تو ضرور ہم آپ کی پیروی کرتے۔ راوی نے کہا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلٰى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

الی قولہ أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَّبَذَهُ فَرِيقٌ مِّنْهُم بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ كِتَابَ اللَّهِ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ كَأَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ

(اے نبی) کہدے کہ جو شخص جبریل کا دشمن ہو (تو اس کی یہ دشمنی بے جا ہے) کیونکہ اس نے اس (قرآن) کو اللہ کے حکم سے اس طرح تیرے دل پر اتارا ہے کہ وہ تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو اس سے پہلے ہے اور ایمانداروں کے لیے ہدایت اور بشارت ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے ایسا رسول آیا جو تصدیق کرنے والا ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے تو جن لوگوں کو کتاب دیگئی تھی انھوں نے اللہ کی کتاب کو اپنے پیٹھ پیچھے اس طرح ڈالدیا۔ گویا وہ اسے جانتے ہی نہیں اور وہ ان باتوں کے پیچھے ہولئے جو سلیمان کی حکومت (کے زمانے) میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔ یعنی جادو۔

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ

حالانکہ سلیمان نے کفر اختیار نہیں کیا تھا بلکہ شیطانوں
نے کفر اختیار کیا تھا (کہ) وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کی تفصیل جو مجھے معلوم ہوئی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب رسولوں میں سلیمان (علیہ السلام) کا ذکر فرمایا تو ان میں کے بعض عالموں نے کہا کہ کیا تم لوگ محمد کے حالات پر تعجب نہیں کرتے وہ تو اس بات کا دعوی کرتا ہے کہ سلیمان بن داؤد نبی تھے حالانکہ وہ تو صرف ایک جادوگر تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔ ۱۶۹

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا

یعنی سلیمان کافر نہیں تھے بلکہ شیاطین (جادو کے پیچھے پڑ کر اور اس پر عمل کر کے) کافر ہوئے۔

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ

اور وہ چیز (سکھاتے تھے) جو ہاروت ماروت دو فرشتوں (یعنی فرشتہ صفت انسانوں یا دو پادشاہوں) پر بابل میں اتاری گئی۔ اور وہ تعلیم نہیں دیتے تھے کسی کو (حتی کہ وغیرہ)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ کو بعض ایسے لوگوں نے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا حدیث سنائی اور عکرمہ سے روایت کی اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی وہ کہا کرتے تھے کہ اسرائیل نے اپنی ذات پر جو چیز حرام ٹھیرا لی تھی وہ جگر کے دو نکلے ہوئے ٹکڑے اور دونوں گردے اور چربی تھی بجز اس چربی کے جو پیٹھ پر ہو۔ کیونکہ یہ چیزیں قربانی میں رکھی جاتی تھیں اور انھیں آگ کھالیا کرتی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے آل زید بن ثابت کے مولی نے عکرمہ یا سعید بن جبیر سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہود کو لکھ بھیجا :۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مِنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَاحِبِ مُوْسٰى وَأَخِيْهِ، وَالْمُصَدِّقِ لِمَا جَاءَ بِهِ مُوْسٰى أَلَا إِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا مَعْشَرَ أَهْلِ التَّوْرَاةِ وَإِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارُ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيْمًا وَإِنِّيْ أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ وَأَنْشُدُكُمْ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ وَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ أَطْعَمَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ أَسْبَاطِكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى وَأَنْشُدُكُمْ بِالَّذِيْ أَيْبَسَ الْبَحْرَ

لِآبَائِكُمْ حَتّٰى أَنْجَاهُمْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ إِلَّا أَخْبَرْتُمُونِي هَلْ تَجِدُوْنَ فِي مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِمُحَمَّدٍ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ اللہ کے رسول محمد کی جانب سے جو موسیٰ کا دوست اور انکا بھائی ہے اور اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جس کو موسیٰ لائے تھے ۔ اے گروہ اہل تورات! سن لو کہ بے شبہہ اللہ نے تم سے فرمایا ہے اور یہ بات تم اپنی کتاب میں بھی پاؤ گے کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں نرم مہربان ہیں (اے مخاطب) تو انھیں رکوع کرتا سجدے کرتا اللہ کے فضل اور رضامندی کا طالب دیکھے گا۔ سجدے کے اثر سے ان کی نشانی خود ان کے چہروں میں (نظر آئے گی) یہ ان کی مثال توریت میں (بھی) ہے اور ان کی مثال انجیل میں (بھی) ہے ۔ ایک کھیتی کی طرح جس نے اپنا پٹھا نکالا پھر اس کو مضبوط کر دیا تو وہ موٹا ہو گیا اور اپنی نال پر سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ کسانوں کو حیرت میں ڈالتا ہے تاکہ کافروں کو ان کے سبب سے غصے میں لائے ۔ ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور (انھوں نے) نیک کام کئے ان سے اللہ نے بخشش اور ایک بڑے بدلے کا وعدہ فرمایا ہے اور میں تمھیں قسم دیتا ہوں اللہ کی، اور قسم دیتا ہوں اس چیز کی جو تم پر اتاری گئی ہے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے من وسلوی تمھارے ان قبیلوں کو کھلایا جو تم سے پہلے تھے اور تمھیں قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس نے تمھارے بزرگوں کے لیے سمندر کو یہاں تک سکھا دیا کہ انھیں فرعون اور اس کے کاموں سے چھڑا لیا کہ تم مجھے خبر دو کہ جو چیز اللہ نے تم پر اتاری ہے ۔ کیا تم اس میں یہ (لکھا ہوا) پاتے ہو کہ تم محمد پر ایمان لاؤ ۔

فَإِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِي كِتَابِكُمْ فَلَا كُرْهَ عَلَيْكُمْ قَدْ

تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَاَدْعُوْکُمْ اِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی نَبِیِّہٖ

پھر اگر تم یہ (بات) اپنی کتاب میں نہیں پاتے تو تم پر کوئی مجبوری نہیں۔ راہ ہدایت گمراہی سے ممتاز ہو چکی پس میں تم کو اللہ اور اس کے نبی کی طرف بلاتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ شَطْأَہٗ کے معنی فِرَاخَہٗ کے یعنی کھیتی کے پٹھے کے ہیں اور واحد شَطْأَۃٌ ہے۔ جب کھیتی اپنے پٹھے نکالے تو عرب
۱۷۰ کہتے ہیں قَدْ اَشْطَأَ الزَّرْعُ۔ اور آزَرَہٗ کے معنی عَاوَنَہٗ کے ہیں یعنی اس کو قوت دی قوی کر دیا کہ وہ اپنی ماؤں کا سا ہو گیا۔ امرؤ القیس نے کہا ہے۔

بِمَحْنِیَّۃٍ قَدْ آزَرَ الضَّالَّ نَبْتُہَا ... مَجَرُّ جُیُوْشٍ غَانِمِیْنَ وَخُیَّبِ

(یہ واقعہ) ایسے ٹکڑے کا ہے جہاں کی روئیدگی کی قوت نے بیری کے درختوں کو قوی بنا دیا تھا اور وہ فتحمند اور شکست خوردہ لشکروں کے ٹھیرنے کا مقام تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

بنی ربیعہ بن مالک بن زید مناۃ میں کے ایک شخص حمید بن مالک الارقط نے کہا:

زَرْعًا وَقَضْبًا مُؤْزَرَ النَّبَاتِ

ایسی زراعت اور ایسا چارہ ہے جس کی روئیدگی کو قوت دی گئی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک بحر رجز کے قصیدے کی ہے۔

اور سوق مہموز نہیں ہے بلکہ یہ ساق کی جمع ہے جیسے سَاقُ الشَّجَرِ۔ درخت کا تنا۔ یا گھاس پات کی نال۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہود کے کافروں اور عالموں میں سے جو لوگ

آپ سے سوالات کیا کرتے اور دشواریاں ڈالتے تھے تاکہ حق کو باطل کے ساتھ مشتبہ کردیں اور ان کے متعلق خاص طور پر قرآن نازل ہوا ایک ابو یاسر
۱۷۱ ابن اخطب تھا۔ عبد اللہ بن عباس اور جابر بن عبد اللہ بن رئاب کی روایت سے جو باتیں مجھ سے کہی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو یاسر بن اخطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایسی حالت میں گزرا کہ آپ ابتدائے سورہ بقرہ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ تلاوت فرما رہے تھے تو ابو یاسر بن اخطب چند یہودیوں کے ساتھ اپنے بھائی حیی بن اخطب کے پاس آیا اور کہا سنو واللہ میں نے محمد کو الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ پڑھتے سنا ہے جو اس پر اترا ہے تو ان لوگوں نے کہا تو نے سنا ہے۔ کہا ہاں تو حیی بن اخطب ان یہودیوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے ان لوگوں نے کہا اے محمد! ہمیں معلوم ہوا ہے کہ تم پر جو کچھ اتارا گیا ہے اس میں تم الٓمّٓ بھی پڑھتے ہو۔ فرمایا ہاں تو انھوں نے کہا انھیں جبریل تمھارے پاس اللہ کے پاس سے لائے ہیں فرمایا ہاں۔ انھوں نے کہا کہ اللہ نے تم سے پہلے بھی انبیاء کو مبعوث فرمایا ہے لیکن ہمیں اس کی خبر نہیں کہ ان میں سے کسی نبی سے بجز تمھارے یہ بیان کیا ہو کہ اس کی حکومت کا زمانہ اور اس کی امت کا دنیوی حصہ کیا ہوگا۔ تو حیی بن اخطب اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے کہا الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس یہ (جملہ) اکہتر سال کیا تم لوگ ایسے دین میں داخل ہوتے ہو جس کی حکومت کی مدت اور اس کی امت کا دنیوی حصہ اکہتر سال ہو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے محمد! کیا اس کے ساتھ اور بھی کچھ ہے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا وہ کیا ہے۔ فرمایا۔ الٓمّٓصٓ۔ اس نے کہا یہ بڑا بھاری اور بہت لمبا ہے الف ایک اور لام تیس اور میم چالیس اور صاد نوے[1] یہ (جملہ) ایکسو اکسٹھ سال ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی

[1] نسخہ (الف) میں دوسرے نسخوں اور اعداد ابجد کے خلاف والصاد تسعون کے بجائے ستون لکھا ہے اور جملہ اعداد میں بھی بجائے احدی وستون ومائۃ کے احدی وثلاثون ومائۃ لکھا ہے جو بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

ہیں۔ فرمایا۔ ہاں الّٰر۔ کہا یہ اور زیادہ بوجھل اور زیادہ لمبا ہے۔ الف ایک اور لام تیس اور ر ہے دوسو اور یہ دوسو اکتیس ہوئے۔ اے محمد کیا اس کے ساتھ اس کے علاوہ اور بھی ہیں۔ فرمایا ہاں المّٰر۔ کہا واللہ یہ تو اور زیادہ بھاری اور دراز ہے۔ الف ایک لام تیس میم چالیس اور ر ے دوسو یہ تو دوسو اکہتر سال ہو گئے۔ پھر اس نے کہا۔ اے محمد اب تو
۱۶۲ تمہارا معاملہ ہمارے لیے یہانتک مشتبہ ہو گیا کہ ہم نہیں جانتے کہ کیا تمہیں
۱ تھوڑا دیا گیا ہے یا بہت۔ پھر آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو ابو یاسر
۱۶۳ نے اپنے بھائی حیی بن اخطب اور ان لوگوں سے جو اس کے ساتھ یہود کے علماء میں سے تھے کہا تمہیں کیا خبر شائد محمد کے لیے یہ سب کے سب جمع کر دئے گئے ہوں اکہتر اور ایک سو اکسٹھ[1] اور دوسو اکتیس اور دوسو اکہتر اور یہ سات سو چونتیس[2] سال ہوئے پھر انھوں نے کہا اس کا معاملہ ہمارے لیے مشتبہ ہو گیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آیتیں انھیں کے متعلق نازل ہوئی ہیں۔

مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اس (قرآن) کی بعض آیتیں محکم ہیں اور وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری مشتبہ المعنی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ میں نے اہل علم میں سے بعض ایسے لوگوں سے سنا ہے جن کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا وہ بیان کرتے تھے کہ یہ آیتیں نجران والوں کے متعلق اس وقت نازل ہوئیں جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق آپ سے دریافت کرنے آئے تھے۔
محمد ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف نے

---

[1] ۔ (الف) میں یہاں بھی احدی وثلاثون ومائۃ یعنی ایکسو اکتیس لکھا ہے۔

[2] ۔ (الف) صاد کے ساٹھ کے حساب سے یہاں بھی جملے میں سبعمائہ واربع سنین لکھے ہیں۔ یعنی بجائے سات سو چونتیس کے سات سو چار لکھے ہیں۔ (احمد محمودی)

بیان کیا کہ انھوں نے سنا ہے کہ یہ آیتیں یہود ہی کی ایک جماعت کے متعلق نازل ہوئیں لیکن انھوں نے مجھ سے اس کی کوئی تفسیر نہیں بیان کی۔ پس اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان میں سے کونسی بات واقعی تھی۔

ابن عباس کے مولی عکرمہ سے یا سعید بن جبیر سے جو باتیں مجھے معلوم ہوئی ہیں اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے بتایا ہے یہ ہے کہ یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلے سے اوس و خزرج پر فتح طلب کیا کرتے تھے اور جب اللہ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو انھوں نے آپ کا بھی انکار کر دیا اور آپ کے متعلق جو کچھ کہا کرتے تھے اس کا بھی انکار کر دیا تو ان سے معاذ بن جبل نے اور بنی سلمہ والے بشر بن البراء بن معرور نے کہا کہ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ تم ہم پر محمد کے وسیلے سے اس وقت فتح طلب کرتے تھے جب ہم مشرک تھے اور تم ہمیں خبر دیا کرتے تھے کہ آپ مبعوث ہونے والے ہیں اور تم لوگ آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو بنی نضیر والے سلام بن مشکم نے کہا کہ وہ کوئی ایسی چیز نہیں لایا جس کو ہم پہچانیں اور یہ وہ نہیں ہے جس کا ذکر ہم تم سے کیا کرتے تھے تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا:۔ ۱۷۴

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان کے پاس اللہ کے پاس سے وہ کتاب آئی جو تصدیق کرنے والی ہے اس چیز کی جو ان کے ساتھ ہے حالانکہ اس سے پہلے وہ ان لوگوں پر فتح طلب کیا کرتے تھے جنھوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ.

پھر جب ان کے پاس وہ چیز آگئی جس کو انھوں نے پہچان لیا
تو اس سے انکار کر دیا۔ پس منکروں پر اللہ کی پھٹکار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ کے متعلق ان سے عہد لیے جانے اور آپ کے بارے میں اللہ نے انھیں جو حکم دیا تھا اس کا ذکر ان لوگوں سے کیا گیا تو مالک بن الصیف نے کہا کہ واللہ ہمیں محمد کے بارے میں نہ کوئی حکم دیا گیا اور نہ ہم سے ان کے متعلق کوئی عہد لیا گیا تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیۃ) نازل فرمائی:۔

أَوَكُلَّمَا عَاهَدُوا عَهْدًا نَبَذَهُ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

اور کیا جب کبھی انھوں نے کوئی عہد کیا تو ان میں کی ایک
جماعت نے اس کو پھینک دیا بلکہ ان میں کے اکثر لوگ ایمان ہی نہیں لاتے۔

اور ابو صلوبا الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! تم ہمارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں لائے جس کو ہم جانتے ہوں اور نہ اللہ نے تم پر کوئی ایسی کھلی نشانی اتاری کہ اس کے سبب سے ہم تمھاری پیروی کریں تو اللہ نے اس کے متعلق اپنا یہ قول نازل فرمایا۔

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا إِلَّا الْفَاسِقُونَ

اور بے شک ہم نے تیری جانب (بہت سی) کھلی نشانیاں
اتاری ہیں اور ان کا انکار نافرمان لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

اور رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اے محمد ہمارے پاس کوئی ایسی کتاب لاؤ جسے آسمان سے تم ہم پر اتارو کہ ہم اسے پڑھیں اور ہمارے لیے نہریں بہا دو کہ ہم تمھاری پیروی کریں اور تمھیں سچا جانیں تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

أَمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سُئِلَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ

وَمَنْ يَتَبَدَّلِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ

یا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ایسے سوالات کرو جیسے اس سے پہلے (بھی) موسیٰ سے سوالات کئے گئے تھے اور جو شخص کفر کو ایمان کے عوض میں بدل لے تو بے شبہہ اس نے وسط راہ (یا راستے کی ہمواری یا بھلائی) کو کھو دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سَوَاءَ السَّبِيلِ کے معنی وَسْطَ السَّبِيلِ کے ہیں۔ حسان بن ثابت نے کہا ہے:۔

يَا وَيْحَ أَنْصَارِ النَّبِيِّ وَرَهْطِهِ ... بَعْدَ الْمُغَيَّبِ فِي سَوَاءِ الْمُلْحَدِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور آپ کی جماعت کے لیے لحد کے بیچ میں جسد شریف کے چھپا دینے کے بعد کا وقت کس قدر افسوس ناک تھا۔

175 اور یہ بیت ان کے ایک قصیدے کی ہے جس کا ذکر انشاء اللہ میں اس کے مقام پر کروں گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عربوں کو اللہ نے اپنی رسالت کی خصوصیت عنایت فرمائی تو ان پر حسد کرنے والے یہود میں سب سے زیادہ سخت حیی بن اخطب اور ابو یاسر بن اخطب تھے۔ یہ دونوں لوگوں کو اسلام سے پھیرنے کی جس قدر ان سے ہو سکتی کوشش کرتے رہتے تھے انھیں دونوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی۔

وَدَّ كَثِيرٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

اہل کتاب میں بہتوں نے ان پر حق ظاہر ہو جانے کے بعد اپنے نفسانی حسد کے سبب سے یہ خواہش کی کہ کاش تمھارے ایمان لانے کے بعد تمھیں لوٹا کر کافر بنا دیں۔ پس انھیں چھوڑ دو اور ان سے منہ پھیر لو یہانتک کہ اللہ اپنا حکم لائے۔ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود اور نصاریٰ کا جھگڑا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کے پاس یہودی علماء بھی پہنچے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں جھگڑا ہوا تو رافع بن حرملہ نے کہا تم کسی ٹھیک بات پر نہیں ہو اور اس نے عیسیٰ علیہ اسلام اور انجیل کا انکار کر دیا تو نجران کے نصرانیوں میں سے ایک شخص نے یہود سے کہا تم کسی صحیح بات پر نہیں ہو اور اس نے موسیٰ (علیہ السلام) کی نبوت اور توریت کا انکار کر دیا تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق ان دونوں کے اقوال (بطور نقل) نازل فرمائے :۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا

فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

اور یہود نے کہا کہ نصاریٰ کسی (صحیح) چیز پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ یہود کسی (صحیح) چیز پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں گروہ اپنی اپنی) کتاب پڑھتے ہیں اسی طرح ان لوگوں نے بھی انہیں کی سی بات کہدی جو (کچھ بھی) نہیں جانتے۔ پس اللہ قیامت کے روز ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔

یعنی ہر ایک گروہ اپنی کتاب میں اس بات کی سچائی کے متعلق پڑھتا رہتا ہے جس کا وہ انکار کرتا ہے یعنی یہود عیسیٰ (علیہ السلام) کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توریت ہے جس میں وہ (معاہدہ) جو موسیٰ (علیہ السلام) کی زبانی عیسیٰ (علیہ السلام) کی تصدیق کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے ان سے لیا تھا موجود ہے اور انجیل میں موسیٰ (علیہ السلام) اور اس توریت کی تصدیق کا وہ (معاہدہ بھی) موجود ہے جو وہ اللہ کے پاس سے لائے تھے اور ہر گروہ اس چیز سے انکار کرتا ہے جو اس کے (مخالف) ساتھی کے ہاتھ میں ہے۔

۱۷۶ اور رافع بن حریملہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد اگر تم اللہ کی جانب سے بھیجے ہوئے ہو جس کا تم دعویٰ کرتے ہو تو اللہ سے کہو کہ وہ ہم سے خوب باتیں کرے کہ ہم اس کی باتیں سنیں۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق اپنا قول نازل فرمایا۔

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ

كَذَٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ۔

اور جو لوگ علم نہیں رکھتے انھوں نے کہا کہ اللہ ہم سے باتیں کیوں نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی (کیوں نہیں) آتی جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے بھی انھیں کی سی باتیں کیں۔ ان کے دل ایک دوسرے کے سے ہو گئے ہیں۔ ہم نے تو یقین رکھنے والوں کے لیے کھلی کھلی نشانیاں پیش کر دی ہیں۔

اور عبد اللہ بن صوری الاعور الفطیونی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ سیدھی راہ تو وہی ہے جس پر ہم ہیں۔ اے محمد ہماری پیروی کرو تو تم سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

اور نصاریٰ نے بھی اسی طرح کہا تو اللہ (تعالیٰ) نے عبد اللہ بن صوری اور نصاریٰ کی باتوں کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تَهْتَدُوا ۔

اور انھوں نے کہا کہ یہودی ہو جاؤ یا نصاریٰ تو سیدھی راہ پر لگ جاؤ گے۔

قُلْ بَلْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔

(اے نبی) تو کہدے بلکہ (ہم نے تو) ملت ابراہیم (اختیار کرنی ہے جو) ایک سو (تھے) اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔

پھر اللہ (تعالیٰ) نے پورا قصہ اپنے اس قول تک بیان فرمایا۔

تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

وہ ایک جماعت تھی جو گزر گئی۔ اس کو وہ (ملے گا) جو اس نے کمایا اور تمھیں وہ (ملے گا) جو تم نے کمایا اور جو کچھ وہ

کرتے تھے اس کے متعلق تم سے سوال نہ کیا جائے گا۔

کعبے کی جانب تحویل قبلہ کے وقت یہود کی باتیں

ابن اسحٰق نے کہا کہ شام کی سمت سے کعبے کی سمت قبلہ کی تحویل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے کے سترھویں مہینے کی ابتدا میں ماہ رجب میں ہوئی تو رفاعہ بن قیس اور فردم بن عمرو اور کعب بن اشرف اور رافع بن ابی رافع اور کعب بن اشرف کا حلیف الحجاج بن عمرو اور الربیع ابن الربیع بن ابی الحقیق اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے محمد تمھیں اس قبلے سے جس کی جانب تم تھے کس چیز نے پھیر دیا حالانکہ تمھیں تو اس بات کا دعوے ہے کہ تم ملت ابراہیمی اور دین ابراہیمی پر ہو۔ تم جس قبلے کی جانب تھے اس کی جانب لوٹ آؤ تو ہم تمھاری پیروی کریں گے اور تم کو سچا مانیں گے اور وہ صرف آپ کو آپ کے دین سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

۱۷۷ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا قُلْ لِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ

مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ

عنقریب لوگوں میں سے بے وقوف کہیں گے کہ کس چیز نے انھیں ان کے اس قبلے سے پھیر دیا جس پر وہ تھے کہہ مشرق ومغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ بتا دیتا ہے اور اسی طرح ہم نے تم کو بہترین جماعت بنایا کہ تم لوگوں کے لیے گواہ بنو اور رسول تمھارے لیے گواہ بنے ۔ اور جس قبلے پر تو تھا وہ تیرے لیے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ جو رسول کی پیروی کرتا ہے اس کو اس شخص سے ممتاز کریں جو اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ جاتا ہے ۔

یعنی آزمائش اور امتحان کے طور پر ایسا کیا۔

وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ

اور اگرچہ یہ بڑی (بھاری) بات تھی مگر ان لوگوں پر (کوئی بھاری بات نہ تھی) جنھیں اللہ نے سیدھی راہ دکھادی ہے۔

یعنی (جنھیں) آزمائش سے (گزرنے اور امتحان میں کامیابی حاصل کرنے کی راہ بتادی) یعنی جنھیں اللہ نے ثابت قدم رکھا۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ

اور اللہ ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان برباد کرے ۔

یعنی تمھارا جو ایمان پہلے قبلے کے متعلق تھا اور تم نے اپنے نبی کی تصدیق کی تھی اور تحویل قبلہ تک جو پیروی تم نے اس کی کی اور دونوں قبلوں کے متعلق تم نے جو اپنے نبی کی اطاعت کی (ان نیکیوں کو برباد نہیں کرے گا) یعنی وہ تمھیں ان دونوں کا اجر عنایت فرمائے گا۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ۔

بے شبہہ اللہ لوگوں پر مہربانی اور رحم کرنے والا ہے۔

پھر فرمایا :۔

قَدْ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ۔

تیرے چہرے کے آسمان میں (یعنی آسمان کی جانب بار بار) پھرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں پس بے شبہہ ہم تجھے اسی قبلے کے جانب پھیر دیں گے جس کو تو پسند کرتا ہے پس (اب تو اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کر دے اور (اے محمد کی امت والو) تم جہاں کہیں رہو اپنے چہرے اسی کی جانب کر دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ شطرہ کے معنی نحوہ وقصدہ کے ہیں یعنی اس کی جانب ۔ عمرو بن احمر الباہلی نے ایک اونٹنی کا بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔ اور باہلۃ یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان کا بیٹا تھا۔

تَعْدُو بِنَا شَطْرَ جَمْعٍ وَهِيَ عَاقِدَةٌ ۔۔۔ قَدْ كَارَبَ الْعَقْدُ مِنْ إِيفَادِهَا الْحَقَبَا

وہ (اونٹنی) ہمیں لیے ہوئے مزدلفے کی جانب تیز چلی جا رہی ہے حالانکہ دم دبائے ہوئے ہے اور اس کی گرم رفتاری کے سبب سے دبی ہوئی دم تنگ کے نیچے تک پہنچنے کے قریب ہو گئی ہے۔ (ابتدائے حمل میں اونٹنیاں دم دبائے رکھتی ہیں اور ایسی اونٹنیاں تیز نہیں چلا کرتیں۔ شاعر اسی بات کی تعریف کر رہا ہے کہ وہ حمل کے ابتدائی زمانے کے باوجود تیز دوڑ رہی تھی)

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے ۱۷۸

اور قیس بن خویلد الہذلی نے اونٹنی کے وصف میں کہا ہے:۔

إِنَّ النَّعُوسَ بِهَا دَاءٌ مُخَامِرُهَا فَشَطْرُهَا نَظَرُ الْعَيْنَيْنِ مَحْسُورُ

نعوس (اونٹنی کا نام ہے) کو اس (کی رگ رگ) میں پھیل
جانے والی بیماری ہے۔ اس لیے اس کی جانب آنکھوں کا دیکھنا
تھکا دینے والا ہے۔ (یعنی سفر کے طے کرنے کی امید نہ کرنا چاہیے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ نعوس اس کی اونٹنی کا نام ہے اس لیے اس نے اس کو تھکی نظروں سے دیکھا۔ محسور بمعنی حسیر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وھو حسیر۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ

اور بے شک جن لوگوں کو کتاب دیگئی ہے وہ یقیناً جانتے
ہیں کہ وہ (قرآن) حق ہے۔ ان کے پروردگار کی جانب سے ہے
اور جو کام وہ کر رہے ہیں اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ

اور اگر تو ان لوگوں کے پاس جنھیں کتاب دیگئی ہے ہر طرح
کی نشانی لائے تو وہ تیرے قبلے کی پیروی نہ کریں گے اور تو بھی ان
کے قبلے کی پیروی کرنے والا نہیں اور ان میں کے بعض افراد بھی دوسرے

بعض افراد کے قبلے کی پیروی کرنے والے نہیں اور تیرے پاس جو علم آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تو نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی تو بے شبہہ تو ظالموں میں سے ہوگا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ کے اس قول تک

وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ

اور بے شبہہ وہ حق ہے تیرے پروردگار کی جانب سے اس لیے تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ ہو۔

یہودیوں کا توریت کی سچی باتوں کو چھپانا



بنی سلمہ والے معاذ بن جبل اور بنی اشہل والے سعد بن معاذ اور بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید نے علماء یہود میں کی ایک جماعت سے بعض ایسے مسائل کے متعلق پوچھا جو توریت میں ہیں تو انھوں نے ان مسائل کو چھپایا اور اس کے متعلق کچھ بتانے سے انکار کیا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:—

۱۵۹ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى مِنْ بَعْدِ

مَا بَيَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِى الْكِتٰبِ اُولٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ

بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں ان کھلی باتوں اور (ایسی) ہدایت کو جس کو ہم نے اتارا ہے بعد اس کے کہ ہم نے اسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان (بھی) کر دیا ہے یہ وہی ہیں جن پر اللہ ملامت فرماتا ہے اور جو لوگ ملامت کرنے والے ہیں وہ (سب) ان پر ملامت کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ اسلام پر ان کا جواب

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب میں کے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور انھیں اس کی رغبت دلائی اور انھیں اللہ کے عذاب و سزا سے ڈرایا تو رافع بن خارجہ اور مالک بن عوف نے کہا کہ اے محمد (ہم تمھاری بات نہ مانیں گے) بلکہ ہم تو اسی (روش) کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کیونکہ وہ زیادہ جاننے والے اور ہم سے بہتر تھے تو اللہ عزوجل نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :—

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوَلَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ

اور جب ان سے کہا گیا کہ اللہ نے جو (کلام) نازل فرمایا ہے اس کی پیروی کرو تو انھوں نے کہا (نہیں) بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے اور کیا اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت پائے (ہوئے) ہوں۔

بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کا جمگھٹا

اور جب جنگ بدر کے روز اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر مصیبت ڈھائی

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو سوق بنی قینقاع میں جمع کیا اور فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا قَبْلَ أَنْ يُصِيبَكُمُ اللّٰهُ بِمِثْلِ مَا أَصَابَ بِهِ قُرَيْشاً

اے گروہ یہود اسلام اختیار کر لو اس سے پہلے کہ اللہ تم پر بھی ویسی (ہی) مصیبت ڈالے جیسی قریش پر ڈالی۔

تو انھوں نے آپ سے کہا اے محمد تم اس بھلاوے میں نہ رہنا کہ تم نے قریش کی ایک (ایسی) جماعت کو قتل کر ڈالا جو ناتجربہ کار تھی اور جنگ کرنا نہ جانتی تھی۔ واللہ اگر تم ہم سے جنگ کرو تو تمھیں معلوم ہوگا کہ ہم خاص قسم کے لوگ ہیں اور تمھیں کوئی ہمارا سا نہیں ملا۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے اس قول کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَى جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْمِهَادُ

(اے نبی) جن لوگوں نے کفر کیا ان سے کہدے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور جہنم کی طرف جمع کئے جاؤ گے اور وہ (بہت) برا فرش ہے۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ تَرَوْنَهُمْ[1] مِثْلَيْهِمْ رَأْيَ الْعَيْنِ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهِ

لہ (الف۔ب) میں ترونہم تاء فوقانیہ سے ہے اور (ج د) میں یاء تحتانیہ سے ہے اور کلام مجید میں بھی دونوں قراءتوں کی روایتیں موجود ہیں، یرونہم یاء تحتانیہ سے ہو تو اس کے معنی

مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ

بے شبہہ تمھارے لیے ایک نشانی تھی دو جماعتوں میں جو ایک دوسرے سے مقابل ہوئیں۔ ایک جماعت اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور دوسری کافر ہے۔ تم انھیں ان کا دونا دیکھ رہے تھے (اور یہ کچھ خیالی بات نہ تھی بلکہ) آنکھوں دیکھا (معاملہ تھا) اور اللہ اپنی مدد سے جس کی تائید چاہتا ہے کرتا ہے بے شبہہ اس میں بصیرت والوں (یا دیکھنے والوں) کے لیے عبرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہود کی عبادتگاہ میں تشریف لے جانا

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود کی عبادت گاہ میں یہود کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے (اور) انھیں اللہ کی طرف بلایا تو النعمان بن عمرو اور الحارث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد تم کس دین پر ہو تو آپ نے فرمایا:—

عَلَىٰ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ وَدِينِهِ

ملت ابراہیم اور دین ابرہیم پر (ہوں)۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وہ انھیں ان کا دونا یا اپنا دونا دیکھتے ہیں معنی ہوں گے اور یہاں کی ضمیروں کے مرجعوں میں بہت کچھ اختلافات ہیں اس لیے میں نے ضمیروں کے مرجعوں کو ترجمے میں ظاہر کرنے کی کوشش نہیں کی۔ مرجعوں کے اختلاف سے مختلف معانی پیدا ہوتے ہیں جنھیں مرجعوں کی تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفسیر کی جانب رجوع فرمائیں۔ (احمد محمودی)

۱۸۰ ان دونوں نے کہا کہ ابرہیم تو یہودی تھے تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

فَهَلُمَّ إِلَى التَّوْرَاةِ فَهِيَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

اچھا توریت میرے سامنے لاؤ وہ ہمارے اور تمہارے درمیان (فیصلہ کرے گی)۔

انھوں نے اس سے انکار کیا تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ إِلَّا أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ وَغَرَّهُمْ فِي دِينِهِمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ

کیا تو نے ان لوگوں کی حالت نہیں دیکھی جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ اللہ کی کتاب کی جانب بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر (بھی) ان میں کی ایک جماعت روگردانی کرتی ہے اور وہ ہیں ہی روگردان ۔ یہ حالت اس وجہ سے ہے کہ انھوں نے کہدیا کہ بجز چند دنوں کے ہمیں آگ ہرگز نہ چھوئے گی اور جو جھوٹے الزام وہ دیا کرتے تھے اس نے انھیں ان کے دین کے متعلق دھوکے میں ڈال دیا۔

یہود کے علما اور نجران کے نصاری جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں جھگڑنے لگے تو یہود کے علماء نے کہا کہ ابراہیم تو یہودی ہی تھے اور نجران کے نصاری نے کہا کہ نہیں ابراہیم نصرانی تھے تو اللہ نے

ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

قُلْ یَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تُحَاجُّونَ فِي إِبْرَاهِيمَ وَمَا أُنْزِلَتِ التَّوْرَاةُ وَالْإِنْجِيلُ إِلَّا مِنْ بَعْدِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ هَؤُلَاءِ حَاجَجْتُمْ فِيمَا لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَاجُّونَ فِيمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَكِنْ كَانَ حَنِيفًا مُسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ

(اے نبی) کہدے اے اہل کتاب تم ابراہیم کے متعلق کیوں جھگڑتے ہو حالانکہ توریت و انجیل نہیں اتاری گئی مگر اس کے بعد تو کیا تم عقل نہیں رکھتے (دیکھو) یہ تم لوگ (وہی تو) ہو (کہ) جس میں تمھیں (کچھ) علم تھا اس میں جھگڑ ہی چکے۔ پھر ایسی چیز میں تم کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمھیں کچھ بھی علم نہیں اور حقیقت تو) اللہ (ہی) جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ابراہیم نہ (تو) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسوئی رکھنے والے فرمان بردار (بندے) تھے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے بے شک لوگوں میں ابراہیم سے زیادہ قریب وہ لوگ (تھے) جنھوں نے ان کی پیروی کی اور یہ نبی اور وہ لوگ جو (ان پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (تو) ایمانداروں (ہی) کا مربی ہے۔

اور عبداللہ بن ضیف اور عدی بن زید اور الحارث بن عوف نے

ایک دوسرے سے کہا کہ آؤ محمد اور اس کے ساتھیوں پر جو چیز اتری ہے اس پر صبح کو ایمان لائیں اور شام میں اس کا انکار کر دیں تاکہ ان کے لیے ان کے دین میں شبہے ڈال دیں (یہ اس لیے) کہ وہ بھی ایسا ہی کریں جیسا ہم کر رہے ہیں اور وہ اپنے دین سے پلٹ جائیں تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے بارے میں (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اے کتاب والو تم حق کو باطل سے کیوں گڈ مڈ کرتے ہو تم جان بوجھ کر حق کو (کیوں) چھپاتے ہو۔

وَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
۱۸۱ وَلَا تُؤْمِنُوا إِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَى هُدَى اللَّهِ أَنْ يُؤْتَى أَحَدٌ مِثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

اہل کتاب کے ایک گروہ نے کہا کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں ان پر جو چیز اتاری گئی ہے اس کو دن کے ابتدائی حصے میں مان لو اور آخری حصے میں انکار کر دو شاید کہ وہ (اپنے دین سے) پلٹ جائیں اور (حقیقت میں) اس شخص کے سوا جو تمہارے دین کی پیروی کرے

(کسی اور کو) نہ مانو (اے نبی) کہدے کہ بے شک ہدایت تو اللہ کی ہدایت ہے (اور اس بات کو بھی نہ مانو) کہ کسی کو ویسی چیز دیگئی ہے جو تم کو دی گئی ہے یا وہ تمھارے پروردگار کے پاس تم پر حجت میں غالب ہو جائیں گے۔ (اے نبی) کہدے کہ فضل اللہ (ہی) کے ہاتھ میں ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور (ہر شخص کی قابلیتوں کو) جاننے والا ہے۔

جب یہود کے علما اور نجران کے نصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی تو ابو نافع القرظی نے کہا اے محمد کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح نصاری عیسیٰ بن مریم کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تمھاری پرستش کریں اور نجران والے نصرانیوں میں کے ایک شخص الربیس نامی نے کہا اور بعض روایتوں میں الریس اور الرئیس بھی ہے۔ اے محمد کیا تم یہی چاہتے ہو اور اسی (اعتقاد) کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ یا جس[1] طرح اس نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مُعَاذَ اللهِ أَنْ أَعْبُدَ غَيْرَ اللهِ أَوْ آمُرَ بِعِبَادَةِ غَيْرِهِ فَمَا بِذٰلِكَ

بَعَثَنِي اللهُ وَلَا أَمَرَنِي

(میں) اللہ کی پناہ (مانگتا ہوں) اس بات سے کہ غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے غیر کی عبادت کا حکم دوں۔ نہ اللہ نے مجھے اس (عقیدے) کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے (اور) نہ اس نے مجھے اس کا حکم فرمایا ہے۔ یا آپ[1] نے جس طرح فرمایا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے اقوال کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:۔

---

[1] یہ الفاظ راوی نے اپنے حافظے پر بھروسہ نہ کرنے کی وجہ سے کہے ہیں کہ روایت بالفاظ صحیح ہونے کا راوی کو یقین نہیں۔ لیکن مطلب یہی تھا۔ (احمد محمودی)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ

(یہ بات) کسی بشر کو (زیبا) نہیں کہ اللہ کتاب اور حکمت اور نبوت عنایت فرمائے (اور) پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے پرستار بن جاؤ۔ لیکن (اس کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ) تم لوگ علماء فقہاء اور سادات بن جاؤ اس سبب سے کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے اور تعلیم حاصل کرتے رہتے ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ربانیین کے معنی عالموں، فقیہوں اور سرداروں کے ہیں اس کا واحد ربانی ہے۔ شاعر نے کہا ہے۔

لَوْ كُنْتُ مُرْتَهِنًا فِي الْقُوسِ أَفْتَنَنِي ... مِنْهَا الْكَلَامُ وَرَبَّانِيُّ أَحْبَارِ

اگر میں کسی (تارک الدنیا) راہب کی خانقاہ میں مقیم ہوتا (تو بھی) اس محبوبہ کی باتیں مجھے اور اس راہب فقیہ و عالم (دونوں) کو بھی دین سے بھٹکا دیتیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ قوس کے معنی راہب کی خانقاہ کے ہیں اور افتننی بنی تمیم کی زبان ہے اور بنی قیس فتننی کہتے ہیں۔ جریر[1] نے کہا ہے۔

لَا وَصْلَ إِذْ صَرَمَتْ هِنْدٌ وَلَوْ وَقَفَتْ ... لَاسْتَنْزَلَتْنِي وَذَا الْمِسْحَيْنِ فِي الْقُوسِ

[1] خط کشیدہ زیادتی بجز نسخہ (الف) کے دوسرے نسخوں میں نہیں ہے۔ نسخہ (الف) کے تتبع میں (ب) میں بھی اصل میں لکھی گئی ہے۔ لیکن ساتھ ہی حاشیے پر صراحت کر دی ہے کہ یہ زیادتی یورپ کے

جب ہند جدا ہو گئی تو (اس سے) ملنے کا (کوئی موقع)
نہ رہا اور اگر (وہ) ٹھیرتی تو مجھے اور موٹے کپڑے پہن کر خانقاہ میں
رہنے والے کو بھی (اپنے مقام سے) اتار لیتی (یعنی زہد و تقوی
چھڑا دیتی)

(فوس) یعنی راہب کی خانقاہ۔ اور ربانی رب سے مشتق ہے جو سید کے معنی میں ہے اللہ کی کتاب میں ہے۔

فَيَسْقِي رَبَّهُ خَمْرًا۔

وہ اپنے سردار کو شراب پلائے گا۔
جس میں رب سے مراد سید و سردار ہے۔ فرمایا:۔

۱۸۳ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا

أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

اور وہ تمھیں حکم نہ دے گا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو
ارباب بنا لو کیا وہ تمھیں کفر کا حکم دے گا اس کے بعد کہ تم مسلمان
ہو چکے ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے اس عہد کا ذکر فرمایا جو ان سے اور ان کے انبیاء سے لیا تھا کہ جب آپ ان کے پاس تشریف لائیں تو آپ کی تصدیق کریں اور اپنے آپ پر لازم ہونے کا جو اقرار انھوں نے کیا تھا اس کا ذکر فرمایا اور فرمایا:۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ نسخے کے سوا دوسرے نسخوں میں نہیں اور اس میں تکرار بھی ہو گئی ہے جو بعد کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

(احمد محمودی)

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو تمھیں کتاب اور حکمت دی ہے (اس شرط سے کہ اس کے بعد) پھر تمھارے پاس کوئی ایسا رسول آئے جو اس (کتاب و حکمت) کی تصدیق کرنے والا ہو جو تمھارے ساتھ ہے تو ضرور تم اس پر ایمان لاؤ گے اور ضرور اس کی مدد کرو گے۔ فرمایا کیا تم نے قبول کیا اور اس (شرط) پر میرے (اس) عہد کا بار اٹھا لیا۔ انھوں نے کہا ہم نے قبول کیا۔ فرمایا تم (ایک دوسرے کے بارے میں) گواہ رہو اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ آخر بیان تک۔

انصار کو آپس میں لڑا دینے کی یہود کی کوشش

ابن اسحٰق نے کہا کہ شاس بن قیس جو بہت بوڑھا۔ کفر کا سرگروہ مسلمانوں سے سخت کینہ اور حسد رکھنے والا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی

ایک مجلس سے اس کا گزر ہوا جس میں اوس وخزرج کے لوگ ایک جگہ بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ان کی آپس کی محبت، الفت، جمعیت اور جاہلیت کے زمانے میں ان کی آپس میں دشمنی پھر اسلام کی وجہ سے ان کے تعلقات کی خوشگواری دیکھی تو جل گیا اور کہا کہ بنی قیلہ کے سردار ان شہروں میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ واللہ ان کے سرداروں کے اس مقام پر اس اجتماع (کے دیکھنے) سے ہمیں تو چین نہ آئے گا۔ اور یہود کے ایک کم سن نوجوان کو حکم دیا اور کہا ذرا ان کی طرف توجہ کر۔ ان کے ساتھ مل جل کر بیٹھ اور جنگ بعاث اور اس کے پہلے کے واقعات کا تذکرہ ان سے کیا کر اور انھیں وہ اشعار سنا جو انھوں نے ایک دوسرے کے مقابلے میں کہے تھے۔ اور جنگ بعاث وہ جنگ تھی جس میں اوس وخزرج نے ایک دوسرے سے جنگ کی تھی اور اس (لڑائی) میں خزرج پر اوس کو فتح حاصل ہوئی تھی اور اس زمانے میں اوس کا سردار ابو اسید بن حضیر بن سماک الاشہلی اور خزرج کا عمرو بن النعمان البیاضی تھا اور یہ دونوں کے دونوں مارے گئے۔

۱۸۴ ابن ہشام نے کہا کہ ابو قیس بن الاسلت کہتا ہے۔

عَلَى أَنْ قَدْ فُجِعْتُ بِذِي حِفَاظٍ ۞ فَعَاوَدَنِي لَهُ حُزْنٌ رَصِينٌ

باوجود اس کے کہ خشمناک مقام میں مجھ پر ایسی مصیبت ڈالی گئی کہ ایک دائمی غم مجھ پر پلٹتا رہا ہے۔

فَإِمَّا تَقْتُلُوهُ فَإِنَّ عَمْرًا ۞ أُعِضَّ بِرَأْسِهِ عَضْبٌ سَنِينٌ

(لیکن) اگر تم نے اس (حضیر) کو قتل کیا ہے تو عمرو کا سر بھی تیز تلوار کے دانتوں میں دبا یا گیا ہے۔

اور یہ دونوں بیتیں اس کے ایک قصیدے کی ہیں۔ اور جنگ بعاث کا بیان جتنا کہ میں نے ذکر کیا ہے۔ اس سے بہت زیادہ ہے لیکن مجھے

لہ۔ (الف) میں قد نہیں ہے جس کی وجہ سے مصرع کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

اس کے پورے بیان کرنے سے روکنے والا (سیرت نبوی کے بیان کا) وہی انقطاع ہے جس کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس (نوجوان) نے ویسا ہی کیا تو اسی وقت ان لوگوں میں تو تو میں میں ہونے لگی اور کشمکش، فخر اور مباہات شروع ہو گئی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں قبیلوں میں سے ایک ایک شخص حملے کے لیے نیم استادہ ہو گیا۔

اوس میں سے بنی حارثہ بن الحارث میں کا اوس بن قیظی نامی اور خزرج میں سے بنی سلمہ میں کا جبار بن صخر نامی یہ دونوں ایک دوسرے سے الجھنے لگے۔ پھر ان میں کے ایک نے اپنے مقابل والے سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ابھی اس (جنگ) کی پھر ابتدا کریں۔ غرض دونوں جماعتیں غصے میں بھر گئیں۔ اور انھوں نے کہا اچھا تمھارے (اور) اپنے مقابلے کے لیے یہ سیاہ پتھریلا مقام ہم نے مقرر کر دیا ہتھیار لاؤ۔ ہتھیار لاؤ (کی چیخ پکار ہونے لگی)۔ اور وہ سب کے سب اس میدان کی جانب نکل کھڑے ہوئے۔ اس کی خبر (جب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ اپنے ساتھ کے مہاجرین صحابہ کو لیے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا:—

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اللهَ اللهَ أَبِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَأَنَا بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ بَعْدَ أَنْ هَدَاكُمُ اللهُ لِلْإِسْلَامِ وَأَكْرَمَكُمْ بِهِ وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقَذَكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَأَلَّفَ بِهِ بَيْنَكُمْ

اے گروہ مسلمین خدا (سے ڈرو) خوف خدا (کرو) کیا جاہلیت کے دعووں پر (لڑے پڑتے ہو) حالانکہ میں تم میں موجود ہوں۔ تمھیں اللہ نے اسلام کی ہدایت دی اور تمھیں عزت دی اور اس اسلام کے ذریعے سے جاہلیت کی باتیں تم سے الگ کر دیں اور

اس کے ذریعے تمھیں کفر سے نجات دلائی اور اس کے ذریعے سے
تمھارے درمیان الفت پیدا کی۔

پس ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ وہ شیطانی ایک جھگڑا اور ان کے دشمن کی ایک چال تھی وہ رو پڑے اور اوس و خزرج کے افراد ایک دوسرے سے
گلے ملنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرماں برداری اور اطاعت ۱۸۵
کی اور آپ کے ہمراہ (وہاں سے) واپس چلے آئے۔

اللہ کے دشمن شاس بن قیس کی چال (سے جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس) کو اللہ نے بجھا دیا اور اللہ (تعالیٰ) نے شاس بن قیس اور اس کی چالبازی کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللهِ وَاللهُ شَهِيدٌ عَلَى مَا تَعْمَلُونَ قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ مَنْ آمَنَ تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ وَمَا اللهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ

(اے محمد) کہدے اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا تم کیوں انکار کرتے ہو حالانکہ اللہ نگران ہے ان کاموں کا جو تم کر رہے ہو۔ اے اہل کتاب جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کو اللہ کے راستے سے کیوں پھیرتے ہو اور ان کو ٹیڑھا چلانا چاہتے ہو۔ حالانکہ تم گواہ ہو اور اللہ ان کاموں سے غافل نہیں ہے جو تم کر رہے ہو۔

اوس بن قیظی اور جبار بن صخر اور ان دونوں کی قوم کے ان لوگوں کے متعلق جو ان کے ساتھ تھے اور شاس نے جاہلیت کے واقعات کے ذریعے جو رخنہ اندازی کی تھی انھوں نے اسی کے سبب سے مذکورہ کارروائی کی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كَافِرِينَ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَن يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ الی قوله وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے اگر ان میں کسی جماعت کی بات مانوگے تو وہ تمھیں تمھارے ایمان کے بعد کفر کی حالت میں لوٹا لینگے اور تم کس طرح کفر اختیار کرتے ہو حالانکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول (موجود) ہے اور جس شخص نے اللہ (کے دامن) کو پکڑ لیا بے شبہہ سیدھی راہ کی جانب اس کی رہنمائی ہوگئی ۔ اے وہ لوگو جو ایمان اختیار کرچکے ہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہیئے ویسا ڈرو اور نہ مرو مگر اس حال میں کہ تم اطاعت گزار رہو ۔ اس کے فرمان ۔ ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے ۔ تک ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبداللہ بن سلام اور ثعلبہ بن سعیۃ اور اسد بن عبید اور ان کے ساتھ یہود کے جن لوگوں نے اسلام اختیار کیا تھا مسلمان ہوئے اور ایمان لائے اور تصدیق کی اور اسلام سے محبت کرنے لگے اور اس میں انھیں رسوخ حاصل ہوگیا تو یہود کے علماء میں کے کافروں نے کہا کہ محمد پر ایمان لانے والے اور اس کی پیروی کرنے والے ہم میں کے بدترین لوگوں کے سوا اور کوئی نہیں ۔ اور اگر وہ ہم میں کے بہتر افراد ہوتے تو وہ اپنے باپ دادا کا دین نہ چھوڑتے اور دوسرے دین کی طرف نہ جاتے تو اللہ نے ان کے اس قول کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

لَيْسُوا سَوَاءً مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ

آنَاءَ اللَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُونَ

سب کی حالت ایک سی نہیں اہل کتاب میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو سیدھی راہ پر جما ہوا ہے۔ یہ لوگ اللہ کی آیتیں رات کے اوقات میں پڑھتے اور سجدے کرتے رہتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اناء اللیل کے معنی ساعات اللیل کے ہیں یعنی رات کے اوقات میں اور اس کا واحد انی ہے۔ المتنخل الہذلی نے جس کا نام مالک بن عویمر تھا اپنے لڑکے اثیلۃ کے مرثیے میں کہا ہے۔

حُلْوٌ وَمُرٌّ كَعِطْفِ الْقِدْحِ شِيمَتُهُ فِي كُلِّ إِنْيٍ قَضَاهُ اللَّيْلُ يَنْتَعِلُ ۸۶

وہ میٹھا (بھی تھا) اور اس کی سیرت تیر کی نوک کی طرح کڑوی (اور سخت بھی تھی) اور قضا و قدر الٰہی کے موافق وہ ہر وقت جوتا پہنے ہوئے (سفر کے لیے تیار) رہتا تھا۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور لبید بن ربیعہ جنگلی گدھے کی تعریف میں کہتا ہے۔

يُطَرِّبُ آنَاءَ النَّهَارِ كَأَنَّهُ غَوِيٌّ سَقَاهُ فِي التِّجَارِ نَدِيمُ

دن کے اوقات میں وہ ایسا اچھلتا کودتا پھرتا ہے۔ گویا وہ ایک گمراہ ہے جس کو اس کے ساتھی نے کلالوں کے پاس (شراب) پلادی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور مجھے یونس سے جو خبر ملی ہے اس میں انی (مقصور) ہے۔

يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ

عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَأُولَٰئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ

وہ لوگ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے اور اچھی باتوں میں (ایک دوسرے سے) سبقت کرتے ہیں اور یہی لوگ نیکوں میں سے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول رہا کرتا تھا کیونکہ ان کے آپس میں پڑوس کے تعلقات بھی تھے اور جاہلیت کے عہد و پیمان بھی تھے تو اللہ نے انھیں راز دار بنانے سے روکنے کے لیے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ هَا أَنْتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان قبول کیا ہے تم اپنے لوگوں کے سوا (دوسروں کو راز دار نہ بناؤ۔ وہ تمھارے درمیان فساد پیدا کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے۔ ان کی خواہش ہے کہ تم دشواری میں پڑو۔ اب تو خود ان کے منہ سے دشمنی ظاہر ہو چکی ہے اور جن باتوں کو ان کے دل چھپائے ہوئے ہیں وہ اس سے بھی بڑی ہیں۔ ہم نے تمھیں کھلی کھلی علامتیں بتا دی ہیں۔ اگر تم عقل رکھتے ہو (تو سمجھو) یہ تم لوگ تو ان سے محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے محبت نہیں رکھتے اور تم تو مکمل جنس کتاب پر ایمان رکھتے ہو۔

یعنی تم ان کی کتاب کو بھی مانتے ہو اور اپنی کتاب کو بھی اور ان تمام کتابوں کو بھی جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور وہ لوگ تمھاری کتاب کا انکار کرتے ہیں اس لیے تمھیں ان سے دشمنی رکھنا بہ نسبت ان کے تم سے دشمنی رکھنے کے زیادہ سزاوار ہے۔ ۱۸۷

وَإِذَا لَقُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ الخ

اور جب انھوں نے تم سے ملاقات کی تو کہا کہ ہم نے ایمان قبول کر لیا ہے اور جب وہ تنہائی میں گئے تو تم پر غصے کے سبب سے انگلیاں کاٹنے لگے (اے مخاطب) کہدے کہ تم اپنے غیظ و غضب ہی میں مر جاؤ۔ آخر تک۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ فنحاص کا حادثہ

کہا کہ ابو بکر صدیق یہود کے پاس ان کے عبادت خانے میں گئے تو ان میں کے بہت سے لوگوں کو انھیں میں کے ایک شخص فنحاص نامی کے پاس اکھٹا دیکھا وہ ان کے عالموں اور ماہروں میں سے تھا اور اس کے ساتھ ان کے عالموں میں سے ایک اور عالم اشیع نامی بھی تھا تو ابو بکر نے فنحاص سے کہا افسوس فنحاص اللہ سے ڈر اور اسلام اختیار کر کیونکہ واللہ تو اس بات کو جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور تمھارے پاس اس کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں جس کا ذکر توریت و انجیل میں تم لوگ پاتے ہو فنحاص نے ابو بکر سے کہا واللہ اے ابو بکر ہمیں اللہ کی کوئی احتیاج

نہیں ہے (بلکہ) وہی ہمارا محتاج ہے۔ ہم اس کے آگے عاجزی اور زاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے آگے عاجزی اور زاری کرتا ہے اور ہم اس سے بے نیاز ہیں اور وہ ہم سے بے نیاز نہیں ہے اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو وہ ہم سے ہمارے مال قرض طلب نہ کرتا جیسا کہ تمہارے دوست کا دعوی ہے وہ ہمیں تو سود سے منع کرتا ہے اور (خود) وہی (سود) ہمیں دیتا ہے اور اگر وہ ہم سے بے نیاز ہوتا تو ہمیں (سود) نہ دیتا۔

راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) ابو بکر کو غصہ آگیا آپ نے فنحاص کے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا اور فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں اور ہم میں جو عہد و پیماں ہے (وہ) نہ ہوتا تو اے اللہ کے دشمن تیرا سر اڑا دیتا۔ پس فنحاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا اے محمد دیکھو تمہارے دوست نے میرے ساتھ کیا (برا) سلوک کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔

مَاحَمَلَكَ عَلَى مَاصَنَعْتَ

جو تم نے کیا اس کا کیا باعث تھا۔

ابو بکر نے عرض کی اے اللہ کے رسول اس دشمن خدا نے ایک بڑی (نازیبا) بات کہی۔ اس نے اس بات کا دعوی کیا کہ اللہ ان لوگوں کا محتاج ہے اور یہ لوگ اس سے بے نیاز ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے کہنے سے مجھے برائے خدا غصہ آگیا اور میں نے اس کے منہ پر (تھپڑ) مارا فنحاص (یہ سنتے ہی) مکر گیا اور کہا۔ میں نے ایسا نہیں کہا تو اللہ نے فنحاص کے قول کے متعلق فنحاص کے رد اور ابی بکر کی تصدیق میں (یہ آیت) نازل فرمائی:—

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ

سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا

عَذَابَ الْحَرِيقِ

اللہ نے ان (لوگوں) کی بات سن لی ہے جنھوں نے کہا کہ اللہ محتاج ہے اور ہم بے نیاز ہیں جو کچھ انھوں نے کہا ہے ہم اس کو اور ان کے انبیاء کے قتل کو ابھی لکھ لیتے ہیں اور (جب جزا کا وقت آئے گا تو) ان سے کہیں گے جلا دینے والے عذاب (کا مزہ ذرا) چکھو (تو)۔

اور ابو بکر کو جو اس معاملے میں غصہ آگیا اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ ۱۸۸
أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ
الْأُمُورِ

جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان سے اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا ہے ان سے ضرور تمھیں بہت سی تکلیف دہ باتیں سننا ہوں گی اور اگر تم صبر کرو اور احتیاط سے کام لو تو یہ قطعی (مفید) کاموں میں سے ہے۔

پھر فنحاص اور اس کے ساتھی یہود کے علما کی باتوں کے متعلق (یہ ارشاد) فرمایا:—

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا

فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُونَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوا وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ

اور (یاد کرو) وہ وقت جب ان لوگوں سے عہد لیا گیا جن کو کتاب دی گئی کہ تمہیں لوگوں سے اس کو کھلم کھلا ضرور بیان کرنا ہوگا اور اسے تم چھپاؤ گے نہیں۔ تو انھوں نے اس کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے ڈالدیا اور اس کے بدلے ذراسی قیمت لے لی تو کسقدر برا تبادلہ ہے جو وہ کر رہے ہیں۔ جو لوگ خوش ہو رہے ہیں اپنے (اس) کئے پر (کہ انھوں نے توریت کے مضامین اوٹ پٹانگ بیان کر دیئے) اور چاہتے ہیں کہ جو کام (اظہار حق کا) انھوں نے نہیں کیا اس کی تعریف کیجائے۔ ان کے متعلق (نیک) خیال نہ کر۔ پس ان کے متعلق یہ خیال نہ کر کہ وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے. حالانکہ ان کے لیے دردناک عذاب (تیار) ہے۔

یعنی فنحاص اور اشیع اور ان کے سے علماء یہود جنھوں نے گمراہی کو لوگوں کے آگے خوشنما بنا کر پیش کیا اور اس کے عوض کچھ دنیوی فائدہ حاصل کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو کام انھوں نے نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کیجائے اور لوگ انھیں عالم کہیں حالانکہ وہ اہل علم نہیں ہیں نہ انھوں نے سیدھے راستے کی جانب لوگوں کی رہنمائی کی اور نہ وہ صحیح راہ پر ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ لوگ کہیں انھوں نے (ایسا اچھا کام) کیا۔

یہود کا لوگوں کو کنجوسی کا حکم دینا

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا حلیف کردم بن قیس اور اسامہ

ابن حبیب اور نافع بن ابی نافع اور بحری بن عمرو اور حیی بن اخطب اور رفاعہ
ابن زید بن التابوت انصار میں کے ان لوگوں کے پاس آیا کرتے تھے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تھے اور ان سے ان کا میل جول
تھا اور انھیں نصیحت کیا کرتے تھے کہ اپنا مال خرچ نہ کیا کرو اور مال خرچ کرنے
میں جلدی نہ کیا کرو کیونکہ مال کے جاتے رہنے سے ہمیں تمھارے محتاج
ہو جانے کا خوف ہے کیونکہ تمھیں خبر نہیں کہ آیندہ کیا حالت ہونے والی ہے
تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں۔

اَلَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَیَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ وَیَکۡتُمُوۡنَ مَا
اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ

جو لوگ (خود) کنجوسی کرتے ہیں اور وہ اور لوگوں کو بھی
کنجوسی کا حکم دیتے ہیں اور انھیں اللہ نے جو کچھ اپنے فضل سے دیا
ہے اسے چھپاتے ہیں۔

یعنی توریت کے مضامین چھپاتے ہیں جس میں اس بات کی تصدیق ہے
جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔

وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّهِیۡنًا وَالَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ
رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ الی قوله وَکَانَ ۱۸۹
اللّٰهُ بِهِمۡ عَلِیۡمًا

اور ہم نے کافروں کے لیے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا
ہے اور جو لوگ اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں
اور اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے۔ اس کے فرمان۔

اور اللہ انھیں خوب جاننے والا ہے۔ تک۔

صداقت سے یہود کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رفاعہ بن زید بن التابوت یہود کے سرداروں میں سے تھا۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتا تو اپنی زبان کو توڑ موڑ کے (بات چیت) کرتا اور کہتا:۔

أَرْعِنَا سَمْعَكَ يَا مُحَمَّدُ حَتّٰى نُفْهِمَكَ

اے محمد ہماری طرف توجہ کیجئے کہ ہم آپ کو سمجھا دیں۔

پھر اس نے اسلام میں طعنہ زنی اور عیب جوئی شروع کی تو اللہ (تعالیٰ) نے اس کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَعْدَائِكُمْ وَكَفَى بِاللَّهِ وَلِيًّا وَكَفَى بِاللَّهِ نَصِيرًا مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهِ وَيَقُولُونَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَرَاعِنَا لَيًّا بِأَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِي الدِّينِ وَلَوْ أَنَّهُمْ قَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَأَقْوَمَ وَلَٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللَّهُ بِكُفْرِهِمْ

فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا

(اے مخاطب) کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب میں سے کچھ حصہ ملا ہے وہ گمراہی خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی بھٹک جاؤ اور اللہ تمھارے دشمنوں کو خوب جاننے والا ہے اور اللہ کا سرپرست ہونا بس کرتا ہے اور اللہ کا مددگار ہونا (ہی) کافی ہے۔ جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے وہ الفاظ کے موقعوں کو بدل دیتے ہیں اور (سمعنا واطعنا ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے کے بجائے) ہم نے سن لیا اور نافرمانی کریں گے کہتے ہیں۔ اور واسمع غیر مسمع[لے] کہتے اور طعنہ زنی کے ارادے سے زبانوں کو توڑ مروڑ کر راعنا[لے] کہتے ہیں اور اگر وہ (اس کے بجائے ہم نے سن لیا اور اسی کے موافق کریں گے اور (حضرت) سنئے اور ہماری جانب بھی توجہ فرمائے کہتے تو ان کے لیئے بہتر اور درست ہوتا لیکن اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان میں کے چند افراد کے سوا ان کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا ہے اس لیے وہ ایمان نہیں لاتے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کے علماء میں سے کے چند سرداروں سے گفتگو فرمائی جن میں سے عبد اللہ صوری لاعور اور کعب بن اسد بھی

لے۔ واسمع غیر مسمع کے دو معنی ہیں۔ ایک تو یہ کہ سنئے اور خدا آپ کو ایسی بات نہ سنائے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہو۔ دوسرے معنی ہیں۔ اے نہ سنائے ہوئے سن یعنی اے بہرے سن۔ نعوذ باللہ من ذلک یہ یہود دوسرے معنی میں اس جملے کو استعمال کیا کرتے تھے اس لیے انھیں ذو معنین جملے کے استعمال سے منع فرمایا گیا۔

لے۔ راعنا کے بھی دو معنی ہیں ایک تو ہماری مراعات۔ ہمارا لحاظ فرمائیے اور دوسرے معنی ہیں مغرور احمق کے اور بعضوں نے لکھا ہے کہ راعنا کے عین کو دراز کر کے راعینا کہتے تھے جس کے معنی "اے ہم میں کے چرواہے" کے ہیں۔ غرض انکا مقصد طعنہ زنی اور عیب جوئی تھا۔ (احمد محمودی)

تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا :۔

يَا مَعْشَرَ يَهُودَ اتَّقُوا اللهَ وَأَسْلِمُوا فَوَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ

إِنَّ الَّذِي جِئْتُكُمْ بِهِ لَحَقٌّ قَالُوا مَا نَعْرِفُ ذَلِكَ يَا مُحَمَّدُ

اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو اور اسلام اختیار کرو کیونکہ
واللہ تم اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں جو چیز لایا ہوں وہ سچی ہے۔
انھوں نے کہا اے محمد ہم اس بات کو نہیں جانتے۔

آخر انھوں نے جس چیز کو پہچان لیا اسی کا انکار کیا اور کفر پر جم گئے تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِمَا مَعَكُمْ

مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وُجُوهًا فَنَرُدَّهَا عَلَى أَدْبَارِهَا أَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا

لَعَنَّا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللهِ مَفْعُولًا

اے وہ لوگو جن کو کتاب دیگئی ہم نے جو چیز اتاری ہے اس پر
ایمان لاؤ جو تمھارے ساتھ والی چیز کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔
قبل اس کے کہ ہم چہرے بگاڑ دیں اور انھیں پیٹھوں کی جانب کر دیں
یا ان پر ہم ویسا ہی غضب نازل کریں جس طرح سنیچر والوں پر نازل
کیا تھا اور حکم خداوند تو ہو کر رہنے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ نطمس کے معنی نمسح و نسوی کے ہیں یعنی صاف کر دیں اور برابر کر دیں کہ اس میں نہ آنکھ دکھائی دے نہ ناک نہ منہ اور نہ اور کوئی چیز نظر آئے جو چہرے میں ہے اور فطمسنا اعینھم میں بھی یہی معنی ہیں۔ المطموس العین اس شخص کو کہتے ہیں جس کے دونوں پپوٹوں کے درمیان

شگاف نہو اور کہا جاتا ہے طَمَسْتُ الْكِتَابَ وَالْاَثَرَ فَلَا يُرٰى مِنْهُ شَيْءٌ
یعنی میں نے تحریر اور نشان کو مٹا دیا کہ اس میں سے کچھ نظر نہیں آتا۔ الاخطل ۱۹۰
جس کا نام الغوث بن ہبیرۃ بن الصلت التغلبی ہے۔ اونٹوں کا بیان
کرتے ہوئے جن کو اسی طرح کی تکلیف دیگئی تھی کہتا ہے۔

وَتَكْلِيفُنَاهَا كُلَّ طَامِسَةِ الصُّوٰى ، شَطُونٍ تَرٰى حِرْبَاءَهَا يَتَمَلْمَلُ

اور ہمارا ان اونٹوں کو ایسی دراز مسافت والے میدانوں
میں تکلیف دینا جن کے نشانات راہ مٹے ہوئے تھے اور (گرمی
کے سبب سے) وہاں کے گرگٹوں کو بے چین پھرتا ہوا تو دیکھتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کے معنی ان نشانوں اور پانی (کے چشموں)
کے ہیں جن کے راستے پر ہونے کے سبب سے راستہ پہچانا جاتا ہے (شاعر) کہتا
ہے کہ ایسے تمام نشانات مٹ گئے اور زمین کے برابر ہو گئے ہیں کہ اس میں کوئی
اونچی چیز باقی نہیں رہی ہے۔

اور یہ بیت اس کے قصیدے کی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صوی کا واحد صوۃ ہے۔

جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ ہو کر ٹولیاں بنالی تھیں

ابن اسحق نے کہا کہ قریش اور غطفان اور بنی قریظہ میں کے جن لوگوں
نے ٹولیاں بنالی تھیں وہ حیی بن اخطب اور سلام بن ابی الحقیق ابو رافع اور
الربیع بن الربیع بن ابی الحقیق اور ابو عمار اور وحوح بن عامر اور ہوذۃ بن قیس
تھے۔ وحوح اور ابو عمار اور ہوذہ تو بنی وائل میں کے تھے اور یہ سب کے سب

(اس کی شاخ) بنی النضیر میں کے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو ان لوگوں (قریش) نے کہا کہ یہ یہود کے علماء اور کتاب کا علم رکھنے والے لوگ ہیں ان سے تو پوچھو کہ تمھارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین۔ غرض انھوں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ اس کے دین سے تمھارا دین بہتر ہے اور تم لوگ بہ نسبت اس کے اور اس کے پیروؤں کے زیادہ صحیح راہ پر ہو تو اللہ نے ان کے متعلق (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ ۱۹۱
بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ

کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا ہے وہ بت اور شیطان کو مانتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا جس کسی کی پوجا کیجائے اس کو عرب جبت کہتے ہیں اور جو چیز حق سے گمراہ کرے اس کو طاغوت کہتے ہیں۔ اور جبت کی جمع جبوت اور طاغوت کی جمع طواغیت ہے اور مجھے ابو نجیح سے روایت پہنچی ہے کہ جبت کے معنی سحر یعنی جادو اور طاغوت کے معنی شیطان کے ہیں

وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا

اور ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے کہتے ہیں وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں زیادہ سیدھی راہ پر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے اس فرمان تک

أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا

آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا

یا یہ لوگ دوسرے لوگوں پر اس وجہ سے حسد کرتے ہیں کہ اللہ نے اپنے فضل میں سے انھیں عنایت فرمایا ہے۔ بے شک ہم نے ابراہیم کی آل کو (بھی) تو کتاب و حکمت اور بڑی حکومت عنایت فرمائی ہے۔

نزول (قرآن) سے ان کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ سکین اور عدی بن زید نے کہا کہ اے محمد ہمیں تو اس کا علم نہیں کہ موسیٰ کے بعد کسی بشر پر اللہ نے کوئی چیز اتاری ہو تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ وَإِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسٰى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسٰى تَكْلِيمًا رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

(اے محمد) ہم نے تیری طرف ویسی ہی وحی کی جیسی نوح
اور اس کے بعد کے نبیوں کی طرف کی! اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل
اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسٰی وایوب ویونس و
ہارون وسلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد کو ہم نے زبور دی اور
بہت سے رسول جن کا بیان ہم نے تجھ سے (اس سے) پہلے کر دیا
ہے اور بہت سے رسولوں کا ہم نے تجھ سے تذکرہ نہیں کیا اور موسٰی
سے (تو) اللہ نے خوب باتیں کیں۔ رسولوں کو (ہم نے) بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا (بنا کر بھیجا) تاکہ رسولوں کے (بھیجنے کے)
بعد لوگوں کو اللہ پر کوئی حجت نہ رہے اور اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔

اور ان میں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی
تو آپ نے ان سے فرمایا:—

أَمَا[1] وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ إِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ

سنو! واللہ تم لوگ اس بات کو ضرور جانتے ہو کہ میں
تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔

192 انھوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے اور نہ ہم اس پر گواہی دیتے
ہیں تو ان کے اس قول کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:—

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَالْمَلٰئِكَةُ
يَشْهَدُونَ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا

(تم گواہی نہ دو) لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ جو چیز
اس نے تیری طرف اتاری ہے وہ اپنے علم سے اتاری ہے اور

[1] (ب ج د) میں اما میں آخر میں الف ہے اور (الف) میں ام بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کا گواہی دینا (ہی) کافی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑے پتھر کے ڈالنے پر ان کا اتفاق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی النضیر کے پاس ان سے بنی عامر کے دو شخصوں کے خونبہا کے متعلق مدد لینے کے لیے تشریف لے گئے جن کو عمرو بن امیۃ الضمری نے قتل کر دیا تھا ان میں کے بعض افراد ایک دوسرے سے تنہائی میں ملے تو انھوں نے (آپس میں) کہا کہ اس وقت محمد جتنا قریب ہے اتنا قریب تم اسے پھر کبھی ہرگز نہ پاؤ گے۔ اس لیے کوئی ہے جو اس گھر پر چڑھ جائے۔ اور اس پر کوئی بڑا سا پتھر گرا دے تو وہ ہمیں اس سے راحت دینے کا باعث ہو گا تو عمرو بن جحاش بن کعب نے کہا میں (اس کام کو انجام دیتا ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب) اس کی خبر ہو گئی تو آپ ان کے پاس سے لوٹ آئے اللہ (تعالیٰ) نے اس کے اور اس کی قوم کے اس ارادے کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هَمَّ قَوْمٌ أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب کہ ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ تمھاری جانب اپنے ہاتھ بڑھائیں تو اس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دئیے اور اللہ سے ڈرو اور ایمانداروں کو تو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیئے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعمان بن اضاء اور بحری بن عمرو اور شاش ابن عدی کے پاس تشریف لائے تو انھوں نے آپ سے گفتگو کی اور آپ نے ان سے گفتگو کی اور انھیں اللہ کی طرف بلایا اور اس کی سزا سے انھیں ڈرایا تو ان لوگوں نے نصاریٰ کے قول کی طرح کہا کہ اے محمد تم ہمیں کیا ڈراتے ہو واللہ ہم تو اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں (اس پر) اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَىٰ نَحْنُ أَبْنَاءُ اللَّهِ وَأَحِبَّاؤُهُ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُم بِذُنُوبِكُم بَلْ أَنتُم بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ

اور یہودیوں اور نصرانیوں نے کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ (اے نبی تو) کہہ پھر وہ تمھیں تمھارے گناہوں کی سزا کیوں دیتا ہے۔ (تم اس کے بیٹے نہیں ہو) بلکہ ان آدمیوں میں سے ہو جن کو اس نے پیدا کیا ہے وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (سب) اللہ کی ملک ہے اور اسی کی جانب لوٹنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اسلام کی دعوت دی اور اس کی جانب رغبت دلائی اور اللہ کی غیرت اور اس کی سزا سے انھیں ڈرایا تو انھوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کیا اور جس چیز کو آپ لائے تھے اس سے
193 کفر کیا تو معاذ بن جبل اور سعد بن عبادۃ اور عقبہ بن وہب نے کہا اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو واللہ بے شک تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور تمھیں تو ہم سے آپ کے مبعوث ہونے کے پہلے آپ کا ذکر کیا کرتے تھے اور آپ کے صفات ہم سے بیان کیا کرتے تھے تو رافع بن حریملہ اور وہب بن یہوذا نے کہا کہ یہ بات تو ہم نے تم سے نہیں کہی اور نہ اللہ نے موسیٰ کے بعد کوئی کتاب نازل فرمائی اور نہ ان کے بعد کسی بشارت دینے والے اور ڈرانے والے کو اس نے بھیجا۔ تو اللہ نے ان کے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلَىٰ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَن تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُم بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اے اہل کتاب تمھارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے رسولوں کی (آمد کی) سست رفتاری (کے زمانے) میں وہ تمھارے لیے (ہمارے احکام) بیان کرتا ہے (تاکہ تمھیں یہ عذر نہ رہے) کہ

کہنے لگو کہ ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا پس اب تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا آچکا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد ان سے موسیٰ (علیہ السلام) کے واقعات بیان فرمائے اوران لوگوں سے انھیں جو جو تکلیفیں پہنچیں اور ان کے ساتھ ان کی عہد شکنیاں اوران احکام الٰہی کو جنھیں ان لوگوں نے رد کر دیا یہانتک کہ اس کی پاداش میں جو چالیس سال تک بھٹکتے پھرے۔ان کا بیان فرمایا:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب حکم رجم کے متعلق یہود کا رجوع



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابن شہاب الزہری نے بیان کیا کہ انھوں نے مزینہ میں کے ایک علم والے شخص سے سنا جو سعید بن المسیب سے بیان کرتا تھا کہ ابوہریرۃ نے ان سے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہود کے علماء (اپنی) عبادت گاہ میں جمع ہوئے اور ان میں کے ایک شادی شدہ نے یہود کی شادی شدہ ایک عورت سے زنا کیا۔ تو ان لوگوں نے کہا کہ اس مرد اور اس عورت کو محمد کے پاس بھیجو اور اس سے دریافت کرو کہ ان دونوں کے متعلق کیا حکم ہے اور ان دونوں کے فیصلے کا حاکم اسی کو بنا دو۔ پھر اگر اس نے ان دونوں کے ساتھ وہی تجبیہ کا برتاؤ کیا جیسے تم کرتے ہو۔اور تجبیہ کے معنی یہ ہیں کہ پوست درخت خرما کی رسی سے جس پر روغن قاز چڑھایا گیا ہو کوڑے مارنا اور اس کے بعد ان دونوں کا منہ کالا کر کے دو گدھوں پر انھیں اس طرح بٹھانا کہ ان کے منہ گدھوں کی دموں کی طرف ہوں۔ تو اس شخص کی پیروی کرو اور

اس کو سچا بھی مان لو کیونکہ وہ صرف ایک بادشاہ ہے۔ اور اگر اس نے ان کے بارے میں سنگساری کا حکم دیا تو یقین جان لو کہ وہ نبی ہے اور جو چیز تمھارے ہاتھوں میں ہے اسے اس سے بچاؤ کہ وہ اس کو تم سے چھین لیگا۔ (یعنی نبوت تمھارے خاندان سے جاتی رہے گی)۔

پھر وہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد اس شادی شدہ شخص نے ایک شادی شدہ عورت سے زنا کیا ہے۔ ان کے متعلق آپ فیصلہ کیجئے کہ ہم نے اس فیصلے کے لیے ان دونوں پر آپ کو حاکم بنا دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علماء کے پاس ان کی عبادت گاہ میں
194 تشریف لے گئے اور فرمایا :-

یَا مَعْشَرَ یَهُودَ أَخْرِجُوا إِلَیَّ عُلَمَاءَكُمْ

اے گروہ یہود اپنے علماء کو میرے سامنے لاؤ

تو وہ عبد اللہ بن صوری کو لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی قریظۃ والوں میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس روز ابن صوری کے ساتھ ابو یاسر بن اخطب اور وہب ابن یہوذا کو بھی آپ کے سامنے لائے۔ اور کہا کہ یہ ہمارے علما ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سوالات فرمائے اور ان کے متعلق معلومات حاصل فرمائے (کہ ان میں کون زیادہ عالم ہے) یہانتک کہ ان لوگوں نے عبد اللہ بن صوری کے متعلق کہا کہ توریت جاننے والوں میں یہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ "مجھ سے بنی قریظۃ کے بعض افراد نے بیان کیا" وہ سے "سب سے زیادہ جاننے والا ہے" تک ابن اسحٰق کا قول ہے اور اس کے بعد اس روایت کا تکملہ ہے جو اس سے پہلے (بیان ہوئی) تھی۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے تنہائی میں گفتگو فرمائی اور وہ ایک جوان چھوکرا ان میں سب سے زیادہ کم سن تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے دریافت (فرمانے) میں اصرار فرمایا اور آپ اس سے فرما رہے تھے۔

يَا ابْنَ صُورِي أَنْشُدُكَ اللّٰهَ وَأُذَكِّرُكَ بِأَيَّامِهِ عِنْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ اللّٰهَ حَكَمَ فِيمَنْ زَنَى بَعْدَ إِحْصَانِهِ بِالرَّجْمِ فِي التَّوْرَاةِ

اے ابن صوری میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں اور تجھے اس کی وہ نعمتیں یاد دلاتا ہوں جو بنی اسرائیل پر تھیں۔ کیا تو اس بات کو جانتا ہے کہ اللہ نے توریت میں اس شخص کے متعلق جس نے شادی کے بعد زنا کیا ہو۔ سنگساری کا حکم دیا ہے۔

اس نے کہا الٰہی سچ ہے۔ واللہ اے ابوالقاسم یہ لوگ یقیناً اس بات کو جانتے ہیں کہ آپ (اللہ کی طرف سے) بھیجے ہوئے نبی ہیں لیکن ان کو آپ سے حسد ہے۔

راوی نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں سے) نکلے اور ان دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان دونوں کو آپ کی اس مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیا گیا جو بنی غنم بن مالک بن النجار (کے محلے) میں ہے۔

پھر اس کے بعد ابن صوری نے کفر اختیار کر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے انکار کر دیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اللہ نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوبُهُمْ وَمِنَ الَّذِينَ

هَادُوا سَمّٰعُونَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

اے رسول وہ لوگ تیرے غم کا سبب نہ بنیں جو کفر میں جلدی کرتے ہیں جو ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنے منہ سے ہم ایمان لائے کہدیا ہے۔ حالانکہ ان کے دل ایمان نہیں لائے اور جن لوگوں نے یہودیت اختیار کر رکھی ہے ان میں سے بعض جھوٹ (باتوں) کو بہت (شوق سے) سننے والے اور ایسے دوسرے لوگوں کی باتیں بہت سننے والے ہیں جو تیرے پاس نہیں آئے۔ ۱۹۵

یعنی وہ لوگ جنھوں نے اپنوں میں سے کچھ لوگوں کو بھیجا ہے اور خود نہیں آئے ہیں اور انھیں بعض ایسے حکم بتا دئیے ہیں جو بجا نہیں۔ پھر فرمایا کہ

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِنْ بَعْدِ مَوَاضِعِهِ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ

هٰذَا فَخُذُوهُ وَإِنْ لَمْ تُؤْتَوْهُ (ای الرجم) فَاحْذَرُوا

یہ لوگ کلمات کے استعمالی موقعوں کے (معلوم ہونے کے) بعد ان کا بیجا استعمال کرتے ہیں (اور) کہتے ہیں۔ اگر (محمد کیجانب سے) تمھیں یہی حکم دیا جائے تو اسے لے لو اور اگر تمھیں یہ حکم (یعنی رجم کا حکم) نہ دیا جائے تو اس سے بچو۔ آخر بیان تک

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ نے اسمٰعیل بن ابراہیم سے اور اس نے ابن عباس سے سن کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سنگساری کا حکم فرمایا اور وہ آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس سنگسار کیے گئے۔ اور جب اس یہودی نے پتھر مارتے ہوے دیکھا تو اٹھ کر اپنے ساتھ والی عورت کی طرف گیا۔ اور اس پر جھک پڑا تا کہ پتھروں سے اس کو بچائے یہاں تک کہ وہ دونوں مار ڈالے گئے۔ (راوی نے) کہا اور یہ ایسی بات تھی کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے نمایاں فرمادی

تاکہ ان دونوں سے جو زنا سرزد ہوا وہ ثابت ہو جائے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور مجھ سے صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عمر کے آزاد کردہ نافع سے اور انھوں نے عبداللہ بن عمر سے سنکر بیان کیا انھوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں حکم بنایا گیا تو آپ نے انھیں توریت کے ساتھ بلوایا اور ان میں کا ایک عالم بیٹھکر اسے پڑھنے لگا اور اپنا ہاتھ آیت رجم پر رکھ دیا راوی نے کہا تو عبداللہ بن سلام نے اس کے ہاتھ پر مارا اور کہا اے اللہ کے نبی یہ آیت رجم ہے۔ یہ شخص اسے آپ کو پڑھ کر سنانا نہیں چاہتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وَيحَكُم يَا مَعشَرَ يَهُودَ مَا دَعَاكُم إِلَى تَركِ حُكمِ اللهِ وَهُوَ بِأَيدِيكُم

اے گروہ یہود تم پر افسوس ہے اللہ کا حکم چھوڑ دینے کی تم کو کس (چیز) نے ترغیب دی حالانکہ وہ تمھارے ہاتھوں میں ہے۔
راوی نے کہا کہ ان لوگوں نے کہا۔ سنئے واللہ اس حکم پر ہم میں عمل ہوا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ ہم میں کے ایک شخص نے جو شاہی خاندان اور بڑی حیثیت والوں میں سے تھا اپنی شادی کے بعد زنا کیا تو بادشاہ (نے) اس کے سنگسار کرنے سے روکا اس کے بعد پھر ایک شخص نے زنا کیا (اور) اس نے چاہا کہ اسے سنگسار کرے تو لوگوں نے کہا کہ نہیں واللہ (اس کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا) جب تک کہ فلاں شخص کو سنگسار نہ کیا جائے۔ جب انھوں نے ایسا کہا تو لوگ جمع ہوئے اور اپنے اس حکم کی ترمیم کر کے تجبیہ قائم کیا اور سنگساری کے تذکرے اور اس پر عمل کرنے کو مردہ سنت بنا ڈالا۔
راوی نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَأَنَا أَوَّلُ مَن أَحيَا أَمرَ اللهِ وَعَمِلَ بِهِ

تو میں پہلا شخص ہوں جس نے حکم الٰہی کو زندہ کیا اور اس

پر عمل کیا۔

پھر آپ نے ان دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم فرمایا اور آپ کی مسجد کے دروازے کے پاس ان کو سنگسار کر دیا گیا۔ عبداللہ نے کہا کہ میں بھی ان دونوں کو سنگسار کرنے والوں میں تھا۔

خونبہا میں ان لوگوں کے مظالم

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن حصین نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس کی روایت سے (یہ) حدیث سنائی کہ (سورۂ) مائدہ کی وہ آیتیں جن میں اللہ (تعالیٰ) نے یہ فرمایا:۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ أَوْ أَعْرِضْ عَنْهُمْ وَإِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَضُرُّوكَ

شَيْئًا وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ

(اے نبی) تو ان میں فیصلہ کر یا اعراض (تجھے اختیار ہے)
اور اگر تو ان سے اعراض کرے تو وہ تجھے ہرگز کوئی نقصان
نہ پہنچائیں گے اور اگر تو ان میں فیصلہ کرے تو انصاف سے کرنا۔ بے شک
اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیتیں بنی النضیر اور بنی قریظہ کے درمیان کے خونبہا کے متعلق نازل ہوئی ہیں اور حالت یہ تھی کہ بنی النضیر کے مقتولوں کا خونبہا جن کو اعلیٰ مرتبہ حاصل تھا۔ پورا پورا ادا کیا جاتا تھا اور بنی قریظہ (کے مقتولوں) کا نصف۔ تو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ چاہا تو اللہ نے مذکورہ آیتیں ان کے متعلق نازل فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

اس میں حق بات پر ابھارا اور مساوی دیت مقرر فرما دی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ حقیقت میں (اس کے نزول کا سبب) کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دین سے برگشتہ کرنے کا یہودیوں کا ارادہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اسد اور ابن صلوبا اور عبداللہ بن صوری اور شاس بن قیس نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ چلو ہم محمد کے پاس چلیں۔ ممکن ہے کہ ہم اسے اس کے دین سے پھیر دیں کیونکہ وہ بھی ایک آدمی ہے پھر وہ آپ کے پاس آئے اور آپ سے کہا:۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور ان میں بڑی حیثیت والے اور ان کے سردار ہیں اور اگر ہم نے آپ کی پیروی کر لی تو (تمام) یہود آپ کے پیرو ہو جائیں گے اور وہ ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ بات یہ ہے کہ ہم میں اور ہماری قوم کے کچھ لوگوں میں جھگڑا ہے۔ تو کیا ہم آپ کو حکم بنا دیں (اس شرط پر) کہ آپ ان کے خلاف ہماری جانب فیصلہ صادر فرما دیں اور ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے انکار فرما دیا۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

وَأَنِ احْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ
أَن يَفْتِنُوكَ عَن بَعْضِ مَا أَنزَلَ اللَّهُ إِلَيْكَ فَإِن تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ أَنَّمَا ۱۹۷
يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُصِيبَهُم بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

لَفَاسِقُونَ أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

اور یہ کہ تو ان کے درمیان اسی کے موافق فیصلہ کرے جو اللہ نے نازل فرمایا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے ڈرتا رہ کہ وہ تجھے ان میں کے بعض (احکام) سے برگشتہ نہ کر دیں جو اللہ نے تیری طرف اتارے ہیں پھر اگر وہ روگرداں ہو جائیں تو جان لے کہ ان کے بعض گناہوں کی سزا میں انھیں مبتلائے مصیبت ہی کرنا چاہتا ہے اور بے شبہ لوگوں میں کے اکثر افراد نافرمان ہیں۔ تو کیا وہ نادانی کا فیصلہ چاہتے اور یقین رکھنے والوں کے لیے تو اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کون ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت سے یہودیوں کا انکار

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان میں سے ابو یاسر بن اخطب اور نافع بن ابی نافع اور عازر بن ابی عازر اور خالد اور زید اور ازار بن ابی ازار اور اشیع آئے۔ اور آپ سے دریافت کیا کہ رسولوں میں سے آپ کس کس پر ایمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نُؤْمِنُ بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَى وَعِيسَى وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ[1] مِنْ رَبِّهِمْ

[1] (الف) میں النبیین ہے جو غلط ہے کیونکہ اوتی کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہونا چاہیے۔ (احمد محمودی)

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ـ

ہم ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس چیز پر جو ہماری طرف اتاری گئی ہے اور اس چیز پر جو ابراہیم و اسمٰعیل و اسحٰق و یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ اور (دوسرے) نبیوں کو ان کے پروردگار کی جانب سے عنایت ہوئی ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اس کے فرمان بردار ہیں ـ

جب عیسیٰ بن مریم کا ذکر آیا تو ان لوگوں نے ان کی نبوت سے انکار کیا اور کہا کہ ہم نہ عیسیٰ بن مریم کو مانتے ہیں اور نہ اس شخص کو جو ان پر ایمان رکھتا ہو تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا

قُلْ یَا اَھْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّا اِلَّا اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فَاسِقُوْنَ ـ

(اے نبی) کہدے اے اہل کتاب کیا تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنی رکھتے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس چیز پر ایمان لا چکے ہیں جو ہماری طرف اتاری گئی اور اس چیز پر جو اس سے پہلے اتاری گئی ـ اور حقیقت تو یہ ہے کہ تم میں کے اکثر نافرمان ہیں ـ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رافع بن حارثہ اور سلام بن مشکم اور مالک بن ضیف اور رافع بن حریملہ آئے اور کہا اے محمد کیا تمہارا یہ دعوی نہیں ہے کہ تم ملت و دین ابراہیم پر ہو اور ہمارے پاس جو توریت ہے اس پر بھی ایمان رکھتے ہو اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہو کہ وہ حقیقت میں اللہ کی جانب سے (آئی ہوئی) ہے ـ آپ نے فرمایا ـ

بَلٰی وَلٰكِنَّكُمْ اَحْدَثْتُمْ وَجَحَدْتُمْ مَا فِیْهَا مِمَّا اُخِذَ عَلَیْكُمْ

مِنَ الْمِيثَاقِ فِيهَا وَكَتَمْتُمْ مِنْهَا مَا أُمِرْتُمْ أَنْ تُبَيِّنُوهُ لِلنَّاسِ فَبَرِئْتُ مِنْ إِحْدَاثِكُمْ

کیوں نہیں (بے شک میرا دعوی یہی ہے) لیکن تم نے نئی باتیں پیدا کر لی ہیں اور تم نے اس عہد کا انکار کر دیا ہے جو اس میں ہے جس کا تم سے اقرار لیا جا چکا ہے اور تم نے اس میں کی اس بات کو راز بنا دیا ہے جس کے متعلق تمھیں حکم دیا گیا کہ تم اسے لوگوں سے واضح طور پر بیان کرو اس لیے میں نے تمھاری نئی باتوں سے علیٰحدگی اختیار کر لی ۔

انھوں نے کہا کہ پھر تو ہم انھیں باتوں پر جو ہمارے قابو میں ہیں جمے رہیں گے اور ہم سیدھی راہ پر اور حق پر ہوں گے ۔ اور ہم نہ تجھ پر ایمان لائیں گے اور نہ تیری پیروی کریں گے ۔ تو ان کے متعلق اللہ نے (یہ) نازل فرمایا :۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَى شَيْءٍ حَتَّى تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ
۱۹۸ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ مَا
أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ

(اے نبی ان سے) کہہ اے اہل کتاب تم کسی (صحیح) چیز پر نہیں ہو یہاں تک کہ تم توریت و انجیل اور اس چیز کے پابند نہ ہو جاؤ جو تمھارے پروردگار کی جانب سے تمھاری طرف اتاری گئی ہے اور بے شک جو چیز تیرے پروردگار کی جانب سے تیری طرف اتاری گئی ہے وہ ان میں کے بہتوں کو سرکشی اور کفر میں بڑھا دے گی اس لیے

تو کافر قوم پر غم نہ کھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس النحام ابن زید اور قردم بن کعب اور بحری بن عمرو آئے اور کہا اے محمد کیا تمھیں اللہ کے ساتھ اس کے سوا کسی اور معبود کا علم نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ بِذٰلِكَ بُعِثْتُ وَإِلَى ذٰلِكَ أَدْعُو

اللہ (ایسی ذات ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔
اسی (اصول) پر میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف میں بلاتا ہوں
تو ان لوگوں کے اور ان کے قول کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

قُلْ أَيُّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةً قُلِ اللّٰهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَأُوحِيَ إِلَيَّ هٰذَا الْقُرْآنُ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ آلِهَةً أُخْرَى

(اے نبی) تو کہہ کہ گواہی کے لحاظ سے کون سی چیز سب سے بڑی ہے (ان کا جواب یہی ہونا چاہیے کہ گواہی کے لحاظ سے بھی اللہ سب سے بڑا ہے اس لیے) تو کہہ اللہ میرے اور تمھارے درمیان گواہ ہے اور میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی ہے تا کہ اس کے ذریعے میں تمھیں بھی ڈراؤں اور اس شخص کو (بھی) جس تک پہنچ جائے۔ کیا حقیقت میں تم لوگ اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی ہیں۔

قُلْ لَا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ

اَلَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمُ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

تو کہہ میں (تو ایسی) گواہی نہیں دیتا (اور) کہہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور جن چیزوں کو تم شریک ٹھیراتے ہو میں ان سے (بالکل) علیحدہ ہوں ۔ جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس کو ایسا پہچانتے ہیں جیسا اپنے بچوں کو پہچانتے ہیں (اور) جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہی ایمان نہیں لاتے۔

اور رفاعہ بن زید بن التابوت اور سوید بن الحارث نے اظہار اسلام کیا تھا (مگر) منافق ہی رہے ان دونوں سے مسلمانوں کا میل جول رہا کرتا تھا تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

اے وہ لوگو جنھوں نے ایمان اختیار کیا ہے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ان میں سے ان لوگوں کو جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے اور کافروں کو دوست نہ بناؤ اگر تم ایماندار ہو تو اللہ (کے حکم کی خلاف ورزی) سے ڈرو ۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ

اور جب وہ تمھارے پاس آئے تو کہدیا کہ ہم نے ایمان اختیار کرلیا ہے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ داخل ہوے اور وہ اسی (کفر) کو لیے ہوے نکل گئے اور جو کچھ وہ چھپائے ہوے تھے اس کو اللہ خوب جاننے والا ہے۔

اور جبل بن ابی قشیر اور شمویل بن زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد! اگر تم نبی ہو جیسا کہ تم کہتے ہو تو ہمیں بتاؤ کہ قیامت کب ہوگی راوی نے کہا۔ تو اللہ نے ان دونوں کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي
۱۹۹ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا
بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ
أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

وہ تجھ سے قیامت کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ اس کی انتہا کب ہے تو کہدے کہ اس کا علم تو میرے پروردگار ہی کے پاس ہے۔ اس کو اس کے وقت پر صرف وہی ظاہر فرمائے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ بار ہوگئی ہے وہ تم پر اچانک ہی آئے گی۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے یا وہ تجھ سے اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو نے اس کے متعلق بڑی چھان بین کی ہے تو کہدے اس کا علم تو اللہ ہی کے پاس ہے اور لیکن اکثر لوگ (اس بات کو) نہیں جانتے۔

ابن ہشام نے کہا کہ أَيَّانَ کے معنی متی کے ہیں یعنی کب۔ قیس بن الحدادیۃ الخزاعی نے کہا ہے:۔

فَجِئْتُ وَمُخْفِي السِّرِّ بَيْنِي وَبَيْنَهَا لِأَسْأَلَهَا أَيَّانَ مَنْ سَارَ رَاجِعُ

راز کو مخفی رکھنے والا مقام (جو) میرے اور اس کے درمیان (طے شدہ) تھا وہاں اس سے اس بات کے دریافت کرنے کے لیے گیا کہ جو شخص چلا گیا ہے وہ کب واپس ہونے والا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرساھا کے معنی منتہاھا کے ہیں اور اس کی جمع مراس ہے کمیت بن زید الاسدی نے کہا ہے:—

وَالْمُصِيبِينَ بَابَ مَا أَخْطَأَ النَّا سُ وَمُرْسَى قَوَاعِدِ الْإِسْلَامِ

اس دروازے کو پالینے والوں کی قسم جس کو لوگوں نے غلطی سے نہیں پایا اور اسلام کی بنیاد کے انتہائی مقام کی قسم۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

اور مرسی السفینۃ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتی رکتی ہے اور حفی عنہا میں تقدیم و تاخیر ہے۔ فرمان کا مقصد یہ ہے کہ یسئلونک عنہا کانک حفی بہم۔ وہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح دریافت کرتے ہیں گویا تو ان پر بڑا مہربان ہے کہ انھیں وہ بات بتا دے گا جو ان کے سوا دوسروں کو نہ بتائے گا۔ اور حفی کے معنی البر المتعہد کے بھی ہیں یعنی ہمیشہ احسان کرنے والا۔

۲۰۰ کتاب اللہ میں ہے۔ انہ کان بی حفیا۔

وہ میرا ہمیشہ کا محسن ہے۔ اور اس کی جمع احفیاء ہے۔ بنی قیس بن ثعلبہ کے اعشی نے کہا ہے۔

فَإِنْ تَسْأَلِي عَنِّي فَيَارُبَّ سَائِلٍ حَفِيٍّ عَنِ الْأَعْشَى بِهِ حَيْثُ أَصْعَدَا

(اے عورت) اگر تو میرے حالات دریافت کرتی ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ اعشی جہاں کہیں گیا وہاں اس کے پوچھنے والے اور اس پر احسانات کرنے والے بہت رہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
اور حفی کے معنی کسی چیز کا علم حاصل کرنے کے لیے چھان بین کرنا اور اس کی طلب میں مبالغہ کرنے کے بھی ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سلاّم بن مشکم اور ابو یونس نعمان بن اوفی اور محمود بن دحیہ اور شاس بن قیس اور مالک بن الضیف آئے اور آپ سے کہا ہم آپ کی پیروی کیسے کریں۔ حالانکہ آپ نے ہمارا قبلہ چھوڑ دیا ہے اور عزیر کے متعلق آپ یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ وہ اللہ کے بیٹے تھے۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا:—

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ

اور یہود نے کہا کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں کے قول کی مشابہت پیدا کرتے ہیں، جنھوں نے ان سے پہلے کفر اختیار کیا ہے۔ اللہ انھیں غارت کرے۔ یہ کیسی بے عقلی کی باتیں کیے جا رہے ہیں۔ آخر بیان تک۔

ابن ہشام نے کہا کہ یضاہئون کے معنی "ان لوگوں کی باتیں اُن لوگوں کی باتوں کے مشابہ ہیں جنھوں نے کفر کیا" ہیں۔ مثلاً اگر تم کوئی بات کہو اور دوسرا بھی اسی کی سی بات کہے تو کہتے ہیں ھو یضاھیک[1]۔ وہ بھی تمھیں سا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس محمود بن سیحان

[1] ۔ (الف ج د) میں یضاھون ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں آئی ہیں۔ (احمد محمودی)

اور نعمان بن اضا اور بحری بن عمرو اور عزیر بن ابی عزیر اور سلام بن مشکم آئے اور کہا۔ اے محمد کیا یہ بات صحیح ہے کہ یہ چیز جو تم پیش کر رہے ہو حقیقۃً یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ ہمیں تو وہ اس طرح منظم نہیں معلوم ہوتی جس طرح توریت منظم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:—

أَمَا وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْرِفُونَ أَنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللهِ تَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِهِ مَا جَاءُوا بِهِ

سن لو! اللہ کی قسم بے شبہہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے۔ تم اسے اپنے پاس (اپنی کتابوں میں) لکھا ہوا پاتے ہو اور اگر جن وانس (سب) اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس کا سا (کلام) پیش کریں تو وہ (کبھی) پیش نہ کر سکیں گے۔

اس وقت ان کی پوری جماعت نے جس میں فنحاص اور عبداللہ بن صوری اور ابن صلوبا اور کنانہ بن الربیع بن ابی الحقیق اور اشیع اور کعب بن اسد اور شمویل بن زید اور جبل بن عمرو بن سکینہ (بھی) تھے کہا۔ اے محمد کیا یہ تمھیں کوئی انسان یا جن تو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

أَمَا[1] وَاللهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُونَ إِنَّهُ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَإِنِّي لَرَسُولُ اللهِ تَجِدُونَهُ ذٰلِكَ مَكْتُوبًا عِنْدَكُمْ فِي التَّوْرَاةِ

سن لو اللہ کی قسم بے شبہہ تم لوگ اس بات کو جانتے ہو کہ وہ اللہ کی جانب سے ہے اور یہ بھی کہ یقیناً میں اللہ کا رسول ہوں۔ تم اس کو اپنے پاس توریت میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

---

[1] (الف) میں "ام" بغیر الف کے ہے۔ (احمد محمودی)

انھوں نے کہا اے محمد! اللہ جب کوئی اپنا رسول بھیجتا ہے تو اس کے لیے جتنے وہ چاہتا ہے انتظامات فرماتا ہے اور جتنی چاہتا ہے اس کو قدرت دیتا ہے۔ اس لیے آپ ہم پر کوئی کتاب آسمان سے اتار دیجیے کہ ہم اسے پڑھیں اور پہچانیں (کہ وہ اللہ کی جانب سے آئی ہے)۔ ورنہ ہم بھی ویسا ہی (کلام) پیش کریں گے جیسا تم پیش کرتے ہو۔ تو اللہ (تعالیٰ) نے ان کے اور ان کے اقوال کے متعلق (یہ) نازل فرمایا۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے نبی) تو کہہ کہ اگر (تمام) جن و انس اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کا مثل لائیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ظہیر کے معنی معاون کے ہیں اور اسی اشتقاق سے عرب کا قول "تظاہروا علیہ" ہے جس کے معنی تعاونوا علیہ ہیں۔ شاعر نے کہا ہے۔

يَا سَمِيَّ النَّبِيِّ أَصْبَحْتَ لِلدِّيـنِ قِوَامًا وَلِلْإِمَامِ ظَهِيرًا

اے نبی کے ہمنام! تو دین کے لیے باعث ترقی اور خلیفہ وقت کا معاون بن گیا ہے اور اس کی جمع ظہراء ہے۔

۲۰۲ ابن اسحٰق نے کہا کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اسد اور ابو نافع اور اشیع اور شمویل بن زید نے عبد اللہ بن سلام کے اسلام اختیار کرنے کے وقت ان سے کہا کہ عرب میں نبوت نہیں ہوا کرتی بلکہ تمھارا دوست بادشاہ ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے انھیں وہی بیان سنا دیا جو اللہ کے پاس سے آپ کے پاس ذوالقرنین کے بارے میں نازل ہوا تھا اور

آپ نے قریش کو سنایا تھا اور انھیں لوگوں نے قریش کو مشورہ دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذوالقرنین کا حال دریافت کریں جبکہ انھوں نے ان کے پاس النضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط کو بھیجا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے سعید بن جبیر کی (یہ) روایت بیان کی گئی کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد اللہ نے تو اس تمام مخلوق کو پیدا کیا۔ پھر اس کو کس نے پیدا کیا۔ راوی نے کہا (یہ سنتے ہی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پروردگار کے لیے غصہ آگیا یہاں تک کہ آپ کا رنگ متغیر ہوگیا اور آپ ان پر خفا ہوے۔ راوی نے کہا آپ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور آپ کو تسکین دی اور کہا اے محمد اپنے پر بار نہ ڈالئے۔ (یا آواز پست کیجئے) اور اللہ (تعالیٰ) کے پاس سے آپ کے پاس اس بات کا جواب لائے جس کا انھوں نے سوال کیا تھا (اور کہا)۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ

(اے نبی) کہدے بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔

راوی نے کہا کہ جب آپ نے اس سورۃ کو انھیں پڑھکر سنایا تو انھوں نے کہا کہ اے محمد ہم سے اس کے اوصاف بیان کیجئے کہ اس کی خلقت کیسی ہے اس کا ہاتھ کیسا ہے اس کا بازو کیسا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے سے بھی زیادہ غصہ آگیا اور انھیں ڈانٹا تو آپ کے پاس جبریل آئے اور آپ سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ اور آپ کے پاس اللہ کی طرف سے ان باتوں کا جواب لائے جس کے متعلق انھوں نے سوالات کئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے :-

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَالسَّمٰوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

اور اللہ کا جو مرتبہ ہے ان لوگوں نے اس کا اندازہ نہیں کیا۔ حالانکہ قیامت کے دن تمام زمین اس کے قبضے میں ہوگی اور آسمان اس کے سیدھے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ (ان لوگوں کے تمام خیالات سے) پاک ہے اور یہ لوگ جو شرک (کی باتیں) کرتے ہیں وہ اس سے برتر ہے۔

۲۰۳ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی تمیم کے آزاد کردہ عتبہ بن مسلم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے ابوہریرہ سے روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

يُوشِكُ النَّاسُ أَنْ يَتَسَاءَلُوا نَبِيَّهُمْ حَتَّى يَقُولَ قَائِلُهُمْ هٰذَا اللّٰهُ خَلَقَ الْخَلْقَ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ فَإِذَا قَالُوا ذٰلِكَ فَقُولُوا اللّٰهُ أَحَدٌ اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ثُمَّ لِيَتْفُلِ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

لوگ اپنے نبی سے سوالات کرنے میں اس حالت کے قریب پہنچ رہے ہیں کہ ان میں کا کہنے والا یہ کہنے لگے کہ یہ اللہ اس نے تو مخلوق کو پیدا کیا پھر اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ پس جب وہ یہ کہیں تو تم لوگ کہو کہ اللہ ایک ہے اللہ سب کا مرجع ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ اس کو کسی نے پیدا کیا اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ پھر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی بائیں جانب تین وقت تھوکے اور مردود شیطان سے اللہ کی پناہ مانگے۔

ابن ہشام نے کہا کہ صمد اس کو کہتے ہیں جس کی طرف رجوع کیا جاتا اور اس کی پناہ لیجاتی ہے۔ بنی اسد کے عمرو بن مسعود اور خالد بن نضلہ جن کو نعمان ابن المنذر نے قتل کرکے ان (کی قبروں) پر کوفے میں الغریین نامی عمارت بنائی تھی (ان کی بھتیجی) ہند بنت معبد بن نضلہ نے اپنے چچاؤں کے مرثیے میں کہا ہے:—

۲۰۴ أَلَا بَكَرَ النَّاعِي بِخَيْرَيْ بَنِي أَسَدْ بِعَمْرِو بْنِ مَسْعُودٍ وَبِالسَّيِّدِ الصَّمَدْ

سنو کہ خبر دینے والے نے بنی اسد کی دو بہترین فردوں

عمرو بن مسعود اور مرجع خلائق سردار کی موت کی خبر صبح سویرے دی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے نصاریٰ کا وفد آیا جس میں ساٹھ سوار تھے اور ان ساٹھ میں سے چودہ ان میں کے سربرآوردہ لوگ تھے اور پھر ان چودہ میں سے تین شخص ایسے تھے جو مرجع عام تھے۔ ان میں کا ایک عاقب تھا جو قوم کا سردار اور ان سب کو ایسا مشورہ اور رائے دینے والا تھا کہ بجز اس کی رائے کے وہ لوگ کسی طرف نہ پھرتے تھے اور اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ دوسرا السید تھا جو ان کی دیکھ بھال کرنے والا اور ان کے سفروں اور ان کے مجمعوں کا منتظم تھا اور اس کا نام الایہم تھا۔ تیسرا ابو حارثہ بن علقمہ تھا جو بنی بکر بن وائل میں کی ایک فرد اور ان کا دینی پیشوا۔ اور ان میں ماہر عالم اور ان کا امام۔ اور ان کے مدرسوں کا افسر تھا۔ اور ابو حارثہ نے ان سب میں بلند رتبہ حاصل کرلیا تھا۔ اور ان کی کتابوں کی تعلیم دیا کرتا تھا اور اسے ان کے دین کا خوب علم حاصل ہوگیا تھا یہاں تک کہ روم کے عیسائی بادشاہوں کو جب ان کے دینی علوم میں اس کی مہارت و اجتہاد کی خبر پہنچی تو انھوں نے اس کو بڑا مرتبہ دے دیا اور اس کو مال و منال خدم و حشم والا بنا رکھا تھا اور اس کے لیے کئی کلیسے بنا دئیے تھے اور اس کے لیے طرح طرح کے اعزازات کا فرش کردیا تھا۔ جب یہ لوگ نجران سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل کھڑے ہوئے اور ابو حارثہ اپنی ایک خچرنی پر بیٹھا اور اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمت توجہ کی۔ اور اس کے بازو ہی اس کا ایک بھائی تھا جس کا نام کوز بن علقمہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس کا نام کوز بتایا ہے۔ ابو حارثہ
کی خچری نے ٹھوکر کھائی تو کوز نے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی ۲۰۵
مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو ابو حارثہ نے اس سے کہا (وہ نہیں) بلکہ تو برباد ہو جائے اس نے کہا بھائی صاحب (ہائیں) یہ کیوں تو اس نے کہا واللہ یہی وہ نبی ہے جس کا ہم انتظار کر رہے تھے تو کوز نے اس سے کہا جب آپ اس بات کو جانتے ہیں تو پھر اس (پر ایمان لانے) سے آپ کو روکنے والی کونسی چیز ہے۔ اس نے کہا ان لوگوں نے ہمارے لیے کیا کچھ کر رکھا ہے۔ ہمیں اعلیٰ مرتبہ دیا ہے مالدار بنا دیا ہے اور عزت دی ہے اور حالت یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس کی مخالفت کے سوا ہر بات سے انکار ہے۔ اور اگر میں نے (ویسا ہی) کیا (جیسا تیرا خیال ہے) تو یہ تمام چیزیں جو تو دیکھ رہا ہے یہ لوگ چھین لیں گے پھر اس کے بھائی کوز بن علقمہ نے اسی کی بات جو خود اس کے خلاف تھی اپنے دل میں چھپائے رکھی جتنی کر (۲) کے بعد اسلام اختیار کیا اور مجھے جو خبریں ملی ہیں انھیں میں سے یہ بھی ایک خبر ہے کہ وہ خود (کوز بن علقمہ) اس (ابو حارثہ) کے متعلق یہ بات بیان کیا کرتے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ نجران کے رئیسوں نے چند کتابیں ورثے میں پائی تھیں جو ان کے پاس رکھی تھیں۔ جب ان میں کا کوئی رئیس مر جاتا اور وہ ریاست دوسرے کو ملتی تو ان کتابوں پر ان مہروں کے ساتھ جو ان پر پہلے سے تھیں ایک مہر خود بھی لگا دیتا اور ان مہروں کو نہ توڑتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں (وہاں کا) جو رئیس تھا وہ ٹہلتا ہوا باہر نکلا تو ٹھوکر کھائی تو اس کے بیٹے نے اس سے کہا دور والا برباد ہو جائے جس سے اس کی مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس سے اس کے باپ نے کہا ایسا نہ کہہ کیونکہ وہ نبی ہے اور اس کا نام وضایع یعنی کتب (محفوظہ) حکمت میں ہے۔ اور جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹے کی توجہ اسی طرف ہوئی

اس نے دل کڑا کیا اور مہریں توڑ دیں اس نے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پایا اور اس نے اسلام اختیار کر لیا اور اسلام میں اس کی حالت اچھی رہی۔ اس نے حج بھی کیا اور یہ شعر اسی نے کہا ہے۔

إِلَيْكَ تَعْدُو قَلِقًا وَضِينُهَا مُعْتَرِضًا فِي بَطْنِهَا جَنِينُهَا

مُخَالِفًا دِينَ النَّصَارَى دِينُهَا

(اونٹنی) تیرے ہی جانب دوڑ رہی ہے۔ اس حالت میں کہ اس کا زیر تنگ حرکت کر رہا ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ اس کے آڑے آرہا ہے اور اس حالت میں کہ اس (اونٹنی یعنی اونٹنی والے) کا دین نصاریٰ کے دین کے خلاف ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وضین کے معنی حزم الناقہ یعنی اونٹنی کے کمربند یا زیر تنگ کے ہیں۔

اور ہشام بن عروہ نے کہا کہ عراق والوں نے اس میں "معترضا دین النصاری دینہا" بڑھا دیا ہے۔ لیکن ابو عبیدہ نے تو ہمیں ان (مصرعوں) کے ساتھ یہ (مصرع) بھی سنا یا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے بیان کیا کہ جب ۲۰۶
وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز عصر پڑھا چکے تو وہ لوگ آپ کے پاس آپ کی مسجد میں اس حالت میں داخل ہوئے کہ وہ اچھے کپڑے زیب بدن کیے ہوئے تھے۔ جبے پہنے اور چادریں اوڑھے ہوئے بنی حارث بن کعب والوں کی طرح خوبصورت تھے۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنھوں نے ان کو اس روز دیکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کے بعد ان کا سا وفد ہم نے کوئی نہیں دیکھا ان لوگوں کی نماز کا وقت آچکا تھا۔ اس لیے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دعوھم۔ انھیں چھوڑ دو (کہ نماز پڑھ لیں) تو انھوں نے مشرق کی جانب نماز پڑھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ان میں کے چودہ آدمی جوان لوگوں کے (تمام) معاملات کا مرجع تھے ان کے نام یہ ہیں۔

العاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح بھی تھا۔ اور السید جس کا نام الایہم تھا اور بنی بکر بن وائل والا ابو حارثہ بن علقمہ۔ اور اوس اور الحارث اور زید اور قیس اور یزید اور نبیہ اور خویلد اور عمرو اور خالد اور عبداللہ اور یحنس یہ ساٹھ سواروں کے منجملہ یہ بھی تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو حارثہ بن علقمہ اور عاقب عبدالمسیح اور الایہم اور السید نے گفتگو کی اور باوجود اس کے کہ ان میں کچھ اختلاف بھی تھا وہ شاہی نصرانی قانون کے پیرو تھے۔ ان میں سے بعض تو عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہی خدا کہتے تھے اور بعض اللہ کا بیٹا اور بعض آپ کو تین میں کا تیسرا کہتے تھے۔ غرض نصاری کے اسی قسم کی باتیں تھیں "وہ اللہ ہے" کہنے والے دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے اور بیماریوں کو دور کرتے اور غیب کی باتیں بتاتے تھے اور کیچڑ سے پرند کی شکل بناتے اور اس میں پھونکتے تو وہ پرند ہو جاتا تھا۔ اور یہ ساری باتیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے ہوتی تھیں تاکہ وہ انھیں لوگوں کے لیے ایک نشانی کے طور پر پیش کرے اور آپ کے اللہ کا بیٹا ہونے کے متعلق یہ دلیل بھی پیش کرتے تھے کہ آپ کا کوئی باپ نہ تھا جس کا علم ہوا اور آپ نے گہوارے میں بات کی اور یہ ایسی چیز ہے کہ آپ سے پہلے آدم کے کسی بچے نے نہیں کی اور تین میں کا تیسرا کہنے والے اپنے قول کی دلیل کلام اللہ کو پیش کرتے ہیں کہ وہ ہم نے کیا ہم نے حکم دیا۔ ہم نے پیدا کیا اور ہم نے فیصلہ کیا فرماتا ہے۔ اگر وہ ایک ہوتا تو میں نے کیا۔

۲۰۷ میں نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور میں نے فیصلہ کیا فرماتا۔ جمع کے صیغے نہ فرماتا۔ اصل یہ ہے کہ (جمع کے صیغوں میں) وہ (سے مراد اللہ) اور عیسیٰ اور مریم ہیں۔ پس ان تمام باتوں کے متعلق قرآن نازل ہوا۔

اور جب ان دونوں[1] عالموں نے آپ سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] مصنف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے والوں کے تین نام اوپر بتائے ہیں اور یہاں دونوں نے لکھا ہے غور طلب امر ہے۔ (احمد محمودی)

علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا:۔

أَسْلِمَا

تم دونوں اسلام اختیار کرو۔

ان دونوں نے کہا ہم تو اسلام اختیار کر ہی چکے ہیں ۔فرمایا ۔إِنَّكُمَا لَمْ تُسْلِمَا فَأَسْلِمَا ۔تم دونوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے اسلام اختیار کر لو۔ان دونوں نے کہا ہم نے تم سے پہلے اسلام اختیار کر لیا ہے ۔فرمایا:۔

كَذَبْتُمَا يَمْنَعُكُمَا مِنَ الْإِسْلَامِ دُعَاءُ كُمَا لِلّٰهِ وَلَدًا وَعِبَادَتُكُمَا الصَّلِيبَ وَأَكْلُكُمَا الْخِنْزِيرَ۔

تم دونوں نے جھوٹ کہا۔تمھارا اللہ کے لیے بیٹے کا ادعا اور تمھاری صلیب کی پوجا اور تمھارا سور کا گوشت کھانا (یہ سب باتیں) تمھیں اسلام اختیار کرنے سے مانع ہیں۔

انھوں نے کہا اے محمد پھر ان کا باپ کون تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار فرمائی اور انھیں کوئی جواب ادا نہ فرمایا تو اللہ نے ان کے اس قول اور ان کے تمام مختلف معاملات کے متعلق سورہ آل عمران کا ابتدائی حصہ اسی سے کچھ اوپر آیتوں تک نازل فرمایا اور فرمایا:۔

الٓمٓ اللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

الم ۔اللہ (تو وہ ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ ہے برقرار ہے۔

پس سورۃ کی ابتدا اپنی ذات کی پاکی اور توحید سے فرمائی کہ اس کی ذات ان تمام باتوں سے پاک ہے جو وہ کہا کرتے تھے اور وہ پیدا کرنے اور حکم دینے میں یکتا ہے۔ان امور میں اس کا کوئی شریک نہیں تاکہ جو کافرانہ بدعتیں

انھوں نے پیدا کرلی تھیں اور اس یکتا ذات کے ہمسر ٹھیرا لیے تھے اس کا رد ہو اور اپنے دوست (یعنی پیغمبر) کے متعلق جو ان کا ادعا تھا وہ خود ان پر حجت ہو اور اسی سے ان کی گمراہی بتادی جائے۔ پس فرمایا:۔

الٓمٓ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ

اللہ تو وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود (ہی) نہیں

اس کے اوامر میں اس کے سوا کوئی شریک نہیں الحی القیوم۔ وہ ایسا زندہ ہے کہ مرتا نہیں حالانکہ ان کے قول کے مطابق عیسیٰ مر گئے اور سولی پر چڑھادیے گئے القیوم۔ پیدا کرنے میں جو اس کا مقام تسلط ہے وہ اس پر برقرار ہے (اور) وہ اس مقام سے نہیں ہٹے گا۔ حالانکہ ان کے قول کے موافق عیسیٰ جہاں تھے اس جگہ سے ہٹ گئے اور دوسری جگہ چلے گئے۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ

اس نے تجھ پر سچائی لی ہوئی کتاب نازل فرمائی۔

یعنی جن امور میں انھوں نے آپس میں اختلاف کیا تھا اس میں جو بات سچ تھی اس کو لیے ہوئے۔

وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ

اور اس نے توریت و انجیل بھی اتاری۔

یعنی موسیٰ پر توریت اور عیسیٰ پر انجیل اسی طرح اتاری جس طرح اس سے پہلے والوں پر اور کتابیں نازل فرمائیں۔

وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۔ اور فرقان نازل فرمایا۔

یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) وغیرہ کے متعلق ان میں کی مختلف جماعتوں نے جو مختلف خیالات قائم کرلیے تھے ان میں حق کو باطل سے ممتاز کرنے والی چیز۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللّٰهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ

بے شبہ جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا ان کے لیے سخت عذاب ہے اور اللہ غالب اور سزا دینے والا ہے۔

یعنی اللہ ان لوگوں کو سزا دینے والا ہے جنھوں نے اس کی آیتوں کے جاننے اور ان آیتوں میں جو کچھ تھا اس کو سمجھنے کے بعد اس کا انکار کیا۔

إِنَّ اللّٰہَ لَا یَخْفٰی عَلَیْہِ شَیْءٌ فِی الْأَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ

بے شبہہ اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی (نہ) زمین میں اور نہ آسمان میں۔

۲۰ یعنی جو ارادے وہ کرتے ہیں اور جو چالبازیاں وہ سوچتے ہیں اور عیسیٰ کے متعلق اپنے اقوال سے وہ جن کی مشابہت کرتے ہیں، کہ انھوں نے اللہ سے غفلت اور اس کا انکار کر کے، عیسیٰ کو پروردگار اور معبود ٹھیرالیا ہے۔ حالانکہ ان کے پاس جو علم ہے وہ اس کے خلاف ہے۔

ھُوَ الَّذِی یُصَوِّرُکُمْ فِی الْأَرْحَامِ کَیْفَ یَشَاءُ

وہی تو ہے جو رحم مادر میں جیسی چاہتا ہے صورتیں تمھیں دیتا ہے

یعنی اس بات میں تو کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ عیسیٰ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنھیں رحم مادر میں صورت دی گئی۔ اس کا نہ وہ جواب دے سکتے ہیں اور نہ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔ انھیں بھی ویسی ہی صورت دی گئی جس طرح ان کے سوا آدم کے دوسرے بچوں کو دی گئی پھر جو اس مقام پر تھا وہ معبود کس طرح ہو سکتا ہے پھر ان انکار سے جو انھوں نے ٹھیرالیے تھے۔ اپنی ذات کی تنزیہ اور یکتائی کا بیان فرماتا ہے۔

لَا إِلٰہَ إِلَّا ھُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غلبہ وحکمت والا ہے۔

یعنی ان لوگوں کو سزا دینے میں غالب ہے جنھوں نے اس کا انکار کیا ہے اور جب چاہے سزا دے سکتا ہے اور اپنے بندوں سے وجوہ و دلائل بیان

کرنے میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ

أُمُّ الْكِتَابِ

وہی ہے جو تجھ پر کتاب اتار رہا ہے۔ اس میں کی بعض آیتیں

استوار (واضح المراد مانع اشتباہ) ہیں اور یہی کتاب کی اصل ہیں۔

ان میں پروردگار عالم کے دلائل ہیں اور بندوں کا (گمراہی سے) بچاؤ ہے۔

اور مخالف اور غلط باتوں کی مدافعت ہے۔ انھیں ان کے مضمون سے پھیرا نہیں

جا سکتا اور نہ ان کے اس مفہوم میں کوئی تغیر ہو سکتا ہے جس کے لیے وہ بنائے گئے ہیں۔

وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ

اور (بعض) دوسری مشتبہ ہیں

کہ ان کو ان کے معنی سے پھیرا جا سکتا ہے اور ان کی تاویل کیجا سکتی ہے۔

اللہ نے ان کے ذریعے بندوں کی آزمائش کی ہے جس طرح حلال و حرام سے

آزمائش کی گئی ہے کہ وہ انھیں غلط معنی کی طرف نہ لے جائیں اور انھیں حقیقی معنی

سے نہ پھیریں۔ اللہ فرماتا ہے:۔

فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ

تو جو لوگ ایسے ہیں کہ ان کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہے۔

یعنی سیدھی راہ سے پھر جانے کی قابلیت ہے۔

فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ

تو وہ لوگ۔ اس میں سے مشتبہ چیزوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں

یعنی ایسے راستے پر پڑ جاتے ہیں جو اس سے پھیر دے تاکہ اس کے ذریعے

ان باتوں کو سچا ٹھیرائیں جن کا انھوں نے ایجاد کرلیا ہے اور نئی باتیں پیدا کرتی ہیں تاکہ وہ ان کے لئے حجت بن جائے حالانکہ جو بات انھوں نے کہی ہے اس میں انھیں شک وشبہہ ہی ہے۔

ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ

فتنے کی جستجو میں۔

یعنی اشتباہ پیدا کرنے کے لیے۔

وَابْتِغَاءَ تَاوِيلِهِ

اور تاویل کی تلاش میں

یعنی خلقنا اور قضینا کے معنی کو (جمع کی طرف) پھیر کر اپنی اس گمراہی کی طرف لیجانا چاہتے ہیں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا ہے۔ فرماتا ہے۔

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ

اور اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا۔

یعنی اس (خلقنا اور قضینا) کی تاویل جس کے معنی انھوں نے اپنے حسب منشاء لے لیے ہیں۔

إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا

مگر اللہ اور جو لوگ علم میں استواری رکھنے والے ہیں کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لا چکے یہ سب کچھ ہمارے پروردگار کی جانب سے ہے۔

پھر اس میں اختلاف کیسے ہوسکتا ہے وہ (سب کا سب) ایک ہی کلام ہے ایک ہی پروردگار کی جانب سے ہے۔ پھر انھوں نے مشتبہ الفاظ کی تاویل کیلئے ان محکمات کی طرف رجوع کیا جن میں بجز ایک معنی کے کوئی ان میں دوسری

تاویل نہیں کرتا۔ اور ان کی اس بات سے کتاب منظم ہوگئی اور اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تصدیق کرنے والا (ہونا ظاہر) ہوگیا۔ اور اس کے ذریعے حجت نافذ ہوگئی اور وجہ ظاہر ہوگئی اور غلطی زائل ہوگئی اور کفر کا سر کچل دیا گیا۔ اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:—

وَمَا يَذَّكَّرُ

اور نصیحت (قبول) نہیں کرتے۔

یعنی ایسے معاملوں میں۔

إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا ۲۰۹

مگر عقل والے۔ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کر۔ بعد اس کے کہ تو نے ہمیں سیدھی راہ بتادی۔

یعنی اگر نئی باتیں نکال کر ہم اس طرف جھک پڑیں تو ہمارے دلوں کو (اس طرف) جھکنے نہ دے۔

وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنتَ الْوَهَّابُ

اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما بے شبہہ تو بڑا عنایت فرمانے والا ہے۔

پھر فرمایا:—

شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ[1] وَأُولُو الْعِلْمِ

اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور فرشتوں نے (بھی) یعنی انھوں نے جو کچھ کہا اس کے خلاف (یہ سب

---

[1] (الف) میں ملیکۃ لکھا ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

گواہ ہیں)

بِالْقِسْطِ

انصاف سے۔ یعنی یہ گواہی عادلانہ ہے۔

لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ غالب اور حکمت والا ہے۔ بے شبہہ اللہ کے پاس دین (تو بس) اسلام ہی ہے۔

یعنی اے محمد پروردگار کی توحید اور رسولوں کی تصدیق کے جس طریقے پر تم ہو۔

وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ

اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی انھوں نے (اس سے) اختلاف نہیں کیا مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آچکا۔

یعنی وہ جو (بذریعہ قرآن) آپ کے پاس آچکا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَمَن يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللّٰهِ فَإِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ

آپس کی سرکشی سے۔ اور جو شخص اللہ کی آیتوں کا انکار کرے تو بے شبہہ اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

فَإِنْ حَاجُّوكَ

پھر بھی انھوں نے اگر تجھ سے حجت کی۔

یعنی ان کے قول خلقنا۔ فعلنا اور امرنا کی (تاویل) باطل سے جو وہ پیش کرتے ہیں تو یہ نرا شبہہ باطل ہے اور اس میں جو سچائی ہے۔

اس کو انھوں نے جان لیا ہے۔

فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلّٰهِ

تو تو کہہ دے کہ میں نے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ یعنی وہ اللہ جو یکتا ہے۔

وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَقُلْ لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ

اور جس نے میری پیروی اختیار کی ہے انھوں نے بھی (اپنے کو اللہ کے حوالے کر دیا ہے) اور جن لوگوں کو کتاب دیگئی ہے اور جو ان پڑھ ہیں ان سے کہہ۔ یعنی جن کے پاس کوئی کتاب نہیں۔ (ان سے کہہ)۔

أَأَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَاللّٰهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ

کیا تم نے بھی (اس اصول) تسلیم کو اختیار کر لیا اگر انھوں نے (بھی اس اصول کو) مان لیا تو بس سیدھی راہ پر لگ لیے اور اگر منھ پھیرا تو (کچھ پروانہ کر) تجھ پر صرف (پیام خداوندی) پہنچا دینا (لازم) ہے اور اللہ تو بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

پھر اہل کتاب کے دونوں گروہ یہود و نصاریٰ کو جمع فرمایا اور انھوں نے جو جو نئی باتیں اور نئے طریقے پیدا کر لیے تھے ان کا ذکر کیا اور فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔ الی قوله

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ

جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے ایسے افراد کو قتل کرتے ہیں جو عدل و انصاف کے احکام دیتے ہیں (انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے)۔ سے اس کے اس فرمان تک۔ کہہ اے اللہ اے حکومت کے مالک یعنی اے بندوں کی پرورش کرنے والے اے وہ ذات جس کے سوا بندوں کے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کرتا۔

تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ

تو جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ بھلائی تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ یعنی تیرے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں۔

إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

بے شبہہ تو ہی ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یعنی اپنے غلبے اور اپنی قدرت سے یہ کام کر سکنے والا تیرے سوا کوئی (بھی) نہیں۔

تُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

تو دن میں رات کو داخل کر دیتا ہے اور رات میں دن کو

داخل کر دیتا ہے اور مردے سے زندے کو نکالتا ہے اور زندے
سے مردے کو نکالتا ہے۔
یعنی اسی قدرت سے۔

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ

اور جس کو تو چاہتا ہے بے حساب عنایت فرماتا ہے۔
۲۱۰ تیرے سوا کوئی ان امور میں قدرت نہیں رکھتا اور تیرے سوا کوئی ایسا نہیں کرتا یعنی اگر میں نے عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے اور بیماروں کو (بھلا) چنگا کرنے اور کیچڑ سے پرندے پیدا کرنے اور غیبی امور کی خبریں دینے کے لیے چند چیزوں پر غلبہ دیدیا تھا تاکہ انھیں اس کے ذریعے سے لوگوں کے لیے ایک نشانی بناؤں اور تاکہ اس نبوت کی تصدیق ہو جسے میں نے انھیں دے کر ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تھا جس کے سبب سے تم ان کے معبود ہونے کا دعویٰ کرتے ہو تو (اس پر بھی تو غور کرو کہ) میرے قابو اور میری قدرت میں ایسی چیزیں بھی تو ہیں جو میں نے انھیں نہیں دیں (مثلاً) بادشاہوں کو بادشاہ بنانا اور[1] نبوت کا عہدہ جس کو چاہنا دیدینا اور دن میں رات کا داخل کرنا اور رات میں دن کا داخل کرنا اور مردے سے زندے کا نکالنا اور زندے سے مردے کا نکالنا اور نیکوں یا بدوں میں سے جس کو چاہنا بے حساب رزق دینا غرض یہ تمام باتیں وہ ہیں جن پر میں نے عیسیٰ کو قدرت نہیں دی اور جن کا انھیں مالک نہیں بنایا لیکن انھیں ان چیزوں میں کوئی دلیل وعبرت نہ حاصل ہوئی کہ اگر وہ معبود ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں

---

[1] ۔(ب) میں تملیک الملوك وامر النبوة ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور (الف ج د) میں بامر النبوة ہے جس کے معنی "نبوت کے حکم سے بادشاہوں کو بادشاہ بنانا" ہوں گے جو بعید معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

ہوتیں حالانکہ انھیں یہ معلوم ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگ رہے تھے اور شہروں میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل ہو رہے تھے. پھر ایمانداروں کو نصیحت فرمائی اور انھیں ڈرایا اس کے بعد فرمایا:۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللهَ

(اے نبی ان سے) کہہ کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو۔
یعنی اگر تمھارا یہ دعویٰ صحیح ہے کہ (تمھارے کام) اللہ کی محبت اور اس کی عظمت کے اظہار کے لیے (ہوتے ہیں)۔

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

تو میری پیروی کرو اللہ تمھیں محبوب بنالے گا اور تمھارے لیے تمھارے گناہ ڈھانک دے گا۔
یعنی تمھارا گزشتہ کفر۔

وَاللهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اور اللہ بڑا پردہ پوش اور بڑا مہربان ہے۔

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَالرَّسُولَ

کہہ دے کہ اللہ اور رسول کی فرماں برداری کرو کیونکہ تم اسے جانتے ہو اور اپنی کتابوں میں اس کا تذکرہ پاتے ہو۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی۔
یعنی اپنے کفر ہی پر (اڑے) رہے۔
فَإِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ

تو بے شبہ اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا پھر ان
کے آگے عیسیٰ (علیہ السلام) کے حالات پیش فرمائے کہ اللہ نے
جس کام کا ارادہ فرمایا اس کی ابتدا کیسی ہوئی فرمایا:۔

إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۔

بے شک اللہ نے آدم و نوح وآل ابراہیم وآل عمران کو
تمام جہانوں میں سے انتخاب فرمالیا۔ (ان سے میری مراد وہ اجزا
(ہیں) جو ایک دوسرے سے نکل کر پھیلے اور اللہ تو (ان کی قابلیتوں
اقتضاؤں اور دعاؤں سے خوب واقف ہے وہ) خوب سننے والا
اور خوب دیکھنے والا ہے۔
اس کے بعد عمران کی بیوی اور اس کے قول کا ذکر فرمایا:۔

إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی عورت نے کہا۔ اے
میرے پروردگار جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اسے یقیناً
تیری نذر میں دے دیا اور آزاد کردیا۔
یعنی میں نے اسے نذر کردیا اور اسے اللہ کی غلامی کے لیے آزاد کردیا
کہ اس سے کسی دنیوی کام میں استفادہ نہ کیا جائے۔

فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ
رَبِّ إِنِّي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ

پس مجھ سے (یہ نذر) قبول فرما بے شبہہ تو خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر جب اس نے اس (لڑکی) کو جنا (تو) کہا اے میرے پروردگار میں نے اس کو جنا تو ہے (لیکن حالت یہ ہے کہ وہ) لڑکی (ہے) حالانکہ جو کچھ بھی اس نے جنا اللہ اس سے خوب واقف ہے اور لڑکا[1] لڑکی کی طرح نہیں۔ ۲۱۱

یعنی اس مقصد کے لیے جس کے لیے میں نے اس کو آزاد کیا اور بطور نذر پیشکش کیا تھا۔

وَإِنِّي سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ

اور میں نے اس کا نام تو مریم رکھ دیا اور میں اسے اور اس سے پھیلنے والی اولاد کو مردود شیطان سے بس تیری ہی پناہ میں دیتی ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:—

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ

[1] مصنف علیہ الرحمہ نے اس مقام پر "لیس الذکر کالانثی" کو مقولۂ والدۂ مریم علیہما السلام خیال فرمایا ہے لیکن بلاغت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خیال ٹھیک نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو "لیس الانثی کالذکر" ہونا چاہیے تھا۔ یعنی یہ لڑکی جو مجھے ملی ہے یہ اس لڑکے کی سی نہیں جس کی طلب میں نے مسجد کی خدمت کے لیے کی تھی کہ وہ مسجد کے کاروبار کے لیے آزاد کیا جاتا بلکہ یہ فرمان خداوندی کا جزو معلوم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے کہ جو کچھ اس نے جنا ہے اللہ اس کے مرتبے اور علو شان سے خوب واقف ہے۔ جس لڑکے کی اس نے طلب کی تھی اور جو مرتبہ اس کے خیال میں اُس لڑکے کا تھا وہ اس لڑکی کا سا نہیں اس کا مرتبہ مسجد کی خدمت کرنے والے بہت سے مردوں سے بھی برتر و اعلیٰ ہے۔ (احمد محمودی)

تو اس کے پروردگار نے اسے بڑی خوبی کے ساتھ
قبول فرمالیا۔

وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا

اور اس کی بڑی اچھی پرورش کی اور اس کی نگرانی زکریا
نے کی۔

یعنی اس کے والد اور والدہ کے انتقال کے بعد۔

ابن ہشام نے کہا کہ کفلہا کے معنی ضمہا کے ہیں۔ یعنی اسے اپنے ساتھ رکھا۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض اس لڑکی کا ذکر یتیمی کے ساتھ فرمایا اس کے بعد اس لڑکی کا حال اور زکریا کا حال اور انھوں نے جو دعا کی اور جو کچھ انھیں عطا ہوا اس کا ذکر فرمایا کہ ان کو یحییٰ عنایت فرمائے گیے۔ اس کے بعد مریم اور ان سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر فرمایا۔

يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ

اے مریم بے شبہ اللہ نے تجھے انتخاب فرمالیا اور تجھ کو پاک کر دیا اور تمام جہانوں کی عورتوں پر تجھ کو ترجیح دی اے مریم اپنے پروردگار کے لیے عبادت میں چپ چاپ کھڑی رہ اور سجدہ کر اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر۔ (اور اللہ (تعالیٰ) فرماتا ہے:۔

ذَلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ

یہ غیب کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے جو ہم تیری جانب بذریعہ وحی بھیج رہے ہیں اور تو ان کے پاس نہ تھا یعنی ان کے ساتھ نہ تھا۔

إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَامَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ

جبکہ وہ اپنے قلم ڈال رہے تھے کہ ان میں کا کون مریم کی نگرانی کرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اقلامھم کے معنی سہامھم کے ہیں۔ یعنی ان کے وہ تیر جن کے ذریعے انھوں نے مریم علیہا السلام کے متعلق قرعہ اندازی کی۔ تو زکریا (علیہ السلام) کا تیر نکلا۔ آخر مریم کو انھوں نے اپنے ساتھ رکھا۔ یہ بات حسن بن ابی الحسن نے کہی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس مقام پر (جس نگرانی کا ذکر ہے یہ) نگرانی جریج راہب نے کی جو بنی اسرائیل میں کا ایک بڑھئی تھا۔ مریم علیہا السلام کو (اپنے پاس) لے جانے کا تیر اسی کے نام کا نکلا تھا اور وہی لے گیا اور زکریا (علیہ السلام) نے اس سے پہلے ان کی نگرانی کی تھی۔ بنی اسرائیل میں ایک مرتبہ سخت قحط پڑا اس لیے زکریا (علیہ السلام) ان کو اپنے پاس رکھنے سے عاجز ہو گئے تو مریم (علیہا السلام) کے لیے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی نگرانی ان میں سے کون کرے تو جریج راہب کا تیر ان کی نگرانی کے لیے نکلا (اور) جریج ہی نے ان کی نگرانی کی۔

وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ

اور (اے نبی) جب وہ جھگڑ رہے تھے اس وقت تو ان کے پاس نہ تھا۔

یعنی جب وہ اس کے متعلق جھگڑ رہے تھے تو تو ان کے ساتھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان مخفی باتوں کی خبر دے رہا ہے جن کا ان کے پاس علم تھا اور وہ اس کو آپ سے چھپاتے تھے تاکہ آپ کی نبوت کو ثابت کرے اور ان خبروں کے ذریعے جنھیں وہ چھپاتے تھے اور آپ انھیں ان کے

سامنے پیش فرماتے تھے ان پر حجت قایم ہو۔ پھر فرمایا۔

إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ

(وہ وقت یاد کرو) جب کہ فرشتوں نے کہا۔ اے مریم۔

إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

اللہ تجھے یقیناً ایک ایسے کلمہ کی خوش خبری دیتا ہے

جو اس کی جانب سے ہے اس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہے۔

یعنی ان کے (حقیقی) واقعات یہ تھے نہ کہ وہ جو تم ان کے متعلق کہتے ہو۔

وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

دنیا و آخرت میں وہ عزت و آبرو والے تھے۔ ۲۱۲

یعنی اللہ کے پاس۔

وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ

اور وہ مقربین میں سے تھے اور گھوارے میں لوگوں سے باتیں کیا کرتے تھے اور ادھیڑ عمر میں (نزول کے بعد بھی وہ باتیں کریں گے) اور نیکوں میں سے تھے۔

انھیں آپ کے ان حالات کی خبر دے رہا ہے جو آپ کی عمر کے تغیرات میں واقع ہوتے رہے جس طرح آدم کی اولاد کے حالات ان کی کمسنی اور بڑھاپے کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں۔ بجز اس کے کہ اللہ نے انھیں گھوارے میں کلام کرنے کی خصوصیت مرحمت فرمائی تھی کہ آپ کی

نبوت کے لیے ایک علامت ہو اور بندوں کو اپنی قدرت کے مواقع بتائے۔

قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذٰلِكِ

اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

مریم نے کہا اے میرے پروردگار میرے لڑکا کیسے ہو گا
حالانکہ مجھے کسی بشر نے چھوا (تک) نہیں۔ فرمایا یوں ہی (ہوگا)
اللہ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔
یعنی وہ جو چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے
بشر ہو یا غیر بشر۔

إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

جب اس نے کسی کام کا فیصلہ کر لیا تو اس کو صرف
"ہو" کہہ دیتا ہے۔
وہ جس چیز کو چاہے اور جیسی چاہے۔

فَيَكُونُ

تو وہ ہو جاتی ہے
اور جیسی وہ چاہتا ہے ویسی ہی ہو جاتی ہے۔ پھر مریم علیہا السلام
کو اس بات کی خبر دی کہ ان (کی پیدائش) سے اس کا ارادہ کیا ہے فرمایا:۔

وَيُعَلِّمُهُ[1] الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ

---

[1] ۔ (الف) میں "نعلمہ" ہے اور روایات کلام مجید دونوں طرح ہیں۔ یعنی ہم اسے تعلیم دیں گے
(احمد محمودی)

اور وہ اسے جنس کتب کی اور حکمت اور توریت کی تعلیم
(کا شرف عنایت) فرمائے گا۔
جو ان لوگوں میں موجود تھی جو آپ کے پہلے موسیٰ (علیہ السلام)
کے وقت سے چلی آرہی تھی۔

وَالْإِنْجِيلَ

اور انجیل کی بھی (تعلیم دے گا)
جو ایک دوسری کتاب ہے اللہ عزوجل نے انھیں نئی عنایت فرمائی
تھی اور ان لوگوں کے پاس بجز اس کی یاد کے اصل کتاب باقی نہ تھی اور وہ
(عیسیٰ) ان کے (موسیٰ کے) بعد انبیا میں سے ہونے والے ہیں۔

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ

اور (ہم نے اس کو) بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر
(بھیجا) اس نے کہا بے شبہہ میں تمھارے پاس تمھارے رب کی
جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں۔
یعنی ایسی نشانی جس سے میری نبوت ثابت ہوتی ہے کہ میں اسکی
جانب سے تمھاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

أَنِّي أَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ

بے شبہہ میں تمھارے لیے کیچڑ سے پرندوں کی شکل کی سی
شکل پیدا کرتا ہوں۔

فَأَنْفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ

پھر اس میں پھونکتا ہوں تو اللہ کے حکم سے وہ پرندہ
بن جاتا ہے۔

اس اللہ کے حکم سے جس نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے جو میرا اور تمھارا دونوں کا پروردگار ہے۔

وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ

اور میں پیدائشی اندھے اور کوڑھی کو (بھلا) چنگا کر دیتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الاکمہ مادرزاد اندھے کو کہتے ہیں۔ روبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

هَرَجْتُ فَارْتَدَّ ارْتِدَادَ الْأَكْمَهِ

میں نے ڈانٹا تو وہ مادرزاد اندھے کی طرح لوٹ گیا اور اس کی جمع کُمّہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ھرجت کے معنی صِحتُ بالأسد جلبت علیہ ہیں یعنی شیر کے مقابل چیخا اور چیخ پکار کی اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَأُحْيِ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ ۲۱۳
فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ

اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں اور تمھیں وہ چیزیں بتا دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو تم گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بے شبہہ اس میں تمھارے لیے نشانی ہے۔ اس بات پر کہ میں تمھاری طرف اللہ کی جانب سے بھیجا ہوا ہوں۔

إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ

اگر تم ایماندار ہو۔

وَمُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ

اور میں اس توریت کی تصدیق کرنے والا (بنا کر بھیجا گیا ہوں) جو میرے سامنے ہے۔
یعنی جو مجھ سے پہلے آچکی ہے۔

وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ

اور (میں بھیجا گیا ہوں) تاکہ بعض ایسی چیزیں تمھارے لیے جائز کردوں جو تم پر حرام کردی گئی تھیں۔
یعنی یہ بتادوں کہ وہ تم پر حرام تھیں اور تم نے ان کو چھوڑ دیا تھا اوراب تم پر سے بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انھیں تمھارے لیے جائز کردوں کہ تمھیں اس میں سہولت ہوجائے اوراس کی دشواری سے تم نکل جاؤ۔

وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ

اور میں تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی جانب سے نشانی لے کر آیا ہوں اس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔
بے شک اللہ میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔
یعنی آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کے متعلق لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں اس سے آپ اپنے کو بے تعلق ظاہر فرمانے اور اپنے پروردگار کی حجت ان لوگوں پر قایم ہونے کے لیے فرماتے ہیں۔

فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ

تو اسی کی عبادت کرو کہ یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی یہی وہ سیدھی راہ ہے جس پر چلنے کے لیے میں نے تمھیں شوق دلایا
اور یہی ہدایت لے کر میں تمھارے پاس آیا ہوں

فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ الْكُفْرَ

پھر جب عیسیٰ نے ان کے کفر کا احساس کیا۔ اور اپنی ذات
پر ان کی دست درازی دیکھی۔

قَالَ مَنْ أَنصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ

(تو) کہا (کلمۃ) اللہ (کی برتری) کے لیے۔ میری
مدد کرنے (والی جماعت میں داخل ہونے) والے بھی کوئی ہیں حواریوں
نے کہا اللہ کے (رسول اور اس کے کلمے کے) ہم مددگار ہیں ہم
اللہ پر ایمان لائے۔
ان کا یہی قول ایسا تھا جس کے سبب سے انھوں نے اپنے پروردگار
کی جانب سے فضیلت حاصل کر لی۔

وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

اور آپ گواہ رہیے کہ ہم فرماں بردار ہیں۔ (ان لوگوں
کی باتیں) ایسی نہ تھیں جیسی باتیں یہ لوگ کرتے ہیں جو آپ سے حجت
کر رہے ہیں۔

رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ۔

اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے رسول کی پیروی اختیار کر لی ہے اس لیے ہمیں (اپنے اور اپنے رسول کے) گواہوں (کے دفتر) میں لکھ لے۔

یعنی ان کا ایمان اور ان کی باتیں ایسی تھیں۔

پھر جب وہ لوگ آپ کے قتل کرنے کے لیے آمادہ ہوگئے تو آپ کو اپنی جانب اٹھا لینے کا ذکر فرمایا۔ اور فرمایا:—

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ

اور انھوں نے (عیسیٰ کے خلاف) خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ نے بھی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تو خفیہ تدبیروں میں سب سے بہتر ہے۔

پھر انھیں بتایا اور ان کے اس عقیدے کا رد فرمایا جس کا انھوں نے اقرار کر لیا تھا کہ یہودنے آپ کو سولی دے دی۔ اور فرمایا:—

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ میں تجھے پورا (پورا) لے لینے والا ہوں اور تجھ کو اپنی جانب اٹھا لینے والا ہوں اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہے ان (کی ناپاک صحبت) سے تجھ کو پاک کر دینے والا ہوں جبکہ ان لوگوں نے تیرے متعلق ناقابل ذکر ارادے کیے۔

وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی انھیں ان لوگوں پر قیامت تک

برتری دینے والا ہوں جنھوں نے کفر کیا۔
پھر واقعات بیان فرمائیے یہاں تک کہ اپنا یہ قول بیان فرمایا۔

ذٰلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ

(اے محمد) یہ وہ آیتیں اور حکمت والی نصیحت ہے
جو ہم تجھے پڑھ کر سناتے ہیں۔
یعنی عیسیٰ اور ان کے حالات میں جو اختلافات ان لوگوں نے کیے ہیں ان میں یہ وہ قطعی اور فیصلہ کن حق بات ہے جس میں ذرا بھی باطل کا لگاؤ نہیں ہے اس لیے اس کے سوا کسی خبر کو آپ قبول نہ کریں۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ

كُن فَيَكُونُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ

(سن) کہ عیسیٰ کی مثال اللہ کے پاس آدم کی مثال کی سی ہے
کہ اسے مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اس سے کہا کہ ہو تو (وہ پیدا ہو گیا اور
ہر مخلوق اسی طرح) ہو جاتی ہے یہی بات تیرے پروردگار کی جانب کی ہے۔
یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق جو تجھے خبر دی گئی ہے۔ ۲۱۴

فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ

اس لیے شک وشبہہ کرنے والوں میں سے تو نہ ہو۔
یعنی اگرچہ وہ کہتے رہیں کہ عیسیٰ بغیر مرد کے پیدا ہوئے تو اس میں شک نہ کر کیونکہ میں نے آدم کو اسی قدرت سے مٹی ہی سے پیدا کیا تھا اور بغیر عورت اور مرد کے پیدا کیا تھا۔ اور وہ بھی عیسیٰ کی طرح گوشت۔ خون۔ بال اور چمڑے کے پوست سے مرکب تھے۔ اس لیے عیسیٰ کی پیدائش مرد کے بغیر کچھ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہے۔

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ

اس لیے تیرے پاس اس علم کے آنے کے بعد جو (لوگ) اس کے متعلق تجھ سے حجت کریں۔

یعنی اس کے بعد کہ میں نے تجھ سے اس کی خبر بیان کر دی ہے کہ اس کے کیا حالات تھے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا

وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

تو تو کہہ کہ آؤ ہم اپنے اپنے بچوں اور اپنی اپنی عورتوں اور اپنی اپنی ذاتوں کو بلا لیں اس کے بعد گریہ وزاری سے دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ کی پھٹکار (کی دعا) کریں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدہ نے کہا نبتہل کے معنی لعنت کی دعا کرنے کے ہیں۔ بنی قیس بن ثعلبہ کا اعشی کہتا ہے۔

لَا تَقْعُدَنَّ وَقَدْ أَكَّلْتَهَا حَطَبًا ‏ ‏ ‏ ‏ تَعُوذُ مِنْ شَرِّهَا يَوْمًا وَتَبْتَهِلُ

جب تو نے اسے (جنگ کو) ایندھن سے بھڑکا دیا ہے تو کسی روز بھی اس کی برائی سے پناہ مانگتا اور لعنت کرتا نہ بیٹھا رہ۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ نبتہل کے معنی نتضرع یعنی آہ وزاری سے دعا کرنا ہیں۔

فرماتا ہے کہ ہم لعنت کی دعا کریں۔ عرب کہتے ہیں بَہَلَ اللّٰہ فلاناً ای لعنه الله علیہ اور بہلة الله کے معنی لعنة الله کے ہیں اور نبتہل کے معنی کوشش سے دعا کرنے کے بھی ہیں۔

۲۰۵ ابن اسحٰق نے کہا ان ھذا۔ بے شک یہ۔ یعنی یہ خبر جو میں عیسیٰ کے متعلق لایا ہوں۔

لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ

یقیناً یہی حقیقی بیان ہے۔
یعنی عیسیٰ کے متعلق۔

وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّا اللّٰهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بے شبہہ اللہ غالب اور بڑی رحمت والا ہے۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ

پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو بے شبہہ اللہ فسادیوں کو خوب جاننے والا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

کہہ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں راست (اور مسلم) ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی پرستش نہ کریں اور نہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں اور

اللہ کو چھوڑ کر ہم میں سے بعض بعض کو رب نہ بنالیں۔ پھر اگر انھوں نے روگردانی کی تو تم (لوگ ان سے) کہو کہ (دیکھو) گواہ رہو کہ ہم تو اطاعت گزار ہیں۔ پس آپ نے انھیں ایک انصاف کی بات کی جانب دعوت دی اور انھیں لاجواب کر دیا۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ کی طرف سے یہ خبر آئی اور آپ کے اور ان کے درمیانی جھگڑے کا فیصلہ پہنچ گیا۔ اگر وہ آپ کے ان دعووں کی تردید ہی کرتے رہے تو آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا گیا تو آپ نے انھیں مباہلے کی دعوت دی انھوں نے کہا کہ اے محمد! ہمیں اپنے اس معاملے میں غور کرنے دیجئے کہ ہمیں آپ نے جو دعوت دی ہے اس میں ہم جو کچھ کرنا چاہیں اس ارادے سے ہم پھر آئیں گے۔ اور وہ آپ کے پاس سے واپس ہوئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے العاقب کے ساتھ جو ان میں صاحب رائے تھا تنہائی میں گفتگو کی اور اس سے کہا۔ اے عبدالمسیح تیری کیا رائے ہے تو اس نے کہا اے گروہ نصاریٰ! یقیناً تم لوگ جانتے ہو کہ محمد بے شبہ (اللہ کی طرف سے) بھیجا ہوا نبی ہے اور تمھیں اپنے دوست کے اس فیصلے کی بھی خبر پہنچ چکی ہے اور تمھیں یہ بھی معلوم ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی سے کبھی مباہلہ نہیں کیا ہے جن میں کا کوئی بڑا بوڑھا باقی رہا ہو اور کم عمر پھلے پھولے ہوں۔ اور یاد رہے کہ اگر تم نے (مباہلہ) کیا تو تمھاری جڑیں تک اکھیڑ دی جائیں گی اور اگر تمھیں اپنے دین کی محبت کے سوا دوسری کسی بات سے انکار ہو اور اگر تم نے اپنے دوست کے متعلق جو کچھ کہہ دیا ہے اسی پر (تم) جمے رہنا چاہتے ہو تو اس شخص سے تم صلح کر لو اور اپنے شہروں کی جانب واپس جاؤ۔ تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اے محمد! ہمیں یہی مناسب معلوم ہوا کہ آپ سے مباہلہ نہ کریں اور آپ کو آپ کے دین پر چھوڑ دیں اور ہم (اپنے مقام کو) لوٹ جائیں اور اپنے دین پر رہیں۔ لیکن آپ اپنے اصحاب میں کسی ایسے شخص کو جس کو آپ ہمارے لیے پسند فرمائیں ہمارے ساتھ بھیج دیں کہ

وہ ہمارے مالی اختلافی امور میں ہمارے درمیان فیصلہ کیا کرے کیونکہ ہمارے خیال میں آپ لوگ ہماری مرضی کے موافق ہیں۔ محمد بن جعفر نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

اِئْتُونِی الْعَشِیَّةَ أَبْعَثْ مَعَكُمُ الْقَوِیَّ الْاَمِیْن

تم لوگ شام میں میرے پاس آؤ میں ایک قوی امانتدار کو تمہارے ساتھ بھیج دونگا۔

راوی نے کہا کہ عمر بن الخطاب کہا کرتے تھے کہ امیر بننے کی جو خواہش مجھے اس دن تھی ویسی امارت کی خواہش مجھے کبھی نہ ہوئی صرف اس امید پر کہ میں ان اوصاف والا ہو جاؤں (یعنی قوی وامین) اس لیے ظہر کے وقت دھوپ میں پہنچ گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی ۲۱۶
نماز پڑھائی اور سلام پھیرا اور اس کے بعد آپ نے اپنی سیدھی جانب اور بائیں جانب ملاحظہ فرمایا تو میں اونچا ہو ہو کر آپ کے سامنے جا رہا تھا کہ آپ مجھے ملاحظہ فرمالیں اور آپ اپنی نظر سے تلاش فرماتے رہے یہانتک کہ آپ کی نظر انور ابو عبیدہ بن الجراح پر پڑی تو انھیں طلب فرما کے ان سے (یہ) فرمایا:—

اُخْرُجْ مَعَهُمْ فَاقْضِ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

ان لوگوں کے ساتھ جاؤ اور ان کے اختلافی معاملوں میں ان کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کیا کرو۔ عمر نے کہا غرض ان صفات کو ابو عبیدہ نے حاصل کر لیا۔

منافقوں کے کچھ حالات

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے جس طرح

بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے رہنے والوں کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول العوفی تھا اور بنی العوف کی بھی شاخ بنی الحبلی میں سے تھا اس کی قوم کے دو آدمی بھی اس کی برتری کے متعلق اختلاف نہ رکھتے تھے اَوس وخزرج کی جماعتوں میں سے کسی فرد پر کبھی بھی یہ دونوں جماعتیں متفق نہیں ہوئیں نہ اس شخص سے پہلے اور نہ اس کے بعد یہاں تک کہ اسلام کے رد وبدل کرنے والے حادثے رونما ہوئے۔ ہاں اس کے ساتھ ایک اور شخص بھی قبیلہ اَوس میں تھا جو اپنی قوم اَوس میں سربرآوردہ و مطاع تھا جس کا نام ابو عامر عبد عمرو صیفی بن النعمان تھا جو بنی ضبیعہ بن زید میں سے تھا اور یہی شخص حنظلۃ الغسیل کا باپ تھا جن کے جنگ احد میں شہید ہونے پر فرشتوں نے انھیں غسل دیا اور ابو عامر نے زمانہ جاہلیت ہی میں رہبانیت اختیار کر لی تھی، موٹے کپڑے پہنا کرتا اور راہب کہلاتا تھا۔ غرض یہ دونوں اپنی برتری سے محروم ہو گئے اور اسلام سے انھیں نقصان پہنچا۔

عبداللہ بن ابی کے لیے تو اس کی قوم نے منکوں کی ایک مالا تیار کی تھی کہ اس کو تاج پہنا کر اپنا حاکم بنالیں لیکن جب ان کی یہ حالت تھی (تو) اللہ نے ان کے پاس اپنا رسول بھیجا۔ جب اس کی قوم اس سے پھر کر اسلام کی طرف ہو گئی تو اس کے دل میں کینہ پیدا ہو گیا اور وہ یہ سمجھنے لگا کہ اس کی حکومت اسلام نے اس سے چھین لی اور جب دیکھا کہ اس کی قوم بجز اسلام کے اور کسی بات کو نہیں مانتی تو خود بھی ناچار اسلام میں داخل ہو گیا لیکن نفاق اور کینے پر جما رہا۔ اور ابو عامر نے تو کفر کے سوا کوئی بات (ہی) نہ مانی اور جب اس کی قوم اسلام پر متفق ہو گئی تو وہ اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا اور دس سے کچھ اوپر ایسے اشخاص کو لے کر مکہ کی جانب نکل گیا جنھوں نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدگی اختیار کر رکھی تھی جیسا کہ مجھ سے
محمد بن ابی امامہ نے حنظلہ بن ابی عامر کے بعض گھر والوں سے حدیث کی ۲۱۷
روایت سنائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

لَاتَقُولُوا الرَّاهِب وَلٰكِنْ قُولُوا الْفَاسِق

(اس کو) راہب (اللہ سے ڈرنے والا) نہ کہو بلکہ فاسق

(نافرمان) کہو۔

ابن اسحٰق۔ نے کہا کہ مجھ سے جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم نے جنھوں نے صحبت (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت) پائی تھی اور (احادیث) سنی تھیں اور بہت روایتیں (بیان) کرنے والے تھے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر مکہ کی جانب نکل جانے سے پہلے آپ کے پاس حاضر ہوا اور کہا۔ اس دین کی حقیقت کیا ہے جس کو لے کر تم آئے ہو تو آپ نے فرمایا۔

جِئْتُ بِالْحَنِيفِيَّةِ دِينِ إِبْرَاهِيم

میں ابراہیم کا یکسوئی والا دین لایا ہوں۔

اس نے کہا میں تو اسی دین پر ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

أَنْتَ لَسْتَ عَلَيْهَا

تو اس دین پر نہیں ہے۔

اس نے کہا کیوں نہیں میں تو اسی دین پر ہوں لیکن اے محمد تم نے حنیفیت میں ایسی باتیں داخل کردی ہیں جو اس میں نہیں آپ نے فرمایا:—

مَا فَعَلْتُ وَلٰكِنِّي جِئْتُ بِهَا بَيْضَاءَ نَقِيَّةً

میں نے ایسا نہیں کیا بلکہ میں اس کو روشن اور پاک صاف

حالت میں لایا ہوں۔

اس نے کہا کہ اللہ جھوٹے کو وطن سے نکالے مسافرت اور تنہائی میں

موت دے۔ اور وہ ان الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن
کر رہا تھا کہ تم اسی حالت سے آئے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا:۔

أَجَلْ فَمَنْ كَذَبَ فَفَعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِهٖ۔

ہاں (ہاں)! جس نے جھوٹ کہا ہو اللہ اس سے
ایسا ہی برتاؤ کرے۔

غرض اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس دشمن خدا ہی کی یہ حالت ہوئی کہ وہ
نکل کر مکہ کی جانب چلا گیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ
فتح فرما لیا تو وہ نکل کر طائف کی طرف چل دیا اور جب طائف والوں نے
اسلام اختیار کر لیا تو وہ شام میں جا بسا اور شام ہی میں وطن سے نکالا ہوا
سفر میں تنہا مر گیا۔ اور اس کے ساتھ علقمہ بن علاثہ بن عوف بن الاحوص
ابن جعفر بن کلاب اور کنانہ بن عبد یالیل بن عمرو بن عمیر الثقفی بھی نکل گئے
تھے جب وہ مرا تو اس کی میراث کے متعلق ان دونوں نے قیصر روم کے
پاس مقدمہ پیش کیا۔ قیصر نے کہا کہ متمدن لوگ متمدن لوگوں کے وارث
ہوا کرتے ہیں اور غیر متمدن غیر متمدن کے۔ آخر اس نے کنانہ بن عبد یالیل کو غیر متمدن
ہونے کے سبب سے وارث ٹھیرایا اور علقمہ کو وارث نہ بنایا تو کعب
ابن مالک نے ابو عامر کے اس رویے کے متعلق کہا ہے۔

مُعَاذَ اللّٰهِ مِنْ عَمَلٍ خَبِيثٍ　　كَسَعْيِكَ فِي الْعَشِيرَةِ عَبْدَ عَمْرٍو ۲۱۸

اے عبد عمرو! جس طرح تیری کوششیں تیرے خاندان میں
رہیں اس طرح کے برے کاموں کی کوششوں سے اللہ اپنی پناہ
میں رکھے۔

فَإِمَّا قُلْتَ لِي شَرَفٌ وَنَخْلٌ　　فَقَدْ مَا بِعْتَ إِيمَانًا بِكُفْرٍ

پھر اگر تو یہ کہے کہ مجھے تو برتری حاصل ہے اور میں نخلستان کا مالک
ہوں تو تو نے ایمان کو کفر کے معاوضے میں بہت زمانہ پہلے ہی بیچ ڈالا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "فلما قلت لی شرف ومال" کی بھی بعضوں نے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا لیکن عبد اللہ بن ابی وہ اپنی قوم میں اپنی برتری پر قائم رہا اور مدینہ میں ادھر ادھر جاتا آتا رہا یہاں تک کہ اسلام اس پر غالب آگیا تو مجبوراً وہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے اسامہ بن زید بن حارثہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ ایک گدھے پر جس پر خوگیر اور ایک فدکی چادر پڑی ہوئی تھی اور کھجور کی چھال کی رسی کی لگام تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور آپ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیماری میں (ان کی) مزاج پرسی کے لیے تشریف لے چلے۔ (راوی نے) کہا کہ آپ عبد اللہ بن ابی کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے مزاحم نامی قلعے میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مزاحم قلعے کا نام ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کے اردگرد اس کی قوم والے بیٹھے ہوئے تھے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملاحظہ فرمایا تو اس کے پاس سے (یونہی) گزر جانا آپ کو نامناسب معلوم ہوا (اس لیے) اتر پڑے
۴۱۹ اور سلام کیا۔ تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور آپ نے قرآن (مجید) کی تلاوت فرمائی اور اللہ (تعالیٰ) کی جانب دعوت دی اللہ کے نام سے نصیحت کی پرہیزگاری کی تلقین کی۔ خوش خبری سنائی اور خوف دلایا۔ راوی نے کہا کہ وہ چپ چاپ تھا کوئی بات نہ کر رہا تھا یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما چکے تو کہا کہ اے شخص تیری ان باتوں سے بہتر تو کوئی بات نہیں لیکن اگر یہ باتیں سچی ہیں تو اپنے گھر میں بیٹھ اور جو شخص تیری ان باتوں (کو سننے) کے لیے آئے اس سے یہ باتیں بیان کر

اور جو تیرے پاس نہ آئے اس کو ان باتوں سے تکلیف نہ دے اور اس کی مجلس میں ایسی باتیں نہ کر جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ (راوی نے) کہا عبداللہ ابن رواحہ نے جن کے ساتھ اور مسلمان بھی بیٹھے ہوئے تھے کہا آپ کیوں ایسا نہ کریں ہماری مجلسوں۔ ہمارے احاطوں اور ہمارے گھروں میں ایسی باتیں آپ ضرور کیا کیجئے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو بخدا ہمیں بے انتہا پسند ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی بدولت اللہ نے ہمیں عزت عطا فرمائی اور ہمیں ان کی جانب رہنمائی کی۔ آخر عبداللہ بن ابی نے جب اپنی قوم کی یہ کھلی ڈلی مخالفت دیکھی تو کہا:۔

مَتیٰ مَا یَکُنْ مَوْلَاکَ خَصْمَکَ لَا تَزَلْ تَذِلُّ وَیَصْرَعْکَ الَّذِیْنَ تُصَارِعُ

جب تیرا دوست تیرا مخالف ہو جائے تو تو ہمیشہ ذلیل ہوتا رہے گا اور جن سے تو ہشت مشت کرتا رہتا ہے وہ تجھے پچھاڑ دیں گے۔

وَھَلْ یَنْھَضُ الْبَازِیْ بِغَیْرِ جَنَاحِہٖ وَاِنْ جُذَّ یَوْمًا رِیْشُہٗ فَھُوَ وَاقِعُ

کیا باز اپنے بازو نہ ہونے پر بھی بلند ہو سکتا ہے اور اگر کبھی اس کے پر اکھیڑ دیئے جائیں تو وہ گر پڑے گا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسری بیت کی روایت دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے زہری نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے اسامہ بن زید سے روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور سعد بن عبادہ کے پاس تشریف لے گئے۔ اس حالت میں کہ آپ کے چہرۂ مبارک میں ان باتوں کی علامتیں تھیں جو دشمن خدا ابن ابی نے کہی تھیں سعد نے کہا یا رسول اللہ میں آپ کے چہرۂ مبارک میں کچھ (تغیر) دیکھ رہا ہوں۔ گویا آپ نے ایسی بات سماعت فرمائی ہے

جس کو آپ ناپسند فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا "اجل" ہاں۔ پھر آپ
۲۲۰ نے انھیں ان باتوں کی اطلاع دی جو ابن ابی نے کہی تھیں تو سعد نے کہا یا
رسول اللہ! اس کے ساتھ نرمی فرمائیے کیونکہ واللہ! اللہ آپ کو ہمارے
پاس ایسے وقت لایا کہ ہم اس کے لیے منکوں کی مالا تیار کر رہے تھے کہ
اسے تاج پہنائیں۔ اس لیے واللہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ آپ نے اس کی حکومت
چھین لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار صحابیوں کا بیان

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ہشام بن عروہ اور عمر بن عبداللہ بن عروہ نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ کی (یہ) روایت بیان کی کہ (ام المومنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو ایسی حالت میں تشریف لائے کہ مدینہ اللہ کی سرزمین میں سب سے زیادہ وبائی بخار میں مبتلا تھا پس آپ کے اصحاب بھی وبائی بخار کی بلا اور وبا میں مبتلا ہو گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بلا سے محفوظ رکھا۔ (ام المومنین نے) کہا کہ ابوبکر اور ابوبکر کے آزاد کردہ فہیرہ و بلال ابوبکر ہی کے ساتھ ایک ہی گھر میں مبتلائے بخار ہوئے۔ میں ان کے پاس ان کی عیادت کو گئی۔ اور یہ واقعہ ہمارے پردے کے حکم سے پہلے کا تھا۔ تو دیکھا کہ ان لوگوں کی تکلیف کی شدت سے ایسی حالت تھی جس کو اللہ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تھا۔ میں ابوبکر کے نزدیک گئی اور کہا بابا جان! آپ اپنے آپ کو کس حالت میں پاتے ہیں تو کہا:۔

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

ہر شخص اپنے گھر والوں میں دن گزار رہا ہے۔ (اور ہم اپنے وطن سے دور پڑے ہیں) حالانکہ موت ہر شخص کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے۔

(ام المومنین نے) کہا کہ میں نے کہا واللہ بابا جان کو اس کا ہوش نہیں ہے جو وہ کہہ رہے ہیں (محترمہ نے) کہا پھر میں عامر بن فہیرہ کے نزدیک گئی اور پوچھا عامر تمھارا کیا حال ہے تو انھوں نے کہا:۔۔۔

لَقَدْ وَجَدْتُ الْمَوْتَ قَبْلَ ذَوْقِهِ إِنَّ الْجَبَانَ حَتْفُهُ مِنْ فَوْقِهِ

كُلُّ امْرِئٍ مُجَاهِدٌ بِطَوْقِهِ كَالثَّوْرِ يَحْمِي جِلْدَهُ بِرَوْقِهِ

میں نے موت کا مزہ چکھنے سے پہلے اس کو پالیا اور بزدل کی موت تو اس کے اوپر سے (یعنی آسمانی ضروری اسباب سے) ہوا کرتی ہے۔ (وہ اس طرح کے خطروں میں مبتلا ہو کر بہادرانہ موت نہیں مرا کرتا)۔ ہر شخص اپنی قوت کے مطابق کوشش کرتا ہے جس طرح بیل اپنے چمڑے کو اپنے ہی سینگوں سے گرم کیا کرتا ہے۔ (یعنی رگڑا کرتا ہے)۔ ۲۲۱

ابن ہشام نے کہا کہ طوقہ کے معنی اپنی طاقت کے ہیں۔

(ام المومنین نے) کہا کہ واللہ عامر جو کچھ کہہ رہا ہے اس کو اس کا ہوش نہیں ہے۔ (محترمہ نے) کہا کہ بلال کی یہ حالت تھی کہ جب ان کا بخار اتر جاتا گھر کے صحن میں لیٹ جاتے اور بلند آواز سے (یہ) کہتے:۔۔۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً بِفَخٍّ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

کیا ایسا نہیں ہوگا۔ کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں

کوئی رات مقام فخ (حوالی مکہ) میں بھی اس طرح بسر کر سکوں گا
کہ میرے گرد اذخر و جلیل نامی بوٹیاں ہوں۔

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ ۔۔۔ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

اور کیا میں کسی روز مقام مجنہ کے چشموں پر بھی جا سکوں گا۔
اور کیا (کوہ) شامہ و طفیل بھی مجھے نظر آئیں گے (جو مکہ میں ہیں)
ابن ہشام نے کہا کہ شامہ و طفیل دو پہاڑوں کے نام ہیں (ام المومنین
نے) کہا تو میں نے ان لوگوں کی جو باتیں سنی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے وہ (سب) بیان کیں اور میں نے کہا کہ یہ لوگ بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں
اور بخار کی شدت سے جو کچھ کہتے ہیں اس کو سمجھتے بھی نہیں۔ (ام المومنین
نے) کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ

یا اللہ ہمارے لیے مدینہ کو بھی ویسا ہی محبوب بنا دے
جیسا تو نے مکہ کو ہمارے لیے پسندیدہ بنایا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

وَبَارِكْ لَنَا فِي مُدِّهَا وَصَاعِهَا وَانْقُلْ وَبَاءَهَا إِلَى مَهْيَعَةَ

اور ہمارے لئے اس کے مد اور صاع (اناج کے پیمانوں) میں برکت عطا فرما۔
اور اس کی وبا کو مہیعہ کی جانب منتقل فرما دے۔ اور مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ابن شہاب الزہری نے عبداللہ بن عمرو
۲۲۲ ابن العاص کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کے اصحاب جب مدینہ آئے تو انھیں مدینہ کا۔ بخار آ گھیرا یہاں تک
کہ وہ بیماری سے تنگ آ گئے لیکن اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
اس سے بچا لیا یہاں تک کہ وہ بیٹھ کر ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔ (راوی نے)
کہا کہ وہ اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان کے پاس تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرمایا:—

اِعْلَمُوْا أَنَّ صَلَاۃَ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاۃِ الْقَائِمِ

تم یہ بات جان لو کہ بیٹھے ہوئے کی نماز کھڑے ہوئے کی نماز کی آدھی ہوتی ہے۔

راوی نے کہا تو باوجود کمزوری اور بیماری کے فضیلت حاصل کرنے کے لیے مسلمان کھڑے ہونے کی تکلیف بھی برداشت کرنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جنگ کے لیے تیاری فرمائی اور اللہ نے اپنے دشمن سے جہاد کرنے اور عرب کے آپ کے آس پاس کے[1] مشرکوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمانے کے تیرہ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔

تاریخ ہجرت

مذکورہ اسناد سے عبدالملک بن ہشام سے مروی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن اس وقت جب آفتاب سخت ہو چکا تھا اور سر پر آنے کے قریب تھا، ربیع الاول کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں مدینہ تشریف لائے اور ابن ہشام نے جو کہا ہے وہی تاریخ ہے۔ ۴۱۴

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ترپن سال

[1] خط کشیدہ عبارت (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

کے تھے اور یہ واقعہ آپ کی بعثت سے تیرا سال کے بعد ہوا اور آپ ربیع الاول کے باقی دن اور ماہ ربیع الآخر اور دونوں جمادی (جمادی الاولی جمادی الآخرہ) رجب، شعبان، رمضان، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ (تک) اقامت فرما رہے۔ اس حج میں مشرکین ہی کا انتظام رہا۔ محرم اور اس کے بعد مدینہ کی تشریف آوری سے بارھویں مہینے کے آغاز میں صفر کے مہینے میں آپ غزوات کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ اور مدینہ میں سعد بن عبادہ کو حاکم بنایا (یہ وہ ہے) جو ابن ہشام نے کہا ہے۔

غزوہ ودّان

آپ کے غزوات میں یہ سب سے پہلا غزوہ ہے

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ودان تک پہنچے۔ غزوۃ الابواء بھی یہی ہے۔ اور آپ کا ارادہ قریش اور بنی ضمرۃ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کا تھا تو اس میں بنو ضمرۃ نے آپ سے صلح کر لی اور ان میں سے جس نے ان کے خلاف آپ سے صلح کی وہ مخشی بن عمرو الضمری تھا اور وہ اپنے اس زمانے میں ان لوگوں کا سردار تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لائے اور کسی سے مقابلہ نہ ہوا اور صفر کے باقی دن اور ماہ ربیع الاول کی ابتدا میں آپ مدینہ ہی میں تشریف فرما رہے۔ ۴۲۲

ابن ہشام نے کہا کہ یہ آپ کا پہلا غزوہ (ہے)

عبیدہ بن الحارث کا سریہ

اور یہ پہلا پرچم تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں قیام فرمانے

کے اسی زمانے میں عبیدۃ بن الحارث بن المطلب بن عبد مناف بن قصی کو ساٹھ یا اسی سواروں کے ساتھ جو مہاجرین تھے اور انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا اور وہ چلتے چلتے حجاز کے ایک چشمے کے پاس پہنچے جو المرہ نامی ٹیلے کے نیچے واقع تھا وہاں انھیں قریش کی ایک بڑی جماعت ملی لیکن ان میں کوئی جنگ نہیں ہوئی بجز اس کے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس روز ایک تیر مارا اور یہ پہلا تیر تھا جو اسلام میں مارا گیا۔ پھر وہ لوگ ان لوگوں کے مقابلے سے ہٹ گئے حالانکہ مسلمانوں کے پاس کمک بھی موجود تھی اور مشرکین کے پاس سے بنی زہرہ کے حلیف المقداد بن عمرو البھرانی اور بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف عتبہ بن غزوان بن جابر المازنی مسلمانوں کی طرف بھاگ آئے اور یہ دونوں مسلمان تھے لیکن کافروں سے تعلقات پیدا کرنے کے لیے نکلے تھے۔ اور ان لوگوں کا سردار عکرمہ ابن ابی جہل تھا

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے ابن ابی عمرو بن العلاء نے ابی عمرو المدنی کی (یہ) روایت سنائی کہ ان پر مکرز بن حفص بن الاخیف سردار تھا جو بنی معیص ابن عامر بن لوئی بن غالب بن فہر میں کا ایک شخص تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوہ عبیدۃ بن الحارث کے متعلق ابوبکر صدیق نے کہا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ابوبکر کی جانب اس قصیدے کی نسبت سے انکار کیا ہے۔

أَمِنْ طَيْفِ سَلْمَى بِالْبِطَاحِ الدَّمَائِثِ ۔ أَرِقْتَ وَأَمْرٍ فِي الْعَشِيرَةِ حَادِثِ

کیا نرم زمین کی ریتلی ندیوں کے پاس رہنے والی سلمٰی کے خیال ہیں۔
اور خاندان میں کسی حادثے کے رونما ہونے کی فکر سے تیری
نیند اڑ گئی۔

تَرَى مِنْ لُؤَيٍّ فُرْقَةً لَا يَصُدُّهَا ۔ عَنِ الْكُفْرِ تَذْكِيرٌ وَلَا بَعْثُ بَاعِثِ

بنی لوئی میں تو تفریق دیکھ رہا ہے جن کو کفر سے نہ کوئی
نصیحت پھیرتی ہے اور نہ کسی ترغیب دینے والے کی ترغیب۔

رَسُولُ أَتَاهُمُ صَادِقُ فَتَكَذَّبُوا عَلَيْهِ وَقَالُوا لَسْتَ فِينَا بِمَاكِثِ

ان کے پاس ایک سچا رسول آیا تو انھوں نے اس کو
جھٹلایا اور کہا کہ تو ہم میں (زیادہ دن) رہنے والا نہیں ہے۔

إِذَا مَا دَعَوْنَاهُمْ إِلَى الْحَقِّ أَدْبَرُوا وَهَرُّوا هَرِيرَ الْمُحْجَرَاتِ اللَّوَاهِثِ

جب ہم نے انھیں حق کی جانب دعوت دی تو وہ
پیچھے ہٹ گئے اور مجبور ہو کر بلوں میں چھپنے والوں اور ہانپتے
(ہوئے) زبان نکالنے والوں کی طرح آوازیں نکالنے لگے۔

۲۲٦ وَكَمْ قَدْ مَتَتْنَا فِيهِمْ بِقَرَابَةٍ وَتَرْكُ التُّقَى شَيْءٌ لَهُمْ غَيْرُ كَارِثِ

اور ہم نے قرابت کے سبب سے ان سے بارہا صلہ رحم
کیا اور پرہیز گاری کا چھوڑ دینا تو ان کے لیے ایسی چیز ہے جس کا
کوئی غم ہی نہیں۔

فَإِنْ يَرْجِعُوا عَنْ كُفْرِهِمْ وَعُقُوقِهِمْ فَمَا طَيِّبَاتُ الْحِلِّ مِثْلُ الْخَبَائِثِ

پس اگر وہ اپنے کفر اور نافرمانی سے تائب ہو جائیں
تو (کس قدر بہتر ہو اس لیے کہ) حلال پاک چیزیں خبیث چیزوں
کی طرح نہیں ہیں۔

فَإِنْ يَرْكَبُوا طُغْيَانَهُمْ وَضَلَالَهُمْ فَلَيْسَ عَذَابُ اللّٰهِ عَنْهُمْ بِلَابِثِ

پھر اگر وہ اپنی سرکشی اور گمراہی (کے گھوڑوں ہی) پر سوار
رہیں تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ان سے دیر کرنے والا نہیں۔

وَنَحْنُ أُنَاسٌ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ لَنَا الْعِزُّ مِنْهَا فِي الْفُرُوعِ الْأَثَائِثِ

اور ہم تو بنی غالب میں کے چوٹی کے لوگ ہیں ہمیں ان کی بہت سی جمع ہونے والی شاخوں سے عزت حاصل ہوئی ہے۔

فَأُولِي بِرَبِّ الرَّاقِصَاتِ عَشِيَّةً حَرَاجِيجَ تَحْدَى فِي السَّرِيحِ الرَّثَائِثِ

شام کے وقت پویہ چال چلنے والی دراز قد اونٹنیوں کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں جو بوسیدہ چمڑوں کے موزے پہنے ہوئے ہانکی جاتی ہیں۔

كَأُدْمِ ظِبَاءٍ حَوْلَ مَكَّةَ عُكَّفٍ يَرِدْنَ حِيَاضَ الْبِئْرِ ذَاتِ النَّبَائِثِ

گندم گوں پیٹھ اور سفید پیٹ والی ہرنیوں کی طرح مکہ کے آس پاس مقیم ہیں اور باؤلی کے کیچڑ والے حوضوں پر پانی پینے آتی ہیں۔

لَئِنْ لَمْ يُفِيقُوا عَاجِلًا مِنْ ضَلَالِهِمْ وَلَسْتُ إِذَا آلَيْتُ قَوْلًا بِحَانِثِ ۲۲۷

اگر وہ جلد اپنی گمراہی سے ہوش میں نہ آئیں۔ اور میں نے جب کسی بات پر قسم کھائی ہے تو (کبھی ایسی) قسم کو میں نے نہیں توڑا۔

لَتَبْتَدِرَنْهُمْ غَارَةٌ ذَاتُ مَصْدَقٍ تُحَرِّمُ أَطْهَارَ النِّسَاءِ الطَّوَامِثِ

تو بہت جلد ان پر حقیقی طور پر ایک ایسا حملہ ہوگا جو جوان عورتوں کے پاکی کے دنوں کو (مردوں کی ہم بستری سے) محروم کردیگا۔

تُغَادِرُ قَتْلَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ وَلَا تَرْأَفُ الْكُفَّارَ رَأْفَ ابْنِ حَارِثِ

(وہ حملہ) مقتولوں کو ایسی حالت میں کردیگا کہ ان کے گرد
پرندوں کی ٹکڑیوں کی ٹکڑیاں اکٹھی ہوں گی اور وہ ابن حارث کی طرح
کافروں پر رحم نہیں کریں گی ۔

فَأَبْلِغْ بَنِي سَهْمٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً   وَكُلَّ كَفُورٍ يَبْتَغِي الشَّرَّ بَاحِثٍ

(اے مخاطب) یہ جو تیرے پاس پیام ہے یہ بنی سہم اور
ہر اس ناقدر دان کو پہنچادے جو فساد کی خواہش میں جستجو کرنے والا ہو کہ

فَإِنْ تَشْعَثُوا عِرْضِي عَلَى سُوءِ رَأْيِكُمْ   فَإِنِّي مِنْ أَعْرَاضِكُمْ غَيْرُ شَاعِثٍ

اگر تم اپنی بے عقلی کے سبب سے میری آبرو ریزی چاہتے
ہو تو میں تمھاری آبروؤں پر خاک ڈالنا نہیں چاہتا ۔
اس کا جواب عبداللہ بن الزبعری السہمی نے دیا اور کہا ۔

أَمِنْ رَسْمِ دَارٍ أَقْفَرَتْ بِالْعَثَاعِثِ   بَكَيْتَ بِعَيْنٍ دَمْعُهَا غَيْرُ لَابِثٍ

کیا اس گھر کے کھنڈروں پر جنھیں ریت کے ٹیلوں نے
بنجر بنادیا ہے تو ایسی آنکھ سے رو رہا ہے جس کے آنسو تھمتے ہی نہیں ۔

وَمِنْ عَجَبِ الْأَيَّامِ وَالدَّهْرُ كُلُّهُ   لَهُ عَجَبٌ مِنْ سَابِقَاتٍ وَحَادِثٍ

زمانے کے عجائبات میں سے (یہ بھی ایک بات ہے)
حالانکہ زمانے کی سب باتیں اچنبے کے قابل ہیں چاہے وہ پرانی ہوں
یا نئی ۔

لِجَيْشٍ أَتَانَا ذِي عُرَامٍ يَقُودُهُ   عُبَيْدَةُ يُدْعَى فِي الْهِيَاجِ ابْنَ حَارِثٍ

(عجائبات زمانے میں سے ہے) وہ لشکر جو ہمارے (مقابلے کے)
لیے آیا ہے ۔ کثیر التعداد ہے اور اس کی قیادت عبیدہ کر رہا ہے جو

جنگوں میں ابن حارث کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

لِنَتْرُكَ أَصْنَامًا بِمَكَّةَ عُكَّفًا مَوَارِيثَ مَوْرُوثٍ كَرِيمٍ لِوَارِثِ ۲۲۸

تاکہ ہم ان بتوں کو چھوڑ دیں، جو مکہ میں جمے ہوئے ہیں اور وارثوں کے لیے عزت والے اسلاف کی میراث ہیں۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ بِسُمْرٍ رُدَيْنَةٍ وَجُرْدٍ عِتَاقٍ فِي الْعَجَاجِ لَوَاهِثِ

پھر جب ہم نے ان سے گندم گوں ردینی (نیزوں) اور چھوٹے بال والے شریف گھوڑوں کے ذریعے جو گرد و غبار میں ہانپتے ہوئے (دوڑنے والے) تھے مقابلہ کیا۔

وَبِيضٍ كَأَنَّ الْمِلْحَ فَوْقَ مُتُونِهَا بِأَيْدِي كُمَاةٍ كَاللُّيُوثِ الْعَوَائِثِ

اور سفید (چمکتی تلواروں) کے ذریعے جن کی پیٹھوں پر چربی ہے اور وہ ایسے سورماؤں کے ہاتھوں میں ہیں جو شیروں کی طرح فسادی ہیں۔

نُقِيمُ بِهَا إِصْعَارَ مَنْ كَانَ مَائِلًا وَنَشْفِي الذُّحُولَ عَاجِلًا غَيْرَ لَابِثِ

ہم ان (مذکورہ چیزوں) کے ذریعے تکبر سے گردن ٹیڑھی رکھنے والوں کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کر دیتے ہیں اور بغیر مہلت کے (جذبۂ) انتقام کو فوری تسلی دیتے ہیں۔

فَكَفُّوا عَلَى خَوْفٍ شَدِيدٍ وَهَيْبَةٍ وَأَعْجَبَهُمْ أَمْرُهُمْ أَمْرُ رَائِثِ

پس وہ سخت خوف اور ہیبت کے مارے رک گئے اور انھیں ایسا طریقہ پسند آیا جیسا کسی کام کے کرنے میں دیر کرنے والا پسند کرتا ہے۔

وَلَوْ أَنَّهُمْ لَمْ يَفْعَلُوا نَاحَ نِسْوَةٌ أَيَامَى لَهُمْ مِنْ بَيْنِ نَسْءٍ وَطَامِثِ

اور اگر وہ (دیر) نہ کرتے (اور ہمارے مقابلے میں آجاتے) تو ان کی بیوہ عورتیں حیض کے دنوں اور حمل کے ابتدائی زمانے میں بھی روتی رہتیں۔

وَقَدْ غُودِرَتْ قَتْلَى يُخَبِّرُ عَنْهُمُ حَفِيٌّ بِهِمْ أَوْ غَافِلٌ غَيْرُ بَاحِثِ

اور (ان کے) مقتول اس حالت میں پڑے رہتے کہ ان کے حالات کی تلاش و جستجو کرنے والا اور جستجو نہ کرنے والا اور غفلت میں رہنے والا دونوں ان کے متعلق خبر دے سکتے۔

فَأَبْلِغْ أَبَا بَكْرٍ لَدَيْكَ رِسَالَةً فَمَا أَنْتَ عَنْ أَعْرَاضِ فِهْرٍ بِمَاكِثِ

پس (اے مخاطب) یہ تیرے پاس جو ایک پیام ہے یہ ابوبکر کو پہنچا دے کہ بنی فہر کی عزت و آبرو سے تو رُکنے والا نہیں۔

وَلَمَّا تَجِبْ مِنِّي يَمِينٌ غَلِيظَةٌ تُجَدِّدُ حَرْبًا حَلْفَةً غَيْرَ حَانِثِ ۲۲۹

اور جب کبھی میری کوئی سخت قسم اور ایسی قسم جس کو میں توڑنے والا نہیں واجب العمل ہو جاتی ہے تو ایک نئی جنگ چھیڑ دیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت چھوڑ دی ہے اور اکثر علماء شعر اس قصیدے کو ابن الزبعری کا کلام نہیں مانتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے اس تیر اندازی کے متعلق کہا ہے۔

أَلَا هَلْ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ أَنِّي حَمَيْتُ صَحَابَتِي بِصُدُورِ نَبْلِي

سنو جی! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی
یہ خبر پہنچی ہے کہ میں نے اپنے تیر کے اگلے حصوں سے (یا تیروں
کے سینوں سے) اپنے ساتھیوں کی حمایت کی ہے۔

أَذُودُ بِهَا أَوَائِلَهُمْ ذِيَادًا ... بِكُلِّ حُزُونَةٍ وَبِكُلِّ سَهْلِ

پتھریلی زمین میں بھی اور نرم زمین میں بھی انھیں تیروں
سے ان لوگوں کے سامنے والے حصے کی مدافعت کرتا رہوں گا۔

فَمَا يَعْتَدُّ رَامٍ فِي عَدُوٍّ ... بِسَهْمٍ يَا رَسُولَ اللهِ قَبْلِي

غرض اے اللہ کے رسول! مجھ سے پہلے کوئی تیر
مارنے والا دشمن کے لئے تیر تیار نہ رکھے گا۔

وَذَلِكَ أَنَّ دِينَكَ دِينُ صِدْقٍ ... وَذُو حَقٍّ أَتَيْتَ بِهِ وَعَدْلِ

اور یہ اس لیے کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ نے
اس کے ذریعے سے حقیقت اور انصاف کی بات پیش فرمائی ہے۔

يُنَجَّى الْمُؤْمِنُونَ بِهِ وَيُخْزَى ... بِهِ الْكُفَّارُ عِنْدَ مَقَامِ مَهْلِ

اسی دین کے ذریعے سے ایمانداروں کو نجات ملے گی
اور کافر اسی کے سبب سے مہلت سے رہنے کے مقام میں رسوا
ہوں گے۔

فَمَهْلًا قَدْ غَوِيتَ فَلَا تَعِبْنِي ... غَوِيَّ الْحَيِّ وَيْحَكَ يَا ابْنَ جَهْلِ

پس اے جاہل۔ اے گمراہ قبیلے! تجھ پر افسوس ہے
تو تو گمراہ ہو چکا ہے اس لیے مجھ پر عیب نہ لگا ذرا تو ٹھہر
(اور دیکھ کہ تیرا انجام کیا ہوتا ہے)

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر سعد کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے جو خبر پہنچی ہے اس کے لحاظ سے عبیدہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام میں کسی مسلمان کے لیے باندھا۔ اور بعض علماء کا دعویٰ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۃ الابواء سے تشریف لائے تو اپنے مدینہ پہنچنے سے بھی پہلے انھیں روانہ فرمایا تھا۔

سیف البحر کی طرف حمزہ رضی اللہ عنہ کا سریہ

اور آپ کی اسی تشریف فرمائی کے زمانے میں حمزہ بن عبدالمطلب
۲۳۰ ابن ہاشم کو ضلعۂ العیص کے مقام سیف البحر کی جانب تیس مہاجر سواروں کے ساتھ روانہ فرمایا جن میں انصار کا ایک شخص بھی نہ تھا۔ وہ ابوجہل بن ہشام سے اسی ساحل پر ملے اور وہ مکہ والے تین سو سواروں کے ساتھ تھا۔ مجدی بن عمرو الجہنی ان لوگوں کے درمیان حائل ہوگیا اور یہ شخص دونوں جماعتوں میں صلح کرانے والا تھا۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے مقابلے سے لوٹ گئے۔ اور ان میں جنگ نہیں ہوئی۔ اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حمزہ کا پرچم پہلا پرچم تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں سے کسی کے لیے باندھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا بھیجنا اور عبیدہ کا بھیجنا دونوں ایک ساتھ تھے۔ اس لیے لوگوں کو شبہہ ہوگیا۔ اور ان لوگوں نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ حمزہ نے اس کے متعلق شعر کہے ہیں اور اس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ ان کا پرچم پہلا پرچم ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا۔ پس اگر حمزہ نے ایسا کہا ہے تو مشیت الٰہی سے انھوں سچ ہی کہا[1] (ہوگا) کیونکہ

[1] اس مقام پر اصل میں "فقد صدق انشاء اللہ" ہے۔ صیغہ ماضی کے ساتھ ان شاء اللہ

وہ سیح کے سوا دوسری بات تو کہتے نہ تھے۔ پس اللہ ہی کو علم ہے کہ حقیقت میں کیا تھا۔ لیکن ہم نے جو اپنے پاس کے اہل علم سے سنا ہے وہ یہی ہے کہ پہلا جھنڈا عبیدہ بن الحارث کے لیے باندھا گیا۔ ان لوگوں کے دعوے کے مطابق حمزہ نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر حمزہ کی طرف ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں:۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلتَّحَلُّمِ وَالْجَهْلِ — وَلِلنَّقْصِ مِنْ رَأْيِ الرِّجَالِ وَلِلْعَقْلِ

سنو تو، میری قوم کی جہالت اور بے اصل خیالات اور مردانہ عقل ورائے کی کوتاہی پر تعجب ہے۔

وَلِلرَّاكِبِينَ بِالْمَظَالِمِ لَمْ نَطَأْ — لَهُمْ حُرُمَاتٍ مِنْ سَوَامٍ وَلَا أَهْلِ

چراگاہ جن کے چھوٹے ہوئے اونٹوں اور گھر میں رہنے والوں کے محفوظ مقامات میں ہم نے قدم تک نہیں رکھا ایسے لوگوں کا ظلم ڈھانا کیسی اچنبے کی بات ہے۔

كَأَنَّا تَبَلْنَاهُمْ وَلَا تَبْلَ عِنْدَنَا — لَهُمْ غَيْرُ أَمْرٍ بِالْعَفَافِ وَبِالْعَدْلِ ۲۳۱

گویا ہم نے ان سے دشمنی کی ہے۔ حالانکہ ہمیں ان سے دشمنی کی کوئی وجہ نہیں بجز اس کے کہ ہم انھیں پاک دامنی اور انصاف کی نصیحت کرتے رہتے ہیں۔

وَأَمْرٍ بِإِسْلَامٍ فَلَا يَقْبَلُونَهُ — وَيَنْزِلُ مِنْهُمْ مِثْلَ مَنْزِلَةِ الْهَزْلِ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ کی شرکا کے دوسرے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

لہ۔ (الف) میں بالعقاب ہے۔ اس صورت میں معنی یوں ہوں گے کہ انھیں سزا سے ڈراتے اور انصاف کا حکم کرتے ہیں۔ (احمد محمودی)

اور اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں جس کو وہ قبول نہیں کرتے
اور اس تبلیغ کا ان کے پاس یا وہ گوئی کا سا درجہ ہے۔

فَمَا بَرِحُوا حَتَّى ابْتَدَرَتْ لِغَارَةٍ ... لَهُمْ حَيْثُ حَلُّوا أَبْتَغِي رَاحَةَ الْفَضْلِ

پس انھوں نے اپنی حالت نہیں بدلی یہاں تک کہ وہ
جہاں اترے میں نے فضیلت کا میدان حاصل کرنے کے لیے تیزی
سے ان پر چھاپا مارا۔

بِأَمْرِ رَسُولِ اللهِ أَوَّلُ خَافِقٍ ... عَلَيْهِ لِوَاءٌ لَمْ يَكُنْ لَاحَ مِنْ قَبْلِي

وہ ایسی چیز تھی کہ اللہ کا رسول اس کا پہلا پرچم کشا تھا
ایسا پرچم میرے اس واقعے سے پہلے کبھی ظاہر نہیں ہوا تھا۔

لِوَاءٌ لَدَيْهِ النَّصْرُ مِنْ ذِي كَرَامَةٍ ... إِلٰهٍ عَزِيزٍ فِعْلُهُ أَفْضَلُ الْفِعْلِ

وہ پرچم ایسا تھا کہ اس عزت و شان والے معبود کی
مدد اس کے ساتھ تھی جس کا ہر کام بہترین ہے۔

عَشِيَّةَ سَارُوا حَاشِدِينَ وَكُلُّنَا ... مَرَاجِلُهُ مِنْ غَيْظِ أَصْحَابِهِ تَغْلِي

جس شام کو وہ لشکر جمع کر رہے تھے حالت یہ تھی کہ ہم میں
سے ہر ایک کی دیگیں اپنے مقابل والے پر غصے سے جوش کھا رہی تھیں۔

فَلَمَّا تَرَاءَيْنَا أَنَاخُوا فَعَقَّلُوا ... مَطَايَا وَعَقَّلْنَا مَدَى عَرَضِ النَّبْلِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے سامنے آ گئے تو انھوں نے
اپنے اونٹ بٹھائے اور سواریوں کے پاؤں باندھ دیئے اور
ہم نے بھی تیر کی رسائی کے فاصلے سے (اپنے سواریوں کے)
پاؤں باندھ دیئے۔

فَقُلْنَا لَهُ حَبْلُ الْإِلٰهِ مَصِيرُنَا وَمَا لَكُمُ إِلَّا الضَّلَالَةَ مِنْ حَبْلِ

پھر ہم نے ان سے کہا ہماری باز گشت تو خداوندی تعلق
ہے اور تمہارا تعلق گمراہی کے سوا اور کسی سے نہیں۔

فَثَارَ أَبُو جَهْلٍ هُنَالِكَ بَاغِيًا فَخَابَ وَرَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ أَبِي جَهْلِ

پھر تو ابوجہل بغاوت کے جوش میں اٹھ کھڑا ہوا اور (اپنے
ارادے میں) محروم رہا (جو کرنا چاہتا تھا نہ کر سکا) اور اللہ (تعالیٰ)
نے ابوجہل کی چالبازی رد کر دی۔

وَمَا نَحْنُ إِلَّا فِي ثَلَاثِينَ رَاكِبًا وَهُمْ مِائَتَانِ بَعْدَ وَاحِدَةٍ فَضْلِ

حالانکہ ہم صرف تیس سوار تھے اور وہ دو سو اس کے
بعد ایک اور زیادہ۔

فَيَالَ لُؤَيٍّ لَا تُطِيعُوا غُوَاتَكُمْ وَفِيئُوا إِلَى الْإِسْلَامِ وَالْمَنْهَجِ السَّهْلِ

تو اے بنی لوی! اپنے گمراہوں کی بات نہ مانو اور اسلام
جو ایک سہل راستہ ہے اس کی طرف آؤ۔

فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يُصِيبَ عَلَيْكُمُ عَذَابٌ فَتَدْعُوا بِالنَّدَامَةِ وَالثُّكْلِ ۲۳۲

کیونکہ میں ڈرتا ہوں کہ تم پر عذاب کی بارش ہو اور
اس وقت تم پچھتاؤ اور واویلا کرو۔

تو ابوجہل نے اس کا جواب دیا اور کہا:—

عَجِبْتُ لِأَسْبَابِ الْحَفِيظَةِ وَالْجَهْلِ وَبِالشَّاغِبِينَ بِالْخِلَافِ وَبِالْبُطْلِ

غصے اور جہالت کے اسباب پر اور مخالفت میں اور

غلط باتوں کے متعلق چیخ پکار کرنے والوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

وَلِلتَّارِكِينَ مَا وَجَدْنَا جُدُودَنَا عَلَيْهِ ذَوِي الْأَحْسَابِ وَالسُّؤْدَدِ الْجَزْلِ

اور جس ڈگر پر ہم نے اپنے اعلیٰ کردار والے اور بڑی سرداری والے باپ دادا کو پایا اس روش کو چھوڑنے والوں پر اچمبا ہوتا ہے۔

أَتَوْنَا بِإِفْكٍ كَيْ يُضِلُّوا عُقُولَنَا وَلَيْسَ مُضِلًّا إِفْكُهُمْ عَقْلَ ذِي عَقْلِ

ان لوگوں نے ایک من گھڑت بات پیش کی ہے تاکہ ہماری عقلوں کو بھٹکائیں لیکن ان کی من گھڑت بات عقل مند کی عقل کو نہیں بھٹکا سکتی۔

فَقُلْنَا لَهُمْ يَا قَوْمَنَا لَا تُخَالِفُوا عَلَى قَوْمِكُمْ إِنَّ الْخِلَافَ مَدَى الْجَهْلِ

تو ہم نے ان سے کہا اے ہماری قوم کے لوگو! اپنی قوم سے مخالفت نہ کرو کیونکہ مخالفت انتہائی جہالت ہے۔

فَإِنَّكُمْ إِنْ تَفْعَلُوا تَدْعُ نِسْوَةٌ لَهُنَّ بَوَاكٍ بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

پھر اگر تم نے ایسا کیا تو رونے والی عورتیں ہائے مصیبت اور ہائے پیاروں سے جدائی پکاریں گی۔

وَإِنْ تَرْجِعُوا عَمَّا فَعَلْتُمْ فَإِنَّنَا بَنُو عَمِّكُمْ أَهْلُ الْحَفَائِظِ وَالْفَضْلِ

اور جو کچھ تم نے کیا ہے اگر اس سے تائب ہو جاؤ تو ہم تمہارے چچیرے بھائی اور حمایت کرنے والے اور فضیلت والے ہیں

فَقَالُوا لَنَا إِنَّا وَجَدْنَا مُحَمَّدًا رِضًى لِذَوِي الْأَحْلَامِ مِنَّا وَذِي فَضْلِ

تو ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے یہاں کے عقلمندوں اور فضیلت والوں کی مرضی کے موافق پایا ہے۔

فَلَمَّا أَبَوْا إِلَّا الْخِلَافَ وَزَيَّنُوا جِمَاعَ الْأُمُورِ بِالْقَبِيحِ مِنَ الْفِعْلِ

پھر جب ان لوگوں نے مخالفت کے سوا اور کوئی بات نہ مانی اور چند باتوں کے مجموعے کو برے کام (یعنی لڑائی جھگڑے) سے زینت دی۔

تَيَمَّمْتُهُمْ بِالسَّاحِلَيْنِ بِغَارَةٍ لِأَتْرُكَهُمْ كَالْعَصْفِ لَيْسَ بِذِي أَصْلِ

میں نے ان پر دو ساحلوں سے حملہ کرنے کا قصد کر لیا تھا تاکہ انھیں ایسے چورے کی طرح کر دیا جائے جس میں جڑ نہ رہے۔

فَوَرَّعَنِي مَجْدِيٌّ عَنْهُمْ وَصُحْبَتِي وَقَدْ وَازَرُونِي بِالسُّيُوفِ وَبِالنَّبْلِ ۲۳۳

(لیکن) اس کے بعد مجدی اور میرے دوستوں نے مجھے (ان کے مقابلے سے) روک لیا حالانکہ ان لوگوں نے تلواروں اور تیروں سے میری مدد کی تھی۔

لِإِلٍّ عَلَيْنَا وَاجِبٍ لَا نُضَيِّعُهُ أَمِينٍ قُوَاهُ غَيْرِ مُنْتَكِثِ الْحَبْلِ

(اس مجدی کے ان) تعلقات کے سبب سے جن کا نہ توڑنا ہم پر لازمی ہے (مجھے رک جانا پڑا) اس شخص کی قوتیں بھروسے کے قابل ہیں۔ تعلقات توڑنے والا نہیں ہے۔

فَلَوْلَا ابْنُ عَمْرٍو كُنْتُ غَادَرْتُ مِنْهُمُ مَلَاحِمَ لِلطَّيْرِ الْعُكُوفِ بِلَا تَبْلِ

پس اگر ابن عمرو نہ ہوتا تو ان لوگوں سے بے انتقام ایسی

جنگیں کر گزرتا جو (میدان جنگ میں) رہنے والے پرندوں کے فائدے کے لیے ہوتیں۔

وَلٰكِنَّهُ آلٰى بِآلٍ فَقَلَّصَتْ بِأَيْمَانِنَا حَدُّ السُّيُوفِ عَنِ الْقَتْلِ

لیکن اس نے ایسے تعلقات کی قسمیں دیں کہ قتل کرنے سے تلواروں کی باڑھیں ہمارے ہاتھوں میں کوتاہ ہوگئیں۔

فَإِنْ تُبْقِنِي الْأَيَّامُ أَرْجِعْ عَلَيْهِمُ بِبِيضٍ رِقَاقِ الْحَدِّ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

پھر اگر زمانہ مجھے رکھے تو سفید (چمکدار) پتلی باڑھ والی نئی صیقل کی ہوئی (تلواریں لے کر ان پر (کسی اور وقت) حملہ کروں گا۔

بِأَيْدِي حُمَاةٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ كِرَامِ الْمَسَاعِي فِي الْجُدُوبَةِ وَالْمَحْلِ

(یہ تلواریں) بنی لؤی بن غالب کے ان حمایتیوں کے ہاتھوں میں ہوں گی جن کی کوششیں قحط اور کال کے زمانے میں قابل عزت ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ان شعروں کو ابوجہل کی طرف منسوب کرنے سے انکار کیا ہے۔

غزوۂ بواط

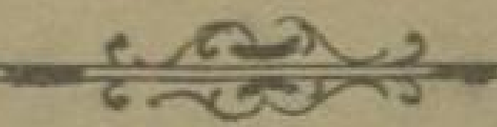
ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ ربیع الاول میں قریش سے جنگ کا ارادہ فرما کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر السائب بن عثمان بن مظعون کو عامل بنایا۔ ۲۳۴

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ ضلع رضوی کے مقام بواط تک پہنچے اور پھر

واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا اور آپ یہاں ماہ ربیع الآخر کے باقی حصے اور جمادی الاولیٰ کے کچھ حصے (تک) تشریف فرما رہے۔

غزوۃ العشیرہ



پھر قریش سے جنگ کے لیے نکلے اور مدینہ پر ابو سلمہ بن عبد الاسد کو عامل بنایا جیسا کہ ابن ہشام نے کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ آپ بنی دینار کے پہاڑوں کے درمیانی حصے کی راہ اور اس کے بعد الخبار کے میدانوں میں سے تشریف لے گئے اور ابن ازہر کے پتھریلے مقام میں ایک درخت ذات الساق نامی کے نیچے نزول فرمایا اور وہیں آپ نے نماز پڑھی، وہاں آپ کی ایک مسجد ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور ۲۲۵
وہاں آپ کے لیے خاصہ تیار کیا گیا اور آپ نے اور لوگوں کے ساتھ خاصہ تناول فرمایا۔ وہاں جس مقام پر دیگ کے لیے چولہا بنایا گیا وہ بھی معلوم ہے اور وہیں کے المشترب نامی ایک چشمے سے آپ کے لیے پانی لایا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور مقام الخلائق کو بائیں جانب چھوڑ کر ایک ندی شعبۂ عبد اللہ نامی کی راہ اختیار فرمائی آج بھی (اس ندی کا) یہی نام ہے۔ پھر بائیں[1] جانب کے نشیب کی طرف چلے حتیٰ کہ یلیل میں تشریف لائے اور وہاں کے مجتمع الضبوعہ نامی ایک سنگم پر نزول فرمایا اور مقام الضبوعہ کی ایک باؤلی سے پانی لے کر۔ ایک سبزہ زار کی راہ اختیار فرمائی جس کا نام سبزہ زار ملل تھا یہاں تک کہ صخیرات الیمام کے پاس (عام) راستے سے مل گئے اور اس کے بعد آپ کا گزر (عام) راہ کے مطابق ہوا ۲۲۶

---

[1] اصل میں صب للسّاد ہے۔ ابو ذر نے لکھا ہے کہ ہے تو ایسا ہی لیکن صب للیسار صحیح ہے اور وقشی نے بھی اسی طرح اصلاح کی ہے۔ (احمد محمودی)

یہاں تک کہ وادی ینبوع میں العشیرہ نامی مقام پر آپ نے نزول فرمایا اور وہاں آپ نے جمادی الاولی اور جمادی الآخرۃ کی چند راتیں بسر فرمائیں یہیں آپ نے بنی مدلج اور ان کے حلیف بنی ضمرہ سے مصالحت فرمائی اور مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جنگ نہیں ہوئی اور اسی غزوے میں آپ نے علی علیہ السلام کے متعلق وہ الفاظ فرمائے جو فرمائے (یعنی جو مشہور ہیں)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یزید بن محمد بن خیثم المحاربی نے محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے ابو یزید محمد بن خیثم سے اور انھوں نے عمار بن یاسر کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ میں اور علی بن ابی طالب غزوہ عشیرہ میں ساتھ ساتھ تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام فرمایا تو ہم نے بنی مدلج کے چند لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے کسی نخلستان کے ایک چشمے پر کام کر رہے ہیں تو علی نے مجھ سے کہا اے ابوالیقظان (اس کام سے) کیا تمھیں بھی کچھ دلچسپی ہے (آؤ) ان لوگوں کے پاس چلیں اور دیکھیں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا اگر آپ کا ارادہ ہے تو چلئے۔ انھوں نے کہا غرض ہم ان کے پاس گئے اور تھوڑی دیر تک ان کی مصروفیتیں دیکھتے رہے پھر ہمیں نیند آنے لگی تو میں اور علی (وہاں سے) چلے اور نخلستان کے چھوٹے چھوٹے درختوں کے درمیان نرم زمین پر پڑ رہے اور سو گئے۔ پس واللہ ہمیں کسی نے نہیں اٹھایا
۲۳۷ یہاں تک کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے ہمیں چونکایا اور ہم جس مٹی پر سو گئے تھے اس کی گرد میں اٹے ہوئے تھے۔ غرض اسی روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب علی بن ابی طالب کو گرد و غبار میں اٹا ہوا دیکھا تو فرمایا۔

مَالَكَ يَا اَبَا تُرَابَ

اے ابو تراب تمھاری یہ کیا حالت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا:—

أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ

کیا میں تم سے ان دو شخصوں کا بیان نہ کر دوں جو تمام لوگوں میں زیادہ بد بخت ہیں۔

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ضرور بیان فرمائیے۔ فرمایا:۔

أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلَى هٰذِهٖ

قوم ثمود میں احیمر جس نے اونٹنی کے پاؤں کی رگیں کاٹی تھیں۔ اور اے علی وہ شخص جو تمھارے اس مقام پر وار کرے گا اور آپ نے اپنا دست مبارک ان کے سر کے بلند حصے پر رکھا۔

حَتّٰى يَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ

یہاں تک کہ تر ہو جائے گی اس ضرب کے سبب سے

یہ اور آپ نے ان کی ڈاڑھی کو ہاتھ لگایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کا نام ابو تراب صرف اس وجہ سے رکھا تھا کہ جب (سیدنا) علی (سیدتنا) فاطمہ پر خفگی ظاہر فرماتے تو آپ ان سے نہ بات کرتے اور نہ ایسی کوئی بات فرماتے جو انھیں (سیدہ کو) بری معلوم ہو بجز اس کے کہ آپ تھوڑی سی خاک لیکر اپنے سر پر ڈال لیتے۔ راوی نے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ (کے سر) پر مٹی دیکھتے تو سمجھ جاتے کہ وہ فاطمہ سے ناراض ہیں اور فرماتے:۔

مَا لَكَ يَا أَبَا تُرَابٍ۔ اے ابو تراب تمھیں یہ کیا ہو گیا۔

اللہ (ہی) بہتر جانتا ہے کہ ان دونوں میں صحیح کیا ہے۔

٢٣٨

سریہ سعد بن ابی وقاص

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سعد بن ابی وقاص کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ روانہ فرمایا وہ نکل کر سرزمین حجاز کے مقام خرار تک پہنچے پھر لوٹ آئے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سعد کی یہ روانگی بعض اہل علم کے قول کے موافق حمزہ کی روانگی کے بعد ہوئی تھی۔

غزوۂ سفوان اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ بھی ہے

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ العشیرہ سے واپسی کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو بجز چند راتوں کے جو گنتی میں دس (تک) بھی نہ پہنچی تھیں مدینہ میں قیام نہ فرمایا تھا کہ کرز بن جابر الفہری نے مدینہ کی چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاشی میں نکلے اور مدینہ پر ابن ہشام کے قول کے موافق زید بن حارثہ کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا یہاں تک کہ آپ ضلع بدر کی اس وادی تک پہنچے جس کا نام سفوان تھا اور کرز بن جابر بچ کر نکل گیا اور آپ نے اس کو گرفتار نہیں کیا۔ اور اسی کا نام غزوۂ بدر الاولیٰ ہے۔ پھر آپ مدینہ واپس تشریف لائے اور جماد الاخری کا باقی حصہ اور رجب و شعبان (تک آپ) مدینہ ہی میں (تشریف فرما) رہے۔

عبد اللہ بن جحش کا سریہ اور "یَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ" کا نزول)۔

۴۲۹ غزوۂ بدر اول سے واپسی کے بعد رجب کے مہینے میں عبد اللہ بن جحش بن رئاب الاسدی کو مہاجرین کے آٹھ آدمیوں کے ساتھ جن میں انصار میں سے ایک بھی نہ تھا روانہ فرمایا۔ اور انھیں ایک تحریر لکھدی اور حکم دیا کہ

اس تحریر کو نہ دیکھیں یہاں تک کہ دو دن تک چلتے رہیں دو دن کے بعد اسے دیکھیں اور اس میں جدھر جانے کا حکم ہو ادھر جائیں اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو مجبور نہ کریں عبد اللہ بن جحش کے ساتھی مہاجرین میں سے (حسب ذیل) تھے :-

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس - اور انھیں کے حلیفوں میں سے عبد اللہ بن جحش اس وقت سب کے سردار تھے۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان - بنی اسد بن خزیمہ میں سے اور ان کے حلیف تھے۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے - ان کے حلیف عتبہ بن غزوان ابن جابر -

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے سعد بن ابی وقاص۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے ان کے حلیف عامر بن ربیعہ (جو بنی عدی کی شاخ) عنز بن وائل میں سے (تھے)۔

اور بنی تمیم میں سے ان کے حلیف واقد بن عبد اللہ بن عبد مناف ابن عرین بن ثعلبہ بن یربوع -

اور بنی سعد بن لیث میں سے کے خالد بن بکیر ان کے حلیف تھے۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے سہیل بن بیضاء۔

اور عبد اللہ بن جحش نے دو دن تک چلنے کے بعد تحریر کھول کر دیکھی اس میں (یہ) لکھا دیکھا :-

إِذَا نَظَرْتَ فِي كِتَابِي هٰذَا فَامْضِ حَتّٰى تَنْزِلَ نَخْلَةَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالطَّائِفِ فَتَرَصَّدَ بِهَا قُرَيْشًا وَتَعْلَمَ لَنَا مِنْ أَخْبَارِهِمْ

جب تم میری اس تحریر کو دیکھو تو یہاں تک چلو کہ مکہ اور
طائف کے درمیانی نخلستان میں اترو اور وہاں رہ کر قریش (کی
کارروائیوں) کی دیکھ بھال کرتے رہو اور ان کی خبروں سے
ہمیں آگاہ کرو۔

جب عبداللہ بن جحش نے (یہ) تحریر دیکھی تو کہا بسر و چشم ۔ پھر اپنے
ساتھیوں سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ
میں نخلستان جاؤں اور وہاں سے قریش (کے حالات) کی نگرانی کرتا رہوں
اور ان کی خبروں کی اطلاع آپ کو دیتا رہوں ۔ اور تم میں سے کسی کو بھی مجبور
کرنے سے مجھے آپ نے منع فرمایا ہے ۔ پس تم میں سے جو شہید ہونا چاہتا ہے
اور شہادت سے اسے محبت ہے تو وہ (میرے ساتھ) چلے اور جو اس کو ناپسند
کرتا ہے وہ لوٹ جائے ۔ اور میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر
جانے والا ہوں ۔ (یہ کہکر) وہ نکل کھڑے ہوئے ۔ ان کے ساتھ ان کے
ساتھی بھی ہو لیے اور کوئی ان میں سے پیچھے نہ ہٹا وہ (سب) حجاز کی راہ چلے
یہاں تک کہ جب فرع نامی معدن پر پہنچے جس کو بحران بھی کہا جاتا تھا تو سعد
ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان کا وہ اونٹ کھو گیا جس کو وہ دونوں اپنے
پیچھے لا رہے تھے ۔ اس لیے وہ دونوں اس کی تلاش میں ان سے پیچھے ۲۴۰
رہ گئے عبداللہ بن جحش اور ان کے باقی ساتھی یہاں تک چلے کہ وہ نخلہ میں جاکر
اتر پڑے ان کے پاس سے قریش کا ایک قافلہ گزرا جو منقی ۔ چمڑے اور
قریش کے دوسرے تجارتی سامان لے جا رہا تھا جس میں عمرو بن الحضرمی بھی تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس حضرمی کا نام عبداللہ بن عباد تھا اور بعض کہتے ہیں
مالک بن عباد بنی صدف میں کا تھا ۔ اور صدف کا نام عمرو بن مالک جو بنی
السکون بن اشرس بن کندہ میں کا تھا اور بعضوں نے کندی کہا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور (اس قافلے میں) عثمان بن عبداللہ بن المغیرۃ المخزومی
اور اس کا بھائی نوفل بن عبداللہ المخزومی اور الحکم بن کیسان ہشام بن المغیرہ
کا آزاد غلام بھی تھا جب ان لوگوں نے انھیں دیکھا تو ہیبت زدہ ہو گئے

حالانکہ وہ ان کے قریب ہی اترے تھے عکاشہ بن محصن نے جا کر انھیں دیکھا اور عکاشہ کا سر منڈا ہوا تھا جب انھوں نے عکاشہ کو دیکھا مطمئن ہو گئے اور کہا عمرہ کرنے والے لوگ ہیں ان سے تمھیں کوئی خوف نہیں۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ واقعہ ماہ رجب کے آخری دن کا تھا ان لوگوں نے کہا کہ واللہ اگر تم نے ان لوگوں کو آج چھوڑ دیا تو یہ حرم میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں وہ تم سے محفوظ ہو جائیں گے اور اگر تم نے ان کو قتل کیا تو تمھارا انھیں قتل کرنا ماہ حرام میں ہو گا۔ اور یہ لوگ بہت متردد رہے اور ان پر پیش قدمی کرنے سے ڈرے پھر ان لوگوں نے ان پر حملے کے لیے اپنے دل مضبوط کیے اور ان میں سے جس جس کو قتل کر سکیں ان کے قتل کرنے اور ان کے ساتھ جو کچھ ہے اس کے لے لینے پر متفق ہو گئے اور واقد بن عبد اللہ التمیمی نے عمرو بن الحضرمی پر ایک تیر پھینکا اور اسے قتل کر دیا اور عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان کو قید کر لیا نوفل بن عبد اللہ بچ کر نکل گیا اور انھیں (اپنی گرفتاری سے) عاجز کر دیا۔ عبد اللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے۔ عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے کہا ہے کہ عبد اللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہدیا تھا کہ ہمیں جو کچھ غنیمت میں ملے اس کا پانچواں حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۲۴۱ کا ہو گا اور یہ واقعہ غنیمت میں سے پانچواں حصہ دینا اللہ کی جانب سے فرض کیے جانے سے پہلے کا ہے۔ اس لیے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قافلے کے اونٹوں میں کا پانچواں حصہ الگ کر دیا اور باقی تمام اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر لیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے تو آپ نے فرمایا:—

مَا أَمَرْتُكُمْ بِقِتَالٍ فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ

میں نے تمھیں ماہ حرام میں کسی جنگ کا تو حکم نہیں دیا تھا۔

پھر قافلے کے اونٹوں اور دونوں قیدیوں کے معاملے کو ملتوی رکھا اور اس میں سے کچھ لینے سے بھی انکار فرما دیا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تو یہ (لوگ) پچھتائے اور خیال کیا کہ وہ تباہ ہو گئے ان کے دوسرے مسلمان بھائیوں نے بھی ان کے اس کام پر لے دے کی قریش تو کہنے لگے کہ محمد اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو بھی حلال کر دیا ماہ حرام (ہی) میں خونریزی کی اور (ماہ حرام (ہی) میں مال لوٹ کر لوگوں کو قید کیا۔ مکہ کے مسلمانوں میں سے جو لوگ ان کا جواب دیر ہے تھے وہ کہتے تھے کہ ان لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ شعبان میں کیا۔ یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخالف فال لینے کے لیے کہا کہ عمرو بن الحضرمی کو واقد بن عبداللہ نے قتل کیا ہے اس لیے عمرو سے عمرت الحرب یعنی جنگ دراز ہو گی۔ اور حضرمی سے حضرت الحرب یعنی جنگ سر پر آگئی اور واقد بن عبداللہ سے وقدت الحرب یعنی شعلۂ جنگ بھڑک اٹھا۔ پس اللہ نے مذکورہ تفاول کی آفت انھیں پر ڈالی اور ان کے لیے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ جب لوگوں میں اس بات کا خوب چرچا ہونے لگا تو اللہ نے اپنے رسول پر (یہ آیت) نازل فرمائی :۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ

وَصَدٌّ عَنْ سَبِيلِ اللهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ

أَكْبَرُ عِنْدَ اللهِ

لوگ تجھ سے ماہ حرام کے متعلق (یعنی) اس میں جنگ کرنے کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ دے کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اللہ کی راہ سے روکنا اور اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام سے (روکنا) اور اس کے رہنے والوں کو اس سے نکالنا

اللہ کے پاس اس سے (بھی) زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔ یعنی اگر تم نے انھیں ماہ حرام میں قتل کیا ہے تو انھوں نے تو تمھیں اللہ کی راہ سے اللہ کے انکار کے ساتھ روکا ہے اور مسجد حرام سے روکا ہے اور تم کو نکالنا جو وہاں کے رہنے والے تھے۔ اللہ کے پاس اس قتل سے بڑا گناہ تھا جو تم نے ان کے کسی شخص کو قتل کر دیا۔

وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ

اور دین سے پھیرنے کے لیے ایذائیں دینا قتل سے بہت زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

یعنی یہ لوگ تو مسلمانوں کو ان کے دین سے پھیرنے کے لیے (طرح طرح کی) ایذائیں دیا کرتے تھے کہ ان کو ان کے ایمان لانے کے بعد کفر کی طرف پھیر لیں اور ان کا یہ فعل تو اللہ کے پاس قتل سے بھی زیادہ بڑا (گناہ) ہے۔

وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّىٰ يَرُدُّوكُمْ عَن دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا

اور یہ لوگ ہمیشہ تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ تم کو تمھارے دین سے پھیر دیں اگر وہ ایسا کر سکیں۔

یعنی اس پر مزید یہ ہے کہ اس بد ترین اور اس سے بڑے (گناہ) پر وہ جمے ہوئے ہیں نہ اس سے تائب ہونے والے ہیں اور نہ اس سے الگ ہونے والے ہیں۔ اور جب قرآن اس حکم کو لے کر نازل ہوا اور اللہ نے مسلمانوں کے ۲۴۲
اس خوف و ہراس کو دور فرما دیا جس میں وہ مبتلا تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے اونٹوں اور قیدیوں پر قبضہ فرمایا اور قریش نے عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان کی رہائی کے لیے فدیہ بھیجا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

لَا نُفْدِيكُمُوهُمَا حَتَّىٰ يَقْدَمَ صَاحِبَانَا

ہم ان دونوں کے متعلق تمھارا فدیہ (اس وقت تک) قبول نہ کریں گے جب تک کہ ہمارے دونوں دوست (نہ) آجائیں۔ یعنی سعد ابن ابی وقاص اور عتبہ بن غزوان۔

فَإِنَّا نَخْشَاكُمْ عَلَيْهِمَا فَإِنْ تَقْتُلُوهُمَا نَقْتُلْ صَاحِبَيْكُمْ

کیونکہ ان دونوں کے متعلق ہمیں تم سے اندیشہ ہے پس اگر تم نے ان دونوں کو قتل کر دیا تو ہم بھی تمھارے دونوں دوستوں کو قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد سعد و عتبہ آگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فدیہ لے کر ان دونوں کو رہا فرما دیا الحکم بن کیسان نے اس کے بعد اسلام اختیار کر لیا اور اچھے مسلم رہے۔ عثمان بن عبداللہ مکہ والوں کے پاس چلا گیا اور کفر ہی کی حالت میں مرا۔ جب عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھیوں کا وہ خوف وہراس جاتا رہا جس میں وہ اس وقت تک مبتلا تھے جب تک کہ قرآن نازل ہوا۔ تو انھیں اجر کی امید ہوئی۔ اور انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس بات کی امید رکھیں کہ یہ (جو کچھ ہوا یہ) غزوہ تھا اور ہمیں اس کے متعلق مجاہدوں کا (سا) ثواب دیا جائے گا تو ان کے متعلق اللہ (تعالیٰ) نے (یہ آیت) نازل فرمائی:۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

بے شبہ جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) تو (لغزشوں کو) بڑا ڈھانک لینے والا اور بڑا مہربان ہے۔

پس اللہ (تعالیٰ) نے تو انھیں اس معاملے میں بڑی امید پر رکھا۔ اور اس حدیث کی روایت زہری اور یزید بن رومان سے ہے اور انھوں نے عروۃ بن الزبیر سے روایت کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبد اللہ بن جحش کے بعض متعلقین نے بیان کیا کہ اللہ (تعالیٰ) نے جب (مال) غنیمت کو جائز کر دیا اور اس کی تقسیم کی تو چار خمس ⅘ تو ان لوگوں کے لیے مقرر فرمایا جنھوں نے غنیمت حاصل کی پانچواں حصہ ⅕ اللہ (تعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے مقرر فرمایا۔ اور یہ (تقسیم) اسی کے مطابق ہو گئی جو عبد اللہ بن جحش نے قافلے کے اونٹوں میں کی تھی۔

۲۴۳ ابن ہشام نے کہا کہ یہ پہلی غنیمت تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی اور عمرو ابن الحضرمی پہلا شخص ہے جس کو مسلمانوں نے قتل کیا اور عثمان بن عبد اللہ اور الحکم بن کیسان پہلے قیدی ہیں جن کو مسلمانوں نے قید کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ غزوۂ عبد اللہ بن جحش کے متعلق جب قریش نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں نے ماہ حرام کو حلال کر ڈالا۔ اس (مہینے) میں خون ریزی کی، اس میں مال لوٹ لیا اور لوگوں کو قید کر لیا تو ابو بکر صدیق نے (یہ شعر) کہے اور بعض کہتے ہیں (کہ ابو بکر صدیق نے نہیں) بلکہ عبد اللہ ابن جحش نے کہے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ شعر عبد اللہ بن جحش ہی کے ہیں۔

تَعُدُّونَ قَتْلًا فِي الْحَرَامِ عَظِيمَةً ۔۔۔ وَأَعْظَمُ مِنْهُ لَوْ يَرَى الرُّشْدَ رَاشِدُ

تم لوگ ماہ حرام کے قتل کو بڑا گناہ شمار کر رہے ہو حالانکہ
اگر سیدھی راہ چلنے والا سیدھی راہ کو دیکھے تو اس سے بڑے گناہ
تو (حسب ذیل ہیں)

صُدُودُكُمْ عَمَّا يَقُولُ مُحَمَّدُ ۔۔۔ وَكُفْرٌ بِهِ وَاللهُ رَاءٍ وَشَاهِدُ

جو باتیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان
سے تمھارا لوگوں کو پھیرنا ہے اور اللہ (تعالیٰ) حاضر وناظر ہے۔
اور تمھارا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کرنا ہے۔

وَإِخْرَاجُكُمْ مِنْ مَسْجِدِ اللهِ أَهْلَهُ   لِئَلَّا يُرَى لِلّٰهِ فِي الْبَيْتِ سَاجِدُ

اور اللہ کی مسجد سے اس کے رہنے والوں کو تمھارا (زبردستی)
نکالنا کہ اللہ کے گھر میں اللہ کو سجدہ کرنے والا کوئی نظر نہ آئے۔

فَإِنَّا وَإِنْ عَيَّرْتُمُونَا بِقَتْلِهِ   وَأَرْجَفَ بِالْإِسْلَامِ بَاغٍ وَحَاسِدُ

اگرچہ تم ہم پر اس کے قتل کا عیب لگاؤ اور باغی اور حاسد
لوگ اگرچہ (ایسی خبروں کے ذریعے نظام) اسلام میں بےچینی پیدا کرنا چاہیں
بے شک ہم نے

سَقَيْنَا مِنِ ابْنِ الْحَضْرَمِيِّ رِمَاحَنَا   بِنَخْلَةَ لَمَّا أَوْقَدَ الْحَرْبَ وَاقِدُ

ابن الحضرمی کے خون سے اپنے نیزوں کو مقام نخلہ میں جبکہ
جنگ (کی آگ) بھڑکانے والے نے بھڑکائی سیراب کیا۔

دَمًا وَابْنُ عَبْدِ اللهِ عُثْمَانُ بَيْنَنَا   يُنَازِعُهُ غُلٌّ مِنَ الْقِدِّ عَانِدُ

اس حالت میں کہ عثمان بن عبد اللہ ہمارے درمیان ایسا
(پڑا ہوا) ہے کہ خون آلودہ تسمے کی مشکیں اس سے جھگڑ رہی ہیں
(یعنی کسی ہوئی ہیں)

کعبے کی جانب قبلے کی تحویل

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لانے

سے اٹھارعویں مہینے کی ابتدا میں شعبان کے مہینے میں بعض لوگوں کے قول کے مطابق قبلے کی تحویل ہوئی۔

غزوۂ بدر کبریٰ

ابن اسحق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ ابوسفیان ابن حرب قریش کے ایک قافلے کے ساتھ شام سے آرہا ہے اس قافلے میں قریش کے اونٹ اور ان کا تجارتی سامان ہے اور اس میں قریش کے تیس یا چالیس شخص ہیں جن میں مخرمہ بن نوفل بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ اور عمرو بن العاص بن وائل بن ہشام بھی ہیں۔ ۲۴۴

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم الزہری اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابی بکر اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر اور ان کے علاوہ ہمارے دوسرے علماء سے ابن عباس کی روایت سنائی ان میں سے ہر ایک نے مجھے اس روایت کا ایک ایک حصہ سنایا ہے اور میں نے بدر کے جو واقعات لکھے ہیں ان میں ان سب کی روایتوں کا مجموعہ ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کی شام سے آنے کی خبر سنی تو مسلمانوں کو ان کی طرف جانے کی ترغیب دلائی اور فرمایا:۔

هٰذِهِ عِيرُ قُرَيْشٍ فِيهَا أَمْوَالُهُمْ فَاخْرُجُوا إِلَيْهَا لَعَلَّ اللّٰهَ يُنَفِّلُكُمُوهَا

یہ قریش کا قافلہ ہے اس میں ان کے (مختلف قسم کے) مال ہیں۔ پس ان کی طرف نکلو شاید کہ اللہ تمھیں اس میں سے کچھ غنیمت دلا دے۔

لوگوں نے آپ کی ترغیب کے اثر کو قبول کیا اور بعض تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے (البتہ) بعضوں نے سستی کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی جنگ میں مقابلہ نہیں فرمایا ہے۔ اور ابو سفیان جب حجاز سے قریب ہوا تو خبریں دریافت کرنے لگا اور تمام لوگوں کا معاملہ ہونے کے سبب سے اس پر خوف کی وجہ سے جس قافلے سے ملتا اس سے پوچھتا یہاں تک کہ ایک قافلے سے اسے خبر ملی کہ محمد نے اپنے ساتھیوں سے تیرے اور تیرے قافلے کے لیے نکلنے کی خواہش کی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اس نے احتیاطی تدبیریں اختیار کیں اور ضمضم بن عمرو الغفاری کو اجرت دے کر مکہ کو روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ قریش کے پاس جا کر ان سے ان کے مالوں کی حفاظت کے لیے نکلنے کا مطالبہ کرے اور انھیں یہ خبر سنا دے کہ محمد اس قافلے کے لیے آڑے آ چکے ہیں اور ضمضم بن عمرو تیزی سے مکہ کی طرف چلا گیا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس کی روایت سے اور یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت سے حدیث سنائی ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے ضمضم کے مکہ آنے سے تین دن پہلے ایک ایسا خواب دیکھا جس نے اس کو پریشان کر دیا تو عاتکہ نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوا بھیجا اور ان سے کہا بھائی جان! واللہ!! میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا اور مجھے خوف ہے کہ آپ کی قوم پر اس کے سبب سے کوئی برائی اور مصیبت آئے اس لیے جو کچھ میں آپ سے بیان کروں اسے مخفی رکھیے۔ انھوں نے عاتکہ سے کہا (اچھا بیان کر)

تو نے کیا دیکھا ہے۔ کہا میں نے ایک سوار دیکھا جو اپنے ایک اونٹ پر آیا اور (وادی) ابطح میں کھڑا ہو گیا اور پھر نہایت بلند آواز سے چلایا کہ سنو! اے بے وفاؤ! اپنے پچھڑنے کی جگہوں کی طرف تین دن کے اندر جنگ کے لیے نکل چلو۔ تو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد میں داخل ہوا اور لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں اسی اثناء میں کہ لوگ اس کے گرد ہیں اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے خانہ کعبہ کے اوپر نمودار ہوا وہ پھر اسی طرح چلایا سنو اے غدارو! اپنے پچھڑنے کے مقام کی جانب تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جاؤ۔ پھر اس کے بعد اس کا اونٹ اسے لیے ہوئے کوہ ابو قبیس پر نمودار ہوا اور وہ اسی طرح چلایا۔ پھر اس نے ایک چٹان لی اور اس کو لڑھکا دیا وہ لڑھکتی ہوئی جب پہاڑ کے دامن میں پہنچی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور مکہ کے گھروں میں سے کوئی گھر اور کوئی احاطہ (ایسا) باقی نہ رہا کہ اس کا کوئی نہ کوئی ٹکڑا اس میں (نہ) گیا (ہو) عباس نے کہا واللہ یہ تو ایک (اہم) خواب ہے۔ دیکھ تو اسے چھپا اور کسی سے بیان نہ کر۔ پھر وہاں سے عباس نکلے تو ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے جو ان کا دوست تھا (اس سے) یہ خواب بیان کیا اور اس خواب کے پوشیدہ رکھنے کی بھی خواہش کی۔ ولید نے اسے اپنے باپ عتبہ سے کہا اور یہ بات مکہ میں یہاں تک پھیل گئی کہ قریش میں (جا بجا) اسی کا چرچا ہونے لگا۔ عباس نے کہا کہ جب میں سویرے بیت اللہ کا طواف کرنے نکلا تو ابو جہل بن ہشام قریش کی ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا اور سب کے سب عاتکہ کے خواب کے متعلق بات چیت کر رہے تھے جب ابو جہل نے مجھے دیکھا تو کہا اے ابو الفضل! جب تم اپنے طواف سے فارغ ہونا تو
ہمارے پاس آنا۔ جب میں فارغ ہوا تو جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابو جہل نے ۲۴۶
مجھ سے کہا اے بنی عبد المطلب تم میں یہ نبیہ کب سے پیدا ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ اس نے کہا اجی وہی خواب جو عاتکہ نے دیکھا ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا آخر اس نے کیا دیکھا۔ اس نے کہا اے بنی عبد المطلب! کیا تمھیں یہ بات کافی نہ تھی کہ تم میں سے کے

مردوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اب تو تمھاری عورتیں بھی نبوت کا دعویٰ کرنے لگیں۔ عاتکہ نے تو اس بات کا دعوی کیا ہے کہ تین روز کے اندر جنگ کے لیے نکل جانے کے لیے اس نے کہا ہے تو ہم بھی ان تین دنوں میں تمھاری بات کا انتظار[1] کریں گے اگر جو وہ کہہ رہی ہے سچ ہو تو وہی ہو گا اور اگر تین روز گزر گئے اور ان باتوں میں سے کوئی بات سچ نہ نکلی تو ہم تمھارے متعلق ایک نوشتہ لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ عرب کے سب سے زیادہ جھوٹے خاندان کے ہو۔ عباس نے کہا کہ میں نے اس کا کوئی تفصیلی جواب نہیں دیا بجز اس کے کہ میں نے اس خواب کا اور عاتکہ کے خواب دیکھنے کا انکار کر دیا۔ انھوں نے کہا۔ پھر ہم ایک دوسرے سے الگ ہو گئے اور جب شام ہوئی تو بنی عبد المطلب میں کی کوئی عورت (ایسی) باقی نہ رہی جس نے میرے پاس آکر یہ نہ کہا ہو کہ کیا تم نے اس بدکار خبیث کی باتوں کو گوارا کر لیا کہ وہ تمھارے مردوں کی نکتہ چینی کرتے کرتے عورتوں تک پہنچ جائے اور تم سنتے رہے اور تم نے جو کچھ سنا اس سے تمھیں کچھ بھی غیرت نہ آئی۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ! میں نے اسے کوئی تفصیلی (جواب) نہیں دیا۔ اللہ کی قسم میں اس سے تعارض کروں گا۔ اگر اس نے دوبارہ اس قسم کی باتیں کیں تو ضرور میں تمھاری طرف سے اس کا پورا تدارک کروں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ عاتکہ کے خواب کے تیسرے دن جب صبح ہوئی تو میں غصے سے بھرا ہوا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں نے ایک (اچھا) موقع کھو دیا میری خواہش تھی کہ میں اس میں اس کو پھانستا۔ انھوں نے کہا کہ پھر میں مسجد میں گیا تو اس کو اس حالت میں دیکھا کہ واللہ میں اس کی جانب جا رہا ہوں اور اس کی راہ میں حائل ہوں تاکہ وہ دوبارہ ان باتوں میں سے جو اس نے کہی تھیں کوئی بات کہے اور میں اس سے بھڑ جاؤں اور وہ آدمی کم وزن (یا دبلا پتلا) تیز مزاج (کتابی چہرہ)

[1] (الف) میں "نتربض" ضاد معجمہ سے اور (ب ج د) میں صاد مہملہ سے ہے پہلی صورت میں کمزوری سے بیٹھے رہنے کے معنی ہیں جو زیادہ مناسب نہیں۔ (احمد محمودی)

تیز زبان۔ تیز نظر تھا۔ انھوں نے کہا کہ۔ ایکا ایکی تیز چلتا ہوا (یا دوڑتا ہوا) مسجد کے دروازے کی جانب نکل گیا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ کیا یہ تمام (حرکات) اس خوف سے ہیں کہ میں اسے صلواتیں سناؤں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ اس نے اچانک ایک ایسی بات سنی جو میں نے نہیں سنی۔ اس نے ضمضم بن عمرو الغفاری کی آواز سنی جو بطن وادی میں
۲۴۷ اپنے اونٹ کو ٹھیرائے ہوئے چیخ رہا ہے اور اونٹ کی ناک (یا کان یا لب) کاٹ دی ہے اور کجاوا الٹ دیا ہے اور کرتا پھاڑ لیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے اے گروہ قریش اپنے مصالح کے اونٹوں اور اپنے مال کو بچاؤ جو ابوسفیان کے ساتھ ہے محمد اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم اس کو پا سکو گے۔ فریاد! فریاد!۔ انھوں نے کہا کہ۔ اس واقعے نے مجھ کو اس سے اور اس کو مجھ سے (اپنی) اپنی جانب پھیر لیا۔ اور لوگوں نے پھرتی سے تیاری کی اور کہنے لگے کیا محمد اور اس کے ساتھی اس قافلے کو بھی ابن الحضرمی کے قافلے کی طرح سمجھ رہے ہیں۔ واللہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا! وہ لوگ اس کو اس کا برعکس پائیں گے۔ اب ان لوگوں کی دو ٹولیاں ہو گئیں۔ کچھ تو نکل کھڑے ہوئے اور کچھ اپنے بجائے کسی شخص کو جانے کے لیے ابھارنے لگے۔ اور قریش سب کے سب اسی (چکر) میں آ گئے اور ان میں کے سربرآوردہ لوگوں میں کوئی باقی نہ رہا بجز ابولہب بن عبدالمطلب کے جو رہ گیا تھا اور اپنے بجائے العاص بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کر دیا تھا اور اس سے پہلے چار ہزار درہم کا جو اس کے اس پر تھے تقاضا کر چکا تھا اور وہ ان درہموں سے خالی ہاتھ اور مفلس ہو چکا تھا اس لیے اس نے ان درہموں کے عوض میں اس کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ اس کے بجائے کسی اور شخص کو بھیجنے کے بجائے کافی ہو اور وہ اس کے بجائے چلا گیا اور ابولہب رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے بیان کیا کہ امیہ بن خلف نے (قافلے کی حفاظت کے لیے ساتھ نہ جا کر گھر میں) بیٹھے رہنے ہی کا ارادہ کر لیا تھا اور یہ بوڑھا شاندار ڈیل ڈول کا اور بھاری بھرکم تھا تو اس کے پاس عقبہ بن ابی معیط ایسے وقت آیا جبکہ وہ مسجد میں اپنے لوگوں میں بیٹھا ہوا

تھا اور ایک انگیٹھی اٹھا لایا جس میں آگ اور اگر تھا (وہ انگیٹھی) اس کے سامنے لاکر رکھ دی اور کہا اے ابو علی بخور لو کہ تم بھی تو عورتوں ہی سے ہو۔ اس نے کہا اللہ تجھے بدصورت بنا دے اور جو کام تو نے کیا ہے اس کو بھی بدنما بنا دے۔ راوی نے کہا کہ اس کے بعد اس نے تیاری کی اور دوسرے لوگوں کے ساتھ نکل کھڑا ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب یہ لوگ اپنی تیاری سے فارغ ہوئے اور نکلنے ۴۲۸
کا ارادہ کیا تو اپنے اور بنی بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے درمیان جو جنگ تھی وہ یاد آگئی اور کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں وہ ہمارے پیچھے سے حملہ نہ کردیں۔

کنانہ اور قریش میں جنگ اور واقعہ بدر کے دن ان کا درمیان میں آنا

بعض بنی عامر نے مجھ سے محمد بن سعید بن المسیب کی جو روایت بیان کی ہے اس کے لحاظ سے جو جنگ قریش اور بنی بکر میں تھی اس کا سبب حفص ابن الاخیف کا لڑکا تھا جو بنی معیص بن عامر بن لوی میں کا ایک شخص تھا جو اپنی ایک کھوئی ہوئی اونٹنی کی تلاش میں مقام ضجنان تک نکل گیا اور وہ کم سن لڑکا تھا اس کے سر میں چوٹیاں تھیں اور بہترین لباس پہنے ہوئے تھا یہ لڑکا پاک صاف نکھرے ہوئے رنگ کا تھا عامر بن یزید بن عامر بن الملوح کے پاس سے گزرا جو بنی یعمر بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ میں کا ایک شخص ضجنان ہی میں تھا اور وہ ان دنوں بنی بکر کا سردار تھا۔ اس نے اس لڑکے کو دیکھا تو حیران ہو گیا۔ پوچھا اے لڑکے تو کون ہے۔ اس نے کہا میں حفص بن الاخیف القرشی کے لڑکوں میں کا ایک لڑکا ہوں۔ اور جب وہ لڑکا پلٹ کر چلا گیا عامر بن یزید نے کہا اے بنی بکر کیا قریش کے ذمے تمہارا کوئی خون نہیں ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ بخدا

ہمارے بہت سے خون ان کے ذمے ہیں۔ اس نے کہا کہ اگر کسی نے اس لڑکے
کو اپنے کسی ایک آدمی کے بجائے قتل کر دیا تو اس نے اپنے خون کا پورا معاوضہ
لے لیا۔ راوی نے کہا تو بنی بکر میں کا ایک شخص اس کے پیچھے ہو گیا اور اس کو
اس خون کے عوض مار ڈالا جو بنی بکر کا قریش کے ذمے تھا۔ قریش نے اس کے
متعلق گفتگو کی تو عامر بن یزید نے کہا اے گروہ قریش! ہمارے بہت (سے)
خون تمہارے ذمے تھے (اس لیے ہم نے اس کو قتل کر دیا) اب جو چاہو کرو۔
اگر تم چاہو تو تمہارے ذمے جو کچھ ہو وہ ادا کر دو اور جو کچھ ہمارے ذمے ہوگا
ہم ادا کر دیں گے اور اگر تم چاہو تو یہ خون کا معاملہ ہے ایک شخص کا بدلہ ایک
شخص ہے۔ تمہارا خون جو ہمارے ذمے ہے اس سے باز آجاؤ تو ہم اس خون
سے باز آئیں گے جو ہمارا تمہارے ذمے ہے (اس کا اثر یہ ہوا کہ) اس لڑکے
(کے خون) کی اس قبیلہ قریش میں کوئی اہمیت نہ رہی اور انھوں نے کہا کہ اس
نے سچ کہا کہ ایک شخص کا بدلہ ایک شخص ہے اور اس لڑکے کو بھول گئے اور
اس کا خونبہا طلب نہ کیا (راوی نے) کہا کہ اس کا بھائی مکرز بن حفص بن الاخیف ۲۴۹
مر الظہران (کے پاس) سے جا رہا تھا کہ ایکا ایک اس نے عامر بن یزید بن عامر
ابن الملوح کو اپنے ایک اونٹ پر بیٹھا ہوا دیکھا۔ جب اس نے اس کو دیکھا تو
اس کے پاس آیا اور اس کے پاس اپنا اونٹ ایسی حالت میں بٹھایا کہ اپنی تلوار
حمائل کیے ہوئے تھا۔ اور مکرز اپنی تلوار لے کر اس پر (ایسا) پل پڑا کہ اس کو
قتل (ہی) کر ڈالا اور اس کے پیٹ میں اسی کی تلوار ڈال کر اسے مکہ لایا۔ اور رات
کے وقت کعبے کے پردوں سے اسے لٹکا دیا۔ جب صبح قریش جاگے تو عامر بن
یزید بن عامر کی تلوار دیکھی کہ کعبے کے پردوں سے لٹکی (ہوی) ہے اس کو
پہچانا تو کہا کہ بے شبہہ یہ تلوار عامر بن یزید کی ہے اس پر مکرز بن حفص نے
حملہ کیا ہے اور اس کو قتل کر دیا ہے۔ یہ ان کے واقعات تھے۔ غرض وہ
اپنے یہاں کی اسی جنگ میں (پھنسے ہوئے) تھے کہ لوگوں میں اسلام پھیل گیا
اور وہ اسلام ہی کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ قریش نے بدر کی طرف
جانے کا ارادہ کر لیا اور اس وقت انھیں وہ تعلقات یاد آئے جو ان میں

اور بنی بکر میں تھے اور ان سے ڈرنے لگے اور مکرز بن حفص نے اپنے عامر کو قتل کرنے کے متعلق کہا ہے :۔

لَمَّا رَأَيْتُ أَنَّهُ هُوَ عَامِرٌ　　تَذَكَّرْتُ أَشْلَاءَ الْحَبِيبِ الْمُلَحَّبِ

جب میں نے دیکھا کہ وہ عامر ہے تو مجھے اپنے پیارے کے اعضا کے ٹکڑے جو گوشت سے الگ تھے یاد آ گئے۔

وَقُلْتُ لِنَفْسِي إِنَّهُ هُوَ عَامِرٌ　　فَلَا تَرْهَبِيهِ وَانْظُرِي أَيَّ مَرْكَبِ

اور میں نے اپنے دل سے کہا کہ بے شبہ عامر ہی ہے اس سے تو نہ ڈر اور دیکھ لے کہ یہ کس قسم کی سواری ہے۔

وَأَيْقَنْتُ أَنِّي إِنْ أُجَلِّلْهُ ضَرْبَةً　　مَتَى مَا أُصِبْهُ[له] بِالْفَرَافِرِ يَعْطَبِ

اور میں نے یقین کر لیا کہ اگر اس پر ایک کاری ضرب لگاؤں اور جب وہ تلوار اس پر پوری طرح برساؤں تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

حَفِظْتُ لَهُ جَأْشِي وَأَلْقَيْتُ كَلْكَلِي　　عَلَى بَطَلٍ شَاكِي السِّلَاحِ مُجَرَّبِ

میں نے اس کے لیے اپنے دل کی حفاظت کی (دل کڑا کیا) اور میں نے اپنا وار ایک ایسے سورما پر کیا جو تجربہ کار اور ہتھیار لگائے ہوے تھا۔

۲۵۰ وَلَمْ أَكُ لَمَّا الْتَفَّ رَوْعِي وَرَوْعُهُ　　عُصَارَةَ هُجْنٍ مِنْ نِسَاءٍ وَلَا أَبِ

اور جب میرا دھیان اور اس کا دھیان ایک دوسرے سے

له۔ (ب ج د) میں اصبہ بصیغۂ واحد متکلم ہے اور (الف) میں یصبہ بصیغہ غائب ہے جو غلط معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمود)

دست وگریباں ہوئے تو (ظاہر ہوگیا کہ) ہیں (یہ) عورتوں کی جانب سے دوغلے نطفے کا تھا (اور) نہ باپ کی طرف سے۔

حَلَلْتُ بِهِ وَتْرِي وَلَمْ أَنْسَ ذَحْلَهُ ‏ إِذَا مَا تَنَاسَى ذَحْلَهُ كُلُّ غَيْهَبِ[1]

میں نے اپنا غصہ اس پر اتار دیا (یا اس سے میں نے اپنا انتقام لے لیا) اور اس کے انتقام (کی لوگ جو فکر کریں گے اس) کو بھی بھولا نہیں جبکہ (ایسے موقعوں پر) اس کے انتقام کو غافل یا بھولے (بھالے) لوگ بھول جاتے ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ الغیہب وہ شخص ہے جس کو عقل نہ ہو اور بعض کہتے ہیں کہ غیہب ہرنوں اور شترمرغوں ہیں کے نروں کو کہتے ہیں۔ اور خلیل نے کہا کہ الغیہب (بعین مہملہ) کے معنی اس شخص کے ہیں جو کمزور ہو اور اپنا انتقام نہ لے سکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ جب قریش نے چلنے کا ارادہ کرلیا اور وہ تعلقات یاد آئے جو ان کے اور بنی بکر کے درمیان تھے تو اس کے سبب سے وہ اپنا ارادہ بدلدینے کے قریب ہوگئے تھے (اتنے میں) ابلیس سراقہ بن مالک بن جعشم المدلجی کی صورت میں ان کے سامنے آیا جو بنی کنانہ کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھا اور کہا کہ اگر بنی کنانہ نے تم لوگوں کے یہاں سے جانے کے بعد کوئی ایسی حرکت کی جس کو تم لوگ ناپسند کرتے ہو تو اس کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ آخر وہ لوگ فوراً نکل کھڑے ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ

---

[1] ۔ (ج د) میں العیہب بعین مہملہ ہے اور خط کشیدہ عبارت بھی انھیں میں ہے۔ (الف) میں نہیں ہے۔ اور (ب) میں دونوں ہیں۔ (احمد محمودی)

ماہ رمضان کی چند راتیں گزرنے کے بعد نکلے۔

۲۵۱ ابن ہشام نے کہا کہ رمضان کے آٹھ دن گزرنے کے بعد نکلے اور عمرو بن ام مکتوم کو لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے عامل بنایا۔ بعض کہتے ہیں ان کا نام عبداللہ ابن ام مکتوم تھا اور یہ بنی عامر بن لوئی میں سے تھے۔ اس کے بعد مقام روحاء سے ابولبابہ کو واپس فرمایا۔ اور مدینہ کا عامل بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبدمناف بن عبدالدار کو پرچم عنایت فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سفید تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو سیاہ پرچم تھے ان دونوں میں سے ایک تو علی بن ابی طالب کے ساتھ تھا جس کا نام عقاب تھا اور دوسرا انصار میں سے ایک کے ساتھ۔ اور اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ ستر اونٹ تھے اور ان پر باری باری بیٹھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی بن ابی طالب اور مرثد بن ابی مرثد الغنوی ایک اونٹ پر۔ اور حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ اور ابو کبشہ اور انسہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ایک اونٹ پر۔ اور ابوبکر و عمر اور عبدالرحمٰن بن عوف ایک اونٹ پر باری باری سے بیٹھا کرتے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ لشکر کے پچھلے حصے پر بنی مازن بن النجار والے قیس ابن ابی صعصعہ کو مقرر فرمایا اور ابن ہشام کے قول کے موافق انصار کا پرچم سعد ابن معاذ کے ساتھ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مدینہ سے مکہ کی جانب آپ مدینہ کے پہاڑوں کے درمیان سے (تشریف لے) چلے پھر عقیق پر سے اس کے بعد ذی الحلیفہ پر سے اور پھر اولات الجیش پر سے۔

۲۵۲ ابن ہشام نے کہا کہ ذات الجیش۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ تربان پر سے گزرے۔ پھر

ملل پر۔ پھر مزبین کے مقام غمیس الحمام پر۔ پھر صخیرات الیمام پر۔ پھر السیالہ پر۔ پھر فج الروحاء پر۔ پھر شنوکہ پر سے جو عام راہ ہے یہاں تک کہ آپ عرق الظُبیَہ نامی مقام پر تھے

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت الظبیَہ ہے۔

تو گاؤں والوں میں سے ایک شخص سے ملے اور اس سے ان لوگوں کے متعلق دریافت کیا۔ ان سے کوئی خبر نہیں ملی۔ ان لوگوں نے اس سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کر تو اس نے کہا کیا تم میں اللہ کا رسول بھی ہے۔ انھوں نے کہا ہاں تو اس نے آپ کو سلام کیا اور کہا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو مجھے بتائیے کہ میری اس اونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے تو اس سے سلمہ بن سلامہ بن وقش نے کہا (یہ بات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ۔ میرے پاس آ۔ میں تجھے اس کے متعلق بتاتا ہوں تو اس پر چڑھ بیٹھا اور تجھ سے اس کو حمل رہ گیا ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مَہْ أَفْحَشْتَ عَلَى الرَّجُلِ

خاموش۔ تم نے اس کو گالی دے دی۔

پھر آپ نے سلمہ کی جانب سے منہ پھیر لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجسج میں نزول فرمایا اور اسی مقام کا نام بیر الروحاء ہے۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ فرمایا۔ یہاں تک کہ جب المنصرف میں پہنچے تو وہاں سے مکہ کا راستہ چھوڑ دیا اور سیدھی جانب النازیہ پر سے بدر کا ارادہ فرمایا اور اس کے کنارے کنارے (تشریف لے) چلے یہاں تک النازیہ کہ اور تنگ راہ الصفراء کے بیچ والی رحقان نامی وادی کو طے فرمالیا اور اس تنگ راستے پر تشریف لائیے اور پھر وہاں سے اتر کر جب الصفراء پر تشریف لائے تو بنی ساعدہ کے حلیف بسبس بن عمرو الجہنی اور بنی النجار کے حلیف عدی بن ابی الزغباء کو
۲۵۳ بدر کی جانب روانہ فرمایا کہ وہ دونوں ابو سفیان بن حرب وغیرہ کے متعلق خبریں دیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے کوچ فرمایا اور ان دونوں سے

آگے نکل گئے۔ اس کے بعد جب آپ الصفراء کے سامنے آئے جو دو پہاڑوں کے درمیان ایک بستی ہے تو آپ نے ان پہاڑوں کے نام دریافت فرمائے۔ لوگوں نے کہا کہ ان میں سے اس ایک کو تو مُسلح کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مخریٰ اور وہاں کے رہنے والوں کے متعلق دریافت فرمایا تو کہا گیا کہ بنو النار اور بنو حراق بنی غفار کی دونوں شاخیں ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کے درمیان سے گزرنے کو ناپسند فرمایا اور ان کے ناموں اور ان کے رہنے والوں کے ناموں سے آپ نے فال لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں اور الصفراء کو بائیں جانب چھوڑ کر سیدھی طرف کی راہ ایک وادی پر سے جس کو ذفران کہا جاتا تھا اختیار فرمائی اور اس وادی کو طے فرمانے کے بعد اتر پڑے اور قریش اور ان کے راستے کی خبر آپ کو ملی تاکہ آپ ان کے قافلے کو روکیں آپ نے لوگوں سے مشورہ فرمایا اور قریش کے متعلق خبر دی تو ابو بکر صدیق اٹھے اور خوب کہا۔ پھر عمر بن الخطاب اٹھے اور خوب کہا۔ پھر مقداد بن عمرو اٹھے اور کہا یا رسول اللہ! اللہ (تعالیٰ) آپ کو جس کام کو مناسب بتائے وہ کیجئے ہم آپ کے ساتھ ہیں واللہ ہم آپ سے بنی اسرائیل کی طرح جیسا انھوں نے موسیٰ سے کہا تھا نہ کہیں گے کہ

اِذۡهَبۡ أَنۡتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوۡنَ

آپ اپنے پروردگار کے ساتھ جائیں اور دونوں مل کر جنگ کریں ہم بے شبہ یہیں بیٹھے رہنے والے ہیں

بلکہ ہم تو یوں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا پروردگار دونوں چلیں اور ہم بھی آپ کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برک الغماد[1] تک بھی لے چلیں تو ہم اس کی راہ میں صبر سے یہاں تک آپ کا ساتھ دیں گے کہ آپ وہاں پہنچ جائیں تو

---

[1] یمن میں ایک مقام کا نام ہے کہا جاتا ہے کہ وہ انتہائی پتھر ہے۔ از حاشیہ (ب)۔ (احمد محمودی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور اس کے سبب سے ان کے لیے دعا فرمائی ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

أَشِيرُوا عَلَيَّ أَيُّهَا النَّاسُ

لوگو مجھے مشورہ دو ۔

اور یہاں لوگوں سے آپ کی مراد انصار تھے ۔ اور یہ اس لیے فرمایا کہ وہ بھی لوگوں کی تعداد میں شامل تھے ۔ اور جب انھوں نے مقام عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ ہم آپ کی ذمہ داری سے بری ہیں ۔ جب تک کہ آپ ہماری بستیوں میں نہ پہنچ جائیں اور جب آپ ہمارے پاس پہنچ جائیں آپ ہماری ذمہ داری میں ہوں گے ۔ اور ہم آپ کی حفاظت ہر اس چیز سے کریں گے جس سے ہم اپنے بچوں اور عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے اندیشہ تھا کہ کہیں انصار یہ نہ سمجھتے ہوں کہ آپ کی امداد ان پر اسی صورت میں لازم ہے کہ کوئی دشمن مدینہ میں آپ پر اچانک حملہ کر دے اور ان پر لازم نہیں ہے کہ آپ
۲۵۴ انھیں ان کی بستیوں سے نکال کر کسی دشمن کے مقابل لے جائیں ۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ فرمائے تو سعد بن معاذ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ ! واللہ آپ گویا ہم سے خطاب فرما رہے ہیں ۔ فرمایا ۔ اجل ۔ ہاں عرض کی بے شبہہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں اور ہم نے آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ نے جو چیز ہمارے سامنے پیش فرمائی ہے وہ حق ہے اور اس پر ہم آپ کو اپنے قول دے چکے اور آپ کی فرماں برداری اور اطاعت پر مستحکم وعدے کر چکے ہیں اس لیے یا رسول اللہ آپ جہاں چاہیں (تشریف لے) چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں ۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو سچائی کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اگر آپ اس سمندر کو ہمارے سامنے لے آئیں اور آپ اس میں داخل ہوں تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں داخل ہو جائیں گے اور ہم میں کا ایک شخص بھی پیچھے نہ ہٹے گا اور ہم اس بات کو ناپسندیدہ نہیں سمجھتے کہ آپ کل ہمیں اپنے ساتھ لے کر ہمارے دشمن سے مقابل ہوں ۔ ہم جنگ کرنے کے لیے

بڑے مضبوط اور مقابلے میں کامل ہیں۔ امید ہے کہ اللہ ہماری جانب سے آپ کو ایسے کارنامے دکھائے گا جن سے آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ غرض ہمیں اپنے ساتھ لے کر علی برکت اللہ چلے چلئے۔

غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد کی تقریر سے خوش ہوے اور ان کی باتیں آپ کے لیے باعث نشاط ہوئیں۔ پھر فرمایا۔

سِيرُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّ اللهَ قَدْ وَعَدَنِي إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ

وَاللهِ لَكَأَنِّي الْآنَ أَنْظُرُ إِلَى مَصَارِعِ الْقَوْمِ

چلو اور خوش ہو جاؤ کہ اللہ نے مجھ سے دونوں گروہوں میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے۔ واللہ اس وقت گویا میں بے شبہ ان لوگوں کے پچھڑنے کے مقامات کو دیکھ رہا ہوں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام ذفران سے کوچ فرمایا اور ان پہاڑیوں پر سے چلے جن کا نام الاصافر تھا۔ پھر وہاں سے ایک شہر کی جانب نزول فرمایا جس کا نام الدبہ تھا اور الحنان کو جو ایک بڑا ٹیلا بڑے پہاڑ کی طرح ہے سیدھی جانب چھوڑ کر بدر کے قریب نزول فرمایا۔ پھر آپ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک شخص سوار ہو کر نکلے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ شخص ابوبکر صدیق تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ آپ عرب کے ایک بوڑھے کے پاس جا کر ٹھیر گئے جیسا کہ مجھ سے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بیان کیا اور اس سے قریش اور محمد اور ان کے ساتھیوں کی نسبت اور ان کے متعلق اسے جو کچھ خبریں ملی ہوں ان کے متعلق دریافت کیا تو اس بوڑھے نے کہا میں تمھیں (اس وقت تک) کوئی بات نہ بتاؤں گا جب تک تم مجھے یہ نہ بتادو کہ تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:۔

إِذَا أَخْبَرْتَنَا أَخْبَرْنَاكَ

جب تم ہمیں بتاؤ گے تو ہم بھی تمھیں بتائیں گے۔ اس نے کہا
کیا وہ اس کے معاوضے ہیں۔ فرمایا:۔

نعم

ہاں۔

۲۵۵ اس بوڑھے نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی فلاں فلاں روز نکلے ہیں۔ اور اگر جس نے مجھے خبر دی ہے اس نے سچ کہا ہے تو وہ آج فلاں فلاں مقام پر ہوں گے اور وہی مقام بتایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ اور مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ قریش بھی فلاں فلاں روز نکل چکے اور اگر جس نے مجھے خبر دی سچ کہا ہے تو وہ لوگ آج فلاں فلاں جگہ ہوں گے۔ اور اسی مقام کو بتایا جہاں قریش تھے۔ اور جب وہ اپنی خبر دہی سے فارغ ہوا تو کہا تم دونوں کن لوگوں میں سے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

نحن من ماء

ہم پانی سے ہیں۔[1]

اور اس کے پاس سے آپ پلٹ آئے راوی نے کہا کہ وہ کہنے لگا کہ پانی سے ہیں کا کیا مطلب؟ کیا عراق کے پانی سے؟
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بوڑھا سفیان الضمری تھا۔

---

[1] اس بوڑھے کا سوال تھا "ممن انتما" تم کس سے ہو اور مقصود اس کا یہ تھا کہ کہاں کے رہنے والے ہو کس قبیلے سے ہو۔ کیا قریش میں سے ہو۔ یا محمد کے ساتھیوں میں سے وغیرہ۔ آپ نے جتنا اس کا سوال تھا اس کا پورا جواب ادا فرما دیا۔ "کس سے ہو" کا جواب پانی سے ہیں مکمل جواب ہے۔ مزید پیدا ہونے والے سوالات کے جوابات دینے کا وعدہ نہیں فرمایا تھا "من ماء" کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پنگھٹ پر رہنے والے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ سمندر کے پاس رہنے والے ہیں اور یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ہم پانی سے بنے ہوئے ہیں زندہ ہیں اور جعلنا من الماء کل شی حی کی طرف اشارہ بھی ہو سکتا ہے۔ وغیرہ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کی طرف تشریف لائے اور جب شام ہوئی تو علی بن ابی طالب اور الزبیر بن العوام اور سعد بن ابی وقاص کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ بدر کے چشمے کی جانب روانہ فرمایا کہ وہاں آپ کے لیے مفید خبروں کی جستجو کریں جیسا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی کہ انھیں پانی لے جانے والی ایک جماعت ملی جس میں بنی الحجاج کا غلام اسلم اور بنی العاص بن سعید کا غلام ابو یسار عریض بھی تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو لائے اور ان سے سوالات کرنے لگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے نماز ادا فرما رہے تھے تو ان دونوں نے کہا کہ ہم قریش کے لئے پانی لیجانے والے ہیں۔ انھوں نے ہمیں بھیجا ہے کہ ہم ان کے لئے پانی لے جائیں۔ تو ان لوگوں نے ان کی کہی ہوئی بات کو پسند نہیں کیا اور انھیں خیال ہوا کہ شاید یہ ابوسفیان کے (ملازم) ہوں گے۔ اس لیے ان لوگوں نے ان دونوں کو مارا۔ اور جب ان کو بہت تنگ کیا تو انھوں نے کہدیا کہ (ہاں) ہم ابوسفیان کے (ملازم) ہیں۔ آخر انھوں نے انھیں چھوڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور دونوں سجدے ادا فرمائے اور پھر سلام پھیرا اور فرمایا:—

إِذَا صَدَقَاكُمْ ضَرَبْتُمُوهُمَا وَإِذَا كَذَبَاكُمْ تَرَكْتُمُوهُمَا صَدَقَا

وَاللّٰهِ إِنَّهُمَا لِقُرَيْشٍ، أَخْبِرَانِي عَنْ قُرَيْشٍ

جب ان دونوں نے تم سے سچ کہا تو تم نے انھیں مارا اور جب انھوں نے جھوٹ کہا تو تم نے انھیں چھوڑ دیا واللہ ان دونوں نے سچ کہا کہ وہ قریش کے ہیں (اچھا) تم دونوں مجھے قریش کے متعلق خبر دو۔

ان دونوں نے کہا وہ لوگ اس ٹیلے کے اس طرف ہیں۔ اس وادی کے ادھر اور الکثیب العقنقل پر ہیں کثیب کے معنی ٹیلے کے ہیں۔ پھر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:—

۲۵۶ کَمِ الْقَوْمُ

یہ لوگ کتنے ہیں۔

انھوں نے کہا بہت سے ہیں۔ آپ نے فرمایا:—

مَا عِدَّتُهُمْ

ان کی تعداد کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ فرمایا:—

کَمْ یَنْحَرُونَ کُلَّ یَوْمٍ

روزانہ کتنے اونٹ کاٹتے ہیں۔

انھوں نے کہا کسی روز نو اور کسی روز دس۔ فرمایا:—

اَلْقَوْمُ مَا بَیْنَ التِّسْعِ مِائَةِ وَالْأَلْفِ

یہ لوگ نوسو اور ہزار کے درمیان ہیں۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا:—

فَمَنْ فِیْهِمْ مِنْ أَشْرَافِ قُرَیْشٍ

ان میں قریش کے سربرآوردہ لوگوں میں سے کون کون ہیں۔

انھوں نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم ابن حزام، نوفل بن خویلد، الحارث بن عامر بن نوفل، طعیمہ بن عدی بن نوفل، النضر بن الحارث، زمعہ بن الاسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبد ود اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف توجہ فرمائی اور فرمایا:—

هَٰذِهِ مَكَّةُ قَدْ أَلْقَتْ إِلَيْكُمْ أَفْلَاذَ كَبِدِهَا

ان مکہ والوں نے تمھارے مقابلے کے لئے اپنے جگر کے ٹکڑے ڈالدیے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بسبس بن عمرو اور عدی بن ابی الزغباء چلتے چلتے بدر میں جا پہنچے اور وہاں ایک ٹیلے کے بازو پانی کے قریب اپنے اونٹ بٹھائے اور اپنی مشک لے کر اس میں پانی بھرنے لگے اور مجدی بن عمرو الجہنی بھی پانی کے پاس ہی تھا اور عدی اور بسبس نے پانی کے پاس آنے والی لڑکیوں میں سے دو لڑکیوں کی آوازیں سنیں جن میں سے ایک دوسری سے چمٹی ہوئی (کشمکش کر رہی) تھی۔ اور جو گرفتار تھی وہ اپنے ساتھ والی سے کہہ رہی تھی۔ کل قافلہ آئے گا یا پرسوں میں ان کے پاس مزدوری کر کے تیرا قرض ادا کر دوں گی تو مجدی نے کہا وہ سچ کہتی ہے اور ان دونوں کو ایک دوسرے سے چھڑا دیا عدی اور بسبس نے یہ باتیں سن لیں اور اپنے اونٹوں پر بیٹھ کر چلے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر جو کچھ سنا تھا آپ کو اس کی اطلاع دے دی اور (ادھر) ابو سفیان احتیاط کے ساتھ قافلے سے آگے بڑھ آیا اور آکر اسی پانی کے پاس اترا اور مجدی بن عمرو سے کہا کیا تم نے کسی کی آہٹ پائی ہے۔ اس نے کہا میں نے دو آدمیوں کے سوا کسی اور اجنبی کو نہیں دیکھا۔ ان دونوں سواروں نے اپنے اونٹ اس ٹیلے کے پاس بٹھا کر پانی لینے آئے، اپنی مشک بھر لی اور چلے گئے۔ تو ابو سفیان ان دونوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ آیا اور ان کے اونٹوں کی مینگنیاں لیکر انھیں توڑا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں دکھائی دیں (یہ دیکھ کر) کہنے لگا واللہ یہ تو یثرب کا چارہ ہے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف تیزی سے گیا اور اپنے اونٹوں کے منہ پر مار کر انھیں راستے سے پھیر دیا اور انھیں لے کر ساحل کی طرف چلا اور بدر کو بائیں جانب چھوڑ کر تیزی سے چلا گیا۔ ۴۵۷

قریش کے پچھڑنے کے متعلق جہیم بن الصلت کا خواب

کہا کہ قریش آئے اور جب الجحفہ میں اُترے تو جہیم بن الصلت بن مخرمہ ابن المطلب بن عبد مناف نے ایک خواب دیکھا اور کہا کہ میں اس (عالم یا حالت) میں تھا جس میں سونے والا کچھ دیکھتا ہے اور میں سونے اور جاگنے کی درمیانی (حالت میں) تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک گھوڑے پر آیا اور کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ اس کا ایک اونٹ بھی تھا۔ پھر اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابو الحکم بن ہشام، امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے اس نے ان (سب) لوگوں کے نام گن دیے جو قریش کے سر برآور دہ لوگوں میں سے بدر کے روز مارے گئے۔ پھر میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے اپنے اونٹ کے سینے پر ایک ضرب لگا کر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا تو لشکر کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا نہ رہا جس کو اس نے اپنے خون سے تر نہ کر دیا ہو۔ راوی نے کہا کہ یہ خبر ابو جہل کو پہنچی تو کہا کہ بنی مطلب کا یہ بھی ایک دوسرا نبی ہے۔ کل جب ہم ایک دوسرے سے ملیں گے تو معلوم ہو گا کہ مقتول کون ہے۔

قریش کی طرف ابوسفیان کا خط

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب ابوسفیان اپنے قافلے کو بچا لایا تو قریش کو کہلا بھیجا کہ تم تو صرف اپنے قافلے اپنے لوگوں اور اپنے مال کو بچانے کے لیے نکلے تھے اس کو تو اللہ نے بچا لیا اس لیے واپس آ جاؤ۔ لیکن ابوجہل بن ہشام نے کہا واللہ ہم جب تک بدر نہ پہنچ جائیں نہیں لوٹیں گے۔ بدر عرب کے میلوں میں سے ایک میلا تھا جہاں ان کے لیے ہر سال بازار لگتا تھا وہاں ہم تین دن رہیں گے، ۲۵۸

کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے، کھانا کھلائیں گے، شراب پلائیں گے، گانے والیاں ہمارے سامنے گائیں گی، عرب میں ہماری شہرت ہو گی، ہمارے جانے اور ہمارے اکھٹے ہونے کی خبر پھیلے گی پھر ہمارا رعب داب ان پر چھا جائے گا اس لئے چلو۔

بنی زہرہ کو لے کر اخنس کی واپسی

اور اخنس بن شریق بن عمرو بن وہب الثقفی نے جو بنی زہرہ کا حلیف تھا جب کہ وہ الجحفہ میں تھے کہا۔ اے بنی زہرہ اللہ نے تمھارے لیے تمھارا مال بچا لیا اور تمھارے لیے تمھارے دوست مخرمہ بن نوفل کو (بھی) بچا لیا تم تو صرف اسے اور اپنے مال کو بچانے نکلے تھے اس لیے اگر کوئی بزدلی کا الزام لگائے تو وہ الزام مجھ پر لگاؤ اور لوٹ چلو کیونکہ نقصان نہ ہونے کی صورت میں نکلنے کی تمھیں کوئی ضرورت نہیں اور ایسا نہ کرو جیسا کہ یہ شخص کہتا ہے یعنی ابوجہل۔ آخر وہ لوٹ گئے اور جنگ بدر میں بنی زہرہ کا ایک شخص بھی نہ رہا۔ سب نے اس کی بات مانی اور وہ ان میں ایسا شخص تھا کہ ہر شخص اس کی بات مانتا تھا۔ قریش کی کوئی شاخ باقی نہ رہی تھی جس میں کے کچھ لوگ نہ نکل آئے ہوں بجز بنی عدی بن کعب کے کہ ان میں کا کوئی ایک بھی نہ نکلا بنی زہرہ، اخنس بن شریق کے ساتھ لوٹ گئے۔ جنگ بدر میں ان دو قبیلوں میں سے کوئی ایک بھی حاضر نہ رہا اور وہ سب (کے سب) واپس ہو گئے طالب بن ابی طالب جو ان لوگوں ہی میں تھا اس کے اور قریش کے بعض افراد کے درمیان کچھ سوال و جواب ہوئے ان لوگوں نے کہا۔ اے بنی ہاشم اگرچہ تم ہمارے ساتھ نکلے ہو لیکن تمھیں محمد سے الفت ہے تو طالب بھی ان لوگوں کے ساتھ جو مکہ کو لوٹ گئے واپس ہو گیا اور طالب بن ابی طالب ہی نے کہا ہے:۔

لَاھُمَّ إِمَّا يَغْزُوَنَّ طَالِبُ فِي عُصْبَةٍ مُخَالِفٌ مُحَارِبُ

فِي مِقْنَبِ مِنْ هٰذِهِ الْمَقَانِبْ فَلْيَكُنِ الْمَسْلُوبَ غَيْرَ السَّالِبْ ۲۵۹

وَلْيَكُنِ الْمَغْلُوبَ غَيْرَ الْغَالِبْ

یا اللہ اگر طالب کسی جنگ میں ایسی جماعت کے ساتھ نکلے جو مخالف اور (خود مجھ سے) بر سر جنگ ہو اور ان رسالوں میں سے ایسے رسالے میں نکلے جو تین سو یا اس کے لگ بھگ ہو تو ایسا کر کے جس کا مال لوٹا جار ہا ہو وہ لوٹنے والے کا (رشتہ دار نہو بلکہ اس کا) غیر ہو اور ایسا کر کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا (رشتہ دار نہ ہو بلکہ) غیر ہو۔

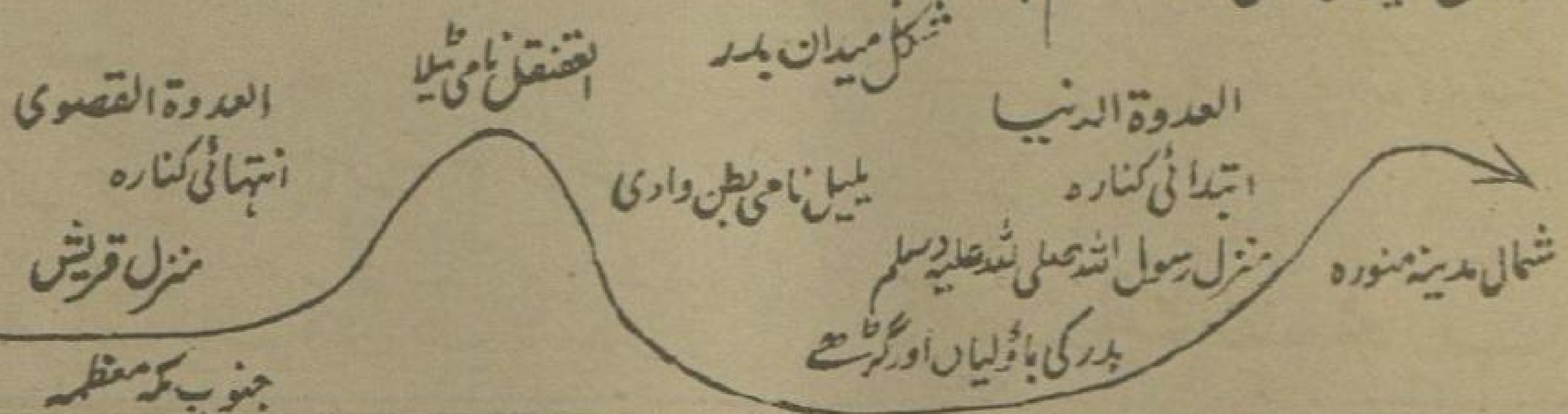
ابن ہشام نے کہا کہ اس کا قول "فلیکن المسلوب" اور "ولیکن المغلوب" کی روایت شعر کے کئی راویوں سے پہنچی ہے۔

ان لوگوں کا وادی کے کنارے اترنا

ابن اسحٰق نے کہا غرض قریش یہاں تک چلے کہ وادی کے اودھر العقنقل اور بطن وادی کے اُس طرف اترے اور اِس بطن وادی کا نام یلیل تھا جو بدر اور اس ٹیلے کے درمیان تھی جس کے پیچھے قریش اترے تھے اور جس کا نام العقنقل[1] تھا

---

[1] عقنقل کے معنی خود ٹیلے کے ہیں لیکن یہاں العقنقل ایک خاص ٹیلے کا نام ہے۔ مذکورہ مقامات کا وقوع ذیل کی شکل سے معلوم ہو سکتا ہے۔



اور بدر کی باؤلیاں بطن یلیل کی اس طرف مدینہ کی جانب تھیں۔ اللہ نے مینھ برسا دیا اور یہ وادی نرم زمین کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو بارش کے سبب سے یہ فائدہ ہوا کہ بارش نے زمین کے اجزا کو ایک دوسرے سے متصل کر کے مضبوط بنا دیا اور ان کے چلنے پھرنے میں کوئی رکاوٹ نہ رہی۔ اور قریش پر بارش کے سبب سے ایسی مصیبت آگئی کہ آپ کے مقابلے میں انھیں چلنا پھرنا تک مشکل ہو گیا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے مقابلے میں تیزی سے پانی کے چشموں کی طرف بڑھے اور جب بدر کے سب سے قریب کے چشمے پر پہنچے تو وہیں نزول فرمایا:—

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی سلمہ کے بعض افراد سے مجھے خبر ملی۔ انھوں نے کہا کہ الحباب بن المنذر بن الجموح نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مطلع فرمائیے کہ کیا یہ مقام ایسا مقام ہے کہ اس میں آپ کو اللہ نے اتارا ہے اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اس کے آگے بڑھیں یا پیچھے ہٹیں یا یہ ایک رائے ہے اور جنگی تدبیروں میں سے کوئی تدبیر ہے۔ فرمایا:—

بَلْ هُوَ الرَّأْيُ وَالْحَرْبُ وَالْمَكِيدَةُ

(نہیں) بلکہ یہ ایک رائے اور جنگ اور تدبیر ہے۔

تو عرض کی یا رسول اللہ تو یہ مقام کوئی اچھی جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو
۲۶۰ لے کر (تشریف لے) چلئے کہ ہم اس چشمے تک پہنچ کر اتر پڑیں جو ان لوگوں سے بہت قریب ہے اور اس کے پیچھے جتنے چشمے یا گڑھے ہیں انھیں ناکارہ کر دیں اور وہاں ایک حوض بنا کر اسے پانی سے بھر لیں اور ان لوگوں سے جنگ کریں تاکہ ہمیں پینے کو پانی ملتا رہے اور انھیں نہ ملے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

لَقَدْ أَشَرْتَ بِالرَّأْيِ

تم نے صحیح رائے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے سب ساتھ والے اٹھ کر چلے یہاں تک کہ جب ان لوگوں سے قریب ترین چشمے کے پاس پہنچے تو وہاں اتر پڑے۔ پھر دوسرے چشموں کے متعلق حکم فرمایا تو وہ ناکارہ کر دیے گئے اور جس چشمے پر آپ اترے تھے اس پر حوض بنا کر پانی سے بھر لیا گیا اور اس میں (پانی بھرنے کے) برتن ڈال دیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان کی تیاری

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے کسی نے بیان کیا کہ سعد بن معاذ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم آپ کے لیے ایک (ایسا) سائبان تیار کرنا (چاہتے) ہیں کہ آپ اس میں تشریف رکھیں اور آپ کے پاس (ہی) آپ کی سواریاں تیار رہیں اور اس کے بعد ہم اپنے دشمن سے مقابلہ کریں۔ پھر اگر اللہ نے ہمیں غلبہ عنایت فرمایا اور ہمارے دشمن پر ہمیں فتح نصیب فرمائی تو ہمارا مقصد حاصل ہو گیا اور اگر کوئی دوسری صورت پیش آئی تو آپ اپنی سواریوں پر سوار ہو کر ہماری قوم کے ان لوگوں سے مل جایئے جو ہمارے پیچھے ہیں کیونکہ یا نبی اللہ بہت سے ایسے لوگ آپ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم ان سے بڑھ کر نہیں ہیں۔ اگر انھیں یہ خیال ہوتا کہ آپ کو جنگ کرنا ہوگا تو وہ آپ کو چھوڑ کر پیچھے نہ رہ جاتے۔ اللہ ان کے ذریعے آپ کی حفاظت فرمائے گا۔ وہ آپ کے خیر خواہ رہیں گے اور آپ کے ساتھ جہاد کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بہت تعریف فرمائی اور ان کے لیے بھلائی کی دعا کی۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سائبان بنایا گیا اور آپ اسی میں تشریف فرما رہے۔

قریش کی آمد

ابن اسحٰق نے کہا جب صبح ہوئی تو قریش (اپنے مقام سے) نکل کر سامنے آئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں العقنقل نامی ٹیلے سے جہاں سے وہ وادی میں آرہے تھے اترتے دیکھا تو فرمایا:—

اَللّٰهُمَّ هٰذِهِ قُرَيْشٌ قَدْ أَقْبَلَتْ بِخُيَلَائِهَا وَفَخْرِهَا ۲۶۱

یا اللہ یہ قریش ہیں۔ یہ اپنے فخر و غرور کے ساتھ آگئے ہیں

تُحَادُّكَ وَتُكَذِّبُ رَسُولَكَ، اَللّٰهُمَّ فَنَصْرَكَ الَّذِي وَعَدْتَنِي

اَللّٰهُمَّ أَحِنْهُمُ الْغَدَاةَ

تیری مخالفت کرتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں۔
یا اللہ تیری اُس مدد کا (طالب ہوں) جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ یا اللہ آج صبح انھیں ہلاک کر دے۔

اور جب عتبہ بن ربیعہ کو ان لوگوں میں اس کے ایک سرخ اونٹ پر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

إِنْ يَكُنْ فِي أَحَدٍ مِنَ الْقَوْمِ خَيْرٌ فَعِنْدَ صَاحِبِ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ

إِنْ يُطِيعُوهُ يَرْشُدُوا۔

ان لوگوں میں سے اگر کسی میں کچھ بھلائی ہوگی تو سُرخ
اونٹ والے کے پاس ہوگی اگران لوگوں نے اس کی بات مانی تو
راہ راست پر آجائیں گے۔

جب قریش خفاف بن ایماء بن رحضتہ کے پاس سے گزر رہے تھے تو اس نے یا اس کے باپ ایماء بن رحضتہ الغفاری نے اپنے ایک بیٹے کو ان کے پاس ذبح کرنے کے قابل چند اونٹ ان کے لیے بطور ہدیہ دیکر بھیجا اور کہلا بھیجا تھا کہ اگر تم چاہو تو ہم ہتھیاروں اور لوگوں سے (بھی) تمھاری مدد کریں ۔ (راوی نے) کہا۔ انھوں نے اس کے بیٹے کے ذریعے کہلا بھیجا کہ (خدا کرے کہ) تم سے رشتہ داری قائم رہے جو کچھ تم پر لازم تھا تم نے اس کو ادا کر دیا۔ اپنی عمر کی قسم اگر ہم ان لوگوں ہی سے جنگ کر رہے ہیں تو ہم میں کوئی کمزوری ان کے مقابل نہیں ہے اور اگر ہم اللہ سے جنگ کر رہے ہیں جیسا کہ محمد کا دعویٰ ہے تو اللہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کی تو کسی میں (بھی) سکت نہیں ہے۔

جب یہ لوگ اترے تو قریش کے چند لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض پر آئے جن میں حکیم بن حزام بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

دَعُوهُمْ

انھیں (پانی پینے کے لیے) چھوڑ دو۔

اس روز جس شخص نے اس سے پانی پیا وہ قتل ہوا بجز حکیم ابن حزام کے کہ وہ قتل نہیں ہوئے (بلکہ) اس کے بعد انھوں نے اسلام اختیار کیا اور اسلام میں اچھے رہے۔ اس لیے یہ جب کبھی کوئی تاکیدی قسم کھاتے تو کہتے تھے۔ نہیں ایسا نہیں ہے۔ اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر کے دن (کی ہلاکت) سے بچا لیا۔

جنگ سے قریش کی واپسی کا مشورہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے ابو اسحٰق بن یسار وغیرہ نے اپنے انصار میں کے
اہل علم اساتذہ کی روایت سنائی۔ انھوں نے کہا کہ (جب) یہ لوگ آکر ڈٹ گئے
۲۶۲ تو عمیر بن وہب الجمحی کو بھیجا اور کہا کہ محمد کے ساتھیوں کا اندازہ لگا۔ (راوی نے)
کہا اس نے اپنے گھوڑے کو لشکر کے گرد دوڑایا اور پھر لوٹ کران کی طرف آکر کہا
کہ تین سو سے کچھ زیادہ یا اس سے کچھ کم ہیں۔ لیکن ذرا مجھے مہلت دو کہ میں
یہ بھی دیکھ لوں کہ کیا ان لوگوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی جماعت یا اور کوئی مدد
بھی ہے۔ (راوی نے) کہا پھر وہ اس وادی میں بہت دور تک چلا گیا اور
کوئی چیز نہ دیکھی تو اس نے ان کی طرف واپس ہو کر کہا میں نے کوئی چیز دیکھی
تو نہیں۔ لیکن اے گروہ میں نے دیکھا کہ بلائیں موتوں کو اٹھائے لا رہی ہیں
یثرب کی اونٹنیاں خالص موت کو اٹھائے ہوئے لا رہی ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہیں
کہ ان کے لیے بجز ان کی تلواروں کے نہ کوئی حفاظت کا سامان ہے (اور) نہ کوئی
پناہ گاہ ہے۔ میں تو یہی خیال کرتا ہوں کہ ان میں کا کوئی شخص تم میں کے کسی
شخص کو قتل کیے بغیر قتل نہ ہوگا۔ اور جب وہ لوگ اپنی تعداد کے برابر تم میں
ختم کردیں اس کے بعد زندگی کی کونسی بھلائی رہ جائے گی۔ (اب) تم جو چاہو رائے
(دو) اور مشورہ کرو۔ جب حکیم بن حزام نے یہ سنا تو لوگوں میں گھومنے لگا۔
عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہا اے ابو الولید! تو تو قریش کا بڑا اور ان کا سردار
ہے اور یہ سب تیری بات مانتے ہیں کیا تجھے اس بات سے کچھ رغبت ہے کہ ہمیشہ
ان میں تیرا ذکر خیر رہے۔ اس نے کہا اے حکیم وہ کیا (بات) ہے۔ کہا کہ تو
سب لوگوں کو لے کر لوٹ جا اور عمرو بن الحضرمی جو تیرا حلیف تھا اس کا بار
تو (خود) اٹھا۔ اس نے کہا اچھا مجھے یہ منظور ہے تو اس کی ذمہ داری مجھ پر ڈال
کیونکہ وہ میرا حلیف ہی تو تھا اس کا خونبہا میرے ذمے بلکہ اس کا جو کچھ مال گیا

اس کی بھی ذمہ داری مجھ پر ہے (اچھا) تو ابن الحنظلیہ کے پاس جا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو جہل کی ماں حنظلیہ تھی اس کا نام اسماء بنت مخربہ تھا اور مخربہ بنی نہشل بن دارم بن مالک بن حنظلیہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم میں کا ایک شخص تھا۔ کیونکہ اس کے سوا کسی اور سے لوگوں میں پھوٹ ڈالدینے کا ڈر ۲۶۳
نہیں۔ یعنی ابو جہل کے سوا۔ پھر عتبہ خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا اے گروہ قریش! واللہ تم محمد سے اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کرکے کیا کروگے۔ واللہ اگر تم لوگوں نے ان لوگوں کو مار بھی ڈالا تو ہمیشہ ایک شخص دوسرے کی صورت دیکھنے سے (اس لیے) کراہت کرے گا کہ اس نے اپنے چچازاد بھائی یا خالہ زاد بھائی یا اس کے خاندان کے کسی شخص کو مار ڈالا۔ لہٰذا پلٹ چلو اور محمد کو تمام عرب کے مقابل چھوڑ دو۔ اگر انھوں نے اس کو مار ڈالا تو یہ وہی بات ہے جو تم چاہتے ہو۔ اور اگر اس کے سوا کوئی اور صورت ہوئی تو تمھیں وہ ایسی حالت میں پائیگا کہ جو چیز تم اس سے (آج) چاہتے ہو وہ تم اس سے طلب نہیں کروگے۔ حکیم نے کہا کہ پھر میں چلا اور ابو جہل کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنی ایک زرہ اپنے ایک صندوق سے نکالی ہے اور اس کو (یھنئہا) تیار کر رہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا یھنئہا کے معنی یھیئہا کے یعنی تیار کرنے کے ہیں۔

حکیم نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اے ابو الحکم عتبہ نے مجھے تیرے پاس یہ پیام دے کر بھیجا ہے اور اس نے جو کچھ کہلا بھیجا تھا (وہ سب) کہا تو اس نے کہا واللہ جب سے اس نے محمد اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا ہے اس کا شش اور سینہ بھول گیا ہے (یعنی وہ خوف زدہ ہو گیا ہے) واللہ ایسا ہرگز نہ ہوگا جبتک کہ ہم میں اور محمد میں اللہ فیصلہ نہ کرے ہم واپس نہوں گے۔ اور عتبہ نے جو کچھ کہا ہے صرف اس وجہ سے کہا ہے کہ اس نے دیکھ لیا ہے کہ محمد اور اس کے ساتھی جانوروں کے گوشت کے ایک نوالے کی طرح ہیں اور انھیں میں اس کا بیٹا بھی ہے اور وہ تم سے اس کے متعلق خوف زدہ ہے پھر اس نے عامر بن الحضرمی کے پاس ایک شخص کو یہ پیام دیکر بھیجا کہ یہ تیرا حلیف لوگوں کو

لیکر لوٹ جانا چاہتا ہے تو نے تو اپنا خون اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اس لیے اٹھ اور عہد شکنی (جو تیرے ساتھ کی گئی ہے) اور اپنے بھائی کے قتل کا ذکر کر (لوگوں کو واقعات مذکورہ یاد دلا)

غرض عامر بن الحضرمی اٹھا اور (واقعات) وضاحت سے بیان کیے اور اس کے بعد چلانے لگا ہائے عمرو ہائے عمرو۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ لڑائی بھڑک گئی اور معاملہ سلجھنے کے قابل نہ رہا اور ارادۂ جنگ پر جس کے لیے وہ نکلے تھے سب (کے سب) مستعد ہو گئے اور جس رائے کی جانب عتبہ نے لوگوں کو دعوت دی تھی اس کو درہم برہم کر دیا۔ جب عتبہ کو ابو جہل کی اس گفتگو کی خبر پہنچی کہ " واللہ اس کا شش (سحرہ) اور سینہ پھول گیا ہے" تو اس نے کہا کہ اپنی مقعد کو زرد کر لینے والا جلد سمجھ لے گا کہ کس کا شش اور سینہ پھول گیا ہے۔ میرا یا خود اس کا۔ ۲۶۴

ابن ہشام نے کہا کہ سحر کے معنی ہیں شش اور اس کے گرد و پیش کی ناف سے اوپر والی وہ سب چیزیں جن سے حلق تعلق رکھتا ہے شامل ہیں اور ناف کے نیچے کی چیزوں کو قصب کہا جاتا ہے۔ اور اسی معنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ قول ہے جو آپ نے فرمایا ہے :-

رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيٍّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ

میں نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ وہ اپنا نیچے کا دھڑ آگ میں کھینچے لیے جا رہا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بات مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کی ہے۔

پھر عتبہ نے اپنے سر پر پہننے کے لیے خود کی تلاش کی تو اس کی کھوپری کے بڑے ہونے کے سبب سے لشکر بھر میں کوئی ایسا خود نہ مل سکا جس میں اس کا سر سما سکے۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اپنے سر پر ایک چادر لپیٹ لی۔

لہ۔ ان الفاظ سے بزدلی یا زنانہ پن سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ (احمد محمودی)

الاسود المخزومی کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ الاسود بن عبد الاسد المخزومی جو ایک اکھڑ اور بد طینت شخص تھا نکل کھڑا ہوا اور کہا کہ میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ یا تو میں ان لوگوں کے حوض میں سے پانی پیوں گا یا اس کو توڑ ڈالوں گا یا اس کے لیے مرجاؤں گا۔ جب وہ نکلا تو اس کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب بڑھے اور جب دونوں مقابل ہوئے تو حمزہ نے اس پر ایک ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے
۲۶۵ پاس سے کٹ گئی اور وہ ابھی حوض تک پہنچا بھی نہ تھا کہ وہ پیٹھ کے بل اس طرح گرا کہ اس کے پاؤں سے خون کی دھاریں اس کے ساتھیوں کی طرف (تیزی سے) بہہ رہی تھیں۔ پھر وہ رینگتا ہوا حوض کی طرف چلا اور اس میں جا پڑا اور وہ اپنی قسم پوری کرنا چاہتا تھا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے ہو گئے اور حوض ہی میں اس پر وار کیا اور مار ڈالا۔

عتبہ کا مطالبہ اپنے مقابلے کے لیے

کہا کہ اس کے بعد عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ نکلا حتیٰ کہ جب وہ صف سے الگ ہوا تو مقابلے کے لیے طلب کرنے پر اس کی جانب انصار میں سے تین نوجوان الحارث کے دونوں بیٹے عوف و معوذ جن کی ماں کا نام عفرا، تھا اور ایک اور شخص جس کا نام عبداللہ ابن رواحہ تھا (یہ تینوں) نکلے تو انھوں نے پوچھا تم کون ہو۔ انھوں نے کہا انصاری۔ تو انھوں نے کہا ہمیں تم سے کوئی سروکار نہیں۔ اور ان میں سے (کسی) پکارنے والے نے پکارا۔ اے محمد ہماری جانب ہماری قوم سے کے

ہمارے ہمسر روانہ کر۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قُمْ یَا عُبَیْدَۃَ بْنَ الْحٰرِثِ وَقُمْ یَا حَمْزَۃُ وَقُمْ یَا عَلِیُّ

اے عبیدہ بن الحارث تم اٹھو اور اے حمزہ تم اٹھو اور اے علی تم اٹھو۔

پھر جب یہ لوگ اٹھے اور ان کے قریب گئے تو انھوں نے کہا تم کون ہو تو عبیدہ نے کہا۔ عبیدہ اور حمزہ نے کہا حمزہ اور علی نے کہا علی۔ انھوں نے کہا ہاں مقابل شریف ہیں۔ اس کے بعد عبیدہ جو سب میں زیادہ سن رسیدہ تھے عتبہ بن ربیعہ سے برسر جنگ ہوئے اور حمزہ نے شیبہ بن ربیعہ سے مقابلہ کیا اور علی نے ولید بن عتبہ سے جنگ کی۔ حمزہ نے تو شیبہ کو مہلت بھی نہ دی اور قتل کر دیا اور علی نے بھی ولید کو فوراً قتل کر ڈالا۔ عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر دو وار کیے دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے مقابل والے کو بٹھا دیا (یعنی دونوں بھی ناقابل حرکت ہو گئے)۔ اور حمزہ اور علی نے اپنی تلواریں لے کر عتبہ پر حملہ کیا اور فوراً قتل کر ڈالا۔ اور دونوں نے اپنے ساتھی کو اٹھا لیا اور انھیں آپ کے صحابہ کے پاس لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ انصار کے نوجوانوں نے جب اپنا نسب بتایا تو عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ ہمسر شریف ہیں لیکن ہمیں ہماری قوم کے لوگ مطلوب ہیں۔

دونوں جماعتوں کا مقابلہ



ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 266
اپنے صحابہ کو یہ حکم دیا تھا کہ جب تک آپ انھیں حکم نہ دیں حملہ نہ کریں اور

یہ بھی فرما دیا تھا:۔

إِنِ اكْتَنَفَكُمُ الْقَوْمُ فَانْضَحُوهُمْ عَنْكُمْ بِالنَّبْلِ

اگر ان لوگوں نے تم کو گھیر لیا تو اپنی مدافعت کے لئے ان پر تیر برساتے رہو۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ابوبکر صدیق کے ساتھ تشریف فرما تھے اور واقعۂ بدر جمعہ کے روز ماہ رمضان کی سترہ تاریخ کی صبح میں ہوا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے اسی طرح کہا۔

اور ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حبان بن واسع بن حبان نے اپنی قوم کے شیوخ سے روایت بیان کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز اپنے اصحاب کی صفیں درست فرمائیں اور آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا جس سے لوگوں کو (صف میں) درست فرما رہے تھے۔ جب آپ بنی عدی بن النجار کے حلیف سُوَاد بن غزیہ کے پاس سے گذرے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سوّاد بن غزیہ بالتشدید کہا ہے، اور ان کے سوا انصار میں ایک اور سَوّاد ہیں، جن کا نام بلا تشدید ہے۔ اور وہ صف سے آگے بڑھے ہوئے تھے، مستنتل من الصف تم صف سے آگے نکلے ہوئے ہو؟

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے (بجائے مستنتل من الصف کے) مستنصل من الصف کہا ہے۔ (دونوں کے معنی قریب قریب ہیں)۔ تو آپ نے ان کے پیٹ میں وہ تیر چبھویا اور فرمایا:۔

اِسْتَوِ يَا سَوَّادُ

اے سواد برابر ہو جاؤ۔

لہ۔ (الف) میں اکتنفهم ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ ۲ لہ (الف) فانضحوهم خائے معجمہ سے ہے۔ لغت میں حائے مہملہ اور خائے معجمہ دونوں میں یہ مادہ موجود ہے اور معنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

تو انھوں نے کہا یا رسول اللہ آپ نے مجھے تکلیف دی حالانکہ اللہ نے آپ کو
۲۶۷ حق وعدل کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ مجھے اس کا بدلہ لینے دیجیے (راوی نے)
کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا شکم مبارک کھول دیا اور فرمایا :۔

اِسْتَقِدْ

(اچھا) بدلہ لے لو۔

(راوی نے) کہا تو وہ آپ سے لپٹ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا تو آپ نے فرمایا :۔

مَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا يَا سَوَّادُ

اے سواد! تمھیں اس پر کس نے ابھارا (تم نے ایسا کیوں کیا)۔

عرض کی یا رسول اللہ جو واقعات در پیش ہیں اس کو تو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں اس لیے میں نے چاہا کہ آپ سے آخری ملاقات ایسی ہو کہ آپ کی جلد مبارک سے میری جلد مس کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں دعائے خیر دی اور ان سے گفتگو فرمائی[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پروردگار کو امداد کے لیے قسمیں دینا یا بتاکید دعا کرنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بقیہ) صفیں درست فرمائیں اور اسی سائبان کی جانب مراجعت فرما کر اس میں داخل ہوئے

[1] (ب ج د) میں "قال لہ" ہے۔ اور (الف) میں "قالہ لہ" ہے جو تحریف معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

اور اس میں آپ کے ساتھ ابو بکر کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کو اس وعدے کے متعلق جو اس نے آپ کی امداد کے لیے فرمایا تھا قسمیں دے رہے تھے یا بتاکید دعا فرما رہے تھے اور جو کچھ آپ عرض کر رہے تھے اس میں یہ الفاظ بھی تھے :۔

اللَّهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدُ

یا اللہ اگر تو نے آج اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر تیری پرستش نہ کی جائے گی۔

اور ابو بکر عرض کرتے ہیں کہ یا نبی اللہ ! اپنے پروردگار کو قسمیں دینے یا بتاکید دعائیں فرمانے میں کچھ تو کمی فرمائیے۔ کیونکہ اللہ نے آپ سے جو کچھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا فرمائے گا (یا آپ کو جزا[1] دے گا)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں ہی تھے کہ آپ کے سر مبارک کو ایک جنبش ہوئی اور اس کے بعد آپ بیدار ہوئے اور فرمایا :۔

أَبْشِرْ يَا أَبَا بَكْرٍ أَتَاكَ نَصْرُ اللهِ هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِعِنَانِ فَرَسٍ يَقُودُهُ عَلَى ثَنَايَاهُ النَّقْعُ يعني الغبار

اے ابو بکر خوش ہو جاؤ کہ تمہارے پاس اللہ کی امداد آگئی۔ یہ جبریل ہیں۔ گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے اس کو کھینچ رہے ہیں اور اس کے سامنے کے دانتوں پر غبار ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس وقت حالت یہ تھی کہ عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ

---

[1] ۔(ب ج د) میں "منجز" زائے معجمہ سے ہے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں اور (الف) میں "منجر" رائے مہملہ سے ہے جس کے معنی جزا دینے کے ہیں۔ مقدم الذکر معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ (احمد محمودی)

مہجع کو ایک تیر آ لگا اور وہ شہید ہو چکے اور یہ مسلمانوں میں کے پہلے مقتول تھے۔ اور پھر بنی عدی بن النجار میں کے ایک شخص حارثہ بن سراقہ نامی کی جانب ایک تیر پھینکا گیا جو حوض سے پانی پی رہے تھے اور ٹھیک انھیں پر پڑا اور وہ بھی شہید ہوئے۔

آپ کا اپنے صحابہ کو جنگ کی ترغیب دینا

کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی جانب نکلے اور انھیں ترغیب دی اور فرمایا:۔

وَالَّذِی نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَا یُقَاتِلُھُمُ الْیَوْمَ رَجُلٌ فَیُقْتَلُ صَابِراً مُحْتَسِباً مُقْبِلاً غَیْرَ مُدْبِرٍ اِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے آج جو شخص بھی ان لوگوں سے جنگ کرے گا اور صبر کے ساتھ ثواب سمجھ کر قتل ہو جائے گا آگے بڑھتا ہوا ہوگا پیٹھ پھیرانے والا نہ ہوگا تو اللہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔

تو بنی سلمہ والے عمیر بن الحمام نے جن کے ہاتھ میں چند کھجوریں تھیں اور وہ انھیں کھا رہے تھے کہا آہا۔ آہا۔ کیا میرے اور جنت کے درمیان بس اتنا ہی فصل ہے کہ مجھے یہ لوگ قتل کر دیں۔ (راوی نے) کہا کہ پھر انھوں نے کھجوریں اپنے ہاتھ سے پھینک دیں اور اپنی تلوار لے لی اور ان لوگوں سے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔ ٢٦٨

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ ابن عفراء عوف ابن الحارث نے کہا یا رسول اللہ مَا یُضْحِکُ الرَّبَّ مِنْ عَبْدِہٖ۔ پروردگار کو اپنے بندے کی کونسی بات خوش کرتی ہے فرمایا۔

غَمْسُهُ یَدَهُ فِی الْعَدُوِّ حَاسِراً۔

تگے سر اپنا ہاتھ دشمن (کے خون) میں ڈبو دینا۔

تو انھوں نے اپنی وہ زرہ اتار ڈالی جس کو وہ پہنے ہوئے تھے اور اسے پھینک دیا اور اپنی تلوار لی اور ان لوگوں سے جنگ کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے بنی زہرہ کے حلیف عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر العذری کی روایت سنائی کہ انھوں نے ان سے بیان کیا کہ جب لوگ مل گئے اور ایک دوسرے سے نزدیک ہو گئے تو ابوجہل نے کہا یا اللہ ہم میں سے جو شخص رشتوں کا زیادہ توڑنے والا ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے۔ تو وہ خود (اپنی بربادی کا دروازہ) آپ کھولنے والا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرکوں پر کنکریاں پھینکنا اور ان کا شکست کھانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں لیں اور قریش کی جانب منہ کیا اور فرمایا

شَاهَتِ الْوُجُوهُ

چہرے بگڑ جائیں۔

اور ان کنکریوں سے انھیں مارا اس کے بعد اپنے اصحاب کو حکم فرمایا شُدُّوا۔ حملہ کرو پھر تو شکست ہو گئی اور اللہ نے قریش کے بہت سے سورماؤں کو قتل کر ڈالا اور ان میں کے بہت سے سربرآوردہ لوگوں کو اسیر کر دیا اور جب ان لوگوں نے ان کو اسیر کرنا شروع کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں تشریف رکھتے تھے اور سعد بن معاذ انصار کے دوسرے

اور لوگوں کے ساتھ تلوار حمائل کیے ہوئے اس سائبان کے دروازے پر جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے آپ پر دشمن کے حملہ آور ہونے کے خوف سے آپ کی حفاظت کے لیے کھڑے ہوئے تھے کہ مجھ سے جو بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے چہرے میں ان کاموں کے متعلق جو لوگ کر رہے تھے کچھ ناپسندیدگی کے آثار ملاحظہ فرمائے تو ان سے فرمایا:۔

لَكَأَنِّي بِكَ يَا سَعْدُ تَكْرَهُ مَا يَصْنَعُ الْقَوْمُ

اے سعد! ضرور میں تمہیں (ایسا دیکھتا ہوں) گویا تم اس اس بات کو ناپسند کرتے ہو جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔

انھوں نے عرض کی جی ہاں! واللہ یا رسول اللہ! مشرکین پر اللہ نے جو آفت ڈھائی اس کی ابتدا تو ایسی تھی کہ خوب قتل کرنا مجھے زیادہ پسند تھا بہ نسبت ان لوگوں پر رحم کرنے کے (یا ان کو زندہ چھوڑنے کے)۔

مشرکین کو قتل کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا

ابن اسحٰق نے کہا مجھے العباس بن عبد اللہ بن معبد نے اپنے بعض گھر والوں سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عباس کی روایت سنائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز اپنے صحابہ سے فرمایا:۔

إِنِّي قَدْ عَرَفْتُ أَنَّ رِجَالًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ وَغَيْرِهِمْ قَدْ أُخْرِجُوا كُرْهًا لَا حَاجَةَ لَهُمْ بِقِتَالِنَا فَمَنْ لَقِيَ مِنْكُمْ أَحَدًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ فَلَا

يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ أَبَا الْبَخْتَرِيِّ بْنَ هِشَامِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ أَسَدٍ فَلَا يَقْتُلْهُ وَمَنْ لَقِيَ الْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَقْتُلْهُ فَإِنَّهُ إِنَّمَا أُخْرِجَ مُسْتَكْرَهًا

مجھے معلوم ہوا ہے کہ بنی ہاشم اور ان کے علاوہ بعض اور لوگوں کو زبردستی (جنگ کے لیے) باہر نکالا گیا اور انھیں ہمارے ساتھ جنگ کرنے سے کوئی سروکار نہیں اس لیے تم میں سے کوئی شخص بنی ہاشم میں کے کسی شخص سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری بن ہشام بن الحارث بن اسد سے ملے تو اس کو قتل نہ کرے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا العباس بن عبدالمطلب سے ملے تو انھیں قتل نہ کرے کیونکہ وہ زبردستی نکالے گئے ہیں۔

راوی نے کہا ابوحذیفہ نے کہا کہ ہم اپنے باپ دادا۔ بیٹے پوتوں۔ بھائیوں اور اپنے خاندان کے لوگوں کو تو قتل کریں اور العباس کو چھوڑ دیں: واللہ اگر میں اس سے ملوں تو میں اسے ضرور تلوار کا نوالہ بنا دوں گا (لالحمنه)۔

ابن ہشام نے کہا (''لالحمنه'' کے بجائے) بعضوں نے ''لالجمنه'' کہا ہے۔ یعنی تلوار کو اس کی لگام بنا دوں گا۔

(راوی نے) کہا کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے عمر سے فرمایا:۔

يَا أَبَا حَفْصٍ

اے ابوحفص۔

عمر نے کہا کہ واللہ یہ پہلا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے خطاب فرمایا۔ (اور فرمایا)۔

أَيُضْرَبُ وَجْهُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ بِالسَّيْفِ

کیا رسول اللہ کے چچا کے چہرے پر تلوار ماری جائے گی۔

تو عمر نے عرض کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن تلوار سے اڑا دوں کیونکہ واللہ وہ منافق ہو گیا ہے۔ تو ابو حذیفہ کہا کرتے تھے کہ اس کلمے سے جو میں نے اس روز کہدیا تھا بے خوف نہیں ہوں اور ہمیشہ مجھے اس کا دھڑکا لگا رہے گا بجز اس کے کہ اس کا کفارہ میری شہادت کرے حتیٰ کہ جنگ ۲۵۰
یمامہ میں انھیں شہادت نصیب ہوئی۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو البختری کے قتل سے صرف اس وجہ سے منع فرمایا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں رہنے کے زمانے میں لوگوں کو آپ سے روکا کرتا اور کبھی آپ کو وہ تکلیف نہیں پہنچاتا تھا اور اس سے کبھی (کوئی) ایسی بات نہیں ہوی جو آپ کو بری معلوم ہو۔ اور یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے اس نوشتے کی خلاف ورزی کی تھی جس کو قریش نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے خلاف لکھا تھا۔ تو اس شخص کا مقابلہ المجذر بن زیاد البلوی سے ہوا جو انصار کا حلیف اور بنی سالم بن عوف کی شاخ میں سے تھا۔ تو المجذر نے ابو البختری سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تیرے قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اور ابو البختری کے ساتھ اس کی سواری پر اس کا ایک ہمرکاب بھی تھا جو مکہ سے اس کے ساتھ آیا تھا اور اس کا نام جنادہ بن ملیحہ بنت زہیر بن الحارث بن اسد تھا اور جنادہ بنی لیث میں کا آدمی تھا۔ اور ابو البختری کا نام العاصی تھا۔ اس نے کہا اور میرا ہمرکاب (یعنی کیا اس کو بھی قتل نہ کروگے) تو المجذر نے اس سے کہا نہیں واللہ ہم تیرے ہمرکاب کو نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے اکیلے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا واللہ ایسا نہیں ہو سکتا تب تو میں اور وہ دونوں مل کر مریں گے۔ مکہ کی عورتیں کہیں میرے متعلق یہ نہ کہیں کہ میں نے اپنے ہمرکاب کو اپنی زندگی کی حرص کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ تو جب المجذر نے

[1] (ب ج د) میں اس مقام پر قال ابن ہشام ہے۔ (احمد محمودی)

اسے مقابل میں آنے کے لیے کہا اور بجز جنگ کرنے کے اسے اور کوئی موقع نہ دیا تو ابو البختری نے یہ رجز کہا۔

لَنْ يُسْلِمَ ابْنُ حُرَّةٍ زَمِيلَهُ حَتَّى يَمُوتَ أَوْ يَرَى سَبِيلَهُ

ایک شریف عورت کی اولاد اپنے ہمرکاب کو ہرگز حوالے
نہ کرے گا حتی کہ وہ خود مر جائے یا اپنے ہمرکاب کے لیے کوئی راہ نکالے۔

غرض دونوں میں مقابلہ ہوا اور المجذر بن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔ اور اور بعضوں نے المجذر بن ذناب کہا ہے اور المجذر نے ابو البختری کے قتل کے متعلق کہا ہے۔

إِمَّا جَهِلْتَ أَوْ نَسِيتَ نَسَبِي فَأَثْبِتِ النِّسْبَةَ أَنِّي مِنْ بَلِي

اگر تو میرے نسب سے ناواقف ہے یا بھول گیا ہے تو
اس نسبت کو (اپنے دماغ میں) خوب جمالے کہ میں بنی بلی میں سے ہوں

الطَّاعِنِينَ بِرِمَاحِ الْيَزَنِي وَالضَّارِبِينَ الْكَبْشَ حَتَّى يَنْحَنِي ۲۷۱

جو یزنی نیزوں سے جنگ کیا کرتے ہیں۔ اور سردار قوم
پر اس وقت تک وار کرتے رہتے ہیں کہ وہ جھک جائے۔

بَشِّرْ بِيُتْمٍ مِنْ أَبِيهِ الْبَخْتَرِي أَوْ بَشِّرَنْ بِمِثْلِهَا مِنِّي بَنِي

البختری کو اپنے باپ سے چھوٹ جانے کی خوش خبری
سنادو۔ یا تم دونوں میرے بچوں کو اسی طرح کی خوشخبری سنادو۔

أَنَا الَّذِي يُقَالُ أَصْلِي مِنْ بَلِي أَطْعَنُ بِالصَّعْدَةِ حَتَّى تَنْثَنِي

میں ہی وہ ہوں جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ میری
اصل بنی بلی سے ہے۔ یہانتک نیزے کے وار کرتا رہتا ہوں کہ وہ (نیزہ) مڑ جائے

وَأَعْبِطُ الْقِرْنَ بِعَضْبٍ مَشْرَفِيٍّ أُرْزِمُ لِلْمَوْتِ كَإِرْزَامِ الْمَرِي

فَلَا تَرَى مُجَذَّرًا يَفْرِي فَرِي

اور اپنے مقابل والے کو مشرقی تلوار سے قتل کرتا ہوں اور موت کے لیے میں اس اونٹنی کی طرح کراہتا ہوں جس کا دودھ اس کے تھن میں اڑ گیا ہو۔ پس تو مجذر کو (ان ہونی) عجیب باتیں کرتا ہوا نہ دیکھے گا۔ (یعنی میں جو کہتا ہوں وہ کر کے دکھاتا ہوں)۔

ابن ہشام نے کہا المری (یعنی المری جس مصرع کے آخر میں ہے وہ) ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔ اور مری کے معنی اس اونٹنی کے ہیں جس کا دودھ بمشکل اتارا جاتا ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد المجذر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بہت کوشش کی کہ وہ قید ہو جائے تو اس کو آپ کی خدمت میں حاضر کروں لیکن اس نے جنگ کے سوا اور کوئی بات نہ مانی تو میں نے اس سے جنگ کی اور اس کو مار ڈالا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو البختری کا نام العاصی بن ہاشم بن الحارث بن اسد تھا۔

امیہ بن خلف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یحیٰی بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد کی روایت سنائی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ یہی حدیث عبداللہ بن ابی بکر نے بھی

بیان کی اور ان دونوں کے علاوہ اور لوگوں نے بھی عبدالرحمن بن عوف کی روایت وہی سنائی کہ انھوں نے کہا کہ امیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور میرا نام عبدعمرو تھا جب میں نے اسلام اختیار کیا تو اپنا نام عبدالرحمن رکھ لیا اور ہم لوگ ۲۸۲
مکہ ہی میں تھے۔ اور جب ہم مکہ میں تھے تو وہ مجھ سے ملا کرتا (اور) کہا کرتا تھا اے عبدعمرو کیا تمھیں ایسے نام سے نفرت ہے کہ جس نام سے تمھیں تمھارے والد نے نامزد کیا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میں کہتا تھا ہاں۔ تو وہ کہتا تھا میں رحمٰن کو نہیں جانتا اس لیے میرے (اور) اپنے درمیان کوئی ایسی چیز مقرر کر لو جس کے ذریعے میں تمھیں پکارا کروں۔ تمھاری یہ حالت ہے کہ تم اپنے پہلے نام سے مجھے جواب نہیں دیتے اور میرا یہ حال ہے کہ میں تمھیں ایسے نام سے نہ پکاروں گا جس کو میں نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا۔ اس لیے کہ جب وہ مجھے عبدعمرو کے نام سے پکارتا تو میں اسے جواب نہ دیتا تھا۔ انھوں نے کہا۔ تو میں نے اس سے کہا اے ابوعلی تو جو چاہے مقرر کرے اس نے کہا تو عبدالالہ ہے۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد جب میں اس کے پاس سے گزرتا تو وہ اے "عبدالالہ" کہتا اور میں اسے جواب دیا کرتا اور اس کے ساتھ باتیں کیا کرتا یہاں تک کہ جب بدر کا روز ہوا تو میں اس کے پاس سے گزرا اور وہ اپنے بیٹے علی بن امیہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ انھوں نے کہا۔ میرے ساتھ چند زرہیں تھیں جن کو میں نے لوٹ میں حاصل کیا تھا اور میں انھیں اٹھائے لیے جا رہا تھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے "یا عبدعمرو" پکارا تو میں نے اس کا جواب نہیں دیا پھر اس نے یا عبدالالہ پکارا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا تمھیں کچھ میرا بھی دھیان ہے کہ میں تمھارے لیے ان زرہوں سے جو تمھارے ساتھ ہیں بہتر ہوں۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا واللہ تب تو بہتر ہے۔ انھوں نے کہا تو میں نے زرہیں اپنے ہاتھ سے ڈال دیں اور اس کا اور اس کے بیٹے کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ کہہ رہا تھا آج کے دن کا سا دن میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا تمھیں دودھ کی ضرورت نہیں ہے۔ انھوں نے کہا۔ کہ پھر میں ان دونوں کو لے کر نکلا۔

ابن ہشام نے کہا کہ دودھ سے اس کی مراد یہ تھی کہ جو شخص اسے قید کرے گا
تو اس کو وہ بہت دودھ والی اونٹنیاں فدیے میں دے کر چھوٹے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے عبد الواحد بن ابی عون نے سعید بن ابراہیم سے
اور انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت سنائی
انھوں نے کہا کہ مجھ سے امیہ بن خلف نے ایسی حالت میں کہا کہ میں اس کے
اور اس کے بیٹے کے درمیان ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔ اے عبد اللہ! وہ شخص
تم میں کون ہے جس کے سینے پر شتر مرغ کے پروں کا نشان لگا ہوا ہے۔ انھوں نے
کہا کہ۔ میں نے کہا وہ حمزہ بن عبد المطلب ہیں۔ اس نے کہا یہی تو وہ شخص ہے
جس نے ہمارے ساتھ یہ کارروائیاں کی ہیں۔ عبد الرحمٰن نے کہا۔ واللہ اس کے
۲۷۳ بعد میں ان دونوں کو کھینچے لیے جا رہا تھا کہ یکایک بلال نے اسے میرے ساتھ
دیکھا اور یہ وہی شخص تھا جو مکہ میں بلال کو اسلام کے ترک کرنے کے لیے تکلیفیں
دیا کرتا تھا اور انھیں مکہ کی گرم ریت کی طرف لیجایا کرتا تھا اور جب وہ خوب
گرم ہو جاتی تو انھیں پیٹھ کے بل لٹا دیتا اور اس کے بعد بڑے پتھر کے لانے
کا حکم دیتا اور وہ ان کے سینے پر رکھا جاتا تھا اور پھر یہ شخص کہتا تھا کہ تم اسی
حالت میں رہو گے یا محمد کے دین کو چھوڑ دو گے تو بلال احد احد کہتے۔ انھوں نے
کہا کہ جب اس کو انھوں نے دیکھا تو کہا (یہ تو) کفر کا سر (گروہ) امیہ بن خلف
ہے اگر تو بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا اے بلال کیا میرے دو قیدیوں
کے متعلق (تم ایسا کہتے ہو)۔ انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے
کہا اے ابن السوداء کیا تو سن رہا ہے انھوں نے کہا اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔
انھوں نے کہا کہ۔ پھر وہ اپنی بلند آواز سے چلائے کہ اے انصار اللہ! یہ کفر کا سر
(گروہ) امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہ بچوں گا۔ انھوں نے کہا۔ آخر لوگوں نے
ہمیں ایسا گھیر لیا کہ انھوں نے ہمیں کنگن کی طرح (حلقے میں) لے لیا۔ اور میں اس
کو بچا رہا تھا انھوں نے کہا۔ تو ایک شخص نے تلوار کھینچ لی اور اس کے لڑکے کے
پاؤں پر ماری تو وہ گر پڑا اور امیہ نے ایک چیخ ماری کہ میں نے ویسی چیخ (کبھی)
نہیں سنی تھی۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا (اب) اپنے آپ کو بچا کہ

تیرے لیے نجات نہیں ہے۔ کیونکہ واللہ میں (اب) تیرے کچھ کام نہیں آسکتا۔ انھوں نے کہا۔ آخر ان لوگوں نے ان اپنی تلواروں سے ان دونوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ اور ان دونوں سے فارغ ہو گئے۔ (راوی نے) کہا۔ اللہ بلال پر رحم کرے تو عبدالرحمن کہا کرتے تھے کہ میری زرہیں بھی گئیں اور میرے دونوں قیدیوں کے متعلق بھی انھوں نے مجھے تکلیف دی۔

جنگ بدر میں فرشتوں کی حاضری



ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ ان سے ابن عباس کی روایت بیان کی گئی انھوں نے کہا کہ بنی غفار کے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا اس نے کہا کہ میں اور میرا ایک چچازاد بھائی ہم دونوں آئے اور ایک ایسے پہاڑ پر چڑھ گئے جہاں سے ہمیں بدر کا منظر دکھائی دے رہا تھا اور ہم مشرک تھے اور اس جنگ کا انتظار کر رہے تھے کہ دیکھیں آفت کس پر آتی ہے کہ ہم بھی لوٹنے والوں کے ساتھ لوٹ میں شریک ہو جائیں۔ اس نے کہا۔ غرض ہم پہاڑی پر تھے کہ ایک ابر کا ٹکڑا ہم سے قریب ہوا اور ہم نے اس میں گھوڑوں کی آواز سنی اور ایک کہنے والے کو کہتے سنا جو کہہ رہا تھا حزوم آگے بڑھ۔ تو میرے چچازاد بھائی کے دل کا پردہ پھٹ گیا اور وہ اپنے مقام ہی پر مر گیا اور میں بھی ہلاک ہونے کے قریب ہو گیا تھا پھر (اپنے دل کو) تھاما۔ ۲۷۴

ابن اسحٰق نے کہا مجھے عبداللہ بن ابی بکر نے بعض بنی ساعدہ سے اور انھوں نے ابو اسید مالک بن ربیعہ سے جو جنگ بدر میں حاضر تھے روایت بیان کی۔ انھوں نے اپنی بینائی جاتی رہنے کے بعد بیان کیا کہ اگر میں آج بدر میں ہوتا

۱۔ (ب ج د) میں "ولا نجاء بك" ہے اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور (الف) میں "ولا نجاء به" ہے۔ (احمد محمودی)

اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمھیں وہ گھاٹی بتاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے جس میں مجھے نہ کسی طرح کا شک ہے اور نہ شبہہ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق نے بیان کیا اور انھوں نے بنی مازن ابن النجار کے چند لوگوں سے اور انھوں نے ابو داؤد المازنی سے سنا جو بدر میں حاضر تھے۔ انھوں نے کہا کہ اس روز میں نے مشرکین میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا کہ اسکو ماروں۔ یکایک میں نے دیکھا کہ اس کا سر گر گیا قبل اس کے کہ میری تلوار اس تک پہنچے۔ آخر میں نے جان لیا کہ اس کو میرے سوا کسی اور نے قتل کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں سمجھتا اور اس نے عبد اللہ بن الحارث کے آزاد کردہ مقسم سے اور انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا۔ اور حنین کے روز سرخ عمامے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب نے کہا کہ عمامے عرب کے تاج ہیں اور بدر کے روز فرشتوں کا نشان سفید عمامے تھا جن (کے شملوں) کو انھوں نے اپنی پیٹھوں پر چھوڑ رکھا تھا بجز جبریل کے کہ ان (کے سر) پر زرد عمامہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا نہیں خیال کرتا اور اس نے مقسم سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ انھوں نے کہا کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا کسی اور جنگ میں کسی روز بھی جنگ نہیں کی۔ اس جنگ کے سوا دوسری جنگوں میں بطور شمار (بڑھانے والوں) کے اور بطور مدد کرنے والوں کے رہا کیے وہ کسی کو مارا نہیں کرتے تھے۔

ابو جہل بن ہشام کا قتل

۲۸۵ ابن اسحٰق نے کہا کہ اس روز ابو جہل رجز پڑھتا اور جنگ کرتا یہ

کہتا ہوا آیا:۔

مَا تَنقِمُ الْحَرْبُ الْعَوَانُ مِنِّيْ بَازِلُ عَامَيْنِ حَدِيثٌ سِنِّيْ
لِمِثْلِ هٰذَا وَلَدَتْنِيْ أُمِّيْ

جن جنگوں میں بار بار معرکے ہوتے رہتے ہیں ایسی جنگیں بھی
مجھ سے انتقام نہیں لے سکتیں میں اونٹ کا دو سالہ پاٹھا ہوں اور
کم سن نوجوان ہوں۔ میری ماں نے مجھے ایسے ہی کاموں کے لیے جنا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بدر کے روز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شعار "أَحَدٌ أَحَدٌ" تھا

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمن سے فارغ ہوئے تو ابوجہل بن ہشام کے متعلق حکم فرمایا کہ اسے مقتولوں میں تلاش کیا جائے۔ اور ابوجہل سے پہلے جس شخص نے مقابلہ کیا (وہ معاذ تھے) جیسا کہ مجھ سے ثور بن زید نے بیان کیا ہے اور انھوں نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت کی اور عبداللہ بن ابی بکر نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ان دونوں نے کہا کہ بنی سلمہ والے معاذ بن عمرو بن الجموح نے کہا کہ ابوجہل (فِي مِثْلِ الْحَرَجَةِ) درختوں کے جھنڈ میں لپٹے ہوئے درخت کی طرح (لوگوں کے بیچ میں) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "الحرجة" کے معنی اس درخت کے ہیں جو درختوں میں لپٹا ہوا ہو۔ اور حدیث میں عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گاؤں والے سے "الحرجہ" کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ یہ (لفظ) ایسے درخت کے لیے بولا جاتا ہے جو بہت سے درختوں کے درمیان ہو اور اس تک رسائی نہ ہو سکے۔

میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ ابوجہل تک کوئی پہنچ نہیں سکتا تھا۔ انھوں نے کہا کہ جب میں نے یہ بات سنی تو اسی کو اپنا مقصود بنا لیا اور اسی کی جانب (پہنچنے) کا ارادہ کر لیا۔ اور جب میں نے اس پر قابو پالیا تو

میں نے حملہ کر دیا اور ایک وار ایسا کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی کے پاس سے اڑا دی ۔ اور واللہ جب وہ اڑی تو مجھے اس کی تشبیہ ایسی معلوم ہوئی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلی گٹھلیوں کے کچلنے والے پتھر کے نیچے سے اس وقت
۲۷۶ اڑتی ہے جب اس پر پتھر کی مار پڑتی ہے ۔ انھوں نے کہا ۔ اس کے بیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر ایک وار کیا تو میرا ہاتھ (کٹ کے) گر پڑا اور میرے بازو کی کھال سے لٹکنے لگا اور اس کے سبب سے جنگ میرے لیے بڑی دشوار ہوگئی اور میں اس دن سارا دن ایسی حالت سے جنگ کرتا رہا کہ میں اسے اپنے پیچھے کھینچتا پھرتا تھا اور جب وہ میرے لیے تکلیف دہ ہوگیا تو میں نے اس پر اپنا پانوں رکھا اور اس کو اس کے ذریعے ایسا کھینچا کہ اسے نکال کر پھینکدیا ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد وہ عثمان کے زمانے تک زندہ رہے۔
پھر ابوجہل کے پاس سے معوذ بن عفراء گذرے اس حال میں کہ وہ لنگڑا پڑا ہوا تھا تو انھوں نے بھی اس پر یہاں تک وار کیے کہ اس کو زمین سے لگا دیا اور وہیں اس کو چھوڑ دیا حالانکہ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی ۔ اور معوذ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگئے ۔ اس کے بعد عبداللہ بن مسعود ابوجہل کے پاس سے اس وقت گذرے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مقتولوں میں تلاش کرنے کا حکم فرمایا اور مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا تھا کہ :۔

اُنْظُرُوا اِنْ خَفِیَ عَلَیْکُمْ فِی الْقَتْلٰی اِلٰی اَثَرِ جُرْحٍ فِی رُکْبَۃٍ فَاِنِّیْ اُزْدَحَمْتُ اَنَا وَھُوَ یَوْمًا عَلٰی مَأْدُبَۃٍ لِعَبْدِ اللّٰہِ جُدْعَانَ وَنَحْنُ غُلَامَانِ وَکُنْتُ اَشَفَّ مِنْہُ بِیَسِیْرٍ فَدَفَعْتُہٗ فَوَقَعَ عَلٰی رُکْبَتَیْہِ فَجُحِشَ فِیْ اِحْدَاھُمَا جَحْشًا لَمْ یَزَلْ اَثَرُہٗ بِہٖ ۔

اگر وہ مقتولوں میں تم سے پہچانا نہ جائے تو اس کے گھٹنے پر ایک زخم کا نشان دیکھو کیونکہ ایک روز عبداللہ بن جدعان کے پاس کی دعوت میں مجھ میں اور اس میں کشمکش ہوئی اس حالت میں کہ ہم دونوں کم سن تھے اور میں اس کی بہ نسبت کچھ کمزور اور دبلا پتلا ہی تھا۔ میں نے اسے ڈھکیل دیا تو وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑا اور اس کے ایک گھٹنے پر کچھ خراش آگئی تھی جس کا نشان اس پر سے ابھی تک دور نہیں ہوا ہے۔

عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے اسے جان کنی کی آخری حالت میں پایا اور اس کو پہچانا اور میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا۔ انھوں نے کہا کہ کَانَ ضَبَثَ بِی۔ اس نے مجھے بھی مکہ میں ایک بار بڑی سختی سے گرفتار کیا تھا اور مجھے اذیت پہنچائی تھی اور مکّے مارے تھے۔ پھر میں نے اس سے کہا اے دشمن خدا کیا تجھے اللہ نے رسوا نہیں کیا۔ اس نے کہا مجھے کس بات نے ذلیل کیا۔ کیا تم نے کسی مجھ سے بڑے درجے والے کو بھی قتل کیا ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج گردش (زمانہ) کس کے موافق ہے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کے موافق ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ضبث کے معنی گرفت کرنے اور گرفت میں رکھنے کے ہیں ابن ہشام نے کہا کہ ضبث الضابث الماء بالید (کہتے ہیں) یعنی پانی کو ہاتھ کی گرفت میں رکھا۔ ضابئ بن الحارث البرجمی نے کہا ہے۔

فَأَصْبَحْتُ مِمَّا كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنَ الْوُدِّ[1] مِثْلَ الضَّابِثِ الْمَاءَ بِالْيَدِ

دوستی کے جو تعلقات میرے اور تمھارے درمیان تھے میں ان سے ایسا (تہی دست) ہوگیا جیسے ہاتھ کی گرفت میں پانی کو رکھنے والا۔

[1] (الف) میں "من المود" تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

۲۷۷ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے کہا ہے (یعنی اس کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں) کیا جس کو تم لوگوں نے مارا ہو اس کے لیے باعث ذلت ہے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ آج ادبار کس کا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی مخزوم کے بعض لوگوں کا دعوی ہے کہ ابن مسعود کہا کرتے تھے کہ اس نے مجھ سے کہا اے بکریوں کے ذلیل چرواہے تو تو نہ چڑھی جا سکنے والی جگہ چڑھ گیا۔ انھوں نے کہا پھر میں نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دشمن خدا ابوجہل کا سر ہے۔ انھوں نے کہا۔[۱] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

آ آللّٰہ[۲] الذی لا إلٰہ غیرہ

اے (لوگو!) اللہ ہی وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی (با اختیار) معبود نہیں۔

پھر میں نے اس کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ڈال دیا تو آپ نے اللہ کا شکر ادا فرمایا:۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ اور ان کے علاوہ غزوات کے جاننے والے دوسرے علما نے بھی بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے سعید بن العاصی سے جب وہ آپ کے پاس سے گذر رہے تھے تو کہا کہ میں دیکھتا ہوں

لہ۔ لیکن اس روایت کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود کے الفاظ "میں نے کہا اللہ و رسول کے لیے ہے" مطابق نہیں ہو سکتے (احمد محمودی)

ٹہ۔ اس مقام پر (ج د) میں صرف "اللہ الذی" ہے۔ اور ب میں آللّٰہ الذی ہے اور (الف) میں ایک الف زائدہ کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھا گیا۔ پہلی صورت بغیر ندا کے اور دوسری نداء قریب کی اور تیسری صورت نداء بعید کی ہوگی۔ اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ اے لوگو کیا ہے تاکہ نداء بعید معنی میں ظاہر ہو سکے۔ (احمد محمودی)

کہ تمھارے دل میں (میری جانب سے) کچھ بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارے باپ کو میں نے قتل کیا ہے۔ اور حقیقت میں میں اسے قتل کرتا تو اس کے قتل کا تم سے عذر بھی نہ کرتا۔ ہاں میں نے اپنے ماموں العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا ہے۔ اور تمھارے باپ کے پاس سے میں اس حالت میں گزرا ہوں کہ وہ اس بیل کی طرح جو سینگوں سے زمین کھودتا ہے زمین کھود رہا تھا تو میں اس سے کترا (کے نکل) گیا اور اس کے چچازاد بھائی علی نے اس (کی ہلاکت) کا قصد کیا اور اس کو انھوں نے قتل کیا۔

عکاشہ کی تلوار

ابن اسحٰق نے کہا کہ بنی عبد شمس بن عبد مناف کے حلیف عکاشہ بن محصن ابن حرثان الاسدی نے اپنی تلوار سے یہاں تک جنگ کی کہ وہ ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے جلانے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی انھیں عنایت فرمادی اور فرمایا:—

قَاتِلْ بِهٰذَا يَا عُكَّاشَةُ

اے عکاشہ تم اسی سے جنگ کرو۔

اور جب انھوں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا اور اسے ہلایا تو وہ ان کے ہاتھ میں لمبی اور سخت پیٹھ کی اور چمکتے (ہوئے) لوہے کی تلوار بن گئی اور اس سے انھوں نے یہاں تک جنگ کی کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔ اور اس تلوار کا نام العون تھا اور وہ ہر وقت ان کے پاس رہتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی کو لیے ہوئے وہ جنگوں میں شریک رہا کرتے تھے حتیٰ کہ مرتدوں سے جو جنگ ہوئی اس میں وہ شہید ہوئے اور وہ تلوار اس وقت بھی ان کے ساتھ تھی ان کو طلیحہ بن خویلد الاسدی نے

قتل کیا۔ اور اسی کے متعلق طلیحہ نے کہا ہے :۔

فَمَا ظَنُّكُمْ بِالْقَوْمِ إِذْ تَقْتُلُونَهُمْ ... أَلَيْسُوا وَإِنْ لَمْ يُسْلِمُوا بِرِجَالِ
فَإِنْ تَكُ أَذْوَادٌ أُصِبْنَ وَنِسْوَةٌ ... فَلَنْ يَذْهَبُوا فَرْغًا بِقَتْلِ حِبَالِ
نَصَبْتُ لَهُمْ صَدْرَ الْحِمَالَةِ إِنَّهَا ... مُعَاوِدَةٌ قِيلَ الْكُمَاةِ نَزَالِ
فَيَوْمًا تَرَاهَا فِي الْجِلَالِ مَصُونَةً ... وَيَوْمًا تَرَاهَا غَيْرَ ذَاتِ جِلَالِ
عَشِيَّةَ غَادَرْتُ ابْنَ أَقْرَمَ ثَاوِيًا ... وَعُكَّاشَةَ الْغَنْمِيَّ عِنْدَ مَجَالِ

تمہارا ان لوگوں کے متعلق کیا خیال ہے جب کہ تم انھیں قتل کر رہے ہو اگرچہ ان لوگوں نے اسلام اختیار نہیں کیا ہے۔ (لیکن) کیا وہ آدمی نہیں ہیں (یا بہادر نہیں ہیں) اگر عورتیں ہوتیں یا دس اونٹ کی تعداد سے کم کا قافلہ ہوتا تو وہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا (لیکن میرے بیٹے) حبال کو قتل کر کے تم لوگ بغیر قصاص کے یوں ہی ہرگز نہ جا سکو گے میں نے اپنی حمالہ نامی گھوڑی کے سینے کو ان لوگوں کی مقاومت کے لیے تکلیفیں دیں۔ بے شبہہ یہ گھوڑی ہتھیار بند سرداروں کو بار بار مقابلے کے لیے طلب کرنے والی ہے کسی روز اسے جھول میں تو محفوظ دیکھے گا اور کبھی اسے بے جھول کے دیکھے گا۔ اس شام کو یاد کرو جبکہ میں نے ابن اقرم اور عکاشۃ الغنمی کو میدان جنگ میں پیوند خاک کر دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ حبال۔ طلیحۃ الخویلد کا بیٹا تھا۔ اور ابن اقرم سے مراد ثابت بن اقرم الانصاری ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ عکاشہ بن محصن وہی ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے اس وقت عرض کی تھی جبکہ آپ نے فرمایا تھا:۔

يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ

میری امت میں سے ستر ہزار چودھویں رات کے چاند کی (سی) صورت والے جنت میں داخل ہوں گے۔

انھوں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

إِنَّكَ مِنْهُمْ أَوِ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ

تم انھیں میں سے ہو۔ یا یہ فرمایا کہ یا اللہ ان کو انھیں میں سے کر دے۔

تو انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے بھی ان میں سے کر دے۔ تو فرمایا:۔

سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ وَبَرَدَتِ الدَّعْوَةُ ۲۷۹

اس کے متعلق عکاشہ نے تم پر سبقت کی اور دعا ٹھنڈی ہو گئی۔

مجھے جو خبر عکاشہ کے گھر والوں سے ملی ہے اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مِنَّا خَيْرُ فَارِسٍ فِي الْعَرَبِ

عرب کا بہترین شہسوار ہم میں کا ہے

لوگوں نے کہا وہ کون ہے یا رسول اللہ۔ فرمایا:۔

عُكَّاشَةُ بْنُ مُحْصَنٍ

وہ عکاشہ بن محصن ہے۔

کہا کہ ضرار بن الازور الاسدی بھی تو ہے یا رسول اللہ وہ بھی تو ہم ہی میں کا ہے۔ فرمایا :—

لَیْسَ مِنْکُمْ وَلٰکِنَّهٗ مِنَّا لِلْحِلْفِ

وہ تم میں کا نہیں ہے لیکن وہ حلیف ہونے کی وجہ سے ہم میں (شمار ہوتا) ہے۔

اور ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو للکارا اور وہ اس روز مشرکین کے ساتھ تھے اور کہا اے خبیث! میرا مال کہاں ہے تو عبدالرحمٰن نے کہا :—

لَمْ یَبْقَ غَیْرُ شِکَّةٍ وَیَعْبُوْبْ وَصَارِمٍ یَقْتُلُ ضُلَّالَ الشِّیَبْ

بجز ہتھیار اور تر ارے بھرنے والے تیز گھوڑے اور اس تلوار کے جو بوڑھے گمراہوں کو قتل کرتی ہے اور کچھ باقی نہیں رہا ہے۔

اور یہ وہ بات ہے جو عبدالعزیز بن محمد الدراوردی کی روایت سے مجھ سے بیان کی گئی ہے۔

مشرکین کا گڑھے میں ڈالا جانا

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ بن الزبیر سے اور انھوں نے (بی بی) عائشہ کی روایت سے یہ بات بیان کی کہ ام المؤمنین نے) کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو ان کو اس میں ڈال دیا گیا بجز امیہ بن خلف کے کہ وہ اپنی زرہ میں پھول (کے رہ) گیا تھا۔ اس کو نکالنے گئے تو اس کے جوڑ جوڑ الگ ہو گئے

آخر اسے اسی حالت پر چھوڑ دیا اور اس پر مٹی پتھر اس قدر ڈالدئے کہ اس کو چھپا دیا۔ اور جب انھیں گڑھے میں ڈالدیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا:۔

یَا أَهْلَ الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

اے گڑھے والو تمھارے پروردگار نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے (اسے) سچا پایا۔

فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا بے شبہہ میں نے اسے سچا پایا۔

(ام المومنین نے) کہا کہ آپ کے اصحاب نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ مرے ہووں سے گفتگو فرماتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا:۔

۲۸۰ لَقَدْ عَلِمُوا أَنَّ مَا وَعَدَهُمْ رَبُّهُمْ حَقٌّ

ان لوگوں نے (اب) جان لیا ہے کہ ان کے پروردگار نے جو کچھ ان سے وعدہ فرمایا وہ سچا ہے۔

عائشہ نے کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں (کہ آپ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

لَقَدْ سَمِعُوا مَا قُلْتُ لَهُمْ

جو کچھ میں نے ان سے کہا ان لوگوں نے سن لیا۔

حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف

لَقَدْ عَلِمُوا

بے شک ان لوگوں نے جان لیا۔ فرمایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے حمید الطویل نے انس بن مالک کی روایت سنائی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے درمیانی حصے میں یہ فرماتے سنا:۔

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ يَا عُتْبَةُ بْنَ رَبِيعَةَ وَيَا شَيْبَةَ ابْنَ رَبِيعَةَ وَيَا أُمَيَّةُ بْنَ خَلَفٍ وَيَا أَبَا جَهْلٍ[1] بْنَ هِشَامٍ فَعَدَّدَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ فِي الْقَلِيبِ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا

اے گڑھے والو! اے عتبہ بن ربیعہ اور اے شیبہ بن ربیعہ اور اے امیہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور جتنے اس گڑھے میں تھے ان (سب) کے نام شمار فرمائے۔ تمھارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا مجھ سے تو میرے پروردگار نے جو کچھ وعدہ فرمایا تھا میں نے اسے سچا پایا۔

تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سڑگل گئے تو آپ نے فرمایا:۔

مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يُجِيبُونِي۔

میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ لوگ مجھے جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا۔

[1] (الف) میں "یا باجہل ہے" اور (ب) میں "یا اباجہل" ہے۔ (احمد محمودی)

يَا أَهْلَ الْقَلِيبِ بِئْسَ عَشِيرَةُ النَّبِيِّ كُنْتُمْ لِنَبِيِّكُمْ

اے گڑھے والو! تم اپنے نبی کے لیے اس کے خاندان کے برے لوگ تھے۔

كَذَّبْتُمُونِي وَصَدَّقَنِي النَّاسُ وَأَخْرَجْتُمُونِي وَآوَانِي النَّاسُ وَقَاتَلْتُمُونِي وَنَصَرَنِي النَّاسُ

تم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے میری تصدیق کی۔ اور تم نے مجھے گھر سے نکالا حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مجھے پناہ دی اور تم نے مجھ سے جنگ کی حالانکہ (دوسرے) لوگوں نے مدد کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا:—

هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا

تمھارے پروردگار نے جو تم سے وعدہ کیا تھا کیا تم نے اسے سچا پایا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

عَرَفْتُ دِيَارَ زَيْنَبَ بِالْكَثِيبِ ... كَخَطِّ الْوَحْيِ فِي الْوَرَقِ الْقَشِيبِ

تَدَاوَلُهَا الرِّيَاحُ وَكُلُّ جَوْنٍ ... مِنَ الْوَسْمِيِّ مُنْهَمِرٍ سَكُوبِ

فَأَمْسَى رَسْمُهَا خَلَقًا وَأَمْسَتْ ... يَبَابًا بَعْدَ سَاكِنِهَا الْحَبِيبِ

فَدَعْ عَنْكَ التَّذَكُّرَ كُلَّ يَوْمٍ ... وَرُدَّ حَرَارَةَ الصَّدْرِ الْكَئِيبِ

وَخَبِّرْ بِالَّذِي لَا عَيْبَ فِيهِ ... بِصِدْقٍ غَيْرِ إِخْبَارِ الْكَذُوبِ

بِمَا صَنَعَ الْمَلِيكُ غَدَاةَ بَدْرٍ ... لَنَا فِي الْمُشْرِكِينَ مِنَ النَّصِيبِ

غَدَاۃَ کَأَنَّ جَمْعَہُمُ حِرَاءٌ بَدَتْ أَرْکَانُہُ جُنْحَ الْغُرُوبِ

فَلَاقَیْنَاہُمُ مِنَّا بِجَمْعٍ کَأُسْدِ الْغَابِ مُرْدَانٍ وَشِیبِ

أَمَامَ مُحَمَّدٍ قَدْ وَازَرُوہُ عَلَى الْأَعْدَاءِ فِي لَفْحِ الْحُرُوبِ

میں نے ٹیلے پر زینب کے گھروں کو اس طرح پہچان لیا جیسے نئے کاغذ پر تحریر کا خط پہچان لیا جاتا ہے۔ ان (گھروں کو جن) کو ۲۸۱
ہواؤں اور خریف کی شدت نے اور بڑی مقدار میں پانی برسانے والے سیاہ بادلوں نے دست بدست لیا تھا (یعنی ایک کے اثرات کے بعد دوسرے کے اثرات ان پر پڑے تھے) تو (اثرات مذکورہ کے سبب سے) ان کے نشانات بوسیدہ ہوگئے تھے۔ وہاں کے رہنے والے محبوب کے (چلے جانے کے) بعد ان کے نشانات بوسیدہ ہوگئے تھے اور وہ اجڑے پڑے تھے اس لئے روزانہ ان چیزوں کی یاد کو تو چھوڑ دے۔ اور اندوہگیں سینے کی حرارت کو تسکین دے۔ اور ان جھوٹے قصوں کو چھوڑ کر اس ذات کے متعلق کچھ باتیں بتا جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ ایسی باتیں بتا جس سے بدر کے روز حاکم مقتدر نے ہمیں مشرکین میں کامیابی عنایت فرمائی۔ جس روز زوال آفتاب کے وقت ان کی جماعت کے قوی حصے ظاہر ہوئے تو ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ وہ ایک کوہ حراء ہے۔ تو ہم نے ان سے ایک ایسی جماعت لے کر مقابلہ کیا جس میں گھنے جنگل کے شیروں کے سے کچھ بے ڈاڑھی والے اور کچھ سفید ڈاڑھی والے تھے۔ ان لوگوں نے دشمنوں کے مقابلے میں جنگ (کے شعلوں) کی لپٹ میں محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی معاونت کی اور آپ کے سامنے رہے۔

بِأَيْدِيهِمْ صَوَارِمُ مُرْهَفَاتٌ　　وَكُلُّ مُجَرَّبٍ خَاظِي الْكُعُوبِ ۲۸۲

جن کے ہاتھوں میں باڑ دی ہوئی تلواریں اور آزمودہ
سخت موٹی موٹی گرہوں والے (نیزے) تھے۔

بَنُو الْعَوْفِ الْعَطَارِفُ وَازَرَتْهَا　　بَنُو النَّجَّارِ فِي الدِّينِ الصَّلِيبِ

سرداران بنی العوف جنھیں مضبوط دین والے بنی النجار
نے بھی مدد دی تھی۔

فَغَادَرْنَا أَبَا جَهْلٍ صَرِيعاً　　وَعُتْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا بِالْجَبُوبِ

توہم نے ابوجہل کو پچھڑا ہوا اور عتبہ کو سخت زمین پر (پڑا ہوا)
چھوڑا۔

وَشَيْبَةَ قَدْ تَرَكْنَا فِي رِجَالٍ　　ذَوِي حَسَبٍ إِذَا نُسِبُوا حَسِيبِ

اور شیبہ کو ایسے لوگوں میں چھوڑا جن کے نسب اگر
بتائے جائیں تو بڑے نسب والے نکلیں (لیکن وہ ایسے پڑے
ہیں کہ ان کے نسب کو اب پوچھتا کون ہے)

يُنَادِيهِمْ رَسُولُ اللهِ لَمَّا　　قَذَفْنَاهُمْ كَبَاكِبَ فِي الْقَلِيبِ

جب ہم نے ان کے جتھے کے جتھے گڑھے میں ڈالے
تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) انھیں پکارتے (اور فرماتے) ہیں۔

أَلَمْ تَجِدُوا كَلَامِي كَانَ حَقّاً　　وَأَمْرُ اللهِ يَأْخُذُ بِالْقُلُوبِ

کیا تم نے نہیں جان لیا کہ میری بات سچی تھی اور اللہ کا حکم
دلوں کو (بھی) پکڑ لیتا ہے۔

فَمَا نَطَقُوا وَلَوْ نَطَقُوا لَقَالُوا ۔ صَدَقْتَ وَكُنْتَ ذَا رَأْيٍ مُصِيبِ

تو انھوں نے کوئی بات نہیں کی اور اگر وہ بات کرتے
تو کہتے کہ آپ نے سچ کہا تھا اور صحیح رائے آپ ہی کی تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو گڑھے میں ڈال دینے کا حکم فرمایا تو عتبہ بن ربیعہ کو گھسیٹ کر گڑھے کی طرف لایا گیا تو مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ بن عتبہ کے چہرے کی جانب ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ وہ رنجیدہ ہیں اور ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا ہے تو فرمایا :۔

يَا أَبَا حُذَيْفَةَ لَعَلَّكَ قَدْ دَخَلَكَ مِنْ شَأْنِ أَبِيكَ شَيْءٌ ۔

اے ابو حذیفہ ! اپنے باپ کی حالت (دیکھنے) سے
شاید تمھارے دل میں کوئی بات پیدا ہو گئی ہے۔

یا آپ نے اسی طرح کے کچھ الفاظ فرمائے تو انھوں نے عرض کی نہیں یا رسول اللہ ! واللہ !! میں نے اپنے باپ کے (حالت کفر کی برائی) یا ان کے مارے جانے کے متعلق کبھی شک نہیں کیا۔ لیکن میں اپنے باپ کو جانتا تھا کہ وہ سمجھ دار۔ حلیم اور برتر صفات والے ہیں اس لیے ۲۸۳
مجھے امید تھی کہ وہ صفات اسلام کی جانب (انکی) رہنمائی کریں گے۔ لیکن جب میں نے ان کی یہ آفت دیکھی اور (میں نے) ان کی اس کفر پر مرنے کی حالت کو اپنی اس امید کے بعد دیکھا تو مجھے اس سے رنج ہوا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف فرمائی اور ان کے لیے دعائے خیر کی۔

ان نوجوانوں کا بیان جن کے متعلق "الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ" نازل ہوا

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہمیں جو خبر ملی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کا یہ حصہ ان نوجوانوں کے

متعلق نازل ہوا ہے جو بدر میں قتل ہوئے ہیں ۔

اَلَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا فَأُولٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا

جن لوگوں کو فرشتوں نے ایسی حالت میں وفات دی کہ وہ اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے تھے (ان سے) انھوں نے کہا کہ تم کس (بری) حالت میں تھے ۔ انھوں نے کہا کہ ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے ۔ انھوں نے کہا کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں (کسی اور طرف) ہجرت کر جاتے تو ایسے ہی لوگ وہ ہیں جن کی پناہ گاہ جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یہ چند مسلم[1] نوجوان تھے ۔ بنی اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے الحارث بن زمعہ بن الاسود ۔ اور بنی مخزوم میں سے ابوقیس بن الفاکہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ۔ اور ابوقیس بن الولید بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر ابن مخزوم ۔ اور بنی جمح میں سے علی بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح ۔ اور بنی سہم میں سے العاص بن منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد ابن سہم ۔ ان لوگوں کا واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کے رہنے کے زمانے میں انھوں نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی تو ان کے باپ دادا

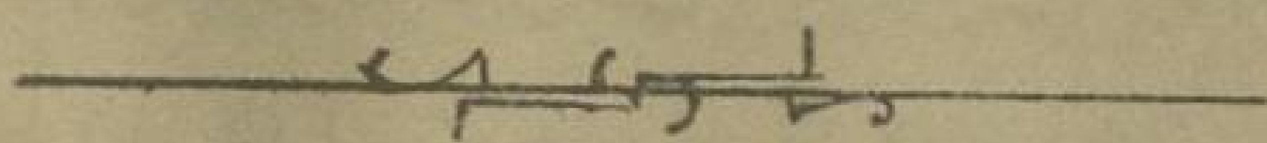
---

[1] (الف) میں "فتیہ مسمین" جس کے معنی ان ناموں والے نوجوان تھے" ہوں گے ۔ اور (ب ج د) میں فتیہ مسلمین ہے ۔ جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں ۔

(احمد محمودی)

اور خاندان والوں نے انھیں قید رکھا اور انھیں ان کے دین سے پلٹانے کے لیے تکلیفیں دیں تو (اسلام چھوڑ دیا اور) فتنے میں مبتلا ہو گئے اور اپنے قبیلے کے ساتھ بدر میں آئے اور سب کے سب مارے گئے۔

بدر میں اور قیدیوں کے عوض میں جو مال ملا اس کا بیان



پھر لشکر میں لوگوں کے (الگ الگ) جمع کیے ہوئے مال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھا کرنے کا حکم فرمایا اور وہ سارا اکٹھا کر دیا گیا تو اس کے متعلق مسلمانوں میں اختلاف ہونے لگا جن لوگوں نے اس مال کو جمع کیا تھا انھوں نے کہا کہ ہمارا ہے۔ اور جو لوگ دشمن سے برسر مقابلہ تھے اور دشمن کی تلاش میں نکل گئے تھے انھوں نے کہا کہ واللہ اگر ہم نہ ہوتے تو تم اس مال تک کہاں پہنچ سکتے تھے۔ ہم نے ان لوگوں کو اپنی جانب مشغول رکھا اور تمھاری طرف نہ آنے دیا تو تم نے یہ سب کچھ پایا۔ اور جو لوگ اس خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے کہ کہیں دشمن راستہ کاٹ کر آپ کی طرف نہ آ جائے انھوں نے کہا۔ واللہ تم لوگ ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ واللہ ہم نے دشمن کو اس حالت میں دیکھا ہے کہ اللہ نے اس کی مشکیں ہمیں دے دی تھیں اور ہم دشمن کو قتل کر سکتے تھے۔ واللہ ہم نے مال کے لوٹنے کے ایسے مواقع بھی دیکھے ہیں کہ اس کے لینے سے منع کرنے والا کوئی نہ تھا لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشمن کے حملہ کرنے کا خوف تھا اس لیے ہم آپ ہی کی حفاظت میں لگے رہے اس لیے اس مال کے ہم سے زیادہ تم حق دار نہیں ہو۔ ۲۸۴

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبدالرحمٰن بن الحارث وغیرہ نے سلیمان بن

موسیٰ سے انھوں نے مکحول سے ابو امامہ الباہلی کی روایت بیان کی۔
ابن ہشام نے کہا کہ ان کا (یعنی ابو امامہ کا) نام صدی بن عجلان تھا۔
انھوں نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن الصامت سے انفال کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ یہ آیت ہم بدر والوں کے متعلق نازل ہوئی جب کہ ہم میں غنیمت کے مال کے بارے میں اختلاف ہونے لگا اور اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑنے لگے تو اللہ نے اس معاملے کو ہمارے اختیار سے نکال لیا اور اسے اپنے رسول کے اختیار میں دیدیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے درمیان عن بواء (یعنی) مساوی تقسیم فرمادی عن بواء کے معنی علی السواء یعنی مساویانہ ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا اور کہا کہ مجھ سے بنی ساعدہ کے بعض افراد نے ابو اسید الساعدی مالک بن ربیعہ کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ بدر کے روز مجھے بنی عایذ المخزومیین المرزبان کی تلوار ملی تھی لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے ہاتھوں میں کے مال غنیمت کو لوٹا دینے کا حکم فرمایا تو میں نے وہ تلوار بھی لاکر مال غنیمت میں ڈالدی انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ سے کوئی چیز مانگی جاتی تو آپ اس کے دینے سے انکار نہ فرماتے۔ یہ بات الارقم بن ابی الارقم نے جان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ تلوار طلب کرلی تو آپ نے وہ تلوار انھیں دے دی۔

ابن رواحہ اور زید کے ذریعے خوش خبری کی روانگی



ابن اسحٰق نے کہا کہ اس فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ کو العالیہ (مدینہ کے بلند حصے میں رہنے والوں) کو اس امر کی خوش خبری دینے کے لیے روانہ فرمایا جو اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ

علیہ وسلم اور مسلمین کو فتح عنایت فرمائی تھی۔ اور زید بن حارثہ کو السافلہ
(مدینہ کے نشیبی حصے میں رہنے والوں) کو خوش خبری دینے کے لیے روانہ ۲۸۵
فرمایا۔ اسامہ بن زید نے کہا کہ ہمیں یہ خبر اس وقت پہنچی جبکہ ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ پر جو عثمان بن عفان کے پاس (یعنی
ان کی زوجیت میں) تھیں مٹی برابر کر دی تھی (یعنی انھیں دفن کر دیا تھا)۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کے ساتھ مجھے بھی اس پر خلیفہ بنایا
تھا۔ ہمیں خبر ملی کہ زید بن حارثہ آئے ہیں تو میں بھی ان کے پاس آیا اور وہ
مسجد میں کھڑے ہوئے تھے اور لوگوں نے ان کو گھیر لیا تھا اور وہ کہہ رہے
تھے کہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن الاسود اور
ابوالبختری العاص بن ہشام اور امیہ بن خلف اور الحجاج کے دونوں بیٹے
نبیہ اور منبہ قتل ہو گئے انھوں نے کہا کہ۔ میں نے کہا ابا جان کیا یہ صحیح ہے۔
انھوں نے کہا ہاں بیٹا واللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدر سے واپسی

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی مدینہ کی جانب اس طرح ہوئی
کہ آپ کے ساتھ مشرکین قیدی ان میں عقبہ بن ابی معیط اور النضر بن الحارث اور وہ
مال غنیمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جو مشرکین سے حاصل ہوا تھا
اور مال غنیمت کی نگرانی پر عبداللہ بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن
مازن بن النجار کو مقرر فرمایا تھا۔ اس وقت مسلمانوں کے رجز گو نے کہا:۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے اس (رجز گو) کا نام عدی بن ابی الزغباء
بتایا ہے۔

أَقِمْ لَهَا صُدُورَهَا يَابَسْبَسُ ۔۔۔ لَيْسَ بِذِي الطَّلْحِ لَهَا مُعَرَّسُ

اے بسبس ذی الطلح میں اس قافلے کے لیے رات گزارنے

کا کوئی مقام نہیں ہے اس لیے اونٹوں کے بینے اس کے لیے قائم رکھ۔

وَلَا بِصَحْرَاءِ غُمَيْرٍ مَحْبِسُ إِنَّ مَطَايَا الْقَوْمِ لَا تُخَيَّسُ

اور صحراء غمیر میں بھی رکنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور
ایسے لوگوں کی سواریوں کو (ناموزوں مقام پر اتار کر) ذلیل نہیں
کیا جا سکتا۔

٢٨٦ فَحَمْلُهَا عَلَى الطَّرِيقِ أَكْيَسُ قَدْ نَصَرَ اللهُ وَفَرَّ الْأَخْنَسُ

٢٠٦ اس لیے ان اونٹوں کو لیے ہوئے راستے پر چلے چلنا ہی
ہوشیاری ہے۔ اللہ نے اپنی مدد تو دے ہی دی اور اخنس تو
بھاگ ہی گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تشریف لے) چلے یہاں تک کہ جب تنگ راہ الصفرا سے نکلے تو اس تنگ راہ اور النازیہ کے درمیان سیر نامی ایک ٹیلے پر وہاں کے ایک بڑے درخت کے پاس نزول فرمایا۔ اور یہیں آپ نے وہ غنیمت مساویانہ تقسیم فرما دی جو اللہ نے مشرکوں سے مسلمانوں کو دلائی تھی۔ پھر آپ نے کوچ فرمایا یہاں تک کہ جب مقام الروحا پر پہنچے تو مسلمان اس فتح کی تہنیت پیش کرنے کے لیے آپ سے آ ملے جو اللہ نے آپ کو اور آپ کے ساتھ والے مسلمانوں کو عنایت فرمائی تھی۔ عاصم بن عمر بن قتادہ اور یزید بن رومان نے جیسا مجھ سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے سلمہ بن سلامہ نے ان سے کہا کہ تم ہمیں کس بات کی مبارک باد دیتے ہو واللہ ہم نے تو صرف چند چند یا صاف بوڑھوں سے مقابلہ کیا جو قربانی کے اونٹوں کے مانند زانو بندھے ہوئے تھے اور ہم نے ان کی قربانی کر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور فرمایا:۔

أَيِ ابْنَ أَخِي أُولَائِكَ الْمَلَأُ[1]

[1] ابن اخ کا لفظ ہر ایک کم سن کے لیے عرب استعمال کرتے ہیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ

بابا ! وہی تو سرگروہ تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ الملاء کے معنی اشراف و روساء کے ہیں۔

النضر اور عقبہ کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام الصفراء
میں تشریف فرما تھے تو النضر بن الحارث کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا) مکہ کے ۱
بعض اہل علم نے مجھے خبر دی کہ علی بن ابی طالب اس کے قتل کرنے والے تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر آپ وہاں سے نکلے اور جب عرق الظبیہ میں تشریف فرما ہوئے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا (یعنی قتل کروایا)

ابن ہشام نے کہا کہ عرق الظبیہ کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے[1] کہا کہ عقبہ بن معیط کو بنی العجلان کے عبد اللہ بن سلمہ نے ۲۴۴
قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم فرمایا تو اس نے کہا اے محمد بچوں کے لیے کون ہوگا تو آپ نے فرمایا:—

النار۔ آگ ہوگی۔ تو اس کو بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح الانصاری نے قتل کیا جیسا کہ مجھ سے ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے بیان کیا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ:۔ "بابا" کیا ہے اور ملاء کے معنی امراء۔ اشراف، وہ شاندار ہستیاں جو آنکھوں میں جچیں اسی لیے میں نے اس کا ترجمہ سرگروہ کیا ہے۔ (احمد محمودی)

[1] (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے کیا۔ یہ مجھ سے ابن شہاب الزہری وغیرہ اہل علم نے بیان کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اسی مقام پر فروہ بن عمرو البیاضی کے آزاد کردہ ابوہند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر ملے جو اپنے ساتھ ایک چھوٹی مشک حمیت میں حیس بھر کر لائے تھے (پنیر اور گھی ملا کر کھانے کی ایک چیز بنائی جاتی ہے جس کو حیس کہتے ہیں)۔

ابن ہشام نے کہا کہ حمیت مشک کو کہتے ہیں۔

اور یہ ابوہند جنگ بدر کی شرکت سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجام (سینگیاں لگانے والے) تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

إِنَّمَا أَبُو هِنْدٍ امْرُؤٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنْكِحُوهُ وَانْكِحُوا إِلَيْهِ

ابوہند تو انصار میں کے ہیں اس لیے ان (کی لڑکیوں) سے نکاح کرو اور (اپنی لڑکیاں) ان کے نکاح میں دو۔ تو صحابہ نے اس کی تعمیل کی۔

کہا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلے یہاں تک کہ قیدیوں سے ایک روز پہلے مدینہ تشریف لائے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ یحییٰ بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن اسعد زرارہ نے کہا کہ جب قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت لایا گیا جبکہ سودہ بنت زمعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجۂ محترمہ عفراء

۲۰۸ کے رشتہ داروں کے پاس عفراء کے دونوں بیٹوں عوف اور معوذ پر نوحہ خوانی کے مقام پر تھیں (راوی نے) کہا کہ یہ واقعہ عورتوں پر پردہ فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (ام المومنین) سودہ کہتی تھیں کہ واللہ میں ان کے پاس ہی تھی کہ وہ قیدی ہمارے پاس لائے گئے۔ اور کہا گیا کہ

قیدی لائے گئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا تو میں اپنے گھر لوٹی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر ہی میں تھے تو دیکھا کہ ابویزید سہیل بن عمرو حجرے کے ایک کونے میں ہے اور اس کے دونوں ہاتھ رسی سے اس کی گردن میں بندھے ہوئے ہیں۔ (ام المومنین نے) کہا نہیں واللہ جب میں نے ابویزید کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور میں نے کہدیا کہ اے ابویزید تم لوگوں نے اپنے ہاتھ (پاؤں دوسروں کے اختیار میں) دے دیئے تم لوگ عزت کی موت مر کیوں نہ گئے۔ اور واللہ حجرے میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے سوا کوئی مجھے اپنے ہوش میں نہ لایا۔ (آپ نے فرمایا)

يَا سَوْدَةُ أَعَلَى اللهِ عزوجلَّ وَعَلَى رَسُولِهِ تُحَرِّضِينَ

اے سودہ کیا عز و جلال والے اللہ اور اس کے رسول

کی مخالفت پر ابھار رہی ہو۔

(ام المومنین نے) کہا کہ۔ میں نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب میں نے ابویزید کے ہاتھوں کو اس کے گلے میں بندھا ہوا دیکھا تو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکی اور یہ ساری باتیں کہدیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عبدالدار والے نبیہ بن وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب قیدیوں کو لے کر تشریف لائے۔ تو انھیں اپنے اصحاب میں بانٹ دیا اور فرمایا:۔

اِسْتَوْصُوا بِالْأُسَارَى خَيْرًا

قیدیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی وصیت یاد رکھو۔

(راوی نے) کہا مصعب بن عمیر کا حقیقی بھائی ابوعزیز بن عمیر بن ہاشم قیدیوں میں تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ (خود) ابوعزیز نے کہا ہے کہ میرے پاس سے میرا بھائی مصعب بن عمیر اور انصاریوں میں کا ایک شخص جس نے مجھے قید میں رکھا تھا گزرے تو اس نے (میرے بھائی نے) کہا کہ اس پر اپنی

گرفت مضبوط رکھنا کیونکہ اس کی ماں ساز و سامان والی ہے شاید وہ اس کا فدیہ دے کر تم سے چھڑا لے۔ اس نے کہا کہ جب بدر سے مجھے لے کر آرہے تھے تو میں انصار کی ایک جماعت میں تھا ان کی حالت یہ تھی کہ جب وہ اپنا ناشتہ اور شام کا کھانا لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو انھیں ہماری نسبت نصیحت تھی اس کی وجہ سے وہ لوگ خاص طور پر مجھے روٹی دیتے اور خود کھجور کھاتے۔ ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ میں روٹی کا کوئی ٹکڑا نہ پڑا جو مجھ کو نہ دیا ہو۔ کہا۔ تو مجھے شرم دامن گیر ہوتی اور اس کو واپس کر دیتا تو وہ پھر مجھے واپس دے دیتا اور چھوتا تک نہ تھا

۴۸۹ ابن ہشام نے کہا کہ النضر بن الحارث کے بعد بدر میں مشرکین کا پرچم بردار ابو عزیز ہی تھا۔ جب اس کے بھائی مصعب نے ابو الیسر سے جنھوں نے اسے قید کیا تھا مذکورہ بالا الفاظ کہے تو ابو عزیز نے ان سے کہا بھائی صاحب کیا آپ کو میرے متعلق یہی وصیت ہوئی ہے۔ تو مصعب نے اس سے کہا کہ تو میرا بھائی نہیں ہے بلکہ وہ میرا بھائی ہے۔ پھر اس کی ماں نے پوچھا کہ زیادہ سے زیادہ فدیہ جس کی ادائی پر کسی قریشی کو چھوڑ دیا گیا ہے اس کی مقدار کیا ہے اس سے کہا گیا کہ چار ہزار درہم تو اس نے چار ہزار درہم اس کا فدیہ بھیج کر اسکو چھڑا لیا۔

قریش کے آفت زدوں کا مکہ پہنچنا

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے آفت زدہ افراد میں سے پہلا شخص جو مکہ پہنچا ہے وہ الحیسمان بن عبداللہ الخزاعی تھا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ تمھارے اس طرف کی کیا خبر ہے تو اس نے کہا عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ابو الحکم بن ہشام اور امیہ بن خلف اور زمعہ بن الاسود اور الحجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ اور ابو البختری بن ہشام سب قتل ہو گئے اور جب

وہ قریش کے شرفاء کے نام شمار کرنے لگا تو صفوان بن امیہ جو مقام حجر میں بیٹھا ہوا تھا کہنے لگا واللہ اگر یہ شخص عقل رکھتا ہے تو اس سے میرے متعلق سوال کرو تو لوگوں نے اس سے کہا اچھا صفوان بن امیہ کے متعلق کیا خبر ہے۔ تو اس نے کہا وہ تو مقام حجر میں بیٹھا ہوا ہے اور واللہ بے شبہہ میں نے اس کے باپ کو اور اس کے بھائی کو اس وقت دیکھا ہے جب کہ وہ قتل ہو رہے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس نے ابن عباس کے آزاد کردہ عکرمہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابو رافع نے کہا کہ میں عباس بن عبد المطلب کا غلام تھا اور اسلام ہم گھر والوں میں داخل ہو چکا تھا۔ عباس نے اسلام اختیار کر لیا تھا اور ام الفضل نے اسلام اختیار کر لیا اور میں نے بھی اسلام اختیار کر لیا تھا۔ اور عباس اپنی قوم سے ڈرتے اور ان کی مخالفت کو ناپسند کرتے تھے اور اپنے اسلام کو چھپاتے تھے۔ اور وہ بہت مالدار تھے اور ان کا مال ان کے لوگوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اور ابولہب بدر میں شریک نہ تھا اور اپنے بجائے العاصی بن ہشام بن المغیرہ کو روانہ کیا تھا اور تمام لوگوں نے ایسا ہی کیا تھا جو شخص نہ گیا اور رہ گیا اس نے اپنی بجائے کسی اور شخص کو روانہ کیا تھا اور جب بدر کے آفت زدہ قریش والوں کی خبر اس کے پاس آئی تو اللہ نے اس کو ذلیل و رسوا کیا اور ہم نے خود میں قوۃ و اعزاز کا احساس کیا۔ (ابو رافع نے) کہا کہ میں ایک ضعیف شخص تھا اور میں تیروں کے بنانے کا کام کیا کرتا تھا اور انھیں میں زمزم کے پاس کے خیمے میں چھیلا کرتا تھا تو واللہ میں اسی خیمے میں اپنے تیر چھیلتے ہوئے بیٹھا تھا اور میرے پاس ام الفضل بھی بیٹھی ہوئی تھیں اور جو خبر ہمیں مل چکی تھی اس نے ہمیں مسرور کر دیا تھا کہ یکایک ابولہب بری طرح (سے) اپنے پیر گھسیٹتا (ہوا) آیا حتیٰ کہ خیمے کے کنارے (آکر) بیٹھ گیا اور اس کی پیٹھ میری پیٹھ کی طرف تھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ لوگوں نے کہا یہ لو ابو سفیان بن الحارث بن عبد المطلب آگیا۔ ۲۹۰

ابن ہشام نے کہا کہ ابو سفیان کا نام المغیرہ تھا۔

(راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے کہا اس کو میرے پاس لاؤ۔ اپنی عمر کی قسم تجھ کو تو سب کچھ معلوم ہوگا۔ (راوی نے) کہا۔ آخر وہ اس کے پاس بیٹھ گیا اور لوگ اس کے پاس کھڑے تھے۔ تو اس نے کہا بابا! مجھے بتاؤ تو ان لوگوں کی کیا حالت رہی۔ اس نے کہا واللہ واقعہ تو بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ ہم ان لوگوں کے مقابل ہوئے اور اپنے شانے ان کے حوالے کر دیے (اپنی مشکیں کسوادیں) وہ ہمیں جس طرح چاہتے قتل کرتے اور جس طرح چاہتے قیدی بنارہے تھے اور اللہ کی قسم باوجود اس کے لوگوں پر میں نے کوئی ملامت نہیں کی۔ ہم ایسے لوگوں کے مقابل ہوگئے تھے جو گورے گورے تھے اور ابلق گھوڑوں پر آسمان وزمین کے درمیان تھے۔ واللہ وہ کسی چیز کو نہ چھوڑتے تھے اور کوئی چیز انکے مقابل قائم نہ رہتی تھی۔ ابو رافع نے کہا۔ میں نے خیمے کی طنابیں اپنے ہاتھوں سے اٹھائیں۔ پھر میں نے کہا واللہ وہ تو فرشتے تھے۔ (راوی نے) کہا۔ ابو لہب نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور میرے منہ پر زور سے ایک تھپڑ مارا۔ انھوں نے کہا کہ۔ میں نے بھی اس کا بدلہ لیا تو اس نے مجھ کو اٹھالیا اور مجھے زمین پر دے مارا۔ پھر مجھ پر بیٹھ گیا اور مارنے لگا۔ اور میں کمزور تھا۔ تو ام فضل خیمے کی لکڑیوں میں سے ایک لکڑی لیکر اس کی طرف بڑھی اور اس (لکڑی) سے اس کو ایسا مارا کہ اس کا سر بری طرح پھٹ گیا اور کہا کہ اس کا سردار اس کے پاس[2] نہ ہونے کے سبب سے تو نے اس کو کمزور سمجھ لیا۔ پھر وہ اٹھ کر ذلت کے ساتھ چلا گیا۔ اور واللہ وہ سات روز سے زیادہ زندہ نہ رہا۔ اللہ نے اس کو عدسہ[1] نامی بیماری میں مبتلا کر دیا اور اس بیماری نے اس کی جان لے لی۔

---

[1] ۔ ابو ذر نے کہا ھی قرحہ قاتلہ کالطاعون۔ وہ طاعون کی طرح کا ایک پھوڑا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (ب ج د) میں "غاب عنہ سیدہ" ہے اور (الف) میں "غلب عنہ سیدہ" ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ (پہلے تو) قریش نے اپنے مقتولوں پر نوحہ خوانی کی اس کے بعد کہا کہ ایسا نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھیوں کو یہ خبر پہنچے گی تو وہ تمھاری اس حالت پر خوش ہوں گے اور اپنے قیدیوں (کی رہائی) کے متعلق بھی کسی شخص کو نہ بھیجو یہاں تک کہ ان کا کچھ انتظار کر لو ایسا نہ ہو کہ محمد اور اس کے ساتھی فدیے میں سختی کرنے لگیں۔ انھوں نے کہا کہ الاسود بن المطلب کی اولاد میں سے تین شخص اس آفت میں مبتلا ہوئے تھے زمعہ بن الاسود اور عقیل بن الاسود اور الحارث بن زمعہ اور وہ اپنی اولاد پر رونا چاہتا تھا۔ (راوی نے) کہا کہ۔ وہ اسی (تشش و پنج) میں تھا کہ اس نے رات میں یکایک (کسی کے) رونے کی آواز سنی تو اس نے اپنے ایک غلام سے کہا۔ اور (اس کی) بینائی جا چکی تھی۔ دیکھ تو کیا پکار کر رونا جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا قریش اپنے مقتولوں پر رو رہے ہیں۔ کہ میں بھی ابو حکیمہ یعنی زمعہ پر روؤں کیونکہ میرے اندر آگ لگ گئی ہے۔ (راوی نے) کہا جب غلام واپس آیا تو اس نے کہا وہ ایک عورت ہے جو صرف اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر رو رہی ہے۔ راوی نے کہا کہ۔ اسی موقع پر الاسود کہتا ہے۔ ۲۹۱

أَتَبْكِي أَنْ يَضِلَّ لَهَا بَعِيرٌ ۔۔۔ وَيَمْنَعُهَا مِنَ النَّوْمِ السُّهُودُ

کیا وہ اپنے ایک اونٹ کے کھو جانے پر روتی ہے اور سونے سے بے خوابی اس کو روک رہی ہے۔

فَلَا تَبْكِي عَلَى بَكْرٍ وَلٰكِنْ ۔۔۔ عَلَى بَدْرٍ تَقَاصَرَتِ الْجُدُودُ

اے عورت جوان اونٹ کے کھو جانے پر نہ رو بلکہ (واقعہ) بدر پر رو جس کا نصیبہ پھوٹ گیا ہے۔

عَلَى بَدْرٍ سَرَاةِ بَنِي هُصَيْصٍ ۔۔۔ وَمَخْزُومٍ وَرَهْطِ أَبِي الْوَلِيدِ

بدر پر رو بنی ہصیص کے سردار پر رو ۔ اور (بنی) مخزوم پر
رو اور ابوالولید کی جماعت پر رو ۔

وَبَكِّي إِنْ بَكَيْتِ عَلَى عَقِيلٍ　　وَبَكِّي حَارِثًا أُسَدَ الأُسُودِ

اور اگر تجھے رونا ہے تو عقیل پر رو ۔ اور حارث پر رو
جو شیروں کا شیر تھا ۔

وَبَكِّيهِمْ وَلَا تَسَمِي جَمِيعًا　　وَمَا لِأَبِي حَكِيمَةَ مِنْ نَدِيدِ ۲۹۲

اور ان سب پر رو اور رونے سے بیزار نہ ہو اور ابوحکیمہ
کا تو کوئی مدمقابل ہی نہ تھا ۔

أَلَا قَدْ سَادَ بَعْدَهُمُ رِجَالٌ　　وَلَوْلَا يَوْمُ بَدْرٍ لَمْ يَسُودُوا

سن لو کہ ان اگلے لوگوں کے بعد ایسے لوگ سردار بن گئے
ہیں کہ اگر جنگ بدر نہ ہوئی ہوتی تو وہ ہرگز سردار نہ بن سکتے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو وداعہ بن ضبیرۃ السہمی بھی تھا ۔
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

إِنَّ لَهُ بِمَكَّةَ ابْنًا كَيِّسًا تَاجِرًا ذَا مَالٍ وَكَأَنَّكُمْ بِهِ قَدْ جَاءَكُمْ فِي
طَلَبِ فِدَاءِ أَبِيهِ

مکہ میں اس کا ایک ہوشیار لڑکا ہے جو تاجر اور مالدار ہے
اور گویا وہ تمہارے پاس اپنے باپ کا فدیہ دیکر چھڑانے کے لیے
آچکا ہے ۔

اور جب قریش نے یہ کہا کہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑانے کے
متعلق جلدی نہ کرو کہ محمد اور اس کے ساتھی سختی نہ کریں تو مطلب بن ابی وداعہ

نے جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ الفاظ (ارشاد) فرمائے تھے کہا کہ تم سچ کہتے ہو جلدی نہ کرنا چاہیئے اور خود رات کو چھپ کر نکل گیا اور مدینہ آیا اور اپنے باپ کو چار ہزار درہم دے کر چھڑا لے گیا۔

سہیل بن عمرو کا حال

کہا کہ قریش نے قیدیوں کی رہائی کے لیے آدمی بھیجے تو مکرز بن حفص ابن الاخیف سہیل بن عمرو کی رہائی کے لیے آیا اور اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے اسیر کیا تھا تو اس نے کہا:۔

أَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا أَبْتَغِي أَسِيرًا بِهِ مِنْ جَمِيعِ الْأُمَمِ

میں نے سہیل کو اسیر کیا ہے اور اس کے عوض میں تمام اقوام میں سے کسی کو بھی اسیر بنانا نہیں چاہتا۔

وَخِنْدِفُ تَعْلَمُ أَنَّ الْفَتَى فَتَاهَا سُهَيْلٌ إِذَا يُظَّلَمْ

اور (بنی) خندف جانتے ہیں کہ جوان مرد (صرف) انہی کے قبیلے میں کا سہیل ہی جواں مرد ہے جبکہ وہ اپنے ظلم کا بدلہ لینا چاہے۔

ضَرَبْتُ بِهِ الشَّفْرِ حَتَّى انْثَنَى وَأَكْرَهْتُ نَفْسِي عَلَى ذِي الْعَلَمْ ۲۹۳

میں نے اس پر (تلوار کی) بار ماری حتیٰ کہ وہ جھک پڑا اور ہونٹ کٹے پر (دست درازی کرنے میں) میں نے اپنے نفس کو مجبور کیا۔

اور سہیل کا نیچے کا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علما، شعر مالک بن الدخشم کی جانب اس شعر

کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر بن لوئی والے محمد بن عمرو بن عطاء نے بیان کیا کہ عمر بن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے کے دونوں (نیچے اور اوپر کے) دو دو دانت توڑ دوں کہ اس کی زبان لٹک جائے اور آپ کے خلاف کسی جگہ تقریر کرنے کے لیے کبھی نہ کھڑا ہو سکے۔ (راوی نے کہا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—

لَا أُمَثِّلُ بِهِ فَيُمَثِّلُ اللّٰهُ بِي وَإِنْ كُنْتُ نَبِيًّا

(نہیں) میں اس کو مثلہ نہ کروں گا (ایسے اعضا معدوم نہ کروں گا جس سے صورت بگڑ جائے) کہ اللہ مجھے بھی مثلہ کر دے گا اگرچہ کہ میں نبی ہوں۔

مجھے یہ بھی خبر معلوم ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اسی حدیث میں فرمایا:—

إِنَّهُ عَسَى أَن يَقُومَ مَقَامًا لَا تَذُمُّهُ

اور بات یہ ہے کہ اس سے امید ہے کہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہوگا کہ تم اس کی مذمت نہ کرو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان شاء اللہ اس مقام کا ذکر عنقریب ہم اس کے مقام پر کریں گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مکرز نے ان لوگوں سے سہیل کے متعلق بات چیت کی اور ان کی رضامندی حاصل کر لی تو ان لوگوں نے کہا اچھا جو کچھ ہمیں دینا ہے لاؤ دے دو تو اس نے کہا کہ اس کے پاؤں کے بجائے میرا پاؤں رکھ لو (یعنی اس کے بجائے مجھے قید میں رکھو) اور اسے چھوڑ دو کہ وہ تمھارے پاس اپنا فدیہ روانہ کرے تو سہیل کو چھوڑ دیا اور مکرز کو اپنے پاس

قید رکھا تو مکرز نے کہا۔

۲۹۴ فَدَیتُ بِأَذوادٍ ثَمَانٍ سِبیٰ فَتیً　　یَنالُ الصَّمِیمَ غُرمُھَا لاَ المَوالِیَا

میں نے آٹھ اونٹ (یا قیمتی اونٹ) اس نوجوان کے چھڑانے کے لیے دیئے جس کے تاوان میں غلام نہیں شرفا پکڑے جاتے ہیں۔

رَھَنتُ یَدِی وَالمَالُ أَیسَرُ مِن یَدِی　　عَلَیَّ وَلٰکِنّی خَشِیتُ المَخَازِیَا

میں نے اپنے ہاتھ کو (یعنی اپنی ذات کو) رہن کر دیا حالانکہ مجھے اپنے آپ کو رہن کرنے کی بہ نسبت مال کا رہن کرنا آسان تھا لیکن میں رسوائیوں سے ڈرا۔

وَقُلنَا سُھَیلٌ خَیرُنَا فَاذھَبُوا بِہِ　　لِأَبنَائِنَا حَتّیٰ نُدِیرَ الأَمَانِیَا

اور ہم نے کہا کہ سہیل ہم میں کا بہترین شخص ہے اس لیے ہمارے بچوں کے واسطے اسی کو لے جاؤ تاکہ ہم اپنی امیدوں میں (کامیابی کی) رونق پائیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو مکرز کی طرف منسوب کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان بن حرب بدر کے قیدیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں قید تھا۔ اور یہ عقبہ بن ابی معیط کی بیٹی کا لڑکا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن ابی سفیان کی ماں۔ ابو عمرو کی بیٹی تھی اور ابو معیط بن ابی عمرو کی بہن تھی۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب رضوان اللہ علیہ نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا انھوں نے کہا اس لیے ابوسفیان سے کہا گیا کہ اپنے بچے عمرو کا فدیہ دے تو اس نے کہا کہ (کیا خوب) میرا خون بھی بہے اور مال بھی جائے۔ انھوں نے حنظلہ کو تو قتل ہی کر دیا اور (اب میں) عمرو کا بھی فدیہ دوں اس کو انھیں لوگوں کے ہاتھوں میں رہنے دو جب تک ان کا جی چاہے اس کو قید رکھیں (راوی نے) کہا وہ اسی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں قید تھا کہ بنی عمرو ابن عوف کی شاخ بنی معاویہ میں کے سعد بن نعمان بن اکال عمرے کے لیے نکلے اور
۲۹۵ ان کے ساتھ چند دودھیل اونٹنیاں بھی تھیں اور یہ سن رسیدہ مسلمان تھے اور مقام نقیع میں اپنی بکریوں میں رہا کرتے تھے اور وہیں سے وہ عمرے کے لیے نکلے اور جو سلوک ان کے ساتھ کیا گیا اس کا انھیں خوف تک بھی نہ تھا اور انھیں یہ گمان تک بھی نہ تھا کہ وہ مکہ میں قید کر لیے جائیں گے کیونکہ وہ عمرے کے لیے نکلے تھے اور قریش سے اس بات کا عہد تھا کہ کوئی شخص حج یا عمرے کے لیے آئے تو اس کے ساتھ بجز بھلائی کے کسی دوسری طرح پیش نہ آئیں گے غرض ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں ان پر ظلم و زیادتی کی اور انھیں اور ان کے لڑکے عمرو کو قید کر لیا۔ اور ابوسفیان نے کہا:۔

أَرَهْطَ بَنِي اكَّالٍ أَجِيبُوا دُعَاءَهُ تَفَاقَدْتُمُ لَا تُسْلِمُوا السَّيِّدَ الْكَهْلَا

اے بنی اکال کی جماعت اس کی پکار کا جواب دو وہ تمھارے ہاتھ سے نکل گیا (لیکن ایسے) سن رسیدہ سردار کو (دشمن کے ہاتھوں میں) نہ چھوڑ دو۔

فَإِنَّ بَنِي عَمْرٍو لِئَامٌ أَذِلَّةٌ لَئِنْ لَمْ يَفُكُّوا عَنْ أَسِيرِهِمُ الْكَبْلَا

کیونکہ بنی عمرو ذلیل اور فرومایہ (شمار) ہونگے اگر انھوں نے اپنے ایسے قیدی کو جو سخت قید میں ہے رہائی نہ دلائی۔

توحسان بن ثابت نے اس کے جواب میں کہا:۔

لَوْ كَانَ سَعْدٌ يَوْمَ مَكَّةَ مُطْلَقًا　　لَأَكْثَرَ فِيكُمْ قَبْلَ أَنْ يُؤْسَرَ الْقَتْلَا

کہ (میں اس کی گرفتاری) کے روز اگر سعد آزاد ہوتا تو قید
ہونے سے پہلے اس نے تم میں کے بہتوں کو

بِعَضْبٍ حُسَامٍ أَوْ بِصَفْرَاءَ نَبْعَةٍ　　تَحِنُّ إِذَا مَا أُنْبِضَتْ تَحْفِزُ النَّبْلَا

تیز تلوار سے قتل کر دیا ہوتا یا نبعہ (کے درخت کی لکڑی)
کی زرد (کمان) سے جس سے ایک (زناٹے کی) آواز آتی ہے جبکہ
وہ تیر کی انتہا تک کھینچی جائے۔

اور بنی عمرو بن عوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ کو اس کی اطلاع دی اور آپ سے استدعا کی کہ عمرو بن ابی سفیان کو ان کے حوالے کیا جائے کہ اس کے عوض میں وہ اپنے آدمی کو چھڑا لائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی استدعا منظور فرمائی انھوں نے اس کو ابو سفیان کے پاس روانہ کیا تو اس نے سعد کو چھوڑ دیا۔

ابو العاص[1] بن الربیع کی قید

۲۹۶ ابن اسحٰق نے کہا کہ قیدیوں میں ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ ابن عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد آپ کی صاحبزادی زینب کے شوہر بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کو خراش بن الصمۃ بنی حرام میں کے ایک شخص نے

[1] (الف) "العاصی" آخر میں یا کے ساتھ اور (ب ج د) میں العاص بغیر یا کے لکھا ہے۔
(احمد محمودی)

قید کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو العاص کا مکہ کے ان لوگوں میں شمار تھا جو مال، امانت اور تجارت کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور یہ ہالہ بنت خویلد کے فرزند تھے اور (ام المومنین) خدیجہ ان کی خالہ تھیں (جناب) خدیجہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ (زینب سے) ان کا نکاح کر دیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مخالفت نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعہ آپ پر وحی کے نزول سے پہلے کا تھا۔ آپ نے (ان سے) ان کا نکاح کر دیا تھا۔ اور وہ (جناب خدیجہ) ان کو اپنے لڑکے کی طرح سمجھتی تھیں اور جب اللہ نے اپنے رسول کو اپنی نبوت کی عزت عطا فرمائی تو آپ پر (جناب) خدیجہ اور آپ کی لڑکیاں تو ایمان لائیں اور آپ کی تصدیق کی اور اس بات کی گواہی دی کہ جو چیز آپ لائے ہیں وہ سچ ہے اور ان سب نے آپ ہی کا دین اختیار کر لیا لیکن ابو العاص اپنے شرک ہی پر جمے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ یا ام کلثوم سے عتبہ بن ابی لہب کا نکاح کر دیا تھا۔ جب آپ نے قریش کو اللہ کے احکام پہنچانے اور ان سے مخالفت کرنے کی ابتدا فرمائی تو ان لوگوں نے کہا کہ تم نے محمد کو اس کی فکروں سے سبکدوش کر دیا ہے اس لیے اس کی بیٹیوں کو اس کے پاس لوٹا دو اور ان کی فکر میں اس کو مشغول کر دو۔ اور ان سب نے ابو العاص کے پاس جا کر اس سے کہا کہ تو اپنی بیوی کو چھوڑ دے قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کر دیں گے۔ انھوں نے کہا نہیں واللہ ایسی حالت میں تو میں نہ اپنی بیوی کو چھوڑوں گا اور نہ اپنی بیوی کے بدلے قریش کی کسی عورت کو میں پسند کرتا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی دامادی کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔ پھر وہ لوگ عتبہ ابن ابی لہب کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ محمد کی بیٹی کو طلاق دیدے۔ قریش کی جو عورت تو چاہے ہم اس سے تیرا نکاح کیے دیتے ہیں تو اس نے کہا کہ اگر تم میرا نکاح ابان بن سعید بن العاصؓ کی بیٹی یا سعید بن العاصی[1] کی بیٹی سے کر دو

[1] یہاں بھی (الف) میں العاصی بیاد لکھا ہے اور (ب ج د) میں العاص بغیر یاد کے۔ (احمد محمودی)

تو میں اسے چھوڑے دیتا ہوں ۔ انھوں نے سعید بن العاصی کی بیٹی سے اس کا نکاح کر دیا اور اس نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی کو) چھوڑ دیا ۔ وہ ان کے ساتھ خلوت میں بھی نہیں گیا تھا۔ اس طرح اللہ نے ان کو (صاحبزادی صاحبہ کو) اس کے ہاتھوں سے چھڑا کر ان کی عزت رکھ لی اور اس کو ذلیل کیا۔ اس کے بعد عثمان بن عفان اس کے بجائے ان کے شوہر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں مجبوری کے تحت (ایسے
۲۹۷ تعلقات کو) نہ جائز فرماتے تھے اور نہ ناجائز۔ اور زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسلام اختیار کر لیا تھا تو ان کے اور ابو العاصی بن الربیع کے درمیان اسلام نے تو تفریق کر دی تھی لیکن ان کو ان سے الگ کرا لینے کا اختیار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا اس لیے وہ (صاحبزادی صاحبہ) باوجود اپنے اسلام کے انھیں کے ساتھ رہیں حالانکہ وہ اپنے شرک پر (قائم) تھے ۔ یہاں تک کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی اور قریش بدر کی جانب بڑھے تو انھیں میں ابو العاصی بن الربیع بھی تھے اور بدر کے قیدیوں میں وہ بھی گرفتار ہو گئے اور مدینہ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر نے اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی (ام المومنین نے) کہا کہ جب مکہ والوں نے اپنے قیدیوں کی رہائی کے لیے (رقم) روانہ کی تو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابو العاصی کی رہائی کے لیے کچھ مال روانہ کیا اور اس میں اپنی ایک مالا بھی روانہ کی جس کو خدیجہ نے رخصت کرتے وقت انھیں پہنا کر ابو العاصی کے پاس روانہ کیا تھا۔ (ام المومنین نے) کہا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس (مالے) کو ملاحظہ فرمایا تو اس کو دیکھ کر آپ کا دل بہت بھر آیا اور فرمایا :۔

إِنْ رَأَيْتُمْ أَنْ تُطْلِقُوا لَهَا أَسِيرَهَا وَتَرُدُّوا عَلَيْهَا مَالَهَا فَافْعَلُوا

اگر تمھیں مناسب معلوم ہو کہ اس کے قیدی کو تم اس کے لیے
چھوڑ دو اور اس کا مال اس کو لوٹا دو تو (ایسا) کرو۔

ان لوگوں نے کہا اچھا یا رسول اللہ۔ اور انھوں نے ابوالعاصی کو چھوڑ دیا اور (بی بی) زینب کا جو کچھ مال تھا وہ واپس کر دیا۔

زینب کا مدینہ کی جانب سفر



کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اقرار لے لیا تھا یا انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا کہ زینب کو آپ کے پاس آنے کی اجازت دی جائے گی یا ان کی رہائی کی شرطوں میں یہ بھی ایک شرط تھی لیکن یہ بات نہ ان کی جانب سے ظاہر ہوئی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کہ معلوم ہوتا کہ وہ کیا (معاملہ) تھا۔ مگر جب ابوالعاصی کو چھوڑ دیا گیا اور وہ مکہ چلے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور انصار میں کے ایک شخص کو اسی وقت روانہ فرمایا اور (یہ) فرمایا:-

كُونَا بِبَطْنِ يَأْجِجَ حَتَّى تَمُرَّ بِكُمَا زَيْنَبُ فَتَصْحَبَاهَا حَتَّى تَأْتِيَانِي بِهَا

تم دونوں (جا کر) بطن یأجج میں رہو۔ یہاں تک کہ تمھارے
پاس سے زینب گزرے (جب وہ تمھارے پاس سے گزرے) تو
اس کے ساتھ ہو جاؤ یہاں تک کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ ۲۹۸

پس وہ دونوں اسی وقت نکلے اور یہ واقعہ بدر کے ایک مہینے بعد کا یا اس سے کچھ کم زیادہ کا تھا۔ اور جب ابوالعاص مکہ آئے تو انھوں نے زینب کو اپنے والد سے جا کر ملنے کا حکم دیا تو وہ جانے کے سامان کرنے لگیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر نے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ (بی بی) زینب کے متعلق مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ خود انھوں نے کہا کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے والد سے جا کر ملنے کا سامان مکہ میں کر رہی تھی کہ مجھ سے عتبہ کی بیٹی ہند ملی اور اس نے کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کیا مجھے اس کی خبر نہیں مل گئی کہ تم اپنے والد سے جا کر ملنے کا ارادہ رکھتی ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ میں نے کہا کہ میرا یہ ارادہ تو نہیں ہے۔ اس نے کہا اے میری چچازاد بہن (ایسا) نہ کہو (یعنی مجھ سے بات نہ چھپاؤ)۔ اگر تمھیں کسی سامان کی ضرورت ہو جو تمھیں تمھارے سفر میں آرام دے یا تمھیں اپنے والد تک پہنچنے کے لیے رقم کی ضرورت ہو تو تمھارے کام کی چیز میرے پاس موجود ہے اس لیے (اس خبر کی اطلاع دینے میں) مجھ سے بخل نہ کرو۔ کیونکہ عورتوں کے تعلقات میں وہ چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی جو مردوں کے تعلقات میں ہو۔ (بی بی زینب نے) کہا۔ واللہ میں نے تو یہی خیال کیا کہ اس نے جو کچھ کہا وہ (حقیقت میں ویسا ہی) کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہا۔ لیکن مجھے اس سے خوف ہوا اور میں نے اس بات کے کہنے سے انکار کر دیا کہ میں اس بات کا ارادہ رکھتی ہوں اور میں نے تیاری کر لی ہے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی اپنے سفر کی تیاری کر چکیں تو ان کا دیور (یا جیٹھ) ان کے شوہر کا بھائی کنانہ بن الربیع ان کے پاس اونٹ لایا اور وہ اس پر سوار ہو گئیں اور اس نے اپنی کمان اور ترکش لے لیا اور ان کو لیکر دن کے وقت اس اونٹ کی نکیل کھینچتا ہوا لے چلا اس حال میں کہ وہ اپنے ہودج میں بیٹھی ہوئی ہیں قریش کے لوگوں میں اس کا چرچا ہوا اور ان کی تلاش میں نکلے حتیٰ کہ انھوں نے ان کو ذی طوی میں آ لایا اور پہلا شخص جو ان تک آ پہنچا وہ ہبار بن الاسود بن المطلب بن اسد بن عبد العزی الفہری تھا اور وہ اپنے ہودج ہی میں تھیں کہ ہبار نے انھیں اپنی برچھی سے ڈرایا۔ لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ حاملہ تھیں اور جب انھیں ڈرایا دھمکایا گیا تو ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ اور ان کا دیور (یا جیٹھ) بیٹھ گیا اور اپنے ۲۹۹

ترکش میں کے تیر زمین پر جھٹک دئیے اور کہا واللہ جو شخص میرے نزدیک آئے اس کو میں اپنے تیر کا نشانہ بناتا ہوں آخر لوگ اس کے پاس سے لوٹ گئے اور ابوسفیان قوم کے کچھ اور بڑے لوگوں کو لیے ہوئے آیا اور کہا اے شخص اپنے تیروں کو روک کہ ہم تجھ سے کچھ بات چیت کریں۔ اس نے تیر روک لیے اور ابوسفیان آگے بڑھا اور اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی۔ تو اس عورت کو لے کر دن دہاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے اور تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا بھی علم ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تو اس کی بیٹی کو اس کی جانب کھلم کھلا سب لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جائیگا تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی اسی ذلت کے سبب سے رونما ہوا ہے جو ہم پر مصیبت آئی ہے اور یہ کہ اس کا وقوع بھی ہمارے ضعف اور ہماری کمزوری کے سبب سے ہوا ہے اور اپنی عمر کی قسم! ہمیں اس کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن (اس وقت تو) اس عورت کو لے کر تو لوٹ جا۔ یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم نے اس کو لوٹا دیا ہے تو پھر اس کو چپکے سے لے کر نکل جا اور اس کو اس کے باپ کے پاس پہنچا دے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ اس نے ویسا ہی کیا اور وہ چند روز وہیں رہیں یہاں تک کہ جب آوازیں خاموش ہو گئیں تو انھیں لے کر وہ رات کے وقت نکلا اور انھیں زید بن حارثہ اور ان کے ساتھی کے حوالے کر دیا اور وہ دونوں انھیں لیے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن رواحہ نے یا بنی سالم بن عوف والے ابوخیثمہ نے (بی بی) زینب کے واقعے کے متعلق کہا ہے۔

۳۰۰ ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار ابوخیثمہ کے ہیں:۔

أَتَانِي الَّذِي لَا يَقْدُرُ النَّاسُ قَدْرَهُ ... لِزَيْنَبَ فِيهِمْ مِنْ عُقُوقٍ وَمَأْثَمِ

میرے پاس وہ شخص آیا (یا اس واقعے کی خبر پہنچی) جس کی
جیسی قدر کرنا چاہیے لوگ اس کی ویسی قدر نہیں کرتے وہ شخص (یا
وہ واقعہ) زینب سے تعلق رکھنے والا ہے جو ان لوگوں کے خلاف
اور (ان کی دانست میں) گناہ تھا۔

وإخراجُها لم يُخزَ فيها محمدٌ على مأقِطٍ وبيننا عِطرُ منشمِ

وہ زینب کا (مکہ سے) نکال لانا تھا جس میں محمد (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) کی کسی طرح کی رسوائی نہیں ہوئی۔ باوجود اس کے
کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں ان میں منحوس عطر مہک رہا تھا۔

وأمسى أبو سفيانَ من حِلفِ ضمضمٍ ومن حربنا في رَغمِ أنفٍ ومَندمِ

اور ابو سفیان اپنے حلیف ضمضم کے متعلق اور ہم سے
لڑائی مول لینے کے سبب سے ذلیل اور نادم ہو چکا تھا۔

قرنّا ابنَه عمراً ومولى يمينِه بذي حَلَقٍ جَلدِ الصلاصلِ مُحكَمِ

ہم نے اس کے بیٹے عمرو اور اس کے حلیف کو حلقوں والی
بڑی جھنکار والی مضبوط (زنجیر) میں جکڑ دیا۔

فأقسمتُ لا تنفكُّ منّا كتائبٌ سَراةُ خميسٍ في لُهامٍ مُسوَّمِ

پھر میں نے قسم کھالی کہ ہمارے لشکر کی ٹولیاں۔ لشکر کے
سردار ایک خاص نشان والے عدد کثیر کے ساتھ ہمیشہ۔

تَرُوعُ[1] قريشَ الكفرِ حتّى نعلَّها بخاطمةٍ فوقَ الأنوفِ بميسمِ

کفر کی ٹولیوں کو ڈراتے رہیں گے حتیٰ کہ بار بار حملہ کر کے

---

[1] (الف) میں نزوع زائے معجمہ سے لکھا ہے جس کے متعلق حاشیہ (ب) میں لکھا ہے کہ وہ تحریف ہے۔ لیکن میرے خیال میں اس کے بھی معنی بن سکتے ہیں کیونکہ اس کے معنی حرکت دینے اور موڑنے کے ہیں۔ لیکن نسخہ (ب ج د)

ان کی ناکوں میں داغ دینے والے آلے کے ذریعے نکیل ڈال دیں گے۔

نُنَزِّلُهُمْ أَكْنَافَ نَجْدٍ وَنَخْلَةٍ ۔۔۔ وَإِنْ يُتْهِمُوا بِالْخَيْلِ وَالرَّجْلِ نُتْهِمِ ۳۰۱

ہم نجد (سطح مرتفع) ونخلہ (کھجور بن) کے اطراف واکناف
میں ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے اور اگر وہ سوار اور پیادوں کو لیکر
تہامہ (نشیبی زمین) میں اتر جائیں تو ہم وہاں بھی نازل ہوں گے۔

يَدَ الدَّهْرِ حَتَّى لَا يُعَوَّجَ سِرْبُنَا ۔۔۔ وَنُلْحِقُهُمْ آثَارَ عَادٍ وَجُرْهُمِ

ابد تک (ان سے مقابلہ کرتے رہیں گے) یہاں تک کہ ہمارا
راستہ سیدھا ہو جائے اور ہم انھیں عاد وجرہم کے نشانات سے
ملا دیں گے (یعنی برباد وہلاک کر دیں گے)

وَيَنْدَمُ قَوْمٌ لَمْ يُطِيعُوا مُحَمَّدًا ۔۔۔ عَلَى أَمْرِهِمْ وَأَيَّ حِينٍ تَنَدُّمِ

اور وہ قوم اپنے کیے پر پچھتائے گی جس نے محمد (رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت نہ کی اور کیسے وقت وہ پچھتائے گی
(جبکہ پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا)۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ إِمَّا لَقِيتَهُ ۔۔۔ لَئِنْ أَنْتَ لَمْ تُخْلِصْ سُجُودًا وَتُسْلِمِ

تو اے مخاطب) اگر تو ابو سفیان سے ملے تو تو اس کو یہ
پیام پہنچا دے کہ اگر تو خلوص کے ساتھ نہ جھکا اور بات نہ مانی تو۔

فَأَبْشِرْ بِخِزْيٍ فِي الْحَيَاةِ مُعَجَّلٍ ۔۔۔ وَسِرْبَالِ قَارٍ خَالِدًا فِي جَهَنَّمِ

زندگی ہی میں فوری رسوائی وذلت کی اور جہنم میں روغن قار کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ـــــ راجح اور نسخہ (الف) مرجوح ہے۔ (احمد محمودی)

ابدی لباس پہننے کی ابھی سے خوشیاں منا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں "وسربال نار" بھی آیا ہے یعنی آگ کے کپڑے پہننے کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عامر بن الحضرمی ہے جو قیدیوں میں تھا۔ اور الحضرمی اور حرب بن امیہ کے درمیان معاہدہ تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابوسفیان کے حلیف سے مراد عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ہے اور عامر بن الحضرمی (جس کا ذکر ابن اسحٰق نے کیا ہے) وہ تو بدر میں قتل ہو چکا تھا۔

اور جب وہ لوگ لوٹ گئے جو زینب کی جانب نکلے تھے اور ان سے اور ہند بنت عتبہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے ان سے کہا:۔ ۳۰۲

أَفِي السِّلْمِ أَعْيَارًا جَفَاءً وَغِلْظَةً وَفِي الْحَرْبِ أَشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا صلح و آشتی کی حالت میں (لوگ) بے وفائی اور سختی میں گدھوں کی طرح اور حالت جنگ میں حیض والی عورتوں کی طرح ہیں۔

اور جب کنانہ بن الربیع نے زینب کو ان دونوں شخصوں کے حوالے کیا تو زینب کے متعلق اس نے کہا:۔

عَجِبْتُ لِهَبَّارٍ وَأَوْبَاشِ قَوْمِهِ يُرِيدُونَ إِخْفَارِي بِبِنْتِ مُحَمَّدِ

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں سے حیران ہوں کہ وہ چاہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی کے ساتھ جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے۔

وَلَسْتُ أُبَالِي مَا حَيِيتُ عَدِيدَهُمْ وَمَا اسْتَجْمَعَتْ قَبْضًا يَدِي بِالْمُهَنَّدِ

اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروا نہیں کرتا جب تک کہ میرا ہاتھ ہندی تلوار کو مضبوطی سے

تھامے ہوئے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یزید بن ابی حبیب نے بکیر بن عبداللہ بن الاشج سے اور انھوں نے سلیمان بن یسار سے اور انھوں نے ابو اسحٰق الدوسی سے ابو ہریرہ کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں میں بھی تھا اور ہمیں حکم فرمایا تھا:۔

إِنْ ظَفِرْتُمْ بِهَبَّارِ بْنِ الْأَسْوَدِ أَوِ الرَّجُلِ الْآخَرِ الَّذِي سَبَقَ مَعَهُ إِلَى زَيْنَبَ فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ

اگر تم ہبار بن الاسود پر یا اس دوسرے شخص پر جو اس کے ساتھ زینب کی جانب بڑھا تھا قابو پاؤ تو ان دونوں کو آگ سے جلا دو۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے اس دوسرے شخص کا نام اپنی روایت میں بتایا ہے کہ وہ نافع بن عبد قیس تھا۔

(ابن اسحٰق نے) کہا کہ جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے ہماری جانب کہلا بھیجا کہ:۔

إِنِّي قَدْ[1] كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ بِتَحْرِيقِ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا ثُمَّ رَأَيْتُ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ ظَفِرْتُمْ بِهِمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔

---

[1] (ب ج د) میں "قد" نہیں ہے۔ صرف (الف) میں ہے۔ (احمد محمودی)

بے شبہہ میں نے تمھیں ان دونوں آدمیوں کے متعلق حکم دیا تھا کہ اگر تم ان کو گرفتار کر لو تو جلا دینا۔ اس کے بعد میری یہ رائے ہوئی ہے کہ اللہ کے سوا کسی شخص کے لیے یہ بات سزاوار نہیں کہ وہ آگ کی سزا دے اس لیے اگر تم ان پر قابو پاؤ تو انھیں قتل کر دینا۔

ابو العاص بن الربیع کا اسلام



ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو العاص مکہ میں رہے اور (بی بی) زینب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں رہیں کہ اسلام نے ان دونوں میں تفریق کر دی تھی یہاں تک کہ فتح (مکہ) کے کچھ روز پہلے ابو العاص شام کی جانب تجارت کے لیے نکل گئے اور یہ خود اپنے مال کے لحاظ سے بھی بے فکر تھے اور قریش کے بہت سے افراد نے بھی تجارت کے لیے اپنے مال دیئے تھے۔ جب وہ اپنی تجارت سے فارغ ہوئے اور لوٹ کر آنے لگے تو رسول اللہ ۳۰۳
صلی اللہ علیہ وسلم کی روانہ کی ہوئی جماعت کے لوگوں نے انھیں ملا لیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا وہ لے لیا لیکن یہ خود بھاگ نکلے اور گرفتار نہ ہو سکے۔ وہ جماعت جب ان سے حاصل کیا ہوا مال لے کر (مدینہ) آگئی تو ابو العاص بھی رات کی تاریکی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب کے پاس آگئے اور ان سے پناہ طلب کی تو انھوں نے انھیں پناہ دیدی۔ اور یہ اپنے مال کی طلب کے لیے آئے تھے۔ یزید بن رومان کے بیان کے موافق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے برآمد ہوئے اور آپ نے تکبیر فرمائی تو اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی (یعنی سب کے سب نماز پڑھنے لگے) (اس وقت) زینب نے عورتوں کے چبوترے سے بلند آواز سے کہا لوگو! میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دی ہے۔ (راوی نے) کہا کہ۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا لوگوں کی جانب توجہ فرمائی تو فرمایا:۔

أَيُّهَا النَّاسُ هَلْ سَمِعْتُمْ مَا سَمِعْتُ

لوگو! کیا (وہ) تم نے بھی سنا جو میں نے سنا ہے۔ لوگوں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا:۔

أَمَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا عَلِمْتُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ حَتَّى سَمِعْتُ مَا سَمِعْتُمْ إِنَّهُ يُجِيرُ عَلَى الْمُسْلِمِينَ أَدْنَاهُمْ۔

سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے مجھے کسی بات کا علم نہ تھا یہاں تک کہ میں نے وہ (آواز) سنی جس کو تم نے بھی سنا۔ بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابل ان میں ایک ادنیٰ شخص بھی پناہ دیتا ہے۔ (پناہ دینے کا حق رکھتا ہے)

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس (بیت الشرف میں) اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے گئے تو فرمایا:۔

أَيْ بُنَيَّةُ أَكْرِمِي مَثْوَاهُ وَلَا يَخْلُصَنَّ إِلَيْكِ فَإِنَّكِ لَا تَحِلِّينَ لَهُ

بیٹی اس کی خاطر داری کرنا اور اس کو اپنے ساتھ خلوت میں نہ آنے دینا کیونکہ تم اس کے لیے حلال نہیں ہو۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جماعت سے جس نے ابوالعاص کا مال لے لیا تھا کہلا بھیجا کہ:۔

إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ مِنَّا حَيْثُ قَدْ عَلِمْتُمْ وَقَدْ أَصَبْتُمْ لَهُ مَالًا فَإِنْ تُحْسِنُوا وَتَرُدُّوا عَلَيْهِ الَّذِي لَهُ فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ

یہ شخص ہم سے جو تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمھیں علم ہی ہے
اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے تو اگر تم اس کے ساتھ نیک سلوک
کرو اور اس کا مال اسے لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے۔

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَهُوَ فَيْءُ اللَّهِ الَّذِي أَفَاءَ عَلَيْكُمْ فَأَنْتُمْ أَحَقُّ بِهِ

اور اگر تم (ایسا کرنے سے) انکار کرو تو تم کو اس کا زیادہ
حق ہے۔ کیونکہ وہ (مال) اللہ کی راہ میں (آگیا) ہے جس نے وہ
تمھیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آخر ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ (ایسا نہو گا) بلکہ ان کا مال انھیں واپس کر دیں گے۔ اور انھوں نے ان کا مال انھیں لوٹا دیا یہانتک کہ کوئی شخص ڈول لاتا کوئی مشک لاتا کوئی لوٹا لاتا اور کوئی ٹیڑھے سر والی لکڑی لا رہا تھا جو گٹھڑیوں کے اٹھانے کے لیے ان میں لگائی جاتی ہے یہاں تک کہ ۳۰۴
ان کا تمام مال انھیں واپس کر دیا گیا اور اس میں سے ان کی کوئی چیز گم نہوئی۔ اس کے بعد وہ انھیں مکہ اٹھا لے گئے اور قریش کے ہر ایک سامان والے کو اس کا سامان اور جس نے تجارت میں حصہ لیا تھا اس کو اس کا حصہ ادا کر دیا پھر انھوں نے کہا۔ اے گروہ قریش! کیا تم میں سے کسی کا کچھ مال میرے پاس رہ گیا ہے۔ انھوں نے کہا اللہ تمھیں جزائے خیر دے کچھ باقی نہیں رہا اور ہم نے تم کو پورا حق ادا کرنے والا اور شریف پایا۔ (تو) انھوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واللہ مجھے آپ کے پاس اسلام اختیار کرنے سے کوئی امر مانع نہ تھا بجز اس خوف کے کہ تم خیال کرنے لگو کہ میں نے صرف تمھارا مال کھا جانا چاہا۔ پس (اب) جبکہ اللہ نے تمھارے مالوں کو تم تک پہنچا دیا اور مجھے اس سے فراغت ہو گئی تو میں نے اسلام اختیار کر لیا۔ پھر وہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے داؤد بن الحصین نے عکرمہ سے ابن عباس

کی حدیث بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو ان کی زوجیت میں پہلے ہی کے نکاح کے لحاظ سے دیدیا اور کسی طرح کی تجدید نہیں کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے بیان کیا کہ ابو العاص جب شام سے مشرکوں کے مال لے کر آئے تو ان سے کہا گیا کہ تمھیں اسلام اختیار کرنے کی جانب رغبت ہے اس شرط پر کہ یہ تمام مال تم لے لو کیونکہ یہ مشرکوں کے مال ہیں، تو ابو العاص نے کہا کہ میں اپنے اسلام کی ابتدا اپنی امانت میں خیانت کر کے کروں تو کس قدر برا ہوگا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے عبد الوارث بن سعید التنوری نے داؤد بن ابی ہند سے عامر الشعبی کی روایت اسی طرح بیان کی جس طرح ابو عبیدہ نے ابو العاص کے متعلق (مذکورۂ بالا) روایت بیان کی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بغیر فدیہ لیے جن قیدیوں کو بطور احسان کے چھوڑ دیا گیا ان میں سے جن کے نام ہمیں بتائے گئے ہیں وہ بنی عبد شمس بن مناف میں سے
۳۰۵ ابو العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس بن عبد مناف ہیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان فرمایا بعد اس کے کہ زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ روانہ کیا تھا۔ اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے المطلب بن حنطب بن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم تھا جو بنی الحارث الخزرج میں کے ایک شخص کا لڑکا تھا وہ انھیں کے ہاتھوں میں دیدیا گیا۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ اپنی قوم سے جا ملا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس بنی نجار والے ابو ایوب نے خالد بن زید کو گرفتار کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صیفی بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم وہ اس کے لوگوں میں چھوڑ دیا گیا اور جب کوئی اس کے لیے فدیہ نہیں لایا تو اس سے اقرار لے لیا کہ وہ اپنا فدیہ خود بھیجدے گا اور اس کو چھوڑ دیا تو اس نے انھیں کچھ بھی ادا نہ کیا تو حسان بن ثابت نے اس کے متعلق کہا:—

وَمَا كَانَ صَيْفِيٌّ لِيُوفِيَ أَمَانَةً ۔۔۔ قَفَا ثَعْلَبٍ أَعْيَا بِبَعْضِ الْمَوَارِدِ

صیفی ایسا شخص تو تھا نہیں کہ امانت پوری ادا کرتا وہ تو لومڑی کی گردن (کے مانند) تھا جو پانی پینے کے کسی مقام پر تھک گئی تھی ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ بیت ان کے ابیات میں کی ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عزہ بن عبداللہ بن عثمان بن اہیب بن حذافہ بن جمح جو محتاج اور بہت سی لڑکیوں والا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی اور کہا یا رسول اللہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس کسی قسم کا مال نہیں ہے اور میں خود حاجت مند اور بال بچے والا ہوں اس لیے آپ مجھ پر احسان فرمائیے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا اور اس سے اقرار لیا کہ وہ آپ کے مقابلے میں کسی کی مدد نہ کرے تو ابو عزہ اس سلوک کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مداحی کرتا ہے اور آپ کی
۳۰۶ قوم میں آپ کی جو فضیلت ہے اس کا بیان کرتا ہے :۔

مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّی الرَّسُولَ مُحَمَّدًا ۔ بِأَنَّكَ حَقٌّ وَالْمَلِيكُ حَمِيدُ

میری جانب سے محمد رسول (اللہ) کو (یہ پیام) پہنچانے والا کون ہے کہ آپ سچے ہیں اور بادشاہ (حقیقی) قابل حمد وثنا ہے ۔

وَأَنْتَ امْرُؤٌ تَدْعُو إِلَى الْحَقِّ وَالْهُدَى ۔ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ شَهِيدُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ سچائی اور سیدھی راہ کی جانب بلاتے ہیں اور آپ (کی سچائی) پر عظمت والے اللہ کی جانب سے گواہ موجود ہیں ۔

وَأَنْتَ امْرُؤٌ بُوِّئْتَ فِينَا مَبَاءَةً ۔ لَهَا دَرَجَاتٌ سَهْلَةٌ وَصُعُودُ

اور آپ ایسے شخص ہیں کہ ہم میں آپ نے ایسا مقام حاصل فرما لیا ہے جس کی سیڑھیوں پر چڑھنا (ایک لحاظ سے) نہایت آسان

اور (ایک لحاظ سے) نہایت مشکل ہے۔

فَإِنَّكَ مَنْ حَارَبْتَهُ لَمُحَارَبٌ　　شَقِيٌّ وَمَنْ سَالَمْتَهُ لَسَعِيدُ

آپ کی حالت یہ ہے کہ آپ جس سے نبرد آزما ہوں وہ بد نصیب
دشمن ہے اور جس سے آپ صلح فرمالیں وہ خوش نصیب ہے۔

وَلٰكِنْ إِذَا ذُكِّرْتُ بَدْرًا وَأَهْلَهُ　　تَأَوَّبَ مَابِي حَسْرَةٌ وَقُعُودُ

لیکن مجھے جب بدر اور بدر والوں کی یاد دلائی جاتی ہے
تو حسرت و کم ہمتی جو مجھ میں موجود ہے وہ مجھے گھیر لیتی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس روز مشرکوں کا فدیہ چار ہزار درہم سے ایک ہزار درہم تک تھا۔ لیکن جس شخص کے پاس کچھ نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان فرمایا۔

عمیر بن وہب کا اسلام

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروۃ بن الزبیر کی روایت بیان کی انہوں نے کہا کہ بدر والے قریش کی مصیبت کے کچھ ہی دن بعد مقام حجر میں عمیر بن وہب الجمحی صفوان بن امیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور عمیر بن وہب قریش کے شیطانوں میں کا ایک شیطان تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچایا کرتا تھا اور جب تک آپ مکہ میں تھے اس کی طرف سے ان لوگوں کی سختیوں ہی سے مڈبھیڑ ہوتی رہی اور اس کا بیٹا وہب بن عمیر بدر کے قیدیوں میں تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بنی زریق کے ایک شخص رفاعہ بن رافع نے اسیر کیا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے محمد بن جعفر بن الزبیر نے عروہ بن الزبیر کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ اس نے بدر کے گڑھے والوں اور ان کی مصیبت کا ذکر کیا تو صفوان نے کہا کہ واللہ ان لوگوں کے بعد زندگی میں کوئی
۳۰۷ بھلائی نہیں۔ عمیر نے کہا واللہ تو نے سچ کہا۔ سن واللہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا جس کے ادا کرنے کی میرے پاس کوئی صورت نہیں اور بال بچے نہ ہوتے جن کے برباد ہو جانے کا اپنے بعد مجھے خوف ہے تو سوار ہو کر محمد کی طرف (اس لئے) جاتا کہ اس کو قتل کر دوں کیونکہ مجھے ان کے پاس جانے کے لیے ایک (یہ) سبب بھی ہے کہ میرا لڑکا ان کے پاس قید ہے۔ (راوی نے) کہا۔ تو صفوان نے اس کو غنیمت جانا اور کہا میں اس قرض کو تمھاری جانب سے ادا کر دیتا ہوں اور تیرے بال بچے میرے بال بچوں کے ساتھ رہیں گے اور جبتک وہ رہیں گے میں ان کی مدد کرتا رہوں گا اور میرے بس کی کوئی شئے ایسی نہ ہو گی جو ان کو دینے سے عاجز رہوں۔ عمیر نے اس سے کہا اچھا تو میری (اور) اپنی اس حالت (یا گفتگو) کو راز میں رکھ۔ اس نے کہا ایسا ہی کروں گا۔ پھر عمیر نے اپنی تلوار تیز کرنے کے لیے دی۔ اور وہ اس کے لیے تیز کر دی گئی اور زہر آلود کر دی گئی اس کے بعد وہ چلا اور مدینہ آیا۔ عمر بن الخطاب کچھ مسلمانوں کے درمیان (جنگ) بدر ہی کے متعلق باتیں کر رہے تھے اور اللہ نے انھیں جو عزت عطا فرمائی اور ان کے دشمن کی جو حالت انھیں دکھا دی اس کا ذکر کر رہے تھے کہ یکایک عمر نے عمیر بن وہب کو اس وقت دیکھا جب اس نے اپنا اونٹ مسجد کے دروازے پر بٹھایا اور تلوار حمائل کیے ہوئے تھا۔ تو عمر نے کہا کہ واللہ یہ کتا اللہ کا دشمن کوئی بدی لیے بغیر نہیں آیا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ہمارے درمیان (جنگ کے لیے) ابھارا ہے اور یہی وہ ہے جس نے بدر کے روز ہماری تعداد کا تخمینہ ان لوگوں کو بتایا تھا۔ پھر عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر گئے اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب اپنی تلوار حمائل کیے ہوئے آیا ہے۔ فرمایا:۔

فادخلہ علیّ:۔ اسے اندر میرے پاس لاؤ۔ (راوی نے) کہا۔

تو عمرؓ آئے اور اس کی تلوار کے حمائل کو اس کی گردن ہی میں اس کے گریبان سے ملا کر پکڑ لیا اور آپ کے ساتھ جو انصار تھے ان سے کہا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے چلو اور آپ کے پاس اسے بٹھاؤ۔ لیکن آپ کے متعلق اس خبیث سے احتیاط کرو کہ یہ شخص بھروسے کے قابل نہیں ہے۔
پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر لے گئے۔ اور جب
۳۰۸ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ملاحظہ فرمایا کہ عمرؓ اس کو اس کی تلوار کے حمائل کے ساتھ پکڑے ہوئے ہیں تو فرمایا:۔

أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ اُدْنُ يَا عُمَيْرُ

اے عمر اس کو چھوڑ دو۔ اے عمیر نزدیک آؤ۔

تو وہ نزدیک گیا اور انعموا صباحا یعنی تمہارا دن اچھا گزرے کہا۔ اور یہ زمانۂ جاہلیت کا آپس کا سلام تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قَدْ أَكْرَمَنَا اللّٰهُ بِتَحِيَّةٍ خَيْرٍ مِنْ تَحِيَّتِكَ يَا عُمَيْرُ بِالسَّلَامِ تَحِيَّةِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

اے عمیر ہمیں اللہ نے ایک ایسی دعا کی عزت عطا فرمائی ہے جو تمہاری دعا سے بہتر ہے اور وہ سلام ہے جو جنت والوں کی دعا ہے۔

اس نے کہا سنئے واللہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس سے بہت کم زمانے سے واقف ہوں۔ فرمایا:۔

فَمَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَيْرُ

اے عمیر تمہیں کونسی چیز لائی ہے۔ کہا میں اس قیدی کے لیے آیا ہوں جو آپ لوگوں کے پاس گرفتار ہے۔ اس کے متعلق احسان کیجئے۔ فرمایا:۔

فَمَا بَالُ السَّيْفِ فِي عُنُقِكَ

پھر یہ تلوار تمھارے گلے میں کیوں ہے۔
اس نے کہا اللہ ان تلواروں کا ستیاناس کرے وہ کچھ بھی کام آئیں۔
فرمایا:۔

أَصْدِقْنِي مَا الَّذِي جِئْتَ لَهُ

مجھ سے سچ سچ کہدو کہ تم کس لیے آئے ہو۔ اس نے کہا میں بجز اس کے اور کسی کام کے لیے نہیں آیا۔ فرمایا۔

بَلْ قَعَدْتَ أَنْتَ وَصَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ فِي الْحِجْرِ فَذَكَرْتُمَا أَصْحَابَ الْقَلِيبِ مِنْ قُرَيْشٍ ثُمَّ قُلْتَ لَوْلَا دَيْنٌ عَلَيَّ وَعِيَالٌ عِنْدِي لَخَرَجْتُ حَتَّى أَقْتُلَ مُحَمَّدًا فَتَحَمَّلَ لَكَ صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ بِدَيْنِكَ وَعِيَالِكَ عَلَى أَنْ تَقْتُلَنِي لَهُ وَاللهُ حَائِلٌ بَيْنِي وَبَيْنَ ذَلِكَ

کیوں نہیں۔ تم صفوان بن امیہ کے ساتھ حجر میں بیٹھے تھے اور تم دونوں نے قریش کے گڑھے میں پڑے ہوے لوگوں کا تذکرہ کیا۔ اس کے بعد تم نے کہا کہ اگر مجھ پر قرض نہ ہوتا اور میرے پاس بال بچے نہ ہوتے تو میں نکلتا تاکہ میں محمد کو قتل کروں تو صفوان بن امیہ نے تمھارے قرض اور تمھارے بچوں کا بار اپنے ذمے لے لیا۔ اس شرط پر کہ تم اس کی خاطر مجھے قتل کردو۔ حالانکہ اللہ میرے اور (تمھارے) اس (ارادے کی تکمیل) کے درمیان حائل ہے۔ (یعنی تم اپنے اس ارادے کو پورا نہیں کرسکتے)
تو عمیر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک ہم آپ کو اس بات میں جھوٹا خیال کرتے تھے

جو آپ ہمارے آگے آسمان کی خبریں پیش کیا کرتے تھے اور جو آپ پر وحی اترا کرتی تھی۔ اور یہ بات تو ایسی تھی کہ اس وقت میرے اور صفوان کے سوا کوئی (اور) نہ تھا۔ اس لیے واللہ میں جانتا ہوں کہ یہ خبر آپ کے پاس اللہ کے سوا کوئی اور نہیں لایا پس تعریف اس اللہ کی ہے جس نے مجھے اسلام کی راہ دکھا دی اور مجھے اس طرح ہانک لایا۔ پھر انھوں نے سچی گواہی دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

فَقِّهُوا أَخَاكُمْ فِي دِينِهِ وَاقْرِئُوهُ الْقُرْآنَ وَأَطْلِقُوا لَهُ أَسِيرَهُ.

اپنے بھائی کو فقہ کی تعلیم دو اور انھیں قرآن پڑھاؤ اور ان کی خاطر سے ان کا قیدی رہا کر دو۔ اور سب نے ویسا ہی کیا۔

پھر انھوں نے کہا یا رسول اللہ میں اللہ کے نور کے بجھانے میں کوشاں تھا اور جو لوگ اللہ عزوجل کے دین پر تھے ان کی ایذا رسانی میں بہت سخت تھا اب میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ میں مکہ جاؤں اور انھیں اللہ اور اس کے رسول اور اسلام کی طرف بلاؤں تاکہ اللہ انھیں سیدھی راہ پر لائے ورنہ انھیں ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دوں جس طرح آپ کے اصحاب کو ان کے اپنے دین پر رہنے کی صورت میں تکلیفیں دیا کرتا تھا۔ (راوی نے) کہا آخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اجازت دی اور وہ مکہ چلے گئے اور جب عمیر ابن وہب (مکہ سے) نکلے تھے تو (وہاں) صفوان (لوگوں سے) کہہ رہا
۳۰۹ تھا کہ (لوگو!) خوش ہو جاؤ کہ اب چند روز میں ایک ایسے واقعے کی خبر آ جائے گی کہ تمھیں بدر کا واقعہ بھلا دے گی اور صفوان (مدینہ سے آنے والے) قافلے والوں سے اس کے متعلق دریافت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ ایک سوار آیا تو اس نے ان کے اسلام لانے کی خبر سنائی۔ تو اس نے قسم کھا لی کہ وہ ان سے نہ کبھی کوئی بات کرے گا اور نہ انھیں کبھی کوئی نفع پہنچائے گا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عمیر مکہ آ گئے اور اسلام کی دعوت دینے کے لیے

وہاں رہ گئے جو ان کی مخالفت کرتا اسے سخت ایذائیں دینے لگے تو ان کے ہاتھوں بہت سے لوگوں نے اسلام اختیار کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ عمیر بن وہب یا الحارث بن ہشام ان دونوں میں سے ایک صاحب ہیں جنھوں نے بدر کے روز ابلیس کو دیکھا کہ اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ کر جا رہا ہے تو کہا کہ اے سراقہ کہاں جا رہے ہو اور اللہ کے دشمن نے (سراقہ کی) شکل اختیار کی تھی۔ وہ تو چلا گیا۔ تو اللہ نے اس کے متعلق (یہ آیت) نازل فرمایا:۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَإِنِّي جَارٌ لَّكُمْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے لیے اچھے کر دکھائے اور کہا کہ لوگوں میں سے کوئی آج تم پر غالب ہونے والا نہیں ہے اور میں تمھارا ساتھی ہوں۔

اور بیان فرمایا کہ ابلیس نے انھیں دھوکا دیا اور سراقہ بن مالک بن جعشم کے مشابہ بن کر پہنچا جبکہ ان لوگوں نے اپنے اور بنی بکر بن مناۃ بن کنانہ کے درمیانی تعلقات اور اس جنگ کا ذکر کیا تھا جو ان کے درمیان تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا تَرَاءَتِ الْفِئَتَانِ

جب دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں۔

اور اللہ کے دشمن نے اللہ کے لشکر فرشتوں کو دیکھا جن کے ذریعے اللہ نے اپنے رسول اور ایمانداروں کی ان کے دشمن کے مقابل میں مدد کی تو۔

نَكَصَ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ وَقَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكُمْ إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ

اپنی ایڑیوں کی جانب لوٹ گیا اور کہا میں تو تم سے
الگ ہوں میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔
اور دشمن خدا نے سچ کہا کہ اس نے وہ چیز دیکھی جو انھوں نے نہیں دیکھی
اور کہا۔

إِنِّيٓ أَخَافُ اللّٰهَ وَاللّٰهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ

میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں اور اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

غرض مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ہر منزل میں سراقہ کی صورت میں دیکھتے تھے۔ اور اسے اجنبی نہ سمجھتے تھے حتیٰ کہ جب بدر کا روز ہوا اور دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو وہ الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ غرض وہ انھیں (مقام جنگ تک) لایا اور ان کو بے یار چھوڑ دیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "نکص" کے معنی رجع کے ہیں یعنی لوٹ گیا۔
بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں کے ایک شخص اوس بن حجر نے کہا ہے:۔

۳۱۰ نَكَصْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ثُمَّ جِئْتُمْ — تَرْجُونَ أَنْفَالَ الْخَمِيسِ الْعَرَمْرَمِ

تم پچھلے پاؤں لوٹ گئے اور پھر بڑے بھاری لشکر کی
غنیمت کی امید کر کے آ گئے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے کہا ہے:۔

قَوْمِي الَّذِينَ هُمُ آوَوْا نَبِيَّهُمُ — وَصَدَّقُوهُ وَأَهْلُ الْأَرْضِ كُفَّارُ

میری قوم کے لوگ ایسے ہیں جنھوں نے اپنے نبی کو
پناہ دی اور ان کی تصدیق ایسی حالت میں کی کہ زمین والے
کافر تھے۔

إِلَّا خَصَائِصَ أَقْوَامٍ هُمُ سَلَفٌ — لِلصَّالِحِينَ مَعَ الْأَنْصَارِ أَنْصَارُ

(ان لوگوں کے) خصائص ان لوگوں کی طرح کے نہیں ہیں
جو ان کے پیشرو تھے۔ (یہ لوگ) نیکوں کی مدد کرنے والوں کے
ساتھ ہو کر مدد کرنے والے ہیں۔

مُسْتَبْشِرِينَ بِقَسْمِ اللهِ قَوْلُهُمُ لَمَّا أَتَاهُمْ كَرِيمُ الْأَصْلِ مُخْتَارُ

جب ان کے پاس شریف النسب برگزیدہ (نبی) آیا
تو وہ خدا کی تقسیم پر خوش ہو گئے۔ (کہ ان کو یہ سعادت حاصل ہو گئی)

أَهْلًا وَسَهْلًا فَفِي أَمْنٍ وَفِي سَعَةٍ نِعْمَ النَّبِيُّ وَنِعْمَ الْقَسْمُ وَالْجَارُ

اور ان کا قول اهلًا وسهلًا تھا یعنی آپ کے لیے یہی مقام سزاوار اور آرام دہ
ہے آپ امن و کشائش میں رہیں گے۔ نبی بھی اچھا ہے اور
(ہمارا) نصیب بھی اچھا اور پڑوس بھی اچھا ہے۔

فَأَنْزَلُوهُ بِدَارٍ لَا يُخَافُ بِهَا مَنْ كَانَ جَارُهُمُ دَارًا هِيَ الدَّارُ

انھوں نے آپ کو ایسے مقام پر اتارا جس میں کسی طرح کا
خوف و خطر نہیں جو شخص ایسے لوگوں کا ہمسایہ ہو تو ایسا ہی گھر گھر
(کہا جانے کا مستحق) ہے۔

وَقَاسَمُوهُمْ بِهَا الْأَمْوَالَ إِذْ قَدِمُوا مُهَاجِرِينَ وَقَسْمُ الْجَاحِدِ النَّارُ

جب وہ لوگ ہجرت کر کے آئے تو انھوں نے اپنے
پڑوسی کو حصہ دار بنا لیا اور منکر کے نصیب میں تو آگ ہے۔

سِرْنَا وَسَارُوا إِلَى بَدْرٍ لِحَيْنِهِمُ لَوْ يَعْلَمُونَ يَقِينَ الْعِلْمِ لَا سَارُوا

ہم بھی چلے اور وہ بھی بدر کی طرف اپنی موت (کی پیش قدمی)

کے لیے چلے اگر انھیں (موت) کا یقینی علم ہوتا تو (بدر کی جانب) نہ چل کھڑے ہوتے ۔

دَلَّاهُم بِغُرُورٍ ثُمَّ أَسْلَمَهُمْ ۔۔۔ إِنَّ الْخَبِيثَ لِمَنْ وَالَاهُ غَرَّارُ

انھیں وہ فریب سے راہ بتاتا لایا اور اس کے بعد اس نے دوستی چھوڑ دی ۔ اس پلید کی حالت ہی یہ ہے کہ جو شخص اس سے یارانہ کرے وہ اس کو دھوکا دینے والا ہے ۔

وَقَالَ إِنِّي لَكُمْ جَارٌ فَأَوْرَدَهُمْ ۔۔۔ شَرَّ الْمَوَارِدِ فِيهِ الْخِزْيُ[1] وَالْعَارُ

اور اس نے کہا کہ میں تمھارا حمایتی ہوں اور انھیں ایسے گھاٹ پر لا اتارا جو تمام گھاٹوں میں بد ترین تھا جس میں ذلت و رسوائی ہی تھی ۔

ثُمَّ الْتَقَيْنَا فَوَلَّوْا عَنْ سَرَاتِهِمْ ۔۔۔ مِنْ مُنْجِدِينَ وَمِنْهُمْ فِرْقَةٌ غَارُوا

پھر جب ہم ایک دوسرے سے مل گئے تو وہ اپنے بہترین افراد کو چھوڑ کر پیٹھ پھیر کے بھاگے اور ان میں کے بعض تو اونچے مقامات پر (چلے گئے) اور بعضوں نے نشیبی زمینوں میں (پناہ لی) ۔

۳۱۷ ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول " لما اتاهم کریم الاصل مختار" ابو زید انصاری نے سنایا ہے ۔

قریش میں (حاجیوں کو) کھانا کھلانے والے

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش میں کھانا کھلانے والے شاخ بنی ہاشم بن

---

[1] ۔ (الف) میں " الجزی" جیم سے ہے جس کے معنی بن تو سکتے ہیں لیکن غیر مرجح ہیں ۔ (احمد محمودی)

عبد مناف میں سے العباس بن عبد المطلب تھے۔ اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے الحارث بن عامر بن نوفل اور طعیمہ بن عدی بن نوفل یہ دونوں باری باری سے اس کام کو انجام دیا کرتے تھے۔ اور بنی اسد بن عبد العزی میں سے ابو البختری ابن ہشام بن الحارث بن اسد اور حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد باری باری سے اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے النضر بن الحارث بن کلدۃ بن علقمہ بن عبد مناف ابن عبد الدار

ابن ہشام نے کہا کہ بعض نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدۃ ابن عبد مناف کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ابو جہل ابن ہشام ابن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اور بنی جمح میں سے امیہ بن خلف ابن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اور بنی سہم بن عمرو میں سے الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم کے دونوں بیٹے نبیہ ومنبہ باری باری سے۔ اور بنی عامر بن لوی میں سے سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل بن عامر

"سیرۃ ابن ہشام کا نواں جز ختم ہوا"

بدر کے روز مسلمانوں کے گھوڑوں کے نام

۳۱۲ ابن ہشام نے کہا مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ بدر کے روز مسلمانوں کے ساتھ گھوڑوں میں مرثد بن ابی مرثد الغنوی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام السیل تھا۔ اور المقداد بن عمرو البہرانی کا گھوڑا بھی تھا جس کا نام بعزجہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ سبحہ تھا۔ اور الزبیر بن العوام کا گھوڑا بھی تھا جس کا

نام الیعسوب تھا۔

سورۂ انفال کا نزول

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب واقعہ بدر ختم ہو چکا تو اللہ نے اس کے متعلق قرآن میں سے سورۂ انفال پورے کا پورا نازل فرمایا:۔

يَسْئَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(اے نبی) تجھ سے یہ لوگ مال غنیمت کے متعلق دریافت کرتے ہیں تو کہہ کہ مال غنیمت اللہ و رسول کا ہے اس لیے اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس کے تعلقات درست رکھو۔ اور اللہ اور اس کی بات مانو اگر تم ایماندار ہو۔

عبادہ بن صامت سے آیت انفال کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا تو مجھے جو خبر معلوم ہوئی ہے اس کے لحاظ سے وہ کہتے تھے کہ ہمارے گروہ اصحاب بدر کے متعلق نازل ہوئی جبکہ بدر کے روز ہم نے مال غنیمت کے متعلق اختلاف کیا تو اللہ نے اسے ہمارے اختیار سے لے لیا جب کہ اس کے متعلق ہمارے اخلاق بگڑ گئے اور اسے اس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب لوٹا دیا۔ اور آپ نے اسے ہمارے درمیان مساوی عن بواء تقسیم فرما دیا۔ عن بواء کے معنی علی السواء ہیں۔ یعنی برابر برابر۔ اور اسی میں اللہ کا تقویٰ اور اس کی اطاعت اور اس کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپس کے تعلقات کی درستی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں کی حالت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے اس وقت کے نکلنے کی کیفیت بیان فرمائی جب کہ انھیں معلوم ہوا کہ قریش بھی ان کی جانب چل پڑے ہیں۔ یہ تو صرف قافلے کے ارادے سے غنیمت کی امید میں نکلے تھے۔ تو فرمایا:—

كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ يُجَادِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ۔

جس طرح تیرے پروردگار نے تجھے تیرے گھر سے (ایک امر) حق کے ساتھ نکالا حالانکہ ایمانداروں کا ایک گروہ (اسے) ناپسند کر رہا تھا۔ تجھ سے (امر) حق میں اس کے ظاہر ہو جانے کے بعد جھگڑتے ہیں۔ گویا وہ موت کی جانب ہانکے جا رہے ہیں اور وہ (اس موت کو) دیکھ رہے ہیں۔

یعنی دشمن کے مقابلے کو ناپسند کرنے، اور قریش کے چل پڑنے کی خبر جو انھیں ملی تھی اس کے نہ ماننے، کے سبب سے۔

وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ اللہ تم سے وعدہ کرتا ہے کہ دو گروہوں میں سے ایک بے شبہ تمھارے لیے (مقرر کر دیا گیا) ہے۔ اور تم چاہتے کہ قوت د رکھنے والا گروہ تمھارے

(مقابلے کے) لیے ہو۔
یعنی غنیمت مل جائے اور جنگ نہ ہو۔

وَيُرِيدُ اللّٰهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ

اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعے حق کو استحکام دے
اور کافروں کے پیچھے رہنے والوں (تک) کو کاٹ دے۔
یعنی بدر کے اس واقعے کے ذریعے قریش کے سورماؤں اور ان میں کے سرداروں کے ساتھ مڈبھیڑ کرا دے۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ

جبکہ تم اپنے پروردگار سے امداد طلب کر رہے تھے۔
یعنی جب انھوں نے اپنی تعداد کی کمی اور دشمن کی تعداد کی کثرت دیکھی تو وہ اس سے دعا کرنے لگے۔

فَاسْتَجَابَ لَكُمْ

تو اس نے تمھاری دعا قبول کرلی۔
تمھاری دعا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے سبب سے۔

أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ إِذْ يُغَشِّيكُمُ[1] النُّعَاسَ أَمَنَةً مِنْهُ

[1] ۔ (الف ج د) میں "یغشاکم" ہے۔ اور (ب) میں یغشیکم" ہے۔ کلام مجید میں دونوں روایتیں ہیں۔ (احمد محمودی)

کہ میں تمھیں لگاتار ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد دینے والا ہوں (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ چھا رہی تھی تم پر اونگھ (بنکر) اس کی جانب کی بے خوفی۔
یعنی میں نے تم پر امن و بے خوفی اتاری حتیٰ کہ تم کسی سے نہ ڈرکر سو گئے۔

وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً

اور (اس وقت کو یاد کرو) جب کہ وہ آسمان سے تم پر بارش نازل فرما رہا تھا۔
اس بارش کا ذکر فرما رہا ہے جو اسی رات ہوئی اور اس نے مشرکوں کو چشموں کی جانب بڑھنے سے روک دیا۔ اور مسلمانوں کو ان کی جانب بے روک ٹوک راستہ مل گیا۔

لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ

تاکہ تمھیں اس (پانی) کے ذریعے پاک صاف کردے۔
اور شیطان کی گندگی تم سے دور کردے۔ اور تاکہ تمھارے دلوں کو قوی بنادے اور اس کے ذریعے تمھارے قدم جمادے۔
یعنی تمھارے دلوں سے شیطانی شکوک دور کردے۔ کہ وہ انھیں ان کے دشمنوں سے ڈرا رہا تھا۔ اور ان کے لیے زمین کو سخت بنا دیا تاکہ وہ اس مقام تک پہنچ جائیں جہاں وہ اپنے دشمن کے مقابلے میں سبقت کرکے پہنچ گئے۔ پھر فرمایا۔

۱۔ (الف ج د) میں "وانزلت علیکم" ہے۔ اور (ب) میں "ینزل علیکم" ہے اور یہی نسخہ صحیح ہے۔ کیونکہ اول الذکر نسخوں کی مطابقت کلام مجید کی کسی روایت سے نہیں ہوتی۔
(احمد محمودی)

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ

جبکہ تیرا پروردگار فرشتوں کی جانب وحی فرما رہا تھا کہ میں تمھارے ساتھ ہوں۔

فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا

اس لیے جن لوگوں نے ایمان اختیار کیا ہے انھیں ثابت قدم رکھو۔ یعنی ایمانداروں کی امداد کرو۔

۲۱۴ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ

وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ

يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ۔

عنقریب میں ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جنھوں نے کفر کیا ہے۔ پس گردنوں پر مارو اور ان کے ایک ایک جوڑ بند پر مارو۔ یہ (سزا انھیں) اس لیے (دی جا رہی ہے) کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے اور جو (بھی) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے (اسے ایسی ہی سزا ملتی ہے) کیونکہ اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔

پھر فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ

الْأَدْبَارَ ۝ وَمَنْ يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا

إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمھاری ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہو جنھوں نے کفر اختیار کیا ہے اس حالت سے کہ ان کا لشکر بڑا ہو تو تم ان کے آگے پیٹھ نہ پھیرو ایسے وقت جو شخص ان کے سامنے پیٹھ پھیرے گا۔ بجز اس شخص کے جو جنگ ہی کی خاطر ٹیڑھی چال چل رہا ہو یا کسی جماعت سے ملنے کے لیے تیز جا رہا ہو۔ تو بے شبہہ وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا برا ٹھکانا ہے۔

یعنی انھیں ان کے دشمن پر ابھارنے کے لیے فرمایا تاکہ جب وہ ان کے مقابل ہوں تو ان سے ڈر کر وہ پیچھے نہ ہٹیں۔ حالانکہ اللہ نے ان کے لیے تو بڑے بڑے وعدے فرمائے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے جو کنکریاں انھیں پھینک ماری تھیں اس کے متعلق فرمایا:۔

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ

اور جب تو نے کنکریاں پھینک ماریں تو تو نے نہیں پھینک ماریں بلکہ اللہ نے پھینک ماریں۔

یعنی اگر اس میں اللہ نے آپ کی جو امداد کی وہ نہ کی ہوتی اور آپ کے دشمن کے دلوں میں انھیں شکست دیتے وقت جو بات ڈالی وہ نہ ڈالی ہوتی تو آپ کے پھینکنے سے وہ (اثر) نہ ہوا ہوتا (جو ہوا)۔

وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءً حَسَنًا

اور تاکہ ایمانداروں کو اپنی جانب سے بہترین آزمائش میں ڈالے (کہ دشمن کو بھی ان کا تجربہ ہو جائے)۔

یعنی تاکہ ان کی تعداد کی کمی کے باوجود انھیں ان کے دشمن پر غلبہ دے کر انھیں اپنی اس نعمت کا علم دے جو ان پر ہے تاکہ اس ذریعے سے وہ اس کا حق جانیں اور اس کی اس نعمت کا شکر ادا کریں۔ پھر فرمایا:۔

إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ

اگر تم (انصاف کی) فتح چاہتے ہو تو بس (ایسی) فتح تو تمھارے پاس آگئی۔

ابوجہل کے قول کا جواب ہے جو اس نے کہا تھا کہ یا اللہ ہم میں جو زیادہ قاطع رحم ہے اور ہمارے آگے ایک غیر معروف بات پیش کر رہا ہے اسے آج صبح ہلاک کر دے اور استفتاح کے معنی دعا میں انصاف کرنے کے ہیں۔

وَإِنْ تَنْتَهُوا

اور اگر تم باز آجاؤ۔
یعنی قریش سے خطاب ہے۔

فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ

تو وہ تمھارے لیے بہتر ہے اور اگر تم نے دوبارہ (ایسا ہی) کیا تو ہم بھی دوبارہ (ایسا ہی) کریں گے۔

یعنی جس طرح بدر میں ہم نے تم پر مصیبت ڈالی ویسی ہی دوبارہ (بھی) ڈالی جائے گی۔

وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ

مَعَ الْمُؤْمِنِينَ

اور تمہاری جماعت ہرگز تمہارے کسی کام نہ آئے گی اگرچہ وہ زیادہ ہو۔ اور اس میں کچھ شبہہ نہیں کہ اللہ ایمانداروں کے ساتھ ہے۔

یعنی تم لوگوں کی تعداد اور کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئے گی کیونکہ میں[۱] ایمانداروں کے ساتھ ہوں ان کے مخالفوں کے خلاف ان کی مدد کرتا رہوں گا۔

پھر فرمایا:—

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ

اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو اللہ اور اس کے رسول کی بات مانو اور اس سے منہ نہ پھیرو حالانکہ تم (اس کا کلام) سنتے ہو۔

یعنی اس کے احکام کی مخالفت نہ کرو حالانکہ تم اس کی بات سنتے ہو اور یہ دعویٰ رکھتے ہو کہ تم اس کے طرفداروں میں سے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا حالانکہ وہ (کوئی بات) نہیں سنتے۔ (یعنی کوئی بات نہیں مانتے)

یعنی منافقوں کے مثل نہ ہو جاؤ جو آپ کے سامنے اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور راز میں آپ کے احکام کے خلاف کیا کرتے ہیں۔ ۳۱۵

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ

(روئے زمین پر چلنے والوں میں اللہ کے پاس بدترین وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں اور عقل (بھی) نہیں رکھتے ہیں۔

یعنی جن منافقوں کی طرح ہونے سے میں نے تم کو منع کیا ہے۔ وہ بھلائی سے گونگے ہیں۔ (یعنی کوئی اچھی بات اپنے منہ سے نہیں نکالتے) حق سے بہرے ہیں (کوئی سچی بات سن نہیں سکتے) عقل نہیں رکھتے۔

[۱] (الف) "فان اللہ" ہے اور (ب ج د) میں "فانی" ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس کے بعد انصرھم صیغہ متکلم ہے۔ (احمد محمودی)

یعنی اس نافرمانی کا جو برا انجام ہوگا اور جو سزا انھیں ملے گی اس کو نہیں جانتے۔

وَلَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّأَسْمَعَهُمْ

اور اگر اللہ ان میں کوئی بھلائی جانتا تو انھیں سناتا۔

یعنی جو بات انھوں نے اپنی زبانوں سے کہی اسی بات کو ان کے لیے اثر انداز بنا دیتا لیکن ان کے دلوں (کی استعدادوں) نے ان کے اس قول کی مخالفت کی۔

وَلَوْ خَرَجُوا مَعَكُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ

اور اگر وہ تمھارے ساتھ نکلتے تو بھی پیٹھ پھیر دیتے

اور وہ ہیں ہی روگردان

یعنی جس کام کے لیے وہ نکلتے اس میں سے کچھ بھی پورا نہ کرتے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لاچکے ہو اللہ اور اس کے رسول (کے احکام) کو قبول کرو جب کہ وہ تمھیں ایسی چیز کی جانب دعوت دے جو تمھیں زندگی بخشنے والی ہے۔

یعنی جنگ کی جانب جس کے ذریعے اللہ نے تمھاری ذلت کے بعد تمھیں عزت دی اور تمھاری کمزوری کے بعد تمھیں زور آور بنایا اور تمھیں ان کے مجبور کر دینے کے بعد اسی جنگ کے ذریعے تم سے تمھارے دشمن کو دفع کیا۔

وَاذْكُرُوا إِذْ أَنْتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِي الْأَرْضِ تَخَافُونَ أَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَآوَاكُمْ وَأَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهِ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ - يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ

وَتَخُونُوا أَمَانَاتِكُمْ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

اور (یاد کرو اس وقت کو) جبکہ تم تھوڑے اور سرزمین (مکہ) میں کمزور سمجھے جاتے تھے تم ڈرتے تھے کہ لوگ تمھیں چٹ نہ کر جائیں تو اس نے تمھیں پناہ دی اور اپنی مدد سے تمھاری تائید کی اور تمھیں اچھی چیزیں عنایت فرمائیں تاکہ تم قدر کرو ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ اور رسول کی خیانت اور اپنی امانتوں میں خیانت نہ کرو حالانکہ تم علم رکھتے ہو ۔

یعنی رسول کے آگے ایسا اظہار حق جس سے وہ راضی ہوجائے نہ کرو کہ اس کے بعد بھی اس کی مخالفت مخفی طور پر اس کے غیروں کے آگے کرنے لگو کیونکہ یہ تمھاری امانتوں کی بربادی اور خود تمھاری اپنی ذات سے خیانت ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ

سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اگر تم اللہ سے ڈرو تو اللہ تمھیں ایک امتیاز عطا فرمائے گا اور تمھارے گناہوں کا تم سے کفارہ کر دے گا اور تمھیں ڈھانک دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔

یعنی حق و باطل کا امتیاز جس کے ذریعے تمھارے حق کو غلبہ عطا فرمائے گا اور اس کے ذریعے ان لوگوں کے باطل (کی آگ) کو بجھا دے گا جنھوں نے تمھاری مخالفت کی ۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وہ نعمت یاد دلائی جو آپ پر اس وقت ہوئی جبکہ ان لوگوں نے

آپ کے خلاف خفیہ تدبیریں کیں کہ آپ کو قتل کردیں یا قید کردیں یا جلاوطن کردیں۔

وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ۔

اور وہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتے ہیں اور اللہ (بھی) خفیہ تدبیریں کرتا ہے اور اللہ تو تمام خفیہ تدبیریں کرنے والوں میں سب سے بہتر خفیہ تدبیریں کرنے والا ہے۔

یعنی میں نے ان کے مقابل اپنے اسباب محکمہ کے ذریعے ایسی خفیہ تدبیریں کیں کہ تجھ کو ان سے چھڑا لیا۔ اس کے بعد قریش کی ناتجربہ کاری بے عقلی اور خود اپنے خلاف ان کی انصاف طلبی کی دعا کا ذکر فرماتا ہے۔

اِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا کہ یا اللہ اگر یہی بات حق ہو اور تیرے پاس سے آئی ہوئی ہو۔

یعنی جو چیز محمد نے پیش کی ہے۔

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ

تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔

یعنی جس طرح تو نے لوط کی قوم پر پتھر برسائے تھے۔

اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيمٍ۔

یا کوئی تکلیف دہ عذاب ہم پر لا۔

یعنی ایسے عذابوں میں سے کوئی عذاب جو ہم سے پہلے کی کسی قوم پر نازل فرمایا ہو۔

۳۱۶

اور وہ کہا کرتے تھے کہ اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ ایسی

حالت میں کہ ہم اس سے مغفرت طلب کرتے رہتے ہیں اور اس نے کسی امت کو ایسی حالت میں عذاب نہیں دیا ہے کہ اس کا نبی اسی کے ساتھ ہو یہاں تک کہ اس کو اس کے درمیان سے نکال لے۔ اور یہ ان کا قول اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں میں (تشریف فرما) تھے۔ تو وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی نادانی اور ان کی بے وقوفی اور ان کی خود اپنے نفس کے خلاف حق کی فتح کے مطالبے کی یاد دلاتا ہے جبکہ انھیں ان کی بداعمالیوں کے برے نتیجوں کی اطلاع دیگئی تھی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ

اور اللہ (ایسا) نہیں کہ انھیں ایسی حالت میں عذاب دیتا کہ تو ان میں تھا اور اللہ انھیں ایسی حالت میں (بھی) عذاب دینے والا نہیں کہ وہ استغفار کرتے رہیں۔

یعنی ان کے اس قول کی یاد دلا رہا ہے کہ ہم استغفار کر رہے ہیں اور محمد ہمارے درمیان ہے۔ پھر فرمایا:

وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ

اور ان میں (ایسی) کیا بات ہے کہ اللہ انھیں عذاب نہ دے۔ اگرچہ تو ان کے درمیان ہو اور اگرچہ وہ استغفار کرتے رہیں جس طرح کہ وہ کہتے ہیں۔

وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

حالانکہ وہ مسجد حرام سے پھیرتے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں اور اس کی عبادت کرتے رہتے ہیں ۔ یعنی آپ کو اور آپ کے پیروؤں کو ۔

وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

حالانکہ وہ اس کے (حقیقی) سرپرست نہیں اس کے (حقیقی) سرپرست تو صرف متقی لوگ ہیں ۔

یعنی جو لوگ اُس کے حرم کی جیسی چاہئے عظمت کرتے ہیں اور اس کے پاس اچھی طرح نماز ادا کیا کرتے ہیں یعنی آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے ہیں ۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

اور لیکن ان میں کے اکثر لوگ نہیں جانتے ۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً

اور اس گھر کے پاس ان کی نماز سیٹیوں اور تالیوں کے سوا کچھ نہ تھی ۔

یعنی وہ گھر جس کے متعلق وہ خود اس بات کا دعویٰ رکھتے ہیں کہ اسی کے سبب سے (دشمن کی) مدافعت ہوتی ہے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ مکاء کے معنی صفیر (یعنی سیٹی) اور تصدیہ کے معنی تصفیق (یعنی تالی) کے ہیں ۔ عنترہ بن عمرو بن شداد العبسی نے کہا ہے ۔

وَكَرُبَ قِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ مُجَدَّلًا   تَمْكُو فَرِيصَتُهُ كَشِدْقِ الْأَعْلَمِ

اور میں نے بعض مقابل والوں کو زمین پر (ایسا) پچھاڑا کہ ان کے شانوں کے گوشت سے ہونٹ کٹے اونٹ کی باچھوں کی طرح

آواز نکل رہی تھی۔ شاعر کی مراد برچھی کے وار سے خون (کے شراٹے) کی آواز ہے جو سیٹی کی طرح نکل رہی ہو۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے اور الطرماح بن حکیم الطائی نے کہا ہے:۔

۳۱۷ لَهَا كُلَّمَا رِيعَتْ صَدَاةٌ وَرَكْدَةٌ ... بِمُصْدَانِ أَعْلَا ابْنَيْ شَمَامِ الْبَوَائِنِ

جب کبھی وہ (جنگلی بکری) شمام (نامی پہاڑ) کی بلندیوں پر اس کے ابنی شمام (نامی) ایک دوسرے کے مقابل کے پہاڑوں کی چوٹیوں یا محفوظ مقاموں پر چڑھنا شروع کرتی ہے تو اس سے آواز ہوتی ہے اور (پھر) خاموشی ہو جاتی ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

شاعر جنگلی بکری کا بیان کر رہا ہے کہ جب بدکتی ہے تو اپنے پاؤں چٹان پر مارتی جاتی ہے اور پھر سنتی ہوئی خاموش کھڑی ہو جاتی ہے اور اس کے پاؤں کا چٹان پر پڑنا تالی کی سی آواز دیتا ہے اور مصدان کے معنی الحرز[ا] کے ہیں یعنی پہاڑ پر کے ایسے بلند مقامات جہاں چڑھ جانے والا محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور ابنا شمام دو پہاڑوں کے نام ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور یہ وہ باتیں تھیں جن سے اللہ راضی نہ تھا اور نہ اسے پسندیدہ تھیں اور یہ باتیں ان پر فرض کی گئی تھیں اور نہ انھیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔

فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ

تو اس کفر کے عوض میں جو تم کرتے تھے عذاب چکھو۔

یعنی ان کے قتل کا عذاب جو بدر کے روز ان پر ڈالا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن الزبیر نے

ا۔ (ب) میں مصدان کے معنی الحزن کے ہیں۔ یعنی سخت زمین۔ (احمد محمودی)

اپنے والد عباد سے عائشہ کی روایت بیان کی۔ (ام المومنین نے) کہا کہ یَا أَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ کے نزول اور اس میں اللہ (تعالیٰ) کے اس قول کے نزول میں۔

وَذَرْنِي وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيلًا إِنَّ لَدَيْنَا

أَنكَالًا وَجَحِيمًا وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا

مجھے اور آسائش میں بسر کرنے والے جھٹلانے والوں کو چھوڑ دے اور انھیں تھوڑی سی مہلت دے۔ بے شبہہ ہمارے پاس بیڑیاں یا عبرت ناک سزائیں ہیں۔ اور بھڑکتی آگ ہے اور گلے میں پھنسنے والی غذا ہے اور دردناک عذاب ہے۔

تھوڑا سا وقفہ ہوا تھا کہ اللہ (تعالیٰ) نے قریش پر واقعہ بدر کی مصیبت ڈالی۔

ابن ہشام نے کہا کہ انکال کے معنی قیود یعنی بیڑیوں کے ہیں اس کا ۳۱۸
واحد نکل ہے۔ رُؤبۃ بن العجاج نے کہا ہے۔

يَكْفِيكَ نِكْلِي بَغْيَ كُلِّ نِكْلِ

ہر قید سے سرکشی کے لیے میرے پاس کی قید تیرے لیے کافی ہو جائیگی

اور یہ بیت اس کے ایک (رجز) میں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔ پھر فرمایا:—

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ

فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ

جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ اللہ کی راہ سے پھیرنے کے لیے اپنے مال خرچ کر رہے ہیں تو انھیں جلد وہ مال (اور بھی) خرچ کرنا ہوگا۔ اس کے بعد

عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ۔

یہ خرچ کرنا ان کے لیے حسرت کا سبب ہوگا۔ اس پر مزید یہ کہ وہ مغلوب بھی ہوں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے وہ جہنم (ایک گڑھے) میں جمع کیے جائیں گے۔

یعنی وہ لوگ جو ابو سفیان اور ان لوگوں کے پاس گئے تھے جن کے پاس مال تھا اور ان سے سوال کیا تھا کہ انھیں اس مال کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لیے تائید دی جائے تو انھوں نے ویسا ہی کیا۔ پھر فرمایا:۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ وَإِنْ يَعُودُوا (لحربك) فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے کفر کیا ہے کہ اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ گزر گیا وہ انھیں بخش دیا جائے گا اور اگر انھوں نے (تجھ سے جنگ) دوبارہ کی تو پہلے لوگوں کا طریقہ تو (بطور نمونہ) گزر ہی چکا ہے۔

یعنی ان میں کے جو لوگ بدر میں قتل کیے گئے۔ پھر فرمایا:۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ

اور ان سے جنگ کرتے رہو حتّٰی کہ (مذہب اسلام اختیار کرنے والوں کے لیے) ایذا رسانی باقی نہ رہے اور اللہ کا دین (قانون جزا) سب کا سب (جاری) ہو جائے۔

یعنی یہاں تک کہ کسی ایماندار کو اس کے دین سے پھیرنے کے لیے ایذا نہ دی جا سکے۔ اور اللہ کی خالص یکتائی جس میں کسی شریک کا کوئی

شائبہ نہ قائم ہو جائے۔ اور اس کے سوا (اس کے) جتنے ہمسر ہوں انھیں تباہ کردیا جائے۔

فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ وَإِنْ تَوَلَّوْا

تو اگر وہ باز آگئے تو بے شبہہ اللہ ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں دیکھنے والا ہے اور اگر انھوں نے تمھارے حکم سے روگردانی کی اور اپنے اسی کفر کی طرف گئے جس پر وہ (جمے ہوے) ہیں۔

فَإِنَّ اللّٰهَ مَوْلَاكُمْ

تو اللہ تمھارا محافظ ہے۔

جس نے تم کو عزت دی اور بدر کے روز باوجود ان کی زیادتی اور تمھاری کمی کے ان کے مقابلے میں تمھاری مدد کی۔

نِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ

وہ کتنا بہتر محافظ اور کس قدر اچھا حمایتی ہے۔

پھر اس نے انھیں غنیمت کی تقسیم کی اطلاع دی اور جب ان کے لیے اس (غنیمت) کو جائز قرار دیا تو اس کے متعلق اپنے احکام بتائے۔ اور فرمایا:۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اور (یہ) جان لو کہ جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے
اس کا پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا ہے اور قرابت داروں
اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم اللہ پر ایمان لائے ۳۱۹
ہو اور اس چیز پر ایمان لائے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر امتیاز کے
روز اتارا ہے جس دن دو جماعتیں ایک دوسرے سے بھڑ گئی تھیں۔
اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جس روز میں نے اپنی قدرت سے حق سے باطل کا امتیاز پیدا کر دیا۔ جس دن تمھاری اور ان کی دونوں جماعتیں ایک دوسرے سے مقابل ہو گئیں۔

إِذْ أَنتُم بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا

جبکہ تم وادی کے ادھر کے کنارے تھے۔

وَهُم بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ

اور وہ وادی کے اُدھر کے کنارے تھے۔ مکہ کی جانب

وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنكُمْ

اور قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔

یعنی ابو سفیان کا قافلہ جس کے لینے کے لیے تم نکلے تھے اور وہ اس کی حفاظت کے لیے نکلے تھے۔ نہ تمھاری جانب سے کوئی مقام متعین کیا گیا تھا اور نہ ان کی جانب سے۔

وَلَوْ تَوَاعَدتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ

اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدے بھی
کرتے تو وقت و مقام موعود میں ضرور (کچھ نہ کچھ) مختلف ہو جاتے۔

اور اگر اس مقابلے کا تعین تمہارے اور ان کے وعدوں کی بناء پر ہوتا اور اس کے بعد ان کی تعداد کی زیادتی اور اپنی تعداد کی کمی کی خبر تمہیں پہنچتی تو تم ان سے نہ بھڑتے۔

وَلٰكِن لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور لیکن (یہ سب کچھ) اس لیے (ہوا) کہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جو فیصلہ شدہ تھا۔

یعنی تاکہ اس بات کو پورا کر دے جو اس نے اپنی قدرت سے بغیر[1] تمہاری مدد کے اسلام اور مسلمانوں کو عزت دینے اور کفر اور کافروں کو ذلیل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس نے جو کچھ ارادہ فرمایا وہ اپنی مہربانی سے کر دیا۔ پھر فرمایا:۔

لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَن بَيِّنَةٍ

وَإِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ

تاکہ جو بھی ہلاک ہو وہ حجت قائم ہونے کے بعد ہلاک ہو اور جو بھی زندہ رہے وہ حجت قائم ہونے کے بعد زندہ رہے اور اللہ بڑا سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

یعنی تاکہ جو شخص بھی کفر اختیار کرے تو وہ نشانیوں اور عبرتوں کو دیکھنے اور حجت قائم ہونے کے بعد کفر اختیار کرے اور جو شخص بھی ایمان اختیار کرے وہ اسی طرح اختیار کرے۔ اس نے اس کے بعد آپ پر اپنے مہربان ہونے اور آپ کے لیے اپنی خفیہ تدبیریں کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور

---

[1] ۔ (الف) میں "عن غیر ملاء" ہے اور (ب ج د) میں "عن غیر بلاء" ہے یعنی بغیر تمہیں مصیبت میں ڈالے۔ (احمد محمودی)

اس کے بعد فرمایا:۔

إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا وَلَوْ أَرَاكَهُمْ كَثِيرًا لَفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ

(اے نبی وہ وقت یاد کر) جب کہ اللہ نے تیرے خواب میں انھیں کم کر کے بتایا اور اگر تجھے ان کی تعداد بڑھا کر بتاتا تو تم لوگ کمزور پڑ جاتے اور معاملۂ (جنگ) میں اختلاف کرتے لیکن اللہ نے بچا لیا۔ بے شبہہ وہ دلوں کی حالت خوب جاننے والا ہے۔

تو اللہ نے جو کچھ اس کے متعلق دکھایا وہ ان پر اس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت تھی جس کے ذریعے انھیں ان کے دشمن پر دلیر بنا دیا اور ان سے اس کمزوری کو روک دیا جس میں ان کے مبتلا ہو جانے کا خوف تھا کیونکہ جو قوتیں ان میں (فطرۃ) تھیں اس سے وہ واقف تھا۔

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا

اور (اس وقت کو یاد کرو) جبکہ تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو تمھیں تمھاری آنکھوں میں ان کی تعداد کم بتائی اور ان کی آنکھوں میں (بھی) تمھاری کم تعداد بتائی تاکہ اللہ امر فیصل شدہ کو پورا کر دے۔

یعنی تاکہ جنگ پر دونوں متفق ہو جائیں اور جن سے وہ انتقام لینا چاہتا تھا وہ انتقام پورا ہو اور اپنی حفاظت میں سے کے جن لوگوں پر وہ اتمام نعمت کرنا چاہتا تھا ان پر نعمت پوری ہو۔ پھر انھیں نصیحتیں فرمائیں

اور سمجھایا اور ان کی جنگ میں انھیں جس راہ پر چلنا سزاوار تھا وہ راہیں
۳۲۰ انھیں بتائیں اور فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم کسی جماعت کے مقابل ہو۔

یعنی راہ خدا کی جنگ میں۔

فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

تو جمے رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو۔

یعنی اس کی یاد جس کے لیے تم نے اپنی جانیں نثار کر دیں اور جو بیعت تم نے اس سے کی ہے اس کے پورا کرنے کو یاد رکھو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا

تاکہ تم پھلو پھولو۔ اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں کشمکش نہ کرو کہ تم کمزور ہو جاؤ گے۔

یعنی اختلاف نہ کرو کہ تمھارا معاملہ تتر بتر ہو جائے گا

وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ

اور تمھاری ہوا (جو بندھی ہے) جاتی رہے گی۔

یعنی تمھارا رعب جاتا رہے گا۔

وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

اور صبر کرو بے شبہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اگر تم ایسا کرو گے تو میں تمھارے ساتھ ہوں۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِم بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ

اور تم ان کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اکڑتے اور لوگوں کو (اپنی شان) بتاتے نکلے ہیں۔

یعنی ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کے سے نہ ہو۔ جنھوں نے کہا ہے کہ ہم جب تک بدر نہ پہنچیں گے واپس نہ ہوں گے۔ اور وہاں ہم کاٹنے کے قابل جانور کاٹیں گے اور شراب پئیں گے اور وہاں ہمارے سامنے گانے والی لونڈیاں گائیں بجائیں گی۔ اور عرب ہمارے حالات سنیں گے۔ یعنی تمھارے کام دکھاوے اور شہرت کی خاطر نہوں اور نہ اس لیے ہوں کہ لوگوں سے کوئی چیز حاصل کرو۔ اپنی نیتیں اللہ کے لیے خالص کرو اور (تمھارے کام) اپنے دین کی مدد اور اپنے نبی کی تائید کی خاطر ہوں۔ تم اپنے کام اسی کے لیے کرو اور اس کے سوا کسی اور چیز کے طالب نہ ہو۔ پھر فرمایا:۔

وَإِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ شیطان نے ان کے کام ان کے آگے سنوار کر پیش کیے اور کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب نہیں (ہو سکتا)۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس آیت کی تفسیر گزر چکی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اللہ نے اہل کفر کا ذکر فرمایا اور موت کے وقت انھیں جس حالت کا سامنا ہو گا اور ان کے صفات

بیان فرمائے اور اپنے نبی کو ان کے متعلق خبر دی حتیٰ کہ اس مقام پر پہنچا اور فرمایا:—

فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ.

تو اگر جنگ میں تو ان پر غلبہ پالے تو پریشان کردے ان کے ذریعے ان لوگوں کو جو ان کے پیچھے ہیں شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

یعنی انھیں ایسی سزا دے کہ وہ اپنے پیچھے والوں کے لیے عبرت کا سبب ہوں تاکہ انھیں سمجھ آئے۔

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ ۔ إلى قوله وَمَا تُنفِقُوا مِن شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ.

اور تم تیار کر رکھو ان (کے مقابلے) کے لیے سامان جنگ جتنا تم سے ہو سکے اور بندھے ہوئے (یا مستعد) گھوڑے جس کے ذریعے تم اپنے اور اللہ کے دشمن کو ڈراتے رہو۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ اور جو چیز بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمھاری جانب پوری پوری پہنچادی جائے گی۔

وَأَنتُمْ لَا تُظْلَمُونَ

اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی اللہ کے پاس آخرت میں اس کا جو اجر ہوگا اور دنیا میں اس کا فوری معاوضہ ضائع نہ جائے گا۔ پھر فرمایا:۔

وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا

اور اگر وہ صلح کی جانب مائل ہوں تو تو بھی اس کی جانب مائل ہو جا۔

۳۲۱ یعنی اگر وہ اسلام اختیار کرنے کے لیے صلح کی دعوت دیں تو اس شرط پر ان سے صلح کرلے۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ

اور اللہ پر بھروسہ کر۔ اللہ تیرے لیے کافی ہے۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

بے شبہ اللہ تو بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ جنحوا للسلم کے معنی مالوا الیك للسلم یعنی صلح کے لیے تیری طرف مائل ہوں۔ الجنوح کے معنی المیل کے ہیں۔ لبید بن ربیعہ نے کہا ہے:۔

جُنُوحَ الْهَالِكِيِّ عَلَى يَدَيْهِ مُكِبًّا يَجْتَلِي نُقَبَ النِّصَالِ

(وہ اس طرح جھکا ہوا ہے) جس طرح صیقل کرنے والا تیر کا زنگ دور کر کے اسے جلا دینے کے لیے سر نیچے کیے ہوئے اپنے ہاتھوں پر جھکا رہتا ہے۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے میں کی ہے۔ شاعر کی مراد وہ صیقل کرنے والا ہے جو اپنے کام پر جھکا رہتا ہے۔ النقب کے معنی تلوار کے زنگ کے ہیں یجتلی کے معنی تلوار کو جلا دینا ہے اور

السلم کے معنی صلح کے ہیں ۔ اللہ کی کتاب میں ہے ۔

فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ

تو تم کمزور نہ ہو جاؤ اور صلح کے طالب نہ ہو اور تم ہی برتر رہو گے ۔

اور ایک قراءت میں إِلَى السِّلْمِ آیا ہے اور وہ بھی اسی کے معنی میں ہے ۔ زہیر بن ابی سلمی نے کہا :۔

وَقَدْ قُلْتُمَا إِنْ نُدْرِكِ السِّلْمَ وَاسِعًا ؛ بِمَالٍ وَمَعْرُوفٍ مِنَ الْقَوْلِ نَسْلَمِ

حالانکہ تم نے تو کہا تھا کہ اگر وسعت مال اور رواج کے موافق شرطوں کے ساتھ ہمیں صلح حاصل ہو تو ہم صلح کر لیں گے

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھے حسن بن ابی الحسن البصری کی روایت پہنچی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے وان جنحوا للسلم کے معنی للاسلام کے ہیں اور اللہ کی کتاب میں ہے ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم سب کے سب اسلام میں داخل ہو جاؤ ۔

بعضوں نے فی السَّلْم پڑھا ہے ۔ اور اس سے مراد اسلام ہی ہے امیہ بن ابی الصلت نے کہا ہے ۔

فَمَا أَنَابُوا لِسَلْمٍ حِينَ تُنْذِرُهُمْ ؛ رُسُلُ الْإِلَٰهِ وَمَا كَانُوا لَهُ عَضُدًا ۳۲۲

جب اللہ کے رسول انہیں ڈراتے ہیں تو وہ اسلام کی طرف رجوع نہیں ہوتے اور اس کی قوت بازو نہیں بنتے ۔

اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔ اور جو ڈول لانبا بنایا جاتا ہے اس کو عرب سلم کہتے ہیں۔

بنی قیس بن ثعلبہ میں کا ایک شخص طرفۃ بن العبد نامی اپنی اونٹنی کی تعریف میں کہتا ہے:—

لَهَا مِرْفَقَانِ أَفْتَلَانِ كَأَنَّمَا تَمُرُّ بِسَلْمَىْ دَالِجٍ[1] مُتَشَدِّدِ

اس (اونٹنی) کے اگلے پیر کے دونوں جوڑ اس طرح مڑے ہوئے ہیں گویا وہ باولی سے پانی لا کر حوض میں ڈالنے والے اور سخت کوشش کرنے والے کے دو ڈول لے کر گزر رہی ہے۔

(یعنی جس طرح کم فاصلے پر پانی لیجانے والا زیادہ پانی لے جانے کے لیے بھرے ہوئے دو دو ڈول لے جاتا ہے اور اسے اپنے کپڑوں سے نہ لگنے کے لیے دور رکھتا ہے اسی طرح اس کے پاؤں کے دونوں جوڑ باہر کی جانب نکلے ہوئے ہیں)۔

اور بعض روایتوں میں دالح آیا ہے۔ اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے۔

وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ فَإِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ

اور اگر وہ چاہیں کہ تجھ کو دھوکا دیں تو بے شبہہ تیرے لیے اللہ کافی ہے۔

یعنی وہ اس دھوکے کے پیچھے ہے (یعنی ان کی دھوکا دہی کے بعد خدائی تدبیریں اور اسباب بھی تو ہیں)۔

---

[1] ۔ (ب) میں "دالج" جیم سے ہے جس کے معنی میں نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں۔ اور (الف ج د) میں "دالح" حاء حطی سے ہے جس کے معنی چھوٹے چھوٹے قدم ڈالنے کے ہیں۔ دونوں معنی مطلب کے لحاظ سے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

هُوَ الَّذِي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ

وہی تو ہے جس نے اپنی مدد سے تجھے قوی کر دیا۔
ضعف کے بعد۔

وَبِالْمُؤْمِنِينَ وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

اور ایمانداروں (کی مدد) سے۔ اور ان کے دلوں
میں محبت (پیدا کر) دی۔

لَوْ أَنْفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ

وَلَكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ

جو کچھ زمین میں ہے اگر تو وہ سب کا سب خرچ کر دیتا تو
بھی ان کے دلوں میں محبت نہ پیدا کر سکتا۔ لیکن اللہ نے
ان میں محبت پیدا کر دی۔ اپنے دین کے ذریعے جس پر ان
سب کو مجتمع کر دیا ہے۔

إِنَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

بے شبہہ وہ غالب حکمت والا ہے۔
پھر فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ عِشْرُونَ
صَابِرُونَ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ مِائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا

مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ

اے نبی ایماندار جنھوں نے تیری پیروی اختیار کی ہے۔ اور اللہ تیرے لیے کافی ہے۔ اے نبی ایمانداروں کو جنگ کرنے کی ترغیب دے اگر تم میں کے صبر کرنے والے بیس ہوں تو دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں کے سو ہوں تو جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان میں کے ہزار پر غالب رہیں گے اس لیے کہ وہ سمجھ کے ہیٹے ہیں۔

یعنی ان لوگوں کی جنگ کسی خاص نیت سے نہیں اور نہ کسی حق بات کے لیے ہے اور نہ بھلائی برائی کی تمیز پر مبنی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عبداللہ بن نجیح نے عطا بن ابی رباح سے عبداللہ بن عباس کی روایت بیان کی اور کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کو بہت بار معلوم ہوا اور بیس کا دو سو سے اور سو کا ہزار سے ۲۲۳
جنگ کرنا انھیں بڑا (سخت) معلوم ہوا۔ تو اللہ نے ان پر تخفیف کر دی اور دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ اس کے بعد فرمایا:۔

الْآنَ خَفَّفَ اللَّهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِن يَكُن مِّنكُم مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ وَإِن يَكُن مِّنكُمْ أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ

اب اللہ نے تم پر تخفیف کر دی اور اس نے معلوم کر لیا ہے کہ تم میں ایک طرح کی کمزوری ہے اس لیے اگر تم میں کے صبر کرنے والے سو ہوں تو وہ دو سو پر غلبہ

حاصل کریں اور اگر تم میں کے ہزار ہوں تو وہ بحکم الہٰی دو ہزار پر غالب رہیں۔

کہا کہ اس کے بعد ان کی یہ حالت رہی کہ اگر دشمن کی تعداد کے نصف ہوتے تو (یہ سمجھتے تھے کہ) ان سے بھاگنا انھیں سزاوار نہیں اور جب اس سے بھی کم ہوتے تو (سمجھتے تھے) ان سے جنگ کرنا ان پر واجب نہیں اور ان کے مقابلے سے ہٹ جانا ان کے لیے جائز ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد اس نے آپ پر قیدیوں کے قید کرنے اور غنیمت کے حاصل کرنے کے متعلق ناراضی ظاہر فرمائی اور آپ سے پہلے انبیاء میں سے کسی نبی نے اپنے دشمن سے غنیمت حاصل کر کے نہیں کھائی۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَجُعِلَتْ لِیَ الْأَرْضُ مَسَاجِدَ وَطَهُورًا وَأُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَأُحِلَّتْ لِیَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تُحَلَّلْ لِنَبِيٍّ كَانَ قَبْلِي وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ خَمْسٌ لَمْ يُؤْتَهُنَّ نَبِيٌّ قَبْلِي

مجھے رعب کے ذریعے مدد دی گئی اور زمین (کے ٹکڑے) میرے لیے سجدہ گاہیں اور پاک بنادئے گئے اور مجھے کثیر معانی کا جامع کلام عطا فرمایا گیا۔ اور غنیمتیں میرے لیے جائز کر دی گئیں اور میرے پہلے کسی نبی کے لیے جائز نہیں کی گئیں اور مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی۔ (یہ) پانچ (چیزیں) مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر فرمایا :۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ (أى قبلك) أَنْ تَكُونَ لَهُ أَسْرَى (من عدوه) حَتَّى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ

کسی نبی کو حق نہ تھا (یعنی آپ سے پہلے) کہ اس کے پاس (اس کے دشمن) قیدی بنے رہیں یہاں تک کہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کرلے۔

یعنی دشمنوں کو خوب قتل نہ کرلے حتیٰ کہ انھیں اس سرزمین سے جلا وطن کر دے۔

تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا

تم دنیوی ساز و سامان چاہتے ہو۔

یعنی لوگوں کو قید کر کے ان کے فدیے کی رقم کے طالب ہو۔

وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

اور اللہ تو انجام (کی درستی) چاہتا ہے۔

یعنی ان کا قتل تاکہ جس دین کا غلبہ وہ چاہتا ہے۔ اس دین کا غلبہ ہو جس کے ذریعے آخرت حاصل کی جاتی ہے۔

لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ (اى من الاسارى والمغانم) عَذَابٌ أَلِيمٌ

اگر سابقہ نوشتۂ الٰہی نہ ہوتا تو جو کچھ تم نے (قیدی گرفتار کیے اور غنیمتوں کا مال) حاصل کیا اس کے متعلق تمھیں ضرور دردناک

عذاب چھو لیتا۔

یعنی اگر یہ میری عادت سابقہ نہ ہوتی کہ میں بغیر کسی بات کی ممانعت کے پہلے ہی سے عذاب نہیں دیا کرتا تو ضرور تمہیں اس تمہارے کیے پر عذاب دیتا۔ اور اس نے انھیں منع نہیں فرمایا تھا۔ پھر اس نے آپ کے اور آپ کی امت کے لیے اپنی رحمت سے اس (مال غنیمت) کو جائز کر دیا اور رحمٰن و رحیم کی جانب سے بطور عطیہ مرحمت فرمایا۔ پھر فرمایا:—

فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

لہٰذا جو کچھ تم نے غنیمت میں حاصل کیا ہے اس میں سے کھاؤ اس حال میں کہ وہ حلال اور پاک ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شبہہ اللہ بڑا ڈھانک لینے والا، اور بڑا مہربان ہے۔

اس کے بعد فرمایا:—

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَى إِنْ يَعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

اے نبی ان لوگوں سے کہدے جو تم میں سے کسی کے ہاتھ میں بطور قیدی کے ہوں کہ اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی معلوم کرے گا تو تمہیں اس سے بہتر (چیز) عطا فرمائے گا جو تم سے لی گئی ہے اور اللہ (غلطیوں کو) بہت ڈھانک لینے والا اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔

اور مسلمانوں کو آپس میں قرابت دارانہ تعلقات رکھنے کی ترغیب دی اور مہاجرین و انصار میں ان کے سوا دوسروں کو چھوڑ کر۔ دینی رشتہ داری

قائم فرمادی۔ اور کافروں کے درمیان ایک دوسرے سے رشتہ داری قرار دی۔ اور فرمایا:۔

إِلَّا تَفْعَلُوهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ

اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

یعنی اگر دوسروں کو چھوڑ کر ایماندار کا ایماندار رشتہ دار نہ بنے اگرچہ وہ دوسرا حقیقی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ یعنی حق و باطل شبہے میں پڑ جائے گا۔ اور ایماندار کی رشتہ داری ایماندار کے ساتھ ہونے کے بجائے کافر سے ہو تو زمین میں فساد ہوگا۔ دوسروں کو چھوڑ کر مہاجرین و انصار میں اس رشتہ داری کو قائم کرنے کے بعد پھر میراث انھیں حقیقی رشتہ داروں ہی کی طرف رد فرمادی جنھوں نے اسلام اختیار کرلیا اور فرمایا:۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمھارے ساتھ جہاد کیا تو وہ تمھیں میں سے ہیں۔ اور نوشتۂ الٰہی کے لحاظ سے بعض رشتہ دار بعض سے زیادہ قریب ہیں۔ یعنی میراث کے لحاظ سے۔

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

بے شبہہ اللہ ہر چیز کو اچھی طرح سے جاننے والا ہے۔

فہرست ان مسلمانوں کی جو بدر میں حاضر تھے

ابن اسحٰق نے کہا کہ یہ نام ان مسلمانوں کے ہیں جو بدر میں حاضر تھے۔

قریش کی شاخ ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ میں سے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المسلمین ابن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور اللہ اور اس کے رسول کے شیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم۔

اور زید بن حارثہ بن شرحبیل بن کعب بن عبدالعزی بن امراء القیس الکلبی جن پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انعام فرمایا تھا۔ ۳۲۵

ابن ہشام نے کہا کہ زید بن حارثہ بن شراحیل بن کعب بن عبدالعزی ابن امراء القیس بن عامر بن النعمان بن عامر بن عبدود بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زیداللہ بن رُفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ انسہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ابوکبشہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ انسہ حبشی تھے اور ابوکبشہ فارسی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مرثد کناز بن حصن بن یربوع بن عمرو بن یربوع بن خرشہ بن سعد بن طریف بن حلان بن غنم بن غنی بن یعصر بن سعد بن قیس بن عیلان۔

ابن ہشام نے کہا کناز بن حصین۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کا بیٹا مرثد بن ابی مرثد حمزہ بن عبدالمطلب کا حلیف۔

اور عبیدہ بن الحارث بن المطلب۔

اور ان کے دونوں بھائی الطفیل بن الحارث۔

اور الحصین بن الحارث۔

اور مسطح جن کا نام عوف بن اثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب تھا۔ (جلد)

بارہ آدمی۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے عثمان بن عفان بن ابی العاص ابن امیہ بن عبد شمس جو اپنی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی رقیہ کے پاس رہ گئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غنیمت میں سے) ان کو حصہ دیا تو انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ امیرا اجر۔ فرمایا واجرک۔ (ہاں) تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس۔

اور ابو حذیفہ کے آزاد کردہ سالم۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو حذیفہ کا نام ہشیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ سالم، ثبیتہ بن یعار بن زید بن عبید بن زید بن
۳۲۶ مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کے، اس شرط سے آزاد کیے ہوئے تھے کہ ان کو ولاء حاصل ہوگی، اس نے (ثبیتہ نے) انھیں شرط مذکور کے ساتھ آزاد کیا تو یہ ابو حذیفہ کے پاس بے یار و مددگار ہوکر آگئے تو ابو حذیفہ نے انھیں متبنی بنا لیا۔ اور بعض کہتے ہیں ثبیتہ بنت یعار ابو حذیفہ بن عتبہ کی زوجیت میں تھی اس لیے جب اس نے سالم کو بشرط مذکور آزاد کیا۔ تو سالم کو مولی ابی حذیفہ کہنے لگے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ بعضوں کا دعویٰ ہے کہ ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس کے آزاد کردہ صبیح نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے کی تیاری کرلی تھی اس کے بعد وہ بیمار ہو گئے تو ابو سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم انھیں اپنے اونٹ پر اٹھا لے گئے پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام جنگوں میں صبیح شریک رہے۔

اور حلفاء بنی عبد شمس کی شاخ بنی اسد بن خزیمہ میں سے عبد اللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔

اور عکاشہ بن محصن بن حرثان بن قیس بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان

ابن اسد۔
اور شجاع بن وہب بن ربیعہ بن اسد بن صہیب بن مالک بن کبیر ابن غنم بن دودان بن اسد۔
اور ان کے بھائی عقبہ بن وہب۔
اور یزید بن رقیش بن رئاب بن یعمر بن صبرہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد۔
اور ابو سنان بن محصن بن حرثان بن قیس۔ عکاشہ بن محصن کے بھائی۔
اور ان کے بیٹے سنان بن ابی سنان۔
اور محرز بن نضلہ بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان ابن اسد۔
اور ربیعہ بن اکثم بن سنجرہ بن عمرو بن لکیز بن عامر بن غنم ابن دودان بن اسد۔
اور حلفاء بنی کبیر بن غنم بن دودان بن اسد میں سے ثقف ابن عمرو۔
اور ان کے دونوں بھائی مالک بن عمرو۔
اور مدلج بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا مدلاج بن عمرو۔
ابن اسحٰق نے کہا یہ لوگ بنی حجر میں سے بنی سلیم والے ہیں۔ ۳۲۷
اور ابو مخشی ان کے حلیف۔ (جملہ) سولہ شخص۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو مخشی بنی طی میں سے تھے اور ان کا نام سوید ابن مخشی تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
عتبہ بن غزوان بن جابر بن وہب بن نسیب بن مالک بن الحارث ابن مازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس بن عیلان۔
اور عتبہ بن غزوان کے آزاد کردہ خباب۔
اور بنی اسد بن عبد العزیٰ بن قصی میں سے تین شخص۔

الزبیر بن العوام بن خویلد بن اسد۔
اور حاطب بن ابی بلتعہ۔
اور حاطب کے آزاد کردہ سعد۔
ابن ہشام نے کہا حاطب کے باپ ابی بلتعہ کا نام عمرو تھا اور وہ بنی لخم سے تھا اور حاطب کے مولی سعد بنی کلب میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا بنی عبدالدار بن قصی میں سے دو شخص۔
مصعب بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار بن قصی۔
اور سویبط بن سعد بن حریملہ بن مالک بن عمیلہ بن السباق بن عبدالدار۔
اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے آٹھ شخص۔
عبدالرحمٰن بن عوف بن عبد عوف بن عبد بن الحارث بن زہرہ۔
اور سعد بن ابی وقاص اور وقاص کا نام[1] مالک بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ تھا۔
اور ان کے بھائی عمیر بن ابی وقاص۔
اور ان کے حلیفوں میں سے المقداد بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن
۳۲۸ ربیعہ بن ثمامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن زہیر بن ثور بن ثعلبہ بن مالک بن الشرید بن ہزل بن قایش بن دریم بن القین بن اہود بن بہراء بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ہزل بن قاس بن ذر۔ اور دہیر بن ثور کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن مسعود بن الحارث بن شمخ بن مخزوم ابن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل۔
اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبدالعزی بن حمالہ بن غالب ابن محلم بن عایذہ بن سبیع بن الہون بن خزیمہ جو القارہ سے تھے۔

---

[1] ۔ (الف) میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ القارہ لقب ہے۔ اور انھیں کے متعلق کہا گیا ہے۔

قَدْ أَنْصَفَ الْقَارَةَ مَنْ رَامَاهَا۔

یعنی جس نے القارہ کا تیر اندازی سے مقابلہ کیا اس نے ان سے انصاف کا معاملہ کیا۔ اور یہ لوگ تیر انداز تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ذو الشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ بن غبشان ابن سلیم بن ملکان بن افصی بن حارثہ بن عمرو بن عامر جو خزاعہ میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ انھیں ذو الشمالین اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہ بائیں ہاتھ سے کام کیا کرتے تھے اور ان کا نام عمیر تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور خباب بن الارت۔

ابن ہشام نے کہا خباب[۱] بن الارت بنی تمیم میں سے تھے اور ان کی اولاد بھی ہے اور وہ کوفے میں رہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ خباب خزاعہ میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔

ابو بکر الصدیق اور آپ کا نام عتیق بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو بکر کا نام عبد اللہ تھا اور عتیق آپ کا لقب تھا اور یہ لقب آپ کی خوبصورتی اور شرافت کے سبب تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو بکر کے آزاد کردہ بلال اور بلال بنی جمح کے مولدین میں سے تھے ان کو ابو بکر نے امیہ بن خلف سے خرید اتھا۔ اور ۳۲۹
بلال رباح کے بیٹے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔

اور عامر بن فہیرہ۔

---

[۱] (الف) میں خبان لکھدیا ہے جو تحریف ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ عامر بن فہیرہ بنی اسد کے مولدین میں سے اور سیاہ فام تھے۔ انھیں سے ابو بکر نے انھیں خرید اتھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور صہیب بن سنان جو نمر بن قاسط میں سے تھے۔
ابن ہشام نے کہا النمر بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن دعمی بن جدیلہ۔ بعض کہتے ہیں کہ صہیب عبد اللہ بن جدعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ اور بعض کہتے ہیں کہ وہ رومی تھے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ وہ النمر بن قاسط میں سے تھے اور رومیوں کے پاس قید ہو گئے تھے اور انھیں رومیوں ہی سے خرید اگیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کی روایت کی گئی ہے کہ صُہَیبٌ سَابِقُ الرُّوم صہیب تمام رومیوں پر سبقت کرنے والے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔ یہ شام کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ آئے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ نے انھیں بھی (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی اجر ملے گا تو فرمایا:—

واجرك اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے پانچ آدمی۔
ابو سلمہ بن عبد الاسد اور ابو سلمہ کا نام عبد اللہ بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔

اور شماس بن عثمان بن الشرید بن سوید بن ہرمی بن عامر بن مخزوم۔
ابن ہشام نے کہا کہ شماس کا نام عثمان تھا اور شماس ان کا نام اس وجہ سے پڑ گیا کہ وہ شمامسہ میں سے تھے اور زمانہ جاہلیت میں مکہ آئے تھے اور (بہت) خوبصورت تھے۔ لوگ ان کی خوبصورتی کو دیکھکر حیران ہو گئے تو عتبہ بن ربیعہ نے جو شماس کا ماموں تھا کہا کہ میں تمھارے پاس اس سے زیادہ خوبرو شماس کو لاتا ہوں اور اپنے بھانجے عثمان بن عثمان کو لایا تو ان کا ۳۴

نام شماس مشہور ہو گیا ۔ اس کا ذکر ابن شہاب الزہری وغیرہ نے کیا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ارقم بن ابی الارقم اور ابوالارقم کا نام عبد مناف ابن اسد تھا اور اسد کی کنیت ابوجندب تھی ۔ اور وہ عبداللہ بن عمر بن مخزوم کا بیٹا تھا ۔

اور عمار بن یاسر ۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمار بن یاسر عنسی مذحج کی شاخ میں سے تھے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عفیف بن کلیب بن حبشیہ بن سلول بن کعب بن عمرو ۔ ان کے (بنی مخزوم کے) حلیف تھے اور تھے بنی خزاعہ میں سے ۔ اور عیہامہ جنھیں کہا جاتا تھا وہ یہی ہیں ۔

اور بنی عدی بن کعب میں سے چودہ شخص ۔
عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزی بن عبداللہ بن قرط بن ریاح ابن رزاح بن عدی ۔
اور ان کے بھائی زید بن الخطاب ۔
اور عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ مہجع جو یمن والوں میں سے تھے ۔ اور بدر کے روز دونوں صفوں کے درمیان مسلمانوں میں سے جو سب سے پہلے شہید ہوئے وہ یہی تھے ۔ ان کو تیر سے مارا گیا تھا ۔
ابن ہشام نے کہا کہ مہجع بنی عک میں سے تھے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سراقہ بن المعتمر بن انس بن اداۃ بن عبداللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی ۔
اور ان کے بھائی عبداللہ بن سراقہ ۔
۱۳۳ اور واقد بن عبداللہ بن عبد مناف بن عرین بن ثعلبہ بن یربوع ابن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم جو ان کے حلیف تھے ۔
اور خولی بن ابی خولی ۔
اور مالک بن ابی خولی ان کے دونوں حلیف ۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو خولی بنی عجل بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن ربیعہ جو آل الخطاب کے حلیف عنز بن وائل میں سے تھے۔

ابن ہشام نے کہا عنز بن وائل بن قاسط بن ہنب بن افصی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار۔ اور بعض کہتے ہیں افصی بن وعمی بن جدیلہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن البکیر بن عبد یالیل بن ناشب بن غیرہ بنی سعد بن لیث میں سے۔

اور عاقل بن البکیر۔

اور خالد بن البکیر۔

اور ایاس بن البکیر بنی عدی بن کعب کے حلیف۔

اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزی بن عبد اللہ بن قرط بن ریاح بن رزاح بن عدی بن کعب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے واپس ہونے کے بعد یہ شام سے آئے اور آپ سے عرض کی تو آپ نے انھیں (غنیمت بدر میں سے) حصہ عنایت فرمایا۔ انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے بھی اجر ملے گا فرمایا:—

وَأَجْرُكَ۔ اور تمھارا اجر (بھی ثابت ہے)۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص۔

عثمان بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور ان کے بیٹے السائب بن عثمان۔

اور ان کے دونوں بھائی قدامۃ بن مظعون۔

اور عبد اللہ بن مظعون۔

اور معمر بن الحارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافۃ بن جمح۔

اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے ایک شخص۔

خنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

۳۳۲ اور بنی عامر بن لوئی کی شاخ بنی مالک بن حسل بن عامر میں سے پانچ شخص۔
ابو سبرہ بن رہم بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک ابن حسل۔
اور عبد اللہ مخرمہ بن عبد العزی بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک
اور عبد اللہ بن سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل۔ یہ اپنے باپ سہیل بن عمرو کے ساتھ نکلے تھے۔ جب لوگ بدر میں آکر اترے تو یہ بھاگ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے اور آپ کے ساتھ جنگ بدر میں شریک رہے۔
اور سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ عمیر بن عوف۔
اور ان کے حلیف سعد بن خولہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ سعد بن خولہ یمن کے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی الحارث بن فہر میں سے پانچ شخص۔
ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کا نام عامر بن عبد اللہ بن الجراح بن ہلال بن اہیب ابن ضبہ بن الحارث تھا۔
اور عمرو بن الحارث بن زہیر بن ابی شداد بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
اور سہیل بن وہب بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث۔
اور ان کے بھائی صفوان بن وہب اور یہ دونوں البیضاء کے بیٹے تھے۔
اور عمرو بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن اہیب بن ضبہ ابن الحارث۔
غرض جملہ مہاجرین جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ سب) تراسی تھے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسرے بہت سے اہل علم نے بدری مہاجرین میں بنی عامر بن لوئی میں سے وہب بن ابی سرح کا اور حاطب بن عمرو کا اور بنی الحارث بن فہر میں سے عیاض بن ابی زہیر کا بھی ذکر کیا ہے۔

انصار اور ان کے ساتھی ۳۳۳



ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار اوس بن حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی عبد الاشہل بن جشم بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے پندرہ شخص۔

سعد بن معاذ بن النعمان بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل۔

اور عمرو بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن اوس بن معاذ بن النعمان۔

اور الحارث بن انس بن رافع بن امرء القیس۔

اور بنی عبید بن کعب بن عبد الاشہل میں سعد بن زید بن مالک بن عبید۔

اور بنی زعوراء بن عبد الاشہل میں سے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے زعوراء کہا ہے۔

سلمہ بن سلامہ بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور عباد بن بشر بن وقش بن زغبہ بن زعوراء۔

اور سلمہ بن ثابت بن وقش۔

اور رافع بن یزید بن کرز بن سکن بن زعوراء۔

اور الحارث بن خزمہ بن عدی بن ابی بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج۔ بنی عوف بن الخزرج میں سے ان کے حلیف۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف محمد بن مسلمہ بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن الحارثہ بن الحارث۔

اور بنی حارثہ بن الحارث میں سے ان کے حلیف سلمہ بن اسلم بن حریش بن عدی بن مجدعہ بن الحارث۔

ابن ہشام نے کہا اسلم بن حریس بن عدی ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو الہیثم بن التیہان ۔ ۳۴۴

اور عبید بن التیہان ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض عتیک بن التیہان کہتے ہیں ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن سہل ۔

ابن ہشام نے کہا عبداللہ بن سہل بنی زعوراء والے ۔ اور بعضوں نے کہا غسان میں کے تھے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ظفر کی شاخ بنی سواد بن کعب (اور کعب ہی کا نام ظفر ہے) میں سے دو شخص ۔

ابن ہشام نے کہا ظفر بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ۔

ابن اسحٰق نے کہا قتادہ بن النعمان بن زید بن عامر بن سواد ۔

اور عبید بن اوس بن مالک بن سواد ۔

ابن ہشام نے کہا عبید بن اوس وہ ہیں جنھیں مقرن کہا جاتا تھا اس لیے کہ انھوں نے بدر کے روز چار قیدیوں کو ایک جگہ کر دیا تھا اور انھیں نے اس روز عقیل بن ابو طالب کو بھی گرفتار کیا تھا ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبد بن رزاح بن کعب میں سے تین آدمی ۔

نصر بن الحارث بن عبد ۔

اور معتب بن عبد ۔

اور ان کے حلیفوں میں سے بنی بلی میں کے عبداللہ بن طارق ۔

اور بنی حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس میں سے تین شخص ۔

مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے مسعود بن عبد سعد کہا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو عبس بن جبر بن عمرو بن زید بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ ۔

اور ان کے حلیف بنی بلی میں سے ابو بردہ بن نیار جن کا نام

ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عوف بن مالک بن آوس کی شاخ بنی ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے پانچ شخص۔ ۳۳۵

عاصم بن ثابت بن قیس اور قیس ہی ابو الاقلح بن عصمہ بن مالک بن امتہ بن ضبیعہ تھا۔

اور معتب بن قشیر بن ملیل بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور ابو ملیل بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

اور عمرو بن معبد بن الازعر بن زید بن العطاف بن ضبیعہ۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن معبد۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سہل بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن مجدعہ بن الحارث ابن عمرو۔ اور عمرو ہی وہ شخص ہے جس کو بحرج بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف کہا جاتا تھا۔

اور بنی امیہ بن زید بن مالک میں سے نو شخص۔

بشر بن عبد المنذر بن زنبر بن زید بن امیہ۔

اور رفاعہ بن عبد المنذر بن زنبر۔

اور سعد بن عبید بن النعمان بن قیس بن عمرو بن زید بن امیہ۔

اور عویم بن ساعدہ۔

اور رافع بن عنجدہ۔

ابن ہشام نے کہا عنجدہ ان کی ماں تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبید بن ابی عبید۔

اور ثعلبہ بن حاطب۔

اور ان لوگوں کو اس بات کا دعوٰی تھا کہ ابو لبابہ بن عبد المنذر اور الحارث بن حاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے تو آپ نے ان دونوں کو واپس فرما دیا اور ابو لبابہ کو مدینہ پر امیر مقرر فرمایا تھا اور اصحاب بدر کے ساتھ ان دونوں کو دو حصے عنایت فرمائے تھے۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے انھیں الروحاء سے واپس فرمایا تھا۔

ابن ہشام نے کہا اور حاطب، عمرو بن عبید بن امیہ کا بیٹا تھا اور ابولبابہ کا نام بشیر تھا۔

۳۳۶ ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن زید بن مالک میں سے سات شخص۔
انیس بن قتادہ بن ربیعہ بن خالد بن الحارث بن عبید۔
اور ان کے حلیفوں بنی بلی میں سے معن بن عدی بن الجد بن العجلان ابن ضبیعہ۔
اور ثابت بن اقرم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور عبد اللہ بن سلمہ بن مالک بن الحارث بن عدی بن العجلان
اور زید بن اسلم بن ثعلبہ بن عدی بن العجلان۔
اور ربعی بن رافع بن زید بن حارثہ بن الجد بن العجلان۔
اور عاصم بن عدی بن الجد بن العجلان نکلے تھے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں واپس فرمادیا اور اصحاب بدر کے ساتھ انھیں حصہ عطا فرمایا۔
اور بنی ثعلبہ بن عمرو بن عوف میں سے سات شخص۔
عبد اللہ بن جبیر بن النعمان بن امیہ بن البرک اور البرک کا نام امرء القیس ابن ثعلبہ تھا۔
اور عاصم بن قیس۔
ابن ہشام نے کہا عاصم بن قیس بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو ضیاح بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ۔
اور ابو حنہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابو ضیاح کے بھائی تھے۔ اور بعضوں نے ابو حبہ کہا ہے اور امرء القیس کو البرک بن ثعلبہ کہا جاتا تھا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن عمیر بن ثابت بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس ابن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ثابت بن عمرو بن ثعلبہ بھی کہا ہے۔
۳۳۷ ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن النعمان بن امیہ بن امرء القیس بن ثعلبہ

اور خوات بن جبیر بن النعمان جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب بدر کے ساتھ حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی جحجبی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

منذر بن محمد بن عقبہ بن احیحہ بن الجلاح بن الحریش بن جحجبی بن کلفہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے الحریس بن جحجبی کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے اور ان کے حلفاء بنی انیف میں سے ابو عقیل بن عبداللہ بن ثعلبہ بن بیحان بن عامر بن الحارث بن مالک بن عامر بن انیف ابن حشم بن عبداللہ بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے تیم بن اراشہ اور قسمیل بن فاران کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی غنم بن السلم بن امرؤ القیس بن مالک ابن الاوس میں سے پانچ آدمی۔

سعد بن خیثمہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم۔

اور منذر بن قدامہ۔

اور مالک بن قدامہ بن عرفجہ۔

ابن ہشام نے کہا عرفجہ بن کعب بن النحاط بن کعب بن حارثہ ابن غنم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن عرفجہ۔

اور بنی غنم کے آزاد کردہ تمیم۔

ابن ہشام نے کہا کہ تمیم سعد بن خیثمہ کے آزاد کردہ تھے۔ ۸۰۳

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے تین آدمی۔

جبیر بن عتیک بن الحارث بن قیس بن ہیشہ بن الحارث بن

امیہ بن معاویہ۔
اور مالک بن نمیلہ۔ ان کے حلیف بنی مزینہ میں سے۔
اور ان کے حلیف بنی بلی میں کے النعمان بن عصر۔
غرض اوس میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ بدر میں جو شریک رہے اور جن کو آپ نے حصہ اور اجر عطا فرمایا (وہ) اکسٹھ آدمی تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان انصار الخزرج بن الحارث بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر کی شاخ بنی الحارث بن الخزرج کے قبیلہ بنی امرء القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے چار شخص۔
خارجہ بن زید بن ابی زہیر بن مالک بن امرء القیس۔
اور سعد بن ربیع بن عمرو بن ابی زہیر بن مالک بن امراء القیس۔
اور عبداللہ بن رواحہ بن ثعلبہ بن امرء القیس بن عمرو بن امرء القیس۔
اور خلاد بن سوید بن ثعلبہ بن عمرو بن حارثہ بن امرء القیس۔
اور بنی زید بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے دو شخص۔
بشیر بن سعد بن ثعلبہ بن خلاس بن زید۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جلاس کہا ہے اور ہمارے خیال میں یہ غلطی ہے۔
اور ان کے بھائی سماک بن سعد۔
اور بنی عدی بن کعب بن الخزرج بن الحارث بن الخزرج میں سے تین آدمی۔
سبیع بن قیس بن عیشہ بن امیہ بن مالک بن عامر بن عدی۔
اور ان کے بھائی عباد بن قیس بن عیشہ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن عبسہ بن امیہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عبس۔

اور بنی احمر بن حارثہ بن ثعلبہ بن کعب بن الخزرج بن الحارث ابن الخزرج میں سے ایک ہی شخص ۔

یزید بن الحارث بن قیس بن مالک بن احمر انھیں کو ابن فسحم بھی کہا جاتا ہے ۔

ابن ہشام نے کہا فسحم ان کی ماں تھی اور بنی القین بن جسر میں کی عورت تھی ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جشم بن الحارث بن الخزرج ۔ اور زید ابن الحارث بن الخزرج میں سے جو دونوں توام تھے چار شخص ۔

خبیب بن اساف بن عتبہ بن عمرو بن خدیج ابن عامر بن جشم ۔

اور عبداللہ بن زید بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید ۔

اور ان کے بھائی حریث بن زید بن ثعلبہ ۔

اور انھوں نے سفیان بن بشر کے متعلق بھی (شرکت بدر کا) دعویٰ کیا ہے ۔

ابن ہشام نے کہا سفیان بن نسر بن عمرو بن الحارث بن کعب ابن زید ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی جدارہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج میں سے چار آدمی ۔

تمیم بن یعار بن قیس بن عدی بن امیہ بن جدارہ ۔

اور بنی حارثہ میں سے عبداللہ بن عمیر ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عبداللہ بن عمیر بن عدی بن امیہ بن جدارہ کہا ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن المزین بن قیس بن عدی بن امیہ
۲۴۰ بن جدارہ ۔

ابن ہشام نے کہا زید بن المری ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن عرفطہ بن عدی بن امیہ بن جدارہ ۔

اور بنی الابجر میں سے جن کو بنو خدرہ بن عوف بن الحارث بن الخزرج بھی کہتے ہیں ایک شخص

عبد اللہ بن ربیع بن قیس بن عمرو بن عباد بن الابجر۔

اور بنی عوف بن الخزرج کی شاخ بنی عبید بن مالک بن سالم بن غنم ابن عوف۔ بن الخزرج میں سے جس کو بنو الحبلی بھی کہتے ہیں۔ دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا الحبلی کا نام سالم بن غنم بن عوف تھا۔ اس کے پیٹ کے بڑے ہونے کے سبب سے الحبلی مشہور ہو گیا۔

عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی بن مالک بن الحارث بن عبید جو ابن سلول کے نام سے مشہور تھا۔ سلول ایک عورت کا نام تھا جو اس کی (ابی کی) ماں تھی۔

اور اوس بن خولی بن عبد اللہ بن الحارث بن عبید۔

اور بنی جزء بن عدی بن مالک بن سالم بن غنم میں سے چھے شخص۔

زید بن ودیعہ بن عمرو بن قیس بن جزء۔

اور بنی عبد اللہ بن غطفان میں سے ان کے حلیف عقبہ بن وہب ابن کلدہ۔

اور رفاعہ بن عمرو بن زید بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن سالم بن غنم۔

اور یمن والے ان کے حلیف عامر بن سلمہ بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عمرو بن سلمہ کہا ہے اور وہ بنی بلی کی شاخ قضاعہ میں سے تھے۔

۲۴۱ ابن اسحٰق نے کہا اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن المقدم بن سالم بن غنم۔

ابن ہشام نے کہا معبد بن عبادہ بن قشعر بن المقدم اور بعضوں نے کہا عبادہ بن قیس بن القدم۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف عامر بن البکیر۔

ابن ہشام نے کہا عامر بن العکیر اور بعض عاصم بن العکیر کہتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کی شاخ بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم میں سے ایک شخص، نوفل بن عبداللہ بن نضلہ بن مالک بن العجلان۔

اور بنی اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ غنم بن عوف ہے جو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کا بھائی ہے اور غنم بن سالم وہ ہے جس کے متعلق اس سے پہلے ابن اسحٰق نے کہدیا ہے۔

عبادہ بن الصامت بن قیس بن اصرم۔ اور ان کے بھائی اوس ابن الصامت۔

اور بنی دعد بن فہر بن ثعلبہ بن غنم میں سے ایک شخص النعمان بن مالک ابن ثعلبہ بن دعد اور یہ النعمان وہ ہیں جن کو قوقل کہا جاتا تھا۔

اور بنی قریوش بن غنم بن امیہ بن لوذان بن سالم میں سے ایک شخص۔ ۳۴۲

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قریوش بن غنم کہا ہے۔

ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریوش۔

اور بنی مرضخہ بن غنم میں سے ایک شخص ابن سالم مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن ہشام نے کہا مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرضخہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی لوذان بن سالم میں سے تین آدمی۔

ربیع بن ایاس بن عمرو بن غنم بن امیہ ابن لوذان۔

اور ان کے بھائی ورقہ بن ایاس۔

اور ان کے یمن والے حلیف عمرو بن ایاس۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا کہ عمرو بن ایاس ربیع اور ورقہ کے بھائی تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ان کے حلیف بنی بلی کی شاخ بنی غصینہ میں سے پانچ شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ عصیبہ ان کی ماں تھی اور ان کے باپ کا نام عمرو بن عمارہ تھا۔

المجذر بن ذیاد بن عمرو بن زمزمہ بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن غصینہ ابن عمرو بن بتیرہ بن مشنو بن قسر بن تیم بن اراش بن عامر بن عمیلہ بن قسمیل بن فران بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔

۳۴۳ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے قسر بن تمیم بن اراشہ کہا ہے۔ اور قسمیل بن فاران اور المجذر[1] کا نام عبد اللہ تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبادہ بن الخشخاش بن عمرو بن زمزمہ۔

اور نجاب بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بحاث بن ثعلبہ کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبد اللہ بن ثعلبہ بن خزمہ بن اصرم اور ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ ان کے حلیف بنی بہراء عتبہ بن ربیعہ بن خالد بن معاویہ نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ عتبہ بن بہز بنی سلیم میں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج کی شاخ بنی ثعلبہ بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔

ابو دجانہ سماک بن خرشہ۔

۳۴۴ ابن ہشام نے کہا ابو دجانہ سماک بن اوس بن خرشہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور المنذر بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوذان بن عبد ود بن زید بن ثعلبہ۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے المنذر بن عمرو بن خنیش کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی البدی بن عامر بن عوف بن حارثہ بن عمرو

[1] ۔ (الف) میں تحریف کاتب سے المجذر ہوگیا ہے۔ جو غلط ہے۔ (احمد محمودی)

بن الخزرج بن ساعدہ میں سے دو شخص۔
ابو اسید بن مالک بن ربیعہ بن البدی۔
اور مالک بن مسعود اور وہ البدی کی طرف (منسوب ہیں)۔
ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ مالک ابن مسعود بن البدیؔ ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی طریف بن الخزرج بن ساعدہ میں سے ایک شخص
عبد ربہ بن حق بن اوس بن وقش بن ثعلبہ بن طریف۔
اور ان کے بنی جہینہ کے حلیفوں میں سے پانچ شخص۔
کعب بن حمار بن ثعلبہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کعب بن جماز کہا ہے اور وہ غبشان میں سے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ضمرہ۔
اور زیاد۔
اور بسبس عمرو کے بیٹے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ضمرہ اور زیادہ بشر کے بیٹے تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی بلی میں کے عبداللہ بن عامر۔
اور بنی جشم بن الخزرج کی شاخ بنی سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن ساردہ بن تزید بن جشم بن الخزرج کے قبیلہ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے بارہ شخص۔
خراش بن الصمہ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور الحباب بن المنذر بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور عمیر بن الحمام بن الجموح بن زید بن حرام۔
اور خراش بن الصمہ کے آزاد کردہ تمیم۔ ۳۴۵

لہ۔ (الف) میں "الیدی" یائے مثناۃ تحتانیہ دال سے پہلے لکھا ہے جو تحریف کاتب ہے۔
(احمد محمودی)

اور عبد اللہ بن عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام۔

اور معاذ بن عمرو بن الجموح۔

اور معوذ بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اور خلاد بن عمرو بن الجموح بن زید بن حرام۔

اور عتبہ بن عامر بن نابی بن زید بن حرام۔

اور ان کے آزاد کردہ حبیب الاسود۔

اور ثابت بن ثعلبہ بن زید بن الحارث بن حرام اور یہ وہ ثعلبہ ہیں جو الجذع کہلاتے تھے۔

اور عمیر بن الحارث بن ثعلبہ بن الحارث بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہاں جہاں جہاں الجموح آیا ہے اس سے مراد الجموح بن زید ابن حرام ہے بجز جد بن الصمہ کے کہ وہ الصمہ بن عمرو بن الجموح بن حرام ہے۔

ابن ہشام نے کہا عمیر بن الحارث بن لبدہ بن ثعلبہ ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی خنساء بن سنان بن عبید میں سے نو آدمی۔

بشیر بن البراء بن معرور بن صخر بن مالک خنساء۔

اور الطفیل بن مالک بن خنساء۔

اور الطفیل بن النعمان بن خنساء۔

اور سنان بن صیفی بن صخر بن خنساء۔

اور عبد اللہ بن الجد بن قیس بن صخر بن خنساء۔

اور عتبہ بن عبد اللہ بن صخر بن خنساء۔

اور جبار بن صخر بن امیہ بن خنساء۔

اور خارجہ بن حمیر۔

اور عبد اللہ بن حمیر ان کے دونوں حلیف جو بنی دہمان میں سب سے زیادہ بہادر تھے۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے جبار بن صخر بن امیہ بن خناس کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی خناس بن سنان بن عبید میں سے سات شخص۔

یزید بن المنذر بن سرح بن خناس ۔
اور معقل بن المنذر بن سرح بن خناس ۔
اور عبداللہ بن النعمان بن بَلذُمہ ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے بُلذُمہ اور بُلذُمہ کہا ہے ۔ ۳۴۶
ابن اسحٰق نے کہا اور الضحاک بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عبید ابن عدی ۔
اور سواد بن زریق بن ثعلبہ بن عبید بن عدی ۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد بن رزن بن زید بن ثعلبہ کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ اور بعضوں نے بروایت ابن ہشام معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام ابن ربیعہ کہا ہے ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عبداللہ بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی ابن غنم ۔
اور بنی النعمان بن سنان بن عبید میں سے چار شخص ۔
عبداللہ بن عبد مناف بن النعمان ۔
اور جابر بن عبداللہ بن رئاب بن النعمان ۔
اور خلیدہ بن قیس بن النعمان ۔
اور ان کے آزاد کردہ النعمان بن یسار ۔
اور بنی سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ کی شاخ بنی حدیدہ بن عمرو بن غنم ابن سواد میں سے چار شخص ۔
ابن ہشام نے کہا کہ عمرو بن سواد ہے یسواد کو غنم نامی کوئی لڑکا نہ تھا ۔
ابوالمنذر یزید بن عامر بن حدیدہ ۔
اور سلیم بن عمرو بن حدیدہ ۔
اور قطبہ بن عامر بن حدیدہ ۔
اور سلیم بن عمرو کے آزاد کردہ عنترہ ۔

۳۴۷ ابن ہشام نے کہا کہ عنترہ بنی سلیم بن منصور کی شاخ بنی ذکوان میں سے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا۔بنی عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم میں سے چھ شخص۔

عبس بن عامر بن عدی۔
اور ثعلبہ بن عنمہ بن عدی۔
اور ابوالیسیر کعب بن عمرو بن عباد بن عمرو بن غنم بن سواد۔
اور سہل بن قیس بن ابی کعب بن القین بن کعب بن سواد۔
اور عمرو بن طلق بن زید بن امیہ بن سنان بن کعب بن غنم۔
اور معاذ بن جبل بن عمرو بن اوس بن عایذ بن عدی بن کعب ابن عدی ابن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سارده بن تزید بن جشم بن الخزرج بن حارثہ ابن ثعلبہ بن عمرو بن عامر۔

ابن ہشام نے کہا اوس بن عباد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق نے معاذ بن جبل کو بنی سواد میں اس لیے شمار کیا ہے کہ اگرچہ وہ ان میں کے نہ تھے لیکن (رہتے) انھیں میں تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور جن لوگوں نے بنی سلمہ کے بتوں کو توڑا۔
وہ معاذ بن جبل۔
اور عبداللہ بن انیس۔
اور ثعلبہ بن عنمہ تھے۔اور یہ سب کے سب بنی سواد بن غنم میں کے تھے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی زریق بن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک ابن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی مخلد بن عامر بن زریق میں سے سات آدمی۔

۳۴۸ ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے عامر بن الازرق کہا ہے۔
قیس بن محصن بن خالد بن مخلد۔
ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے قیس بن حصن کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو خالد الحارث بن قیس بن خالد بن مخلد۔
اور جبیر بن ایاس بن خالد بن مخلد۔
اور ابو عبادہ سعد بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ان کے بھائی عقبہ بن عثمان بن خلدہ بن مخلد۔
اور ذکوان بن عبد قیس بن خلدہ بن مخلد۔
اور مسعود بن خلدہ بن عامر بن مخلد۔
اور بنی خالد بن عامر بن زریق میں سے ایک صاحب عباد بن قیس بن عامر بن خالد۔
اور بنی خلدہ بن عامر بن زریق میں سے پانچ شخص۔
اسعد بن یزید بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
اور الفاکہ بن بشر بن الفاکہ بن زید بن خلدہ۔
ابن ہشام نے کہا بسر بن الفاکہ۔
ابن اسحٰق نے کہا اور معاذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور ان کے بھائی عائذ بن ماعص بن قیس بن خلدہ۔
اور مسعود بن سعد بن قیس بن خلدہ۔
اور بنی العجلان بن عمرو بن عامر بن زریق میں سے تین آدمی۔
رفاعہ بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور ان کے بھائی خلاد بن رافع بن مالک بن العجلان۔
اور عبید بن زید بن عامر بن العجلان۔
اور بنی بیاضہ بن عامر بن زریق میں سے چھ آدمی۔
زیاد بن لبید بن ثعلبہ بن سنان بن عامر بن عدی بن امیہ بن بیاضہ۔
اور فروہ بن عمرو بن وذفہ بن عبید بن عامر بن بیاضہ۔ ۳۴۹
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے ودفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور خالد بن قیس بن مالک بن العجلان بن عامر بن بیاضہ۔
اور رجیلہ بن ثعلبہ بن خالد بن ثعلبہ بن عامر بن بیاضہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے رخیلہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عطیہ بن نویرہ بن عامر بن عطیہ بن عامر بن بیاضہ۔
اور خلیفہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن عامر بن فہیرہ بن بیاضہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے علیفہ کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج میں سے ایک صاحب۔
رافع بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن زید مناۃ ابن حبیب۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی النجار تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن الخزرج کی شاخ بنی غنم ابن مالک بن النجار کے قبیلہ بنی ثعلبہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ۔
اور بنی عسیرہ بن عبد عوف بن غنم میں سے ایک صاحب۔
ثابت بن خالد بن النعمان بن خنساء بن عسیرہ۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عسیر اور عشیرہ بھی کہا ہے۔
۳۵۰ ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عمرو بن عبد عوف بن غنم میں سے دو آدمی۔
عمارہ بن حزم بن زید بن لوذان بن عمرو۔
اور سراقہ بن کعب بن عبد العزی بن عزیہ بن عمرو۔
اور بنی عبید بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
حارثہ بن النعمان بن زید بن عبید۔
اور سلیم بن قیس بن قہد۔ اور قہد کا نام خالد بن قیس بن عبید تھا۔
ابن ہشام نے کہا حارثہ بن النعمان بن نفع بن زید۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عایذ بن ثعلبہ بن غنم میں سے دو صاحب۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے عاید کہا ہے۔
سہیل بن رافع بن ابی عمرو بن عائذ۔
اور ان کے حلیف جہینہ میں کے عدی بن ابی الزغباء۔

اور بنی زید بن ثعلبہ بن غنم میں سے تین شخص۔
مسعود بن اوس بن زید۔
اور ابو خزیمہ بن اوس بن زید بن اصرم بن زید۔
اور رافع بن الحارث بن سواد بن زید۔
اور بنی سواد بن مالک بن غنم میں سے دس آدمی۔
عوف
و معوذ
و معاذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے بیٹے اور یہ سب عفراء کے بچے تھے۔
ابن ہشام نے کہا عفراء بنت عبید بن ثعلبہ بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار اور بعضوں نے رفاعہ بن الحارث بن سواد کہا ہے۔
۳۵۱ ابن اسحٰق نے کہا اور النعمان بن عمرو بن رفاعہ بن سواد۔
ابن ہشام نے کہا بعضوں نے نعیمان کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عامر بن مخلد بن الحارث بن سواد۔
اور عبد اللہ بن قیس بن خالد بن خلدہ بن الحارث بن سواد۔
اور ان کے حلیف بنی اشجع کے عصیمہ۔
اور ان کے بنی جہینہ میں کے حلیف ودیعہ بن عمرو۔
اور ثابت بن عمرو بن زید بن عدی بن سواد۔
اور ان کا دعویٰ ہے کہ الحارث بن عفراء کے آزاد کردہ ابو الحمراء نے بھی بدر میں حاضری دی ہے۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو الحمراء الحارث بن رفاعہ کے آزاد کردہ تھے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن مالک بن النجار۔ اور عامر کا نام مبذول تھا۔ کی شاخ بنی عتیک بن عمرو بن مبذول میں سے تین صاحب۔
ثعلبہ بن عمرو بن محصن بن عمرو بن عتیک۔
اور سہل بن عتیک بن النعمان بن عمرو بن عتیک۔

اور الحارث بن الصمہ بن عمرو بن عتیک مقام الروحاء میں ان کو توڑ گیا (شاید ان کی کوئی ہڈی ٹوٹ گئی) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حصہ عطا فرمایا۔

اور بنی عمرو بن مالک بن النجار جو بنو حدیلہ کہلاتے ہیں، کی شاخ بنی قیس ابن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ حدیلہ بنت مالک بن زید اللہ بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج۔ معاویہ بن عمرو بن مالک النجار کی ماں تھی اس لیے بنو معاویہ اسی جانب منسوب ہوتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا ابی بن کعب بن قیس۔

اور انس بن معاذ بن انس بن قیس۔

اور بنی عدی بن عمرو بن مالک بن النجار میں سے تین شخص۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ لوگ بنو مغالہ بنت عوف بن عبد مناۃ بن عمرو ابن مالک بن کنانہ بن خزیمہ ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ مغالہ بنی زریق میں ۳۵۲
کی تھی اور عدی بن عمرو بن مالک بن النجار کی ماں تھی اس لیے بنی عدی اسی کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ اوس بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور ابو شیخ ابی بن ثابت بن المنذر بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو شیخ ابی بن ثابت، حسان بن ثابت کے بھائی ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو طلحہ زید بن سہل بن الاسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی۔

اور بنی عدی بن النجار کی شاخ بنی عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے آٹھ شخص۔

حارثہ بن سراقہ بن الحارث بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عمرو بن ثعلبہ بن وہب بن عدی بن مالک بن عدی بن عامر اور اسی کی کنیت ابو حکیم تھی۔

اور سلیط بن قیس بن عمرو بن عتیک بن مالک بن عدی بن عامر اور ابو سلیط جس کا نام اسیرہ بن عمرو تھا۔ اور عمرو کی کنیت ابو خارجہ بن قیس بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور ثابت بن خنساء بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور عامر بن امیہ بن زید بن الحسحاس بن مالک بن عدی بن عامر اور

اور المحرز بن عامر بن مالک بن عدی بن عامر۔

اور سواد بن غزیہ بن اہیب بنی بلی میں سے ان کے حلیف۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے سواد کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار میں سے چار شخص۔

ابو زید قیس بن سکن بن قیس بن زعوراء بن حرام۔

اور ابو الاعور بن الحارث بن ظالم بن عبس بن حرام۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے ابو الاعور الحارث بن ظالم کہا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سلیم بن ملحان۔

٣٥٣ اور حرام بن ملحان اور ملحان کا نام مالک بن خالد بن زید بن حرام تھا۔

اور بنی مازن بن النجار کی شاخ بنی عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار میں سے تین شخص۔

قیس بن ابی صعصعہ اور ابو صعصعہ کا نام عمرو بن زید بن عوف تھا۔

اور عبد اللہ بن کعب بن عمرو بن عوف۔

اور ان کے حلیف بنی اسد بن خزیمہ میں کے عصیمہ۔

اور بنی خنساء بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن میں سے دو شخص۔

ابو داؤد عمیر بن عامر بن مالک بن خنساء۔

اور سراقہ بن عمرو بن عطیہ بن خنساء۔

اور بنی ثعلبہ بن مازن بن النجار میں سے ایک صاحب۔

قیس بن مخلد بن ثعلبہ بن صخر بن حبیب بن الحارث بن ثعلبہ۔

اور بنی دینار بن النجار کی شاخ بنی مسعود بن عبد الاشہل بن حارثہ بن دینار ابن النجار میں سے پانچ آدمی۔

النعمان بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور الضحاک بن عبد عمرو بن مسعود۔

اور سلیم بن الحارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارثہ بن دینار جو عبد عمرو کے دونوں بیٹے، الضحاک اور النعمان کے مادری بھائی تھے۔

اور جابر خالد بن عبد الاشہل بن حارثہ۔

اور سعد بن سہیل بن عبد الاشہل۔

اور بنی قیس بن مالک بن کعب بن حارثہ بن دینار بن النجار میں سے دو آدمی۔

کعب بن زید بن قیس۔

اور ان کے حلیف بجیر بن ابی بجیر۔

ابن ہشام نے کہا بجیر بنی عبس بن بغیض بن ریث بن غطفان کی شاخ بنی حذیمہ بن رواحہ میں کے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض بنی الخزرج میں سے بدر میں جو لوگ حاضر تھے وہ جملہ ایک سو ستر آدمی تھے۔

۳۵۴ ابن ہشام نے کہا اکثر اہل علم بنی الخزرج میں سے بدر میں حاضر ہونے والوں میں بنی العجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج کے عتبان بن مالک بن عمرو بن العجلان۔ اور ملیل بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور عصمہ بن الحصین بن وبرہ بن خالد بن العجلان اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن الخزرج کی شاخ بنی زریق کے ہلال بن المعلا بن لوذان بن حارثہ بن عدی بن زید بن ثعلبہ بن مالک بن زید مناۃ بن حبیب کا ذکر بھی کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ مسلمان مہاجرین و انصار جو بدر میں حاضر تھے اور جن کو حصہ اور اجر عطا فرمایا گیا (وہ سب) تین سو چودہ آدمی تھے۔ مہاجرین

میں سے تراسی، اوس میں سے اکسٹھ اور خزرج میں سے ایکسو ستر۔

جنگ بدر میں مسلمانوں میں سے جو لوگ شہید ہوئے



مسلمانون میں سے بدر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو شہید ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی المطلب بن عبد مناف میں سے ایک شخص

عبیدہ بن الحارث بن المطلب تھے ان کو عتبہ بن ربیعہ نے قتل کیا۔ اس نے ان کا پیر کاٹ دیا تھا تو انھوں نے مقام الصفراء میں انتقال کیا۔

اور بنی زہرہ بن کلاب میں سے دو شخص۔

عمیر بن ابی وقاص بن اہیب بن عبد مناف ابن زہرہ جو ابن ہشام کے قول کے لحاظ سے سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے۔

اور ذو الشمالین بن عبد عمرو بن نضلہ ان کے حلیف بنی خزاعہ کی شاخ بنی غبشان میں کے تھے۔

اور بنی عدی بن کعب بن لوئی میں سے دو شخص۔

عاقل بن البکیر۔ ان کے حلیف بنی سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناۃ ابن کنانہ میں کے۔

اور مہجع عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ۔ ۴۵۵

اور بنی الحارث بن فہر میں سے ایک شخص صفوان بن بیضاء۔

اور انصار میں بنی عمرو بن عوف میں سے دو شخص۔

سعد بن خیثمہ۔

اور مبشر بن عبد المنذر بن زنبر۔

اور بنی الحارث بن الخزرج میں سے ایک شخص۔

یزید بن الحارث جو فسحم کہلاتے تھے۔
اور بنی سلمہ کی شاخ بنی حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ میں سے ایک شخص۔
عمیر بن الحمام۔
اور بنی حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم میں سے ایک شخص۔
رافع بن المعلا۔
اور بنی النجار میں سے ایک شخص۔
حارثہ بن سراقہ بن الحارث۔
اور بنی غنم بن مالک بن النجار میں سے دو شخص۔
عوف
و معوذ الحارث بن رفاعہ بن سواد کے دونوں بیٹے اور یہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔ جملہ آٹھ آدمی۔

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے

بدر کے روز مشرکین میں سے جو قتل ہوئے وہ قریش کی شاخ بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے بارہ شخص۔
حنظلہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اس کو بقول ابن ہشام رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ زید بن حارثہ نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے قتل میں حمزہ اور علی اور زید مشترک تھے اس کا بھی ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن الحضرمی۔
اور عامر بن الحضرمی ان کے دونوں حلیف۔ عامر کو عمار بن یاسر نے

قتل کیا اور الحارث کو بقول ابن ہشام النعمان بن عصر آوس کے حلیف نے قتل کیا۔

اور ان کا آزاد کردہ عمیر بن ابی عمیر۔

اور اس کا بیٹا۔ عمیر بن ابی عمیر کو بقول ابن ہشام ابوحذیفہ کے آزاد کردہ سالم نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عبیدہ بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبدشمس کو الزبیر بن العوام نے قتل کیا۔

اور العاص بن سعید بن العاص بن امیہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا

اور عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو بن امیہ بن عبدشمس کو بحالت قید بنی عمرو بن عوف والے عاصم بن ثابت بن ابی الاقلح نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عتبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کو عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا اس کو حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور شیبہ بن ربیعہ بن عبدشمس کو حمزہ بن عبدالمطلب نے قتل کیا۔

اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ کو علی بن ابی طالب نے۔

اور ان کے بنی انمار بن بغیض میں کے حلیف عامر بن عبداللہ کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور بنی نوفل بن عبدمناف میں سے دو شخص۔

الحارث بن عامر بن نوفل کو بعضوں کے بیان کے لحاظ سے بنی الحارثہ ۳۵۷

ابن الخزرج والے خبیب بن اساف نے قتل کیا۔

اور طعیمہ بن عدی بن نوفل کو علی بن ابی طالب نے اور بعض کہتے ہیں حمزہ بن عبدالمطلب نے۔

اور بنی اسد بن عبدالعزی بن قصی میں سے پانچ شخص۔

زمعہ بن الاسود بن المطلب بن اسد۔
ابن ہشام نے کہا اس کو بنی حرام والے ثابت بن الجذع نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو حمزہ اور علی اور ثابت تینوں نے مل کر قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور الحارث بن زمعہ۔
ابن ہشام نے کہا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
اور عقیل بن الاسود بن المطلب کو بقول ابن ہشام حمزہ اور علی نے مل کر قتل کیا۔
اور ابو البختری العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد کو المجذر بن زیاد البلوی نے قتل کیا۔
ابن ہشام نے کہا ابو البختری العاصی بن ہاشم۔
ابن اسحٰق نے کہا اور نوفل بن خویلد بن اسد اور اسی کا نام ابن العدویہ عدی خزاعہ تھا۔ اور اسی نے ابو بکر الصدیق اور طلحہ بن عبید کو جب ان دونوں نے اسلام اختیار کیا تو ایک ہی رسی میں باندھ دیا تھا۔ اور اسی لیے ان دونوں کا نام قرینین (یعنی ایک دوسرے سے ملا کر باندھے ہوئے) پڑ گیا تھا۔ اور یہ شخص قریش کے شیاطین میں سے تھا۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔
اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔
النضر بن الحارث بن کلدہ بن علقمہ بن عبد مناف بن عبد الدار کو بعضوں کے بیان کے موافق مقام الصفراء میں بحالت قید علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قتل کیا۔
۳۵۸ ابن ہشام نے کہا مقام اثیل میں۔ ابن ہشام نے کہا بعضوں نے النضر بن الحارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبد مناف کہا ہے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور زید بن ملیص عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار کا آزاد کردہ۔
ابن ہشام نے کہا اس کو ابو بکر کے آزاد کردہ بلال بن رباح اور بنی عبد الدار کے حلیف بنی مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم میں کے زید نے

قتل کیا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کو المقداد بن عمرو نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
عمیر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے۔
ابن اسحٰق نے کہا اور عثمان بن مالک بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو ابن کعب۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے ستر آدمی۔
ابو جہل بن ہشام اور اس کا نام عمرو بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اس کو معاذ بن عمرو بن الجموح نے مار کر اس کا پاؤں کاٹ ڈالا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے ہاتھ پر وار کر کے ان کا ہاتھ الگ کر دیا۔ اس کے بعد معوذ بن عفراء نے ابو جہل کو مار کر اس کو زمین پر گرا دیا اور اس کو اس حالت میں چھوڑا کہ اس میں کچھ جان باقی تھی۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولوں میں اس کو تلاش کرنے کے لئے حکم فرمایا تھا۔
اور العاصی بن ہشام بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو ۳۵۹ عمر بن الخطاب نے قتل کیا۔
اور بنی تمیم میں کا یزید بن عبداللہ ان کا حلیف۔
ابن ہشام نے کہا کہ وہ بنی تمیم کی شاخ بنی عمرو بن تمیم میں کا تھا اور بہادر تھا اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔
ابن اسحٰق نے کہا اور ابو مسافع الاشعری ان کا حلیف اس کو بقول ابن ہشام ابو دجانہ الساعدی نے قتل کیا۔
اور ان کا حلیف حرملہ بن عمرو۔
ابن ہشام نے کہا کہ اس کو بلحارث بن الخزرج والے خارجہ بن زید

ابن ابی زہیر نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور حرملہ بنی اسد میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور مسعود بن ابی امیہ بن المغیرہ۔ اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور ابو قیس بن الولید بن المغیرہ۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور ابو قیس بن الفاکہ بن المغیرہ۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کے قول کے لحاظ سے اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور رفاعہ بن ابی رفاعہ بن عایذ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو بقول ابن ہشام بلحارث بن الخزرج والے سعد بن الربیع نے قتل کیا۔

اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے حلیف معن بن عدی بن الجد ابن العجلان نے قتل کیا۔

اور عبد اللہ بن المنذر بن ابی رفاعہ بن عایذ۔ اس کو بقول ابن ہشام ۳۶۰
علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور السائب بن ابی السائب بن عابد بن عبد اللہ ابن عمر بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا کہ السائب بن ابی السائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تھا جس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث آئی ہے کہ:—

نِعْمَ الشَّرِیْکُ السَّائِبُ لَا یُشَارِیْ وَلَا یُمَارِیْ

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ (وہ) اصرار کرتا ہے نہ جھگڑتا ہے۔

اور انھوں نے اسلام اختیار کیا تھا اور اللہ بہتر جانتا ہے ہمیں جہاں تک اطلاع ملی ہے وہ اسلام میں بھی بہتر تھا۔ اور ابن شہاب الزہری نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ السائب بن السائب بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنھوں نے قریش میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی اور آپ نے انھیں الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے بھی عطا فرمایا تھا ابن ہشام نے کہا کہ ابن اسحٰق کے سوا دوسروں نے بیان کیا ہے کہ اس کو الزبیر العوام نے قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور الاسود بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم۔ اس کو حمزہ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔

اور حاجب بن السائب بن عویمر بن عمرو بن عابد بن عبد بن عمران بن مخزوم۔

ابن ہشام نے کہا عایذ بن عمران بن مخزوم۔ اور بعضوں نے حاجز بن السائب کہا ہے۔ اور حاجب بن السائب کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

۳۶۱ ابن اسحٰق نے کہا اور عویمر بن السائب بن عویمر کو نعمان بن مالک القوقلی نے بقول ابن ہشام میدانی مقابلے میں قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عمرو بن سفیان اور جابر بن سفیان یہ دونوں بنی طئی میں کے ان کے حلیف تھے۔

عمرو کو یزید بن رقیش نے قتل کیا۔

اور جابر کو ابو بردہ بن نیاز[1] نے قتل کیا بقول ابن ہشام۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لوی میں سے پانچ شخص۔

منبہ بن الحجاج بن عامر بن حذیفہ بن سعد بن سہم۔ اس کو بنی سلمہ والے

---

[1] (الف) میں "ابو بردہ نیار" ہے۔ درمیان میں "بن" کا لفظ نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

ابو الیسر نے قتل کیا۔

اور اس کا بیٹا العاصی بن منبہ بن الحجاج اس کو بقول ابن ہشام علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔

اور نبیہ بن الحجاج بن عامر اس کو بقول ابن ہشام حمزہ بن عبد المطلب اور سعد بن ابی وقاص (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

اور ابو العاص بن قیس بن عدی بن سعید بن سہم۔

ابن ہشام نے کہا اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ النعمان بن مالک القوقلی نے اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے۔

ابن اسحٰق نے کہا اور عاصم بن ابی عوف بن ضبیرہ بن سعید بن سعد ابن سہم۔ اس کو بقول ابن ہشام بنی سلمہ والے ابو الیسر نے قتل کیا۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب بن لؤی میں سے تین شخص۔

امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح۔ اس کو بنی مازن میں کے ایک انصاری نے قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو معاذ بن عفراء اور خارجہ ابن زید اور خبیب بن اساف نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ بن خلف اس کو عمار بن یاسر نے قتل کیا۔

اور اوس بن معیر بن لوذان بن سعد بن جمح اس کو بقول ابن ہشام علی ۳۶۲ ابن ابی طالب نے قتل کیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس کو الحصین بن الحارث ابن المطلب اور عثمان بن مظعون (ان دونوں) نے مل کر قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی عامر بن لوی میں سے دو شخص۔

معاویہ بن عامر عبد القیس میں کا ان کا حلیف۔ اس کو علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اس کو قتل کیا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور معبد بن وہب بنی کلب بن عوف بن کعب بن

عامر بن لیث میں کا ان کا حلیف۔ معبد کو خالد اور ایاس بکیر کے دونوں
بیٹوں نے قتل کیا اور بقول ابن ہشام بعضوں نے کہا کہ ابو دجانہ نے
قتل کیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر کے دن قریش کے جملہ مقتولوں کی تعداد
ہمیں پچاس بتائی گئی۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمرو کی روایت
کا ذکر کیا کہ بدر کے مقتول مشرک ستر اور اتنے ہی قیدی تھے۔ اور ابن
عباس اور سعید بن المسیب کا یہی قول ہے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی
کتاب میں ہے:۔

أَوَلَمَّا أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا

اور کیا جب تم پر ایسی مصیبت آئی جس کی دونی مصیبت
تم (دوسروں پر) ڈھا چکے ہو۔

اور یہ فرمان جنگ احد والوں کے متعلق ہے۔ اور اس میں شہید
ہونے والے مسلمان ستر تھے تو فرماتا ہے کہ تم تو بدر کے روز احد کے تم
میں کے شہیدوں کی دونی تعداد کی مصیبت ڈھا چکے یعنی ستر کو تم نے قتل کیا اور ستر کو
تم نے قید کیا۔ اور ابو زید انصاری نے کعب بن مالک کا یہ شعر مجھے سنایا:۔

فَأَقَامَ بِالْعَطَنِ الْمُعَطَّنِ مِنْهُمُ ‏ ‏ سَبْعُونَ عُتْبَةُ مِنْهُمُ وَالْأَسْوَدُ

پانی کے گڑھے میں جہاں اونٹ بیٹھتے ہیں (وہاں) ان کے
ستر آدمی جا کر ڈٹ گئے جن میں عتبہ اور الاسود بھی تھے۔

ابن ہشام نے کہا شاعر کی مراد بدر کے مقتولوں سے ہے۔ ۲۶۳
اور یہ بیت اس کے ایک قصیدے کی ہے جس میں جنگ احد کا بیان ہے
ان شاء اللہ عنقریب اس کے مقام پر میں اس کا ذکر کروں گا۔

ان ستر میں سے جن لوگوں کا ذکر ابن اسحٰق نے نہیں کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔
وہب بن الحارث بنی انمار بن بغیض میں کا ان کا حلیف۔
اور عامر بن زید یمن والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے دو شخص۔
عتبہ بن زید یمن والوں میں کا ان کا حلیف۔
اور عمیر ان کا آزاد کردہ۔
اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص۔
نبیہ بن زید بن ملیص۔
اور عبید بن سلیط بنی قیس میں کا ان کا حلیف۔
اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔
مالک بن عبد اللہ بن عثمان جو قید ہو گیا تھا اور قید ہی میں مر گیا اس لیے اس کو مقتولوں میں شمار کیا گیا۔
اور بعضوں کے قول کے لحاظ سے عمرو بن عبد اللہ بن جدعان۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے سات شخص۔
حذیفہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا۔
اور ہشام بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔
اور زہیر بن ابی رفاعہ اس کو ابو اسید مالک بن ربیعہ نے قتل کیا۔
اور السائب بن ابی رفاعہ اس کو عبد الرحمٰن بن عوف نے قتل کیا۔
اور عایذ بن السائب ابن عویمر۔ یہ قید کر لیا گیا تھا۔ اس کے بعد فدیہ دیکر رہا ہوا لیکن حمزہ بن عبد المطلب کے (ہاتھ سے) اسے جو زخم لگا تھا اس کی وجہ سے راستے ہی میں مر گیا۔
اور عمیر ان کا بنی طئی میں کا حلیف اور القارہ میں کا بہترین حلیف۔
اور بنی جمح بن عمرو میں سے ایک شخص سبرۃ بن مالک ان کا حلیف۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے دو شخص۔
الحارث بن منبہ بن الحجاج۔ اس کو صہیب بن سنان نے قتل کیا۔

۳۶۴ اور عامر بن ابی عوف بن ضبیرۃ عاصم کا بھائی ۔اس کو عبداللہ بن سلمہ العجلانی نے قتل کیا اور بعض کہتے ہیں ابو دجانہ نے ۔

جنگ بدر کے مشرک قیدیوں کے نام

ابن اسحٰق نے کہا کہ قریش کے مشرکوں میں سے بدر کے دن (حسب ذیل قید ہوئے) بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے عقیل بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم ۔اور نوفل بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے دو شخص ۔السائب بن عبید بن عبدیزید بن ہاشم بن المطلب ۔اور نعمان بن عمرو بن علقمہ بن المطلب ۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے سات شخص عمرو بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ ابن عبد شمس ۔اور الحارث بن ابی وجزہ بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس اور بقول ابن ہشام بعضوں نے ابن ابی وحرۃ کہا ہے ۔اور ابو العاص بن الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس ۔اور ابو العاص بن نوفل بن عبد شمس ۔اور ان کے حلیفوں میں سے ابو ریشہ بن ابی عمرو اور عمرو بن الازرق ۔اور عقبہ بن الحارث بن الحضرمی ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے تین شخص ۔عدی بن الخیار بن عدی بن نوفل ۔اور عثمان ابن عبد شمس بن اخی غزوان بن جابر بنی مازن بن منصور میں کا ان کا حلیف ۔اور ابو ثوران کا حلیف ۔

اور بنی عبد الدار بن قصی میں سے دو شخص ابو عزیز بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور الاسود بن عامر ان کا حلیف یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بنو الاسود بن عامر بن عمرو بن الحارث السباق ہیں ۔

۳۶۵ اور بنی الاسد بن عبد العزی بن قصی میں سے تین شخص السائب بن ابی جبیش بن المطلب بن اسد ۔اور الحویرث بن عباد بن عثمان بن اسد ۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ الحارث بن عایذ بن عثمان بن اسد ہے ۔

ابن اسحٰق نے کہا اور سالم بن شماخ ان کا حلیف ۔

اور بنی مخزوم بن یقظہ بن مرہ میں سے نو شخص خالد بن ہشام بن المغیرہ

ابن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ اور ابو الولید بن الولید ابن المغیرہ اور عثمان بن عبداللہ بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المنذر بن ابی رفاعہ بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور صیفی بن ابی رفاعہ اور ابو عطاء عبداللہ بن السائب بن عابد بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم اور المطلب بن حنطب ابن الحارث بن عبید بن عمر بن مخزوم اور خالد بن الاعلم ان کا حلیف۔ اس کے متعلق لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہی وہ پہلا شخص ہے جو شکست کھا کر پیٹھ پھیر کے بھاگا ہے اور اسی نے یہ شعر کہا ہے۔

وَلَسْنَا عَلَى الْأَدْبَارِ تَدْمِى كُلُومُنَا وَلٰكِنْ عَلٰى أَقْدَامِنَا يَقْطُرُ الدَّمُ

ہم وہ نہیں ہیں کہ ہمارا خون ہماری پیٹھ کے زخموں سے
(بہے) بلکہ ہم وہ ہیں کہ ہمارا خون ہمارے سامنے کے حصوں پر بہتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا "لسنا علی الاعقاب" کی بھی روایت آئی ہے اور خالد بن الاعلم خزاعہ میں سے تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بنی عقیل میں سے تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا اور بنی سہم بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے چار شخص ابو وداعہ بن ضبیرۃ بن سعید بن سعد بن سہم۔ یہی وہ پہلا شخص تھا ۳۶۶
جو بدر کے قیدیوں میں سے فدیے پر رہا ہوا۔ اس کا فدیہ اس کے بیٹے المطلب بن ابی وداعہ نے ادا کیا اور فروہ بن قیس بن عدی بن حذافہ بن سعید بن سہم اور حنظلہ بن قبیصہ بن حذافہ بن سعید بن سہم اور الحجاج بن الحارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم۔

اور بنی جمح بن عمرو بن ہصیص بن کعب میں سے پانچ شخص عبداللہ بن ابی بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ابو عزہ عمرو بن عبداللہ بن عثمان بن وہب بن حذافہ بن جمح اور الفاکہ امیہ بن خلف کا آزاد کردہ۔ اس کی آزادی کے بعد رباح بن المغترف نے اپنے نسب میں اس کے شامل ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ اس بات کا دعویدار تھا کہ وہ بنی شماخ بن محارب بن فہر میں کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ الفاکہ جرول بن حذیم بن عوف بن غضب بن شماخ بن محارب

ابن فہر کا بیٹا تھا اور وہب بن عمیر بن وہب بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح اور ربیعہ بن دراج بن العنبس بن اہبان بن وہب بن حذافہ بن جمح۔

اور بنی عامر بن لوی میں سے تین شخص سہیل بن عمرو بن عبد شمس بن عبدود ابن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔ اس کو بنی سالم بن عوف والے مالک بن الدخشم نے گرفتار کیا تھا اور عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر اور عبدالرحمٰن بن مشنوٗ بن وقدان بن قیس بن عبد شمس ابن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر۔

اور بنی الحارث بن فہر میں سے دو شخص الطفیل بن ابی قنیع اور عتبہ بن عمرو بن جحدم۔

ابن اسحٰق نے کہا غرض جملہ تینتالیس قیدیوں کے نام ہمارے پاس محفوظ ہیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ جملہ تعداد میں سے ایک شخص چھوٹ گیا ہے جس کے نام کا انھوں نے ذکر نہیں کیا اور قیدیوں میں سے جن لوگوں کے نام ابن اسحٰق نے ذکر نہیں کئے وہ یہ ہیں۔ ٣٦٧

بنی ہاشم بن عبد مناف میں سے ایک شخص عتبہ جو بنی فہر میں سے ان کا حلیف تھا۔

اور بنی المطلب بن عبد مناف میں سے تین شخص۔ عقیل بن عمرو ان کا حلیف اور اس کا بھائی تمیم بن عمرو اور اس کا بیٹا۔

اور بنی عبد شمس بن عبد مناف میں سے دو شخص۔ خالد بن اسید بن ابی العیص اور ابو العریض یسار، العاصی بن امیہ کا آزاد کردہ۔

اور بنی نوفل بن عبد مناف میں سے ایک شخص نبہان ان کا آزاد کردہ۔

اور بنی اسد بن عبد العزیٰ میں سے ایک شخص عبد اللہ بن حمید بن زہیر ابن الحارث۔

اور بنی عبدالدار بن قصی میں سے ایک شخص عقیل ان کا یمنی حلیف۔

اور بنی تیم بن مرہ میں سے دو شخص۔ مسافع بن عیاض بن صخر بن عامر

ابن کعب بن سعد بن تیم ۔ اور جابر بن الزبیر ان کا حلیف ۔
اور بنی مخزوم بن یقظہ میں سے ایک شخص قیس بن السائب ۔
اور بنی جمح بن عمرو میں سے چھ شخص ۔ عمرو بن ابی بن خلف ۔ اور ابورہم بن عبداللہ ان کا حلیف ۔ اور ان کا ایک اور حلیف جس کا نام میرے پاس سے جاتا رہا ۔ اور امیہ بن خلف کے آزاد کردہ دو شخص جن میں سے ایک کا نام نسطاس تھا اور امیہ بن خلف کا غلام ابورافع ۔
اور بنی سہم بن عمرو میں سے ایک شخص اسلم نبیہ بن الحجاج کا آزاد کردہ ۔
اور بنی عامر بن لوئی میں سے دو شخص حبیب بن جابر ۔ اور السائب بن مالک ۔ اور بنی الحارث بن فہر میں سے شافع اور شفیع ان کے دونوں یمنی حلیف ۔

۳۶۸

جنگ بدر کے متعلق اشعار

ابن اسحٰق نے کہا کہ جنگ بدر کے متعلق جو شعر کہے گئے اور قبیلوں میں ایک دوسرے کے جواب لکھے گئے ان میں سے حمزہ بن عبدالمطلب کا کلام ہے اللہ ان پر رحم فرمائے ۔
ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر ان اشعار اور ان کے جواب میں جو اشعار لکھے گئے ہیں اس کا انکار کرتے ہیں ۔

أَلَمْ تَرَ أَمْرًا كَانَ مِنْ عَجَبِ الدَّهْرِ   وَلِلْحَيْنِ أَسْبَابٌ مُبَيِّنَةُ الْأَمْرِ[1]

(اے مخاطب) کیا تو نے زمانے بھر کے عجیب واقعے پر غور نہیں کیا اور موت کے لیے بھی اسباب ہوتے ہیں جن کا معاملہ ظاہر ہے ۔

وَمَا ذَاكَ إِلَّا أَنَّ قَوْمًا أَفَادَهُمْ   فَحَانُوا تَوَاصَوْا بِالْعُقُوقِ وَبِالْكُفْرِ

[1] (الف) میں "مبنیۃ" بہ تقدیم نون بریاء لکھا ہے ۔ جو تحریف کاتب ہے ۔ (احمد محمودی)

اور وہ واقعہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ ایک قوم کو
(خیر خواہی اور) نصیحت نے ہلاک کر دیا تو انھوں نے نافرمانی اور
انکار سے عہد شکنی کی۔

فَكَانُوا رُهُونًا لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ عَشِيَّةَ رَاحُوا نَحْوَ بَدْرٍ بِجَمْعِهِمْ

جس شام وہ اپنے جتھے کو لے کر بدر کی جانب چلے ہیں
تو (وہ) بدر کی سنگ بستہ باولی (ہی) میں ہمیشہ کے لیے رہ گئے۔

وَكُنَّا طَلَبْنَا الْعِيرَ لَمْ نَبْغِ غَيْرَهَا فَسَارُوا إِلَيْنَا فَالْتَقَيْنَا عَلَى قَدْرِ

ہم تو قافلے کی تلاش میں نکلے تھے۔ اس کے سوا ہمارا
اور کوئی مقصد نہ تھا وہ ہماری طرف چلے تو ہم دونوں تقدیر
کے ٹھیرائے ہوئے مقام پر ایک دوسرے سے مقابل ہو گئے۔

فَلَمَّا الْتَقَيْنَا لَمْ تَكُنْ مَثْنَوِيَّةٌ لَنَا غَيْرَ طَعْنٍ بِالْمُثَقَّفَةِ السُّمْرِ

پھر جب ہم ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے تو ہمارے
لیے گندم گوں سیدھے کیے ہوئے نیزوں سے نیزہ زنی کرنے کے
سوا واپسی کی کوئی صورت (ہی) نہ تھی۔

وَضَرْبٍ بِبِيضٍ يَخْتَلِي الْهَامَ حَدُّهَا مُشَهَّرَةِ الْأَلْوَانِ بَيِّنَةِ الْأَثْرِ

اور بجز چمکتی ہوئی (ایسی) تلواروں سے مارنے کے
جن کی دھاریں گردنوں کو الگ کر دیتی ہیں جن کے رنگ سفید اور
جن کے جوہر خوب نمایاں ہیں۔

٣٦٩ وَنَحْنُ تَرَكْنَا عُتْبَةَ الْغَيِّ ثَاوِيًا وَشَيْبَةَ فِي الْقَتْلَى تَجَرْجَمُ فِي الْجَفْرِ

اور ہم نے گمراہی کی دہلیز (عتبہ) کو پیوند خاک کر کے چھوڑا۔ اور

شیبہ کو مقتولوں میں بڑی باؤلی کے درمیان پچھڑا ہوا یا لڑھکتا چھوڑا ہے۔

وَعَمْرٌو ثَوَى فِيمَنْ ثَوَى مِنْ حُمَاتِهِمْ ۔۔۔ فَشُقَّتْ جُيُوبُ النَّائِحَاتِ عَلَى عَمْرِو

ان لوگوں کے حمایتی جو پیوند خاک ہو گئے ان میں عمرو بھی خاک کا پیوند ہو گیا اس لیے نوحہ خواں عورتوں کے گریباں عمرو کے ماتم میں تار تار ہو گئے۔

جُيُوبُ نِسَاءٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ ۔۔۔ كِرَامٍ تَفَرَّعْنَ الذَّوَائِبَ مِنْ فِهْرِ

ان شریف عورتوں کے گریبان جو لؤی بن غالب میں کی ہیں اور فہر کی اعلیٰ شاخوں سے نکلی ہیں۔

أُولَئِكَ قَوْمٌ قُتِّلُوا فِي ضَلَالِهِمْ ۔۔۔ وَخَلَّوْا لِوَاءً غَيْرَ مُحْتَضَرِ النَّصْرِ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی گمراہی میں مار ڈالے گئے اور پرچم ایسی حالت میں چھوڑ گئے کہ مرتے دم تک اس کے پاس مدد نہ پہنچ سکے۔

لِوَاءَ ضَلَالٍ قَادَ إِبْلِيسُ أَهْلَهُ ۔۔۔ فَخَاسَ بِهِمْ إِنَّ الْخَبِيثَ إِلَى غَدْرِ

گمراہی کے اس پرچم نے جس پرچم والوں کی قیادت ابلیس نے کی آخر ان کے ساتھ بے وفائی کی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ پلید بے وفائی ہی کی طرف (جانے والا) ہے۔

وَقَالَ لَهُمْ إِذْ عَايَنَ الْأَمْرَ وَاضِحًا ۔۔۔ بَرِئْتُ إِلَيْكُمْ مَا بِيَ الْيَوْمَ مِنْ صَبْرِ

جب اس نے معاملے (مسلمانوں کی نصرت) کو واضح طور پر دیکھ لیا تو ان سے کہا کہ میں اپنی علیحدگی سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ

آج مجھ میں صبر کا یارا نہیں۔

فَإِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَإِنَّنِي أَخَافُ عِقَابَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوقَسْرِ

کیونکہ میں ایسی چیزیں دیکھ رہا ہوں جنھیں تم نہیں دیکھ رہے ہو اور بات یہ ہے کہ میں سزائے الٰہی سے ڈر رہا ہوں کہ اللہ قہر والا ہے۔

فَقَدَّمَهُمْ لِلْحَيْنِ حَتَّى تَوَرَّطُوا وَكَانَ بِمَا لَمْ يُخْبِرِ الْقَوْمَ ذَا خُبْرِ

آخر وہ انھیں موت کے لیے بڑھا لایا یہاں تک کہ وہ بھنور میں پھنس (کے رہ) گئے اور جس بات کی اس نے انھیں خبر نہیں دی وہ اسے خوب جانتا تھا۔

فَكَانُوا غَدَاةَ الْبِئْرِ أَلْفًا وَجَمْعُنَا ثَلَاثُ مِئِينٍ كَالْمُسَدَّمَةِ الزُّهْرِ

وہ لوگ اس (بدر کی) باولی پر پہنچنے کی صبح میں ایک ہزار تھے اور ہماری جماعت (والے) سفید نراونٹوں کے مثل تین سو تھے۔

وَفِينَا جُنُودُ اللّٰهِ حِينَ يُمِدُّنَا بِهِمْ فِي مَقَامٍ ثَمَّ مُسْتَوْضِحُ الذِّكْرِ

اور ہم میں اللہ کا لشکر تھا جب وہ وہاں کسی مقام میں ان کے مقابل ہماری مدد کرتا تھا تو لوگ اس کے بیان کی توضیح چاہتے تھے۔ (ہم سے پوچھتے تھے کہ آخر وہ لوگ کون تھے)۔

فَشَدَّ بِهِمْ جِبْرِيلُ تَحْتَ لِوَائِنَا لَدَى مَأْزِقٍ فِيهِ مَنَايَاهُمْ تَجْرِي

غرض ہمارے پرچم کے نیچے رہ کر جبریل نے ایک تنگ مقام میں ان پر (ایسی) سختی کی کہ اس میں ان لوگوں پر (لگاتار) موتیں (چلی) آرہی تھیں۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

أَلَا يَا لَقَوْمِي لِلصَّبَابَةِ وَالْهَجْرِ ۔۔۔ وَلِلْحُزْنِ مِنِّي وَالْحَرَارَةِ فِي الصَّدْرِ

اے قوم سن عشق اور فراق، میرے غم اور سینے کی جلن (کا حال) سن۔

وَلِلدَّمْعِ مِنْ عَيْنَيَّ جُودًا كَأَنَّهُ ۔۔۔ فَرِيدٌ هَوَى مِنْ سِلْكِ نَاظِمِهِ[1] يَجْرِي

اور میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگنے کا حال سن گویا (ان میں کا ہر ایک آنسو) در یتیم ہے جو لڑی پرونے والے کی لڑی سے نکل کر تیزی سے گرا جا رہا ہے۔

عَلَى الْبَطَلِ الْحُلْوِ الشَّمَائِلِ إِذْ ثَوَى ۔۔۔ رَهِينَ مَقَامٍ لِلرَّكِيَّةِ مِنْ بَدْرِ

شیریں خصال بہادر پر (آنکھیں رو رہی ہیں) کیونکہ وہ بدر کی سنگ بستہ باولی ہیں ہمیشہ کے لیے پیوند خاک ہو کر رہ گیا۔

۳۷۱ فَلَا تَبْعَدَنْ يَا عَمْرُو مِنْ ذِي قَرَابَةٍ ۔۔۔ وَمِنْ ذِي نِدَامٍ كَانَ ذَا خُلُقٍ غَمْرِ

اے عمرو جو بڑا وسیع اخلاق کا تھا تو قرابت داروں اور ساتھ بیٹھنے والوں (کے دلوں) سے دور نہ ہو۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ صَادَفُوا مِنْكَ دَوْلَةً ۔۔۔ فَلَا بُدَّ لِلْأَيَّامِ مِنْ دُوَلِ الدَّهْرِ

اگر کسی قوم نے اتفاقی طور سے تجھ پر غلبہ پا لیا ہے تو زمانے میں انقلابات زمانہ کا ہونا تو ضروری ہے۔

---

[1] (الف) میں "ناظمة" ہے اگرچہ اس سے بھی مطلب نکل سکتا ہے لیکن "ناظمه" بہتر معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

فَقَدْ كُنْتَ فِي صَرْفِ الزَّمَانِ الَّذِي مَضَى ۔ تُرِيهِمْ هَوَانًا مِنْكَ ذَا سُبُلٍ وَعْرِ

کیونکہ اگلے زمانے کی گردشوں میں تیری حالت یہ تھی کہ تو اپنی (بہادری) سے انھیں ذلت کی سخت راہیں دکھاتا رہا ہے۔

فَإِنْ لَا أَمُتْ يَا عَمْرُو أَتْرُكْكَ ثَائِرًا ۔ وَلَا أُبْقِ بُقْيَا فِي إِخَاءٍ وَلَا صِهْرِ

اے عمرو! اگر میں نہ مرا (زندہ رہا) تو تیرا بدلہ لے کر چھوڑوں گا۔ اور کسی قرابت یا سمدھیانے کے لحاظ سے کسی طرح کا رحم نہ کروں گا۔

وَأَقْطَعُ ظَهْرًا مِنْ رِجَالٍ بِمَعْشَرٍ ۔ كِرَامٍ عَلَيْهِمْ مِثْلَ مَا قَطَعُوا ظَهْرِي

جس طرح ان لوگوں نے میری کمر توڑ دی ہے میں بھی ان کی کمر ان کے عزیز رشتہ داروں کے (قتل کے) ذریعے توڑ دوں گا۔

أَغَرَّهُمُ مَا جَمَّعُوا مِنْ وَشِيظَةٍ ۔ وَنَحْنُ الصَّمِيمُ فِي الْقَبَائِلِ مِنْ فِهْرِ

پراگندہ حشو وزوائد کو جو ان لوگوں نے جمع کر لیا ہے اس نے انھیں مغرور بنا دیا ہے اور ہم تو خالص بنی فہر کے قبیلوں میں سے ہیں۔

فَيَا لَلُؤَيٍّ ذَبِّبُوا عَنْ حَرِيمِكُمْ ۔ وَآلِهَةٍ لَا تَتْرُكُوهَا لِذِي الْفَخْرِ

پس اے بنی لوی! اپنی آبرو اور اپنے معبودوں کی حفاظت کرو۔ اور انھیں فخر کرنے والے کے لیے نہ چھوڑو۔

تَوَارَثَهَا آبَاؤُكُمْ وَوَرِثْتُمُ ۔ أَوَاسِيَهَا وَالْبَيْتَ ذَا السَّقْفِ وَالسِّتْرِ ۳۷۲

تمہارے بزرگوں نے اور تم نے انھیں اور چھت اور

پردوں والے گھر اور اس کی بنیادوں کو وراثت میں پایا ہے۔

فَمَا لِحَلِيمٍ قَدْ أَرَادَ هَلَاكَكُمْ ... فَلَا تَعْذِرُوهُ آلَ غَالِبَ مِنْ عُذْرِ

ایک متین شخص کو کیا ہو گیا ہے کہ اس نے تمھاری بربادی کا ارادہ کر لیا ہے۔ پس اے آل غالب! اس کو کسی عذر میں معذور نہ جانو۔

وَجِدُّوا لِمَنْ عَادَيْتُمُ وَتَوَازَرُوا ... وَكُونُوا جَمِيعًا فِي التَّأَسِّي وَفِي الصَّبْرِ

اور جن لوگوں سے تم نے دشمنی کی ہے ان کے (مقابلے کے) لیے کوشش کرو اور ایک دوسری کی حمایت کرو اور صبر و تحمل میں سب کے سب متفق رہو۔

لَعَلَّكُمُ أَنْ تَثْأَرُوا بِأَخِيكُمُ ... وَلَا شَيْءَ إِنْ لَمْ تَثْأَرُوا بِذَوِي عَمْرِو

شاید کہ تم اپنے بھائی کا بدلہ لے سکو اگر تم نے بدلہ نہ لیا تو تم عمرو سے کسی قسم کا تعلق رکھنے والے نہیں۔

بِمُطَّرِدَاتٍ فِي الْأَكُفِّ[1] كَأَنَّهَا ... وَمِيضٌ تُطِيرُ الْهَامَ بَيِّنَةُ الْأَثْرِ

ہاتھوں میں چمکنے والی (تلواروں) کے ذریعے جو بجلی کی چمک کی طرح ہیں گردن اڑا دیتی ہیں نمایاں جوہر والی ہیں۔

كَأَنَّ مَدَبَّ الذَّرِّ فَوْقَ مُتُونِهَا ... إِذَا جُرِّدَتْ يَوْمًا لِأَعْدَائِهَا الْخُزْرِ

جب وہ کسی وقت اپنے چندھے دشمنوں کے لیے برہنہ کی جاتی ہیں تو ان کی پیٹھوں پر (جوہر ایسے نمایاں ہوتے ہیں) گویا چیونٹیوں کے رینگنے کے نشانات ہیں۔

[1] (الف) میں "اکف" کے بجائے "الف" لکھا ہے جو تحریف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس قصیدے میں روایت ابن اسحٰق میں سے دو لفظ بدل دئے ہیں۔ ایک تو آخر بیت کا "الفخر" اور دوسرا اول بیت کا "ما الحلیم" ہے اس لیے کہ ان دونوں مقاموں پر ان الفاظ سے اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ کیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے جنگ بدر کے متعلق کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ میں نے علماء شعر میں سے کسی کو (بھی) ان شعروں اور ان کے جواب کا جاننے والا نہیں پایا اور ہم نے ان اشعار کو اسی لیے لکھ دیا ہے کہ بعضوں نے عمرو بن عبد اللہ بن جدعان کے بدر کے روز قتل ہونے کے متعلق کہا ہے۔ اور ابن اسحٰق نے مقتولین (بدر) میں اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ اور اس کا ذکر ان اشعار میں آگیا ہے۔ ۳۷۳

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللهَ أَبْلَى رَسُولَهُ بَلَاءَ عَزِيزٍ ذِي اقْتِدَارٍ وَذِي فَضْلِ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کا امتحان لیا ہے۔ ایسا امتحان جیسے عزت واقتدار وفضل والوں کا (اس کی عزت واقتدار وفضیلت کے زیادہ کرنے کے لیے) لیا جاتا ہے۔

بِمَا أَنْزَلَ الْكُفَّارَ دَارَ مَذَلَّةٍ فَلَاقَوْا هَوَانًا مِنْ أَسَارٍ وَمِنْ قَتْلِ

(ایسا امتحان) جس کے ذریعے کافروں کی میزبانی ذلت کے گھر میں کی۔ آخر انھوں نے قتل واسیری کی ذلت سے ملاقات کی۔

فَأَمْسَى رَسُولُ اللهِ قَدْ عَزَّ نَصْرُهُ وَكَانَ رَسُولُ اللهِ أُرْسِلَ بِالْعَدْلِ

تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد (کرنے والوں) کو بھی عزت حاصل ہوگئی اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو انصاف (ہی) کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے تھے۔

فَجَاءَ بِفُرْقَانٍ مِنَ اللهِ مُنْزَلٍ مُبَيَّنَةٍ آيَاتُهُ لِذَوِي الْعَقْلِ

اور آپ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے اتاری ہوئی (حق وباطل
میں) فرق ڈالنے والی چیز لے کر آئے جس کی آیتیں عقل والوں کے لیے
واضح ہیں۔

فَآمَنَ أَقْوَامٌ بِذَاكَ وَأَيْقَنُوا فَأَمْسَوا بِحَمْدِ اللهِ مُجْتَمِعِي الشَّمْلِ

تو کچھ لوگوں نے اس کو مان لیا اور یقین کر لیا تو بحمد اللہ
وہ اپنی تمام پراگندہ قوتوں کو ایک جگہ جمع کر لینے والے ہو گئے۔

وَأَنْكَرَ أَقْوَامٌ فَزَاغَتْ قُلُوبُهُمْ فَزَادَهُمْ ذُو الْعَرْشِ خَبْلًا عَلَى خَبْلِ

اور چند لوگوں نے (اس کا) انکار کیا تو ان کے دل ٹیڑھے
ہو گئے۔ اور عرش والے نے ان کے فساد میں اور فساد کی
زیادتی کر دی۔

وَأَمْكَنَ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ رَسُولَهُ وَقَوْمًا غِضَابًا فِعْلُهُمْ أَحْسَنُ الْفِعْلِ

اور اس نے اپنے رسول کو بدر کے روز ان پر قدرت
دیدی اور اس قوم کو قدرت دیدی جو غضب آلود تھی اور ان کا
(یہ) کام بہترین کام تھا (کہ ان کا غصہ بھی خدا کے لیے تھا)۔

بِأَيْدِيهِمْ بِيضٌ خِفَافٌ عَصَوْا بِهَا وَقَدْ حَادَثُوهَا بِالْجِلَاءِ وَبِالصَّقْلِ

ان کے ہاتھوں میں سفید (چمکتی ہوئی) سبک (تلواریں
تھیں) جن سے انھوں نے وار کیے اور ان تلواروں کے جلا دینے
اور صیقل کرنے میں انھوں نے اپنا وقت صرف کیا تھا۔

فَكَمْ تَرَكُوا مِنْ نَاشِئٍ ذِي حَمِيَّةٍ صَرِيعًا وَمِنْ ذِي نَجْدَةٍ مِنْهُمْ كَهْلِ

پس انھوں نے ان میں کے کتنے حمیت والے نوجوانوں

اور رعب و داب والے ادھیڑ دل (تجربہ کاروں) کو پچھاڑ ڈالا۔

۳۷۴ تَبِيتُ عُيُونُ النَّائِحَاتِ عَلَيْهِمُ ۔۔۔ تَجُودُ بِإِسْبَالِ الرَّشَاشِ وَبِالْوُبْلِ[1]

ان پر روتے والیوں کی آنکھیں جھڑی اور موسلا دھار بارش سے رات بھر سخاوت کرتی رہتی ہیں۔

نَوَائِحَ تَنْعَى عُتْبَةَ الْغَيِّ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَشَيْبَةَ تَنْعَاهُ وَتَنْعَى أَبَا جَهْلِ

رونے والیاں گمراہ عتبہ اور اس کے بیٹے اور شیبہ اور ابوجہل کے مرنے کی خبریں سناتی رہتی ہیں۔

وَذَا الرِّجْلِ تَنْعَى وَابْنَ جُدْعَانَ فِيهِمُ ۔۔۔ مُسَلَّبَةً حَرَّى مُبَيَّنَةَ الثُّكْلِ

اور ایک پاؤں والے (لنگڑے الاسود بن عبدالاسد المخزومی) کی سنانی سناتی ہیں اور ابن جدعان بھی انھیں میں ہے۔ اس حالت سے کہ وہ ماتمی سیاہ لباس پہنی ہوئی ہیں اور ان کے اندر آگ لگی ہوئی ہے اور عزیزوں کی جدائی (ان کے چہروں سے) عیاں ہے۔

تَرَى مِنْهُمُ فِي بِئْرِ بَدْرٍ عِصَابَةً ۔۔۔ ذَوِي نَجَدَاتٍ فِي الْحُرُوبِ وَفِي الْمَحْلِ

تو ان میں کی ایک قوی جماعت۔ جنگوں اور قحط سالیوں میں امداد دینے والی۔ کو بدر کی باؤلی میں پڑا ہوا دیکھے گا۔

دَعَا الْغَيُّ مِنْهُمُ مَنْ دَعَا فَأَجَابَهُ ۔۔۔ وَلِلْغَيِّ أَسْبَابٌ مُرَمَّقَةُ الْوَصْلِ

ان میں کے بہتوں کو گمراہی نے دعوت دی تو انھوں نے دعوت قبول کرلی اور گمراہی کی (راجانب کھینچنے والی) بہت سی رسیاں

[1] ۔ (الف) میں والوبل ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ اس سے شعر کا وزن باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

ہیں (اگرچہ) ان میں اتصالی کشش کمزور ہے۔

فَاَضْحَوْا لَدَى دَارِ الْجَحِيمِ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّغْبِ وَالْعُدْوَانِ فِي أَشْغَلِ الشُّغْلِ

آخر وہ بھڑکتے ہوئے گھر کے پاس چیخ پکار اور ظلم و زیادتی سے الگ تھلگ زیادہ مصروف رکھنے والے شغل میں دن چڑھے پہنچ گئے۔

تو اس کا جواب الحارث بن ہشام بن المغیرہ نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَقْوَامٍ تَغَنَّى سَفِيهُهُمْ بِأَمْرِ سَفَاهٍ ذِي اعْتِرَاضٍ وَذِي بُطْلِ

مجھے بعض لوگوں سے حیرت ہوئی جن میں کے نادان۔ نادانی اور قابل اعتراض اور جھوٹ سے بھری ہوئی باتوں کو (بصورت شعر) گایا کرتے ہیں۔

تَغَنَّى بِقَتْلَى يَوْمِ بَدْرٍ تَتَابَعُوا كِرَامِ الْمَسَاعِي مِنْ غُلَامٍ وَمِنْ كَهْلِ

بدر کے روز کے مقتولین کے متعلق (اشعار) گاتے ہیں جن میں کے کم عمروں اور سن رسیدہ لوگوں کی لگاتار شریفانہ کوششیں ہوتی رہی ہیں۔

مَصَالِيتَ بِيضٍ مِنْ ذُؤَابَةِ غَالِبٍ مَطَاعِينَ فِي الْهَيْجَا مَطَاعِيمَ فِي الْمَحْلِ ۳۷۵

روشن چہرے والے، بہادر، بنی غالب کی اعلیٰ شاخوں میں کے، جنگ میں نیزہ باز، اور قحط میں کھانا کھلانے والے۔

أُصِيبُوا كِرَامًا لَمْ يَبِيعُوا عَشِيرَةً بِقَوْمٍ سِوَاهُمْ نَازِحِي الدَّارِ وَالْأَصْلِ

وہ باعزت موت مرے انھوں نے اپنی قوم کے سوا وطن اور نسب کے لحاظ سے دور والی دوسری قوم کے عوض

میں اپنے خاندان کو فروخت نہیں کیا۔

كَمَا أَصْبَحَتْ غَسَّانُ فِيكُمْ بِطَانَةً — لَكُمْ بَدَلًا مِنَّا فَيَالَكَ مِنْ فِعْلِ

جس طرح تم میں بنی غسان ہمارے بجائے تمہارے رازدار (اور گاڑھے دوست) ہوگئے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے بھی کام ہوا کرتے ہیں۔

عُقُوقًا وَإِثْمًا بَيِّنًا وَقَطِيعَةً — يَرَى جَوْرَكُمْ فِيهَا ذَوُو الرَّأْيِ وَالْعَقْلِ

(تم لوگوں کے مذکورہ کام) نیکی کی مخالفت۔ صریح گناہ اور رشتہ شکنی سے ہوئے ہیں عقل و رائے والے ان کاموں میں تمہاری تعدی دیکھ رہے ہیں۔

فَإِنْ يَكُ قَوْمٌ قَدْ مَضَوْا لِسَبِيلِهِمْ — وَخَيْرُ الْمَنَايَا مَا يَكُونُ مِنَ الْقَتْلِ

اگر ایسا ہوا ہے کہ چند لوگ اپنی راہ چلے گئے ہیں (تو کچھ مضائقہ نہیں) موتوں میں سے بہترین موت تو قتل ہی کی موت ہے۔

فَلَا تَفْرَحُوا أَنْ تَقْتُلُوهُمْ فَقَتْلُهُمْ — لَكُمْ كَائِنٌ خَبْلًا مُقِيمًا عَلَى خَبْلِ

اگر تم ان کو قتل کر رہے ہو تو اس سے خوش نہ ہونا کیونکہ ان کا قتل تمہارے لیے دائمی فساد (ہی) فساد ہے۔

فَإِنَّكُمْ لَنْ تَبْرَحُوا بَعْدَ قَتْلِهِمْ — شَتِيتًا هَوَاكُمْ غَيْرَ مُجْتَمِعِ الشَّمْلِ

کیونکہ ان کے قتل کے بعد ہمیشہ تم اپنی پسندیدہ چیزوں سے دور اپنی پریشان قوتوں کی شیرازہ بندی نہ کر سکو گے۔

بِفَقْدِ ابْنِ جُدْعَانَ الْحَمِيدِ فَعَالُهُ — وَعُتْبَةَ وَالْمَدْعُوِّ فِيكُمْ أَبَا جَهْلِ ۳۷۶

قابل ستائش کاموں والے ابن جدعان اور عتبہ اور
جو تم میں ابوجہل مشہور ہے ان لوگوں کی عدم موجودگی سے (مذکورہ
بالا برائیاں رونما ہوں گی)۔

وَشَيْبَةُ فِيهِمْ وَالْوَلِيدُ وَفِيهِمْ أُمَيَّةُ مَأْوَى الْمُعْتَرِينَ وَذُو الرِّجْلِ

اور شیبہ اور ولید بھی انھیں لوگوں میں سے ہے اور
سائلوں کی پناہ گاہ امیہ اور ایک پاؤں والا (ان سب کا
ایسے ہی لوگوں میں شمار ہے)

أُولَئِكَ فَابْكِ ثُمَّ لَا تَبْكِ غَيْرَهُمْ نَوَائِحُ تَدْعُوا بِالرَّزِيَّةِ وَالثُّكْلِ

عزیزوں کی جدائی اور مصیبت کو پکار پکار کر رونے والیوں
کو چاہیے کہ انھیں لوگوں پر روئیں اور پھر اس کے بعد ان کے سوا
کسی اور پر نہ روئیں۔

وَقُولُوا لِأَهْلِ الْمَكَّتَيْنِ تَحَاشَدُوا وَسِيرُوا إِلَى آطَامِ يَثْرِبَ ذِي النَّخْلِ

مکے کی دونوں جانب رہنے والوں سے کہدو کہ لشکر
جمع کر لو اور نخلستان والے یثرب کے قلعوں کی طرف چلو۔

جَمِيعًا وَحَامُوا آلَ كَعْبٍ وَذَبِّبُوا بِخَالِصَةِ الْأَلْوَانِ مُحْدَثَةِ الصَّقْلِ

سب مل کر (چلو) اور بنی کعب کو گھیر لو اور خالص
رنگوں والی اور نئی صیقل کی ہوئی (تلواروں) سے مدافعت کرو۔

وَإِلَّا فَبِيتُوا خَائِفِينَ وَأَصْبِحُوا أَذَلَّ لِوَطْءِ الْوَاطِئِينَ مِنَ النَّعْلِ

ورنہ ڈرتے ہوئے رات گزارو اور جوتوں سے
پامال کرنے والوں کی پامالی کی نہایت ذلیل حالت میں دن بسر کرو۔

عَلَى أَنَّنِي وَاللَّاتِ يَا قَوْمِ فَاعْلَمُوا ... بِكُمْ وَاثِقٌ أَنْ لَا تُقِيمُوا عَلَى تَبْلِ

سِوَى جَمْعِكُمْ لِلسَّابِغَاتِ وَلِلْقَنَا ... وَلِلْبِيضِ وَالْبِيضِ الْقَوَاطِعِ وَالنَّبْلِ

اے قوم! یہ بات تم لوگ بھی جان لو کہ لات کی قسم مجھے تم پر پورا بھروسا ہونے کے باوجود (میں تم سے کہتا ہوں کہ) تم بڑی زرہیں اور نیزے اور خود اور چمکتی ہوئی کاٹنے والی (تلواریں) اور تیر جمع کیے بغیر دشمن سے بدلہ لینے کے لیے کھڑے نہ ہونا۔

اور ضرار بن الخطاب بن مرداس محارب بن فہر کے بھائی نے ۳۷۷
کہا ہے۔

عَجِبْتُ لِفَخْرِ الْأَوْسِ وَالْحَيْنُ دَائِرٌ ... عَلَيْهِمْ غَدًا وَالدَّهْرُ فِيهِ بَصَائِرُ

اوس کے فخر کرنے پر میں حیران ہو گیا۔ حالانکہ کل ان پر بھی موت کا پھیرا ہونے والا ہے اور زمانے میں عبرتناک واقعات موجود ہیں۔

وَفَخْرِ بَنِي النَّجَّارِ أَنْ كَانَ مَعْشَرٌ ... أُصِيبُوا بِبَدْرٍ كُلُّهُمْ ثَمَّ صَابِرُ

اور بنی النجار کے فخر پر مجھے حیرت ہوئی (جن کا فخر صرف اس بات پر ہے) کہ بدر میں ایک خاندان پورے کا پورا مبتلائے مصیبت ہو گیا اور پھر وہ وہاں ثابت قدم رہا۔

فَإِنْ تَكُ قَتْلَى غُودِرَتْ مِنْ رِجَالِهَا ... فَإِنَّا رِجَالٌ بَعْدَهُمْ سَنُغَادِرُ

اگر اس خاندان کے مردوں کی لاشیں بربادی کے لیے پڑی ہوئی ہیں تو (کیا حرج ہے) کہ ان کے بعد ہم لوگ بھی تو ہیں

جو عنقریب بربادی لانے والے ہیں۔

وَتَرْدِي بِنَا الْجُرْدُ الْعِنَاقُ جَمِيعُ وَسْطِكُمْ ‏ بَنِي الْأَوْسِ حَتَّى يَشْفِيَ النَّفْسَ ثَائِرُ

اور اے بنی اوس چھوٹے بالوں والے لمبے لمبے تیز
گھوڑے ہمیں (اپنی پیٹھوں پر) لیے ہوئے تمہارا وسط کا حصہ
پامال کرتے ہوں گے حتیٰ کہ بدلہ لینے والا دل کو تسکین دے۔

وَوَسْطَ بَنِي النَّجَّارِ سَوْفَ نَكُرُّهَا ‏ لَهَا بِالْقَنَا وَالدَّارِعِينَ زَوَافِرُ

اور قریب میں ان گھوڑوں کے ذریعے دوسرا حملہ
ہم بنی النجار کے درمیانی حصے پر کریں گے جس کے لیے نیزوں
اور زرہ پوشوں کے باربردار بھی ہوں گے۔

فَنَتْرُكُ صَرْعَى تَعْصِبُ الطَّيْرُ حَوْلَهُمْ ‏ وَلَيْسَ لَهُمْ إِلَّا الْأَمَانِيَّ نَاصِرُ

پھر ہم انھیں اس طرح پچھڑا ہوا چھوڑیں گے کہ انھیں
پرندوں کی ٹکڑیاں گھیرے ہوئے ہوں گی اور بجز جھوٹی آرزوؤں کے
کوئی ان کی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔

وَتَبْكِيهِمُ مِنْ أَهْلِ يَثْرِبَ نِسْوَةٌ ‏ لَهُنَّ بِهَا لَيْلٌ عَنِ النَّوْمِ سَاهِرُ

اور یثرب کی عورتیں ان پر روتی ہوں گی ان عورتوں کو اس
مقام پر ایسی رات ہوگی جو نیند سے بیدار رکھنے والی ہوگی۔

وَذَلِكَ أَنَّا لَا تَزَالُ سُيُوفُنَا ‏ بِهِنَّ دَمٌ مِمَّا يُحَارِبْنَ مَائِرُ

اور مذکورہ حالت اس لیے ہوگی کہ ہماری تلواروں سے
ہمیشہ ان لوگوں کا خون بہتا ہوگا جن سے ان تلواروں نے جنگ کی۔

فَإِنْ تَظْفَرُوا فِي يَوْمِ بَدْرٍ فَإِنَّمَا ‏ بِأَحْمَدَ أَمْسَى جَدُّكُمْ وَهُوَ ظَاهِرُ

اگر تم نے بدر کے روز فتح پائی تو اس کا سبب بھی صرف
یہی ہے کہ تمھارا نصیب (ہم میں کی ایک فرد) احمد کے ساتھ ہو گیا
ہے اور یہ بات ظاہر ہے۔

۳۷۸ وَبِالنَّفَرِ الْأَخْيَارِ هُمْ أَوْلِيَاؤُهُ يُحَامُونَ فِي اللَّأْوَاءِ وَالْمَوْتُ حَاضِرُ

اور ان منتخب لوگوں کے ساتھ ہو گیا ہے جو اس کے رشتہ دار
ہیں اور سختیوں میں وہ ایک دوسرے سے مدافعت کرتے رہتے
ہیں لیکن (آخر کار) موت تو موجود ہے۔

يُعَدُّ أَبُو بَكْرٍ وَحَمْزَةُ فِيهِمُ وَيُدْعَى عَلِيٌّ وَسْطَ مَنْ أَنْتَ ذَاكِرُ

ابوبکر اور حمزہ کا انھیں لوگوں میں شمار ہے اور جن لوگوں کا تو ذکر کر رہا
ہے ان میں سب سے بہتر تو وہ ہے جو علی کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

وَيُدْعَى أَبُو حَفْصٍ وَعُثْمَانُ مِنْهُمُ وَسَعْدٌ إِذَا مَا كَانَ فِي الْحَرْبِ حَاضِرُ

اور جو ابو حفص (عمر) مشہور ہے۔ اور عثمان بھی انھیں
افراد میں سے ہے اور سعد ہے جبکہ وہ کسی جنگ میں موجود ہو۔

أُولَئِكَ لَا مَنْ نَتَّجَتْ فِي دِيَارِهَا بَنُو الْأَوْسِ وَالنَّجَّارِ حِينَ تُفَاخِرُ

یہ لوگ ہیں (جن کے سبب سے فتح حاصل ہوئی ہے)
نہ کہ وہ لوگ جو بنو الاوس اور بنو النجار (والے) ہیں جنھوں نے
اپنے وطنوں میں بہت سی اولاد پیدا کر لی ہے جبکہ وہ فخر کر رہے ہیں۔

وَلَكِنْ أَبُوهُمْ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ إِذَا عُدِّدَتِ الْأَنْسَابُ كَعْبٌ وَعَامِرُ

جب بنی کعب اور بنی عامر کے نسب شمار کیے جائیں تو
ان مذکورہ لوگوں کا جدِ اعلیٰ لوی بن غالب میں کا ہو گا۔

هُمُ الطَّاعِنُونَ الْخَيْلَ فِي كُلِّ مَعْرَكٍ غَدَاةَ الْهِيَاجِ الْأَطْيَبُونَ الْأَكَابِرُ

یہ وہ لوگ ہیں جو ہر معرکے میں شہسواروں پر نیزہ بازی کرنے والے اور اضطراب کے وقت بہترین اور بہت نیکیاں کرنے والے ہیں۔

تو اس کا جواب بنی سلمہ کے کعب بن مالک نے دیا اور کہا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللهِ وَاللهُ قَادِرٌ عَلَى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلّٰهِ قَاهِرُ

میں اللہ (تعالیٰ) کے کاموں پر حیران ہو گیا اور اللہ تو ان باتوں پر قادر ہے جن کا اس نے ارادہ کر لیا۔ اللہ کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

قَضَى يَوْمَ بَدْرٍ أَنْ نُلَاقِيَ مَعْشَرًا بَغَوْا وَسَبِيلُ الْبَغْيِ بِالنَّاسِ جَائِرُ

بدر کے روز اس نے یہ فیصلہ کر دیا کہ ہم ایک ایسے خاندان کے مقابل ہو جائیں جنھوں نے بغاوت کی اور بغاوت کی راہ لوگوں کو ٹیڑھا لے جانے والی ہے۔

وَقَدْ حَشَدُوا وَاسْتَنْفَرُوا مَنْ يَلِيهِمُ مِنَ النَّاسِ حَتَّى جَمْعُهُمْ مُتَكَاثِرُ

حالانکہ انھوں نے لشکر جمع کر لیا تھا اور جو لوگ ان کے نزدیک رہنے والے تھے انھوں نے ان سے جنگ کے لیے نکلنے کا یہاں تک مطالبہ کیا کہ ان کی جماعت کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی۔

وَسَارَتْ إِلَيْنَا لَا تُحَاوِلُ غَيْرَنَا بِأَجْمَعِهَا كَعْبٌ جَمِيعٌ وَعَامِرُ

اور وہ سب کے سب ہماری طرف چل پڑے اور ان کا قصد ہمارے سوا کسی دوسرے (کی طرف) نہ تھا جملہ بنی کعب اور بنی عامر

(ہمارے مقابل آگئے)۔

وَفِينَا رَسُولُ اللّٰهِ وَالْأَوْسُ حَوْلَهُ لَهُ مَعْقِلٌ مِنْهُمْ عَزِيزٌ وَنَاصِرُ

اور (ہماری حالت یہ ہے کہ) ہم میں اللہ کا رسول ہے اور اس کے اطراف بنی اوس ہیں اس کے لیے وہ قلعہ بنے ہوئے ہیں اور غلبہ رکھنے والے اور مدد کرنے والے ہیں۔

وَجَمْعُ[1] بَنِي النَّجَّارِ تَحْتَ لِوَائِهِ يَمِيسُونَ[2] فِي الْمَاذِيِّ وَالنَّقْعُ ثَائِرُ ۳۷۹

بنی النجار کی جماعت اس کے پرچم کے نیچے ہے، اور وہ سفید اور نرم زرہوں میں ناز سے چلے جا رہے ہیں اور گرد و غبار اڑا جا رہا ہے۔

فَلَمَّا لَقِينَاهُمْ وَكُلٌّ مُجَاهِدٌ لِأَصْحَابِهِ مُسْتَبْسِلُ النَّفْسِ صَابِرُ

پھر جب ہم ان کے مقابل ہوئے تو ہر ایک کو شان تھا کہ اپنے ساتھیوں کے لیے، خود اپنے نفس سے دلیری کا طالب اور ثابت قدم تھا۔

شَهِدْنَا بِأَنَّ اللّٰهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ بِالْحَقِّ ظَاهِرُ

ہم نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی پروان چڑھانے والا نہیں اور یہ کہ اللہ کا سچائی کا پیام رساں غلبہ حاصل کرنے والا ہے۔

---

[1] ۔ (الف) میں "وجمیع" ہے جو تحریف کاتب ہے جس سے وزن شعر باقی نہیں رہتا۔ (احمد محمودی)

[2] ۔ (الف) میں "یمشون" ہے جس کے معنی چلنے کے ہو سکتے ہیں لیکن فخریہ شعر کے لیے یمیسون زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

وَقَدْ عُرِّيَتْ بِيضٌ خِفَافٌ كَأَنَّهَا مَقَابِيسُ يُزْهِيهَا لِعَيْنَيْكَ شَاهِرُ

اور سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) برہنہ کر لی گئیں
گویا شعلے ہیں کہ تلوار کھینچنے والا تیرے آنکھوں کے سامنے انھیں حرکت
دے رہا ہے۔

بِهِنَّ أَبَدْنَا جَمْعَهُمْ فَتَبَدَّدُوا وَكَانَ يُلَاقِي الْحَيْنَ مَنْ هُوَ فَاجِرُ

انھیں تلواروں کے ذریعے ہم نے ان کی جماعت کو برباد
کر دیا اور وہ پریشان ہو گئے اور جو نافرمان تھا وہ موت سے
ملاقات کر رہا تھا۔

فَكَبَّ أَبُو جَهْلٍ صَرِيعًا لِوَجْهِهِ وَعُتْبَةُ قَدْ غَادَرْنَهُ وَهُوَ عَاثِرُ

آخر ابو جہل نے اپنے منہ کے بل پٹخنی کھائی اور عتبہ کو
انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑا کہ وہ ٹھوکر کھا چکا تھا۔

وَشَيْبَةَ وَالتَّيْمِيَّ غَادَرْنَ فِي الْوَغَى وَمَا مِنْهُمُ إِلَّا بِذِي الْعَرْشِ كَافِرُ

اور شیبہ کو اور تیمی کو انھوں نے چیخ پکار میں چھوڑ دیا
اور یہ دونوں کے دونوں عرش والے کے منکر تھے۔

فَأَمْسَوْا وَقُودَ النَّارِ فِي مُسْتَقَرِّهَا وَكُلُّ كَفُورٍ فِي جَهَنَّمَ صَائِرُ

غرض آگ کی قرارگاہ میں وہ آگ کا ایندھن بن گئے
اور ہر ایک منکر جہنم ہی میں منتقل ہونے والا ہے۔

تَلَظَّى عَلَيْهِمْ وَهْيَ قَدْ شَبَّ حَمْيُهَا بِزُبَرِ الْحَدِيدِ وَالْحِجَارَةِ سَاجِرُ ۳۸۰

اس حالت میں کہ اس کی گرمی اپنے شباب پر ہے وہ

ان پر شعلہ زنی کر رہی ہے جو لوہے کی تختیوں اور پتھروں سے بھری ہوئی ہے۔ (یا سلگنے والی ہے)۔

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ قَدْ قَالَ أَقْبِلُوا فَوَلَّوْا وَقَالُوا أَنَّمَا أَنْتَ سَاحِرُ

اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان سے فرما چکے تھے کہ (میری جانب) آگے بڑھو تو انھوں نے منہ پھیر لیا اور کہا کہ تو تو صرف ایک جادوگر ہے۔

لِأَمْرٍ أَرَادَ اللهُ أَنْ يَهْلِكُوا بِهِ وَلَيْسَ لِأَمْرٍ حَمَّهُ اللهُ زَاجِرُ

(ان کی مذکورہ حالت) اس سبب سے تھی کہ اللہ نے چاہا تھا کہ وہ اسی میں ہلاک ہوں اور جس بات کا اللہ (تعالیٰ) نے فیصلہ فرما دیا اس کو روکنے والا کوئی نہیں۔

اور عبد اللہ بن الزبعری السہمی نے بدر کے مقتولوں کے مرثیے میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں نے بنی اسید بن عمرو بن تمیم میں کے اعشی بن زرارہ بن النباش کی جانب ان اشعار کی نسبت کی ہے جو بنی نوفل بن عبد مناف کا حلیف تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا بنی عبد الدار کا حلیف تھا۔

مَاذَا عَلَى بَدْرٍ وَمَاذَا حَوْلَهُ مِنْ فِتْيَةٍ بِيضِ الْوُجُوهِ كِرَامِ

بدر اور اس کے ماحول پر کیا (آفت آگئی) ہے کہ گورے گورے چہرے والے شریف نوجوانوں نے۔

تَرَكُوا نُبَيْهًا خَلْفَهُمْ وَمُنَبِّهًا وَابْنَيْ رَبِيعَةَ خَيْرَ خَصْمٍ فِئَامِ

نبیہ منبہ اور ربیعہ کے دونوں بیٹوں کو جو لوگوں کی (ان)

جماعتوں کے بڑے مخالف تھے پیچھے چھوڑ دیا۔

والحارث الفیاض یبرق وجهه کالبدر جلی لیلة الإظلام

اور فیاض حارث کو چھوڑ دیا جس کا چہرہ بدر کی طرح چمکتا تھا جس نے اندھیری رات کو روشن کر دیا ہے۔

والعاصی بن منبه ذا مرة رمحا تمیما غیر ذی أوصام

اور منبہ کے بیٹے عاصی کو (چھوڑ دیا) جو قوی اور (لمبا گویا) پورا نیزہ تھا اور عیبوں والا نہ تھا۔

تنمی به أعراقه وجدوده ومآثر الأخوال والأعمام

اس (عاصی) کے ذریعے اس (منبہ) کے اصلی صفات اور اس کی استعداد اور ماموؤں اور چچاؤں کے صفات حمیدہ پرورش پاتے تھے۔

وإذا بکی باك فأعول شجوه فعلی الرئیس الماجد ابن هشام ۳۸۱

اور جب کوئی رونے والا رویا اور اپنے غم (کا اظہار) باواز بلند کیا تو (سمجھ لو کہ) عزت وشان والے سردار ابن ہشام پر ہی آواز بلند کر رہا ہے۔

حیا الإله أبا الولید ورهطه رب الأنام وخصهم بسلام

ابوالولید اور اس کی جماعت کو خدا زندہ رکھے اور مخلوق کی پرورش کرنے والا انھیں سلامتی سے مخصوص فرمائے۔

تو اس کا جواب حسان بن ثابت الانصاری نے دیا اور کہا۔

ابك بکت عیناك ثم تبادرت بدم یعل غروبها سجام

(مرثیے کہہ اور) رو (خدا کرے کہ) تیری آنکھیں (ہمیشہ)
روتی ہی رہیں اور پھر بہنے والے خون کو لے نکلیں اور گوشہائے چشم
کو بار بار سیراب کرتی رہیں ۔

مَاذَا بَكَيْتَ بِهِ الَّذِينَ تَتَابَعُوا هَلَّا ذَكَرْتَ مَكَارِمَ الْأَقْوَامِ

اس (مرثیے) کے ذریعے ان لوگوں پر رویا جو یکے بعد
دیگرے چل بسے تو تو نے کیا کام کیا ۔ ان لوگوں کے تعریف کے
قابل کاموں کا کیوں نہ ذکر کیا ۔

وَذَكَرْتَ مِنَّا مَاجِدًا ذَا هِمَّةٍ سَمْحَ الْخَلَائِقِ صَادِقَ الْإِقْدَامِ

اور ہم میں کی بزرگ ہمت والی ۔ وسیع الاخلاق اور جو
کام شروع کرے اس کو پورا کرنے والی ہستی کا ذکر کیوں نہ کیا ۔

أَعْنِي النَّبِيَّ أَخَا الْمَكَارِمِ وَالنَّدَى وَأَبَرَّ مَنْ يُولِي عَلَى الْأَقْسَامِ

میری مراد اس نبی سے ہے جو سخی اور اعلیٰ صفات والا
ہے اور قسمیں کھانے والوں میں سب سے زیادہ قسمیں پوری کرنے والا ہے ۔

فَلِمِثْلِهِ وَلِمِثْلِ مَا يَدْعُو لَهُ كَانَ الْمُمَدَّحُ ثَمَّ غَيْرَ كَهَامِ

پس بے شبہہ اس کے سے لوگ اور جس چیز کی طرف وہ
بلاتا ہے اس کی سی چیز، قابل ستائش ہے ۔ اور پھر (قابل تعریف
صفات کے ساتھ کسی قسم کی) کمزوری رکھنے والا نہیں ہے ۔
اور حسان بن ثابت الانصاری نے یہ بھی کہا ہے ۔

۳۸۲ تَبَلَتْ فُؤَادَكَ فِي الْمَنَامِ خَرِيدَةٌ تَشْفِي الضَّجِيعَ بِبَارِدٍ بَسَّامِ

ایک دوشیزہ نے خواب میں تیرے دل کو بیمار بنا دیا ہے

جو ٹھنڈے مسکرانے والے (دانتوں سے) (اپنے) ہم بستر کو بھلا چنگا
کر دیتی ہے۔

كَالْمِسْكِ تَخْلِطُهُ بِمَاءِ سَحَابَةٍ أَوْ عَاتِقٍ كَدَمِ الذَّبِيحِ مُدَامِ

جس طرح مشک کو بارش کے پانی کے ساتھ تو ملائے
(تو اس سے شفا حاصل ہوتی ہے) یا مذبوحہ جانور کے خون کی سی
پرانی شراب (سے شفا ہوتی ہے)۔

نُفُجُ الْحَقِيبَةِ بُوصُهَا مُتَنَضِّدٌ بَلْهَاءُ غَيْرُ وَشِيكَةِ الْأَقْسَامِ

ابھری ہوئی گٹھڑی والی (یعنی بڑے کولھے والی گویا)
اس کے کولھے تہ بہ تہ ہیں۔ بھولی بھالی قسموں کے نزدیک
نہ جانے والی۔

بُنِيَتْ عَلَى قَطَنٍ أَجَمَّ كَأَنَّهُ فُضُلًا إِذَا قَعَدَتْ مَدَاكُ رُخَامِ

اس کی کوکھ (یا کمر) بغیر ہڈی کے بنی ہوئی ہے۔ جب وہ
تکلف لباس سے الگ ہو کر (نیم برہنہ) بیٹھتی ہے تو گویا (وہ)
سنگ مرمر کی سل ہے۔

وَتَكَادُ تَكْسَلُ أَنْ تَجِيءَ فِرَاشَهَا فِي جِسْمِ خَرْعَبَةٍ وَحُسْنِ قَوَامِ

جسم کی نزاکت اور نرمی اور فطری حسن میں (اس کی حالت
یہ ہے) کہ اس کو اپنے بستر تک آنا بار ہے۔

۳۸۳ أَمَّا النَّهَارَ فَلَا أُفَتِّرُ ذِكْرَهَا وَاللَّيْلُ تُوزِعُنِي بِهَا أَحْلَامِي

(میرا تمام) دن اس کی یاد سے خالی نہیں رہتا۔ اور (تمام)
رات میرے خواب مجھے اسی کا شیفتہ بنائے رکھتے ہیں۔

أَقْسَمْتُ أَنْسَاهَا وَأَتْرُكُ ذِكْرَهَا حَتَّى تُغَيَّبَ فِي الضَّرِيحِ عِظَامِي

(مذکورہ صفات کی عورت کو جب میں نے دیکھا تو) میں نے قسم کھائی کہ اس کو (کبھی نہیں) بھولوں گا اور اس کی یاد (کبھی نہیں) چھوڑوں گا یہاں تک کہ میری ہڈیاں قبر میں (سڑ گل کر نیست و نابود اور) غائب ہو جائیں۔

يَا مَنْ لِعَاذِلَةٍ تَلُومُ سَفَاهَةً وَلَقَدْ عَصَيْتُ عَلَى الْهَوَى لُوَّامِي

کوئی ہے جو نادانی سے ملامت کرنے والی کو (ملامت کرنے سے روکے) حالانکہ محبت کے متعلق ملامت کرنے والوں کی (کوئی بات) میں نے نہیں مانی۔

بَكَرَتْ عَلَيَّ بِسُحْرَةٍ بَعْدَ الْكَرَى وَتَقَارُبٍ مِنْ حَادِثِ الْأَيَّامِ

(ایک رات) زمانے کے (اس) انقلاب (یعنی واقعۂ بدر) کے قریب (میری) ذرا سی نیند کے بعد سویرے سے پہلے وہ عورت میرے پاس آئی۔

زَعَمَتْ بِأَنَّ الْمَرْءَ يَكْرُبُ عُمْرَهُ عَدَمٌ لِمُعْتَكِرٍ مِنَ الْأَصْرَامِ

(اور) اس نے دعوے کے ساتھ کہا کہ اونٹوں کے گلوں کے ہجوم کا نہ ہونا آدمی کی عمر کو غم و اندوہ بنا دیتا ہے (یعنی لوگ مال و جاہ کی فکر میں اپنی عمر تباہ کر لیتے ہیں)۔

إِنْ كُنْتِ كَاذِبَةَ الَّذِي حَدَّثْتِنِي فَنَجَوْتِ مَنْجَى الْحَارِثِ بْنِ هِشَامِ

(میں نے اس سے کہا) جو بات تو مجھ سے بیان کر رہی ہے اگر تو (اس میں) جھوٹی ہے تو تو (مجھ سے) اس طرح بچ کر نکل جائے جس طرح حارث بن ہشام (بچ کر نکل گیا)۔

تَرَكَ الْأَحِبَّةَ أَنْ يُقَاتِلَ دُونَهُمْ وَنَجَا بِرَأْسِ طِمِرَّةٍ وَلِجَامِ

کہ اپنے دوستوں کے لیے سینہ سپر ہونے کے بجائے
اس نے انھیں چھوڑ دیا اور تیز گھوڑے کے سر (کے بال) اور لگام
کو تھامے ہوئے بھاگ نکلا۔

تَذَرُ الْعَنَاجِيجُ الْجِيَادُ بِقَفْرَةٍ مَرَّ الدَّمُوكِ بِمُحْصَدٍ وَرِجَامِ

بہترین اور تیز رفتار گھوڑے بنجر میدان کو اس طرح
(اپنے پیچھے) چھوڑتے چلے جا رہے تھے جس طرح پتھر بندھی ہوئی
مضبوط رسی کو تیز رفتار چرخ چھوڑتا چلا جاتا ہے۔

مَلَأَتْ بِهِ الْفَرْجَيْنِ فَارْمَدَّتْ بِهِ وَثَوَى أَحِبَّتُهُ بِشَرِّ مُقَامِ ۳۸۴

ان گھوڑوں نے اس دوڑ سے (اپنے ہاتھوں اور
پاؤں کے درمیانی) شگافوں کو بھر لیا تھا اور اس سے ان میں
ہیجان پیدا ہو گیا تھا۔ حالانکہ اس (حارث بن ہشام) کے دوست
بڑی بری جگہ پڑے ہوئے تھے۔

وَبَنُو أَبِيهِ وَرَهْطُهُ فِي مَعْرَكٍ نَصَرَ الْإِلٰهُ بِهِ ذَوِي الْإِسْلَامِ

اور اس کے بھائی اور اس کی جماعت ایک ایسے معرکے
میں (پھنسی ہوئی) تھی جس میں معبود (حقیقی) نے مسلمانوں کو فتحیاب
فرمایا۔

طَحَنَتْهُمُ وَاللّٰهُ يُنْفِذُ أَمْرَهُ حَرْبٌ يُشَبُّ سَعِيرُهَا بِضِرَامِ

ایسی جنگ نے انھیں پیس ڈالا جس کے شعلوں کو ایندھن
سے بھڑکایا جا رہا تھا اور اللہ تو اپنا حکم جاری ہی فرماتا ہے۔

لَوْلَا الْإِلٰهُ وَجَرْيُهَا لَتَرَكْنَهُ جَزَرَ السِّبَاعِ وَدُسْنَهُ بِحَوَامِ

اگر معبود (حقیقی کو اس کا بچانا مقصود) نہوتا اور ان (گھوڑوں) کی دوڑ نہ ہوتی تو وہ اس (حارث بن ہشام) کو درندوں کا نوالہ کر چھوڑتے یا ٹاپوں سے پامال کرڈالتے۔

مِنْ بَيْنِ مَأْسُورٍ يُشَدُّ وَثَاقُهُ صَقْرًا إِذَا لَاقَى الْأَسِنَّةَ حَامِ

دو حالتوں کے) درمیان (ہوتا یا تو) قیدی ہوتا جس کی مشکیں ایک ایسا بہادر کس دیتا جو نیزوں کے مقابلے میں بھی حمایت کرنے والا ہے۔

وَمُجَدَّلٍ لَا يَسْتَجِيبُ لِدَعْوَةٍ حَتَّى تَزُولَ شَوَامِخُ الْأَعْلَامِ

اور (یا) زمین پر پڑا ہوا ہوتا اور کسی پکارنے والے کا جواب نہ دیتا یہاں تک کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائیں۔ (یعنی نہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹینگے اور نہ وہ جواب دیگا)

بِالْعَارِ وَالذُّلِّ الْمُبَيَّنِ إِذْ رَأَى بِيضَ السُّيُوفِ تَسُوقُ كُلَّ هُمَامِ

صریح ذلت وخواری کی حالت میں (پڑا رہتا) جب دیکھتا کہ سفید (چمکتی ہوئی) تلواریں مستقل مزاج سرداروں کو

لہ (الف ب) دونوں میں "یشد" کو بضمہ یا اور فتحہ شین مشدد یعنی بطور فعل مجہول لکھا ہے اور صقر کو مجرور کرکے اس کو ماسور کا بدل بنایا ہے لیکن اس کے کوئی معنی میری سمجھ میں نہیں آئے اور (ج د) میں "صفرا" فے سے لکھا ہے اور اسے منصوب کیا ہے اس کے بھی معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ میں نے "یشد" کو فعل معروف اور صقر کو اس کا فاعل قرار دیکر معنی کیے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ شاعر کی کیا مراد ہے۔ (احمد محمودی)

ہانکتی لیے جا رہی ہیں۔

بِيَدَيْ أَغَرَّ إِذَا انْتَمَى لَمْ يُخْزِهِ نَسَبُ الْقِصَارِ سَمَيْدَعٍ مِقْدَامِ ۳۸۵

(وہ تلواریں) ہر اس چمکتے ہوئے چہرے والے کے ہاتھوں میں ہوتیں جو اپنا نسب بیان کرے تو اسے کم ہمت لوگوں کی جانب منسوب ہونے کی ذلت نہ نصیب ہوتی (یعنی اس کے آباو اجداد تمام باہمت تھے) اس سردار کے ہاتھ میں ہوتیں جو (دشمن کی پروانہ کرکے) آگے بڑھنے والا ہے۔

بِيضٍ إِذَا لَاقَتْ حَدِيدًا صَمَّمَتْ كَالْبَرْقِ تَحْتَ ظِلَالِ كُلِّ غَمَامِ

وہ ایسی سفید (چمکتی ہوئی تلواریں) ہیں کہ جب لوہے سے وہ ملتی ہیں تو اسے کاٹ کر نیچے اتر جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابر کے ٹکڑوں کے سائے کے نیچے بجلی (چمک رہی) ہے۔

بقول ابن ہشام کے الحارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے۔

الْقَوْمُ أَعْلَمُ مَا تَرَكْتُ قِتَالَهُمْ حَتَّى حَبَوْا مُهْرِي بِأَشْقَرَ مُزْبِدِ

تمام لوگ جانتے ہیں کہ میں نے اس وقت تک جنگ ترک نہیں کی جب تک کہ ان لوگوں نے میرے بچھیرے کو سرخ کف دار (خون) میں آلودہ نہ کر دیا۔

وَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ أُقَاتِلْ وَاحِدًا أُقْتَلْ وَلَا يَنْكِي عَدُوِّي مَشْهَدِي

اور میں نے جان لیا کہ اگر میں اکیلا جنگ کرتا رہوں گا تو قتل ہو جاؤں گا اور میرا جنگ میں موجود رہنا میرے دشمن کو کسی طرح مجبور نہیں کرے گا۔

فَصَدَدْتُ عَنْهُمْ وَالْأَحِبَّةُ فِيهِمُ طَمَعًا لَهُمْ بِعِقَابِ يَوْمٍ مُفْسِدِ

تو میں نے ان سے منہ پھیر لیا حالانکہ احباب ان میں (پڑے ہوئے) تھے۔ اس امید پر کہ کسی اور فساد کے موقع پر ان سے بدلہ لیا جاسکے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث نے یہ اشعار جنگ بدر سے اپنے بھاگنے کے عذر میں کہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے حسان کے قصیدے میں سے آخر کے تین شعر فحش ہونے کی وجہ سے چھوڑ دیئے ہیں[1]۔

ابن اسحٰق نے کہا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا ہے:۔

لَقَدْ عَلِمَتْ قُرَيْشٌ يَوْمَ بَدْرٍ غَدَاةَ الْأَسْرِ وَالْقَتْلِ الشَّدِيدِ

بدر کے دن جو قید کرنے اور خوب قتل کرنے کا دن تھا قریش نے جان لیا۔

بِأَنَّا حِينَ تَشْتَجِرُ الْعَوَالِي حُمَاةُ الْحَرْبِ يَوْمَ أَبِي الْوَلِيدِ

کہ ہم شیران جنگ ہیں جبکہ نیزوں کے سر ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں خاص کر ابو الولید کے روز (کو یاد کرو)۔

قَتَلْنَا ابْنَيْ رَبِيعَةَ يَوْمَ سَارَا إِلَيْنَا فِي مُضَاعَفَةِ الْحَدِيدِ

جس روز ربیعہ کے دونوں بیٹے لوہے کی دہری (زرہوں) میں ہمارے مقابلے کے لیے چلے تو ہم نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔

وَفَرَّ بِهَا حَكِيمٌ يَوْمَ جَالَتْ بَنُو النَّجَّارِ تَخْطِرُ كَالْأُسُودِ

۱۔ (الف) میں نہیں ہے۔ (احمد محمودی)

اور جب بنی النجار شیروں کی طرح ناز سے جولانیاں
دکھانے لگے تو حکیم وہاں سے بھاگ گیا۔

٣٨٦ وَوَلَّتْ عِنْدَ ذَاكَ جُمُوعُ فِهْرٍ وَأَسْلَمَهَا الْحُوَيْرِثُ مِنْ بَعِيدِ

اور اس وقت تمام بنی فہر نے پیٹھ پھیری اور حویرث نے تو
دور ہی سے انھیں چھوڑ دیا!

لَقَدْ لَاقَيْتُمُ ذُلًّا وَقَتْلًا جَهِيزًا نَافِذًا تَحْتَ الْوَرِيدِ

تمھیں ذلت اور ایسے تیز قتل کا سامنا ہوا جو تمھاری رگِ گلو
کے اندر سرایت کر گیا۔

وَكُلُّ الْقَوْمِ قَدْ وَلَّوْا جَمِيعًا وَلَمْ يَلْوُوا عَلَى الْحَسَبِ التَّلِيدِ

اور ساری کی ساری قوم نے مل کر پیٹھ پھیر دی۔ اور
باپ دادا کی عزت کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔
اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:—

يَا حَارِ قَدْ عَوَّلْتَ غَيْرَ مُعَوَّلِ عِنْدَ[1] الْهِيَاجِ وَسَاعَةَ الْأَحْسَابِ

اے حارث! تو نے جنگ و فساد کے وقت بھروسہ کے
ناقابل (لوگوں) پر بھروسہ کیا۔

إِذْ تَمْتَطِي سُرُحَ الْيَدَيْنِ نَجِيبَةً مَرْطَى الْجِرَاءِ طَوِيلَةَ الْأَقْرَابِ

(ایسے وقت میں) جب تو کشادہ قدم شریف تیز رفتار
اور لمبی پیٹھ والی (گھوڑی) پر سواری کرتا ہے۔

[1] (الف) میں "عند" کے بجائے "عبد" لکھنا تحریف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

وَالْقَوْمُ خَلْفَكَ قَدْ تَرَكْتَ قِتَالَهُمْ تَرْجُو النَّجَاءَ وَلَيْسَ حِينَ ذَهَابِ

بچ کر نکل جانے کی امید میں تو نے لوگوں سے جنگ و مقابلہ
چھوڑ دیا حالانکہ لوگ تیرے پیچھے ہی تھے اور وہ وقت (تیرے)
(بھاگ) جانے کا نہ تھا۔

أَلَّا عَطَفْتَ عَلَى ابْنِ أُمِّكَ إِذْ ثَوَى قَعْصَ الْأَسِنَّةِ ضَائِعَ الْأَسْلَابِ

کہ تو نے اپنی ماں کے بیٹے کی جانب بھی مڑ کر نہ دیکھا
جبکہ وہ پیوند خاک نیزوں کے نیچے موت کے منہ میں تھا (اور
اس کے پاس جو کچھ تھا) لوٹ میں برباد ہو رہا تھا۔

عَجِلَ الْمَلِيكُ لَهُ فَأَهْلَكَ جَمْعَهُ بِشَنَارِ مُخْزِيَةٍ[لہ] وَسُوءِ عَذَابِ

مالک (الملك) نے اس کو بدنام کرنے والی رسوائی
اور فوری بدترین عذاب میں مبتلا کر دیا اور اس کے جتھے کو برباد کر دیا۔
ابن ہشام نے کہا کہ ہم نے اس میں سے ایک بیت فحش کی بنا پر چھوڑ دی ہے۔ ۳۸۷
ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

مُسْتَشْعِرِي حَلَقَ الْمَاذِيِّ يَقْدُمُهُمْ جَلْدُ النَّحِيزَةِ مَاضٍ غَيْرُ رِعْدِيدِ

ان لوگوں کے آگے آگے ایک شخص تھا جو سفید اور
جسم سے لگی ہوئی نرم کڑیوں کی زرہ پہنے قوی مزاج، ہر ارادے کو
پورا کرنے والا تھا۔ بزدل نہ تھا۔

أَعْنِي رَسُولَ إِلٰهِ الْخَلْقِ فَضَّلَهُ عَلَى الْبَرِيَّةِ بِالتَّقْوَى وَبِالْجُودِ

لہ۔ (الف) میں "مخزیہ" کے بجائے "مجزیہ" جیم سے لکھا ہے جس کے معنی جزا دینے والے کے بھی بن سکتے ہیں۔ (احمد محمودی)

(صفات مذکورہ سے) میری مراد معبود خلق کے رسول (کی
ذات مبارک) سے ہے جس کو اس نے مخلوق پر تقوے اور سخاوت کے
سبب سے فضیلت دی ہے۔

لَقَدْ زَعَمْتُم بِأَنْ تَحْمُوا ذِمَارَكُمْ ۔ وَمَاءُ بَدْرٍ زَعَمْتُمْ غَيْرُ مَوْرُودِ[1]

تم نے دعویٰ کیا تھا کہ تم اپنی ذمہ داری کی چیزوں کی
حمایت کروگے۔ اور بدر کے چشمے کے متعلق تمہارا دعویٰ تھا کہ وہ
(مقام) نزول کے ناقابل ہے۔

ثُمَّ وَرَدْنَا وَلَمْ نَسْمَعْ لِقَوْلِكُمْ ۔ حَتَّى شَرِبْنَا رِوَاءً غَيْرَ تَصْرِيدِ

اس کے بعد ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم نے تمہاری بات نہیں
سنی حتیٰ کہ ہم اس قدر سیراب ہوئے کہ (ہمارے لیے) پانی کی کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔

مُسْتَعْصِمِينَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْجَذِمٍ ۔ مُسْتَحْكَمٍ[2] مِنْ حِبَالِ اللهِ مَمْدُودِ

ہم ایسی رسی کو تھامے ہوئے ہیں جو ٹوٹنے والی نہیں۔
اللہ کی جانب سے دراز کی ہوئی رسیوں میں سے مضبوط رسی ہے۔

فِينَا الرَّسُولُ وَفِينَا الْحَقُّ نَتْبَعُهُ ۔ حَتَّى الْمَمَاتِ وَنَصْرٌ غَيْرُ مَحْدُودِ

ہم میں رسول ہے اور ہم میں حق ہے جس کی مرتے دم تک
ہم پیروی کرتے رہیں گے اور (یہ) غیر محدود مدد ہے۔

---

[1] - (الف) میں بجائے "موردود" کے "مردود" لکھا ہے جو معنی کو بالکل الٹ دیتا ہے۔ (احمد محمودی)

[2] - خط کشیدہ دونوں مصرعے (الف) میں چھوٹ گئے ہیں۔ پہلے شعر کے پہلے مصرعے کو دوسرے شعر کے دوسرے مصرعے کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔

(احمد محمودی)

وافٍ وماضٍ شِہابٌ یُستضاءُ بِہِ بَدْرٌ أنارَ علی کُلِّ الأماجِیدِ

مکمل ہے۔ تیز ہے۔ ایسا شہاب ہے جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ چودھویں رات کا ایسا چاند ہے جس نے تمام عزت وشان والوں کو روشن کر دیا ہے۔

۳۸۸ ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت "مستعصمین بحبل غیر منجذم" ابوزید انصاری سے مروی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے:۔

خَابَتْ بَنُو أَسَدٍ وَآبَ غَزِیُّہُمْ یَوْمَ الْقَلِیبِ بِسَوْءَۃٍ وَفُضُوحِ

بنی اسد کو ناکامی نصیب ہوئی اور ان کی جنگجو جماعت گڑھے کے روز (جنگ بدر کے روز) بدترین رسوائی کے ساتھ واپس ہوگئی۔

مِنْہُمْ أَبُو الْعَاصِی تَجَدَّلَ مُقْعَصًا عَنْ ظَہْرِ صَادِقَۃِ النَّجَاءِ سَبُوحِ

انھیں میں ابوالعاصی بھی تھا جو تیز رفتار۔ پیراک (گھوڑے) کی پیٹھ سے فوری موت کے لیے زمین پر گرا۔

حَیْنًا لَہُ مِنْ مَانِعٍ بِسِلَاحِہِ لَمَّا ثَوَی بِمُقَامَۃِ الْمَذْبُوحِ

جب وہ ذبح کیے جانے کی جگہ گرا تو اس کے ہتھیار سے اس کی حفاظت کرنے والی صرف اس کی موت تھی۔

وَالْمَرْءَ زَمْعَۃَ قَدْ تَرَکْنَ وَنَحْرُہُ یَدْمَی بِعَانِدٍ مُعْبَطٍ مَسْفُوحِ

اور زمعہ جیسے شخص کو انھوں نے ایسی حالت میں چھوڑ دیا کہ اس کے حلق سے نہ رکنے والا تازہ بہنے والا خون بہ رہا تھا۔

مُتَوَسِّدًا أَحْرَ الْجَبِینِ مُعَفَّرًا قَدْ عُرِّمَ مَارِنُ أَنْفِہِ بِقُبُوحِ

جبین ناز خاک آلودہ ہو کر زمین پر ٹکی ہوئی تھی اور ناک کی
پھننگ گندگی سے آلودہ تھی ۔

وَنَجَا ابْنُ قَيْسٍ فِي بَقِيَّةِ رَهْطِهِ بِشَفَا الرِّمَاقِ مُوَلِّيًا لِجُرُوحِ

اور ابن قیس اپنی باقی جماعت کے ساتھ زخم خوردہ زندگی
کے آخری حصے میں پیٹھ پھیر کر (بھاگا اور) بچ نکلا ۔
اور حسان بن ثابت نے یہ بھی کہا ہے :۔

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَتَى أَهْلَ مَكَّةَ إِبَارَتُنَا الْكُفَّارَ فِي سَاعَةِ الْعُسْرِ

کیا ایسا نہیں ہوا ۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کڑے وقت
کافروں کو ہمارے برباد کرنے کی خبر مکے والوں کو پہنچی (یا نہیں) ۔

۳۸۹ قَتَلْنَا سَرَاةَ الْقَوْمِ عِنْدَ مَجَالِنَا فَلَمْ يَرْجِعُوا إِلَّا بِقَاصِمَةِ الظَّهْرِ

ہم نے اپنے حملے کے وقت اس قوم کے گنے چنے لوگوں
کو قتل کر دیا ۔ اور وہ سب کے سب ٹوٹی ہوئی کمریں لے کر واپس ہوئے ۔

قَتَلْنَا أَبَا جَهْلٍ وَعُتْبَةَ قَبْلَهُ وَشَيْبَةَ يَكْبُو لِلْيَدَيْنِ وَلِلنَّحْرِ

ہم نے ابوجہل کو بھی قتل کر دیا اور اس سے پہلے عتبہ
کو بھی قتل کر دیا اور شیبہ تو اوندھے منہ سینے اور ہاتھوں کے
بل گر رہا تھا ۔

قَتَلْنَا سُوَيْدًا ثُمَّ عُتْبَةَ بَعْدَهُ وَطُعْمَةَ أَيْضًا عِنْدَ ثَائِرَةِ الْقَتْرِ

ہم نے سوید کو قتل کر دیا پھر اس کے بعد عتبہ کو قتل کیا اور
گرد و غبار اڑتے وقت طعمہ کو بھی قتل کر ڈالا ۔

فَكَمْ قَدْ قَتَلْنَا مِنْ كَرِيمٍ مُرَزَّإٍ لَهُ حَسَبٌ فِي قَوْمِهِ نَابِهُ الذِّكْرِ

غرض ہم نے کتنے ہی مصیبت کے مارے بڑے رتبے والوں کو قتل کر دیا جن کے کارناموں کی ان کی قوم میں بڑی شہرت تھی۔

تَرَكْنَاهُمْ لِلْعَاوِيَاتِ يَنُبْنَهُمْ وَيَصْلَوْنَ نَارًا بَعْدُ حَامِيَةَ الْقَعْرِ

ہم نے انھیں بھونکنے والوں (یعنی بھیڑیوں) کے لیے چھوڑ دیا جو بار بار ان کے پاس آتے ہیں اور اس کے بعد وہ ایسی آگ میں داخل ہوں گے جس کی گہرائی میں بلا کی گرمی ہے۔

لَعَمْرُكَ مَا حَامَتْ فَوَارِسُ مَالِكٍ وَأَشْيَاعُهُمْ يَوْمَ الْتَقَيْنَا عَلَى بَدْرِ

تیری عمر کی قسم۔ بدر کے روز جب ہم سے مقابلہ ہوا تو نہ مالک کے سواروں نے کچھ مدد کی نہ ان کے اور ساتھیوں نے۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان کی بیت قتلنا اباجہل وعتبة بعدہ ابو زید انصاری نے مجھے سنائی ۳۹۰

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان ثابت نے یہ بھی کہا ہے۔

نَجَّى حَكِيمًا يَوْمَ بَدْرٍ شَدُّهُ كَنَجَاءِ مُهْرٍ مِنْ بَنَاتِ الْأَعْوَجِ

بدر کے روز حکیم کو اس کی دوڑ نے بچا لیا جس طرح الاعوج[1] نامی گھوڑی کے بچھیریوں میں سے ایک بچھیری بچ گئی تھی۔

لَمَّا رَأَى بَدْرًا تَسِيلُ جِلَاهُهُ بِكَتِيبَةٍ خَضْرَاءَ مِنْ بَلْخَزْرَجِ

جب بدر کے دیکھا کہ وادی کے کناروں سے بنی خزرج کا لشکر (یا رسالہ) امنڈا چلا آرہا ہے (تو بھاگ کر بچ گیا)۔

لَا يَنْكِلُونَ إِذَا لَقُوا أَعْدَاءَهُمْ يَمْشُونَ عَانِدَةَ الطَّرِيقِ الْمَنْهَجِ

[1] شراح سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے الاعوج نامی گھوڑی زمانہ جاہلیت میں مشہور تھی اس کے بچھیریوں کے بچنے کا کیا قصہ ہے معلوم نہ ہوا۔ (احمد محمودی)

وہ (بنی خزرج) جب اپنے دشمنوں کے مقابل ہوتے ہیں
تو ان سے رعب زدہ نہیں ہوتے اور شاہ راہ سے (ہٹ کر)
ٹیڑھے ترچھے نہیں جاتے۔

كَمْ فِيهِمْ مِنْ مَاجِدٍ ذِي مَنْعَةٍ بَطَلٍ بِمُهْلِكَةِ الْجَبَانِ الْمُحْرَجِ

ان میں کتنے ہی ایسے ہیں جو عظمت وشان والے اور
اپنی آپ حفاظت کرنے والے پہلوان ہیں جو مضطرب بزدلوں کو
ہلاک کرنے والے ہیں۔

وَمُسَوَّدٍ يُعْطِي الْجَزِيلَ بِكَفِّهِ حَمَّالِ أَثْقَالِ الدِّيَاتِ مُتَوَّجِ

اور کتنے سردار ہیں جو اپنے ہاتھوں بہت کچھ دینے والے
دیتوں کے بار اٹھانے والے تاجدار ہیں۔

زَيْنِ النَّدِيِّ مُعَاوِدٍ يَوْمَ الْوَغَا ضَرْبَ الْكُمَاةِ بِكُلِّ أَبْيَضَ سَلْجَجِ

مجلس کی زینت بوقت جنگ بار بار پہلوانوں پر سفید
(چمکتی ہوئی) تیز (تلوار) سے وار کرنے والے ہیں۔

۳۹۱ ابن ہشام نے کہا کہ ان کا قول "سلجج" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا
دوسروں سے آئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ حسان نے یہ بھی کہا ہے:—

فَمَا نَخْشَى بِحَمْدِ اللهِ قَوْمًا وَإِنْ كَثُرُوا وَأُجْمِعَتِ الزُّحُوفُ

اللہ کے فضل سے ہم کسی قوم سے نہیں ڈرتے۔ اگرچہ
وہ (کتنے ہی) زیادہ ہوں۔ اور لشکر کے لشکر جمع ہو جائیں۔

إِذَا مَا أَلَّبُوا جَمْعًا عَلَيْنَا كَفَانَا حَدَّهُمْ رَبٌّ رَؤُوفُ

جب کسی جماعت کو انھوں نے ہمارے خلاف ابھارا اور
جمع کیا تو مہربان پروردگار ہمارے لیے ان کی قوت کے مقابلے میں
کافی ہو گیا۔

سَمَوْنَا یَوْمَ بَدْرٍ بِالْعَوَالِی — سِرَاعًا مَا تُضَعْضِعُنَا الْحُتُوفُ

ہم بدر کے دن اونچے اونچے نیزے لیکر تیزی سے
چھا گئے اس حالت سے کہ ہمیں موتوں (کے خوف) سے کوئی کمزوری
نہ تھی۔

فَلَمْ تَرَ عُصْبَةً فِی النَّاسِ أَنْکَی — لِمَنْ عَادَوْا إِذَا لَقِحَتْ کَشُوفُ

پھر جب خواہش نہ رکھنے والی اونٹنی گابھن ہو گئی (یعنی
کام ختم ہو گیا) تو انھوں نے جن سے دشمنی کی تھی انھیں کے اس قدر
مقہور ہوئے کہ لوگوں میں ان سے زیادہ مقہور تو نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا۔

وَلٰکِنَّا تَوَکَّلْنَا وَقُلْنَا — مَآثِرُنَا وَمَعْقِلُنَا السُّیُوفُ

لیکن ہم نے (اللہ پر) بھروسا کیا اور کہا ہمارے قابل
ستائش کام اور ہماری پناہ گاہ تلواریں ہیں۔

لَقِینَاهُمْ بِهَا لَمَّا سَمَوْنَا — وَنَحْنُ عِصَابَةٌ وَهُمْ أُلُوفُ

جب ہم نے انھیں دور سے دیکھا تو ان سے مقابلہ کیا
حالانکہ ہماری ایک چھوٹی سی جماعت تھی اور وہ ہزاروں تھے۔

اور حسان بن ثابت ہی نے بنی جمح کی ہجو اور ان کے مقتولوں کے
متعلق کہا ہے۔

جَمَحَتْ بَنُو جُمَحٍ بِشِقْوَةِ جَدِّهِمْ — إِنَّ الذَّلِیلَ مُوَکَّلٌ بِذَلِیلِ

۲۶۲

بنو جمح نے اپنی بدبختی (یا اپنے دادا کی بدنصیبی) کے سبب سے سرکشی کی ۔ بے شبہہ ذلیل شخص (خود کو) ذلیل (صفات) ہی کے حوالے کرتا ہے ۔

قُتِلَتْ بَنُو جُمَحٍ بِبَدْرٍ عَنْوَةً ۔۔۔ وَتَخَاذَلُوا سَعْيًا بِكُلِّ سَبِيلِ

بنو جمح بدر کے روز (دشمن کے) غلبے سے (بے بسی کی حالت میں) قتل کیے گئے اور انھوں نے ایک دوسرے کی امداد ترک کر دی اور ہر ایک راستے سے بھاگ گئے (یعنی جو رستہ ملا اس سے نکل بھاگے) ۔

جَحَدُوا الْقُرْآنَ[1] وَكَذَّبُوا بِمُحَمَّدٍ ۔۔۔ وَاللهُ يُظْهِرُ دِينَ كُلِّ رَسُولِ

انھوں نے قرآن کا انکار کیا اور محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جھٹلایا ۔ اور اللہ تو (اپنے) ہر ایک رسول کے دین کو غلبہ دیا ہی کرتا ہے ۔

لَعَنَ الْإِلٰهُ أَبَا خُزَيْمَةَ وَابْنَهُ ۔۔۔ وَالْخَالِدَيْنِ وَصَاعِدَ بْنَ عَقِيلِ

معبود (حقیقی) نے ابو خزیمہ اور اس کے بیٹے کو ذلیل کیا اور دونوں خالدوں کو بھی اور صاعد بن عقیل کو بھی ۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ عبیدہ بن الحارث بن المطلب نے جنگ بدر اور اپنے پاؤں کے کٹنے کے متعلق کہا ہے جس پر مقابلے کے لیے نکلتے وقت ضرب آئی تھی جب کہ وہ اور حمزہ اور علی اپنے دشمن سے مقابلے کے لیے نکلے تھے ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کا انکار کرتے ہیں :۔

سَتَبْلُغُ عَنَّا أَهْلَ مَكَّةَ وَقْعَةٌ ۔۔۔ يَهُبُّ لَهَا مَنْ كَانَ عَنْ ذَاكَ نَائِيَا

[1] ۔ (ب) میں "القرآن" کے بجائے "الکتاب" ہے جو زیادہ ترجیح کے قابل ہے ۔ (احمد محمودی)

قریب میں مکے والوں کو ہمارے متعلق ایک واقعے کی خبر پہنچے گی جس کو سن کر جو شخص بھی اس مقام سے دور ہو وہ بے چین ہو جائے گا۔

بِعُتْبَةَ إِذْ وَلَّى وَشَيْبَةَ بَعْدَهُ ... وَمَا كَانَ فِيهَا بِكْرُ عُتْبَةَ رَاضِيَا

(وہ خبر) عتبہ کے متعلق (ہو گی) جبکہ اس نے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد شیبہ نے بھی اور اس حالت کی (بھی انھیں خبر پہنچے گی) جس میں رہنے پر عتبہ کا پہلونٹھی کا لڑکا راضی ہو گیا۔

فَإِنْ تَقْطَعُوا رِجْلِي فَإِنِّي مُسْلِمٌ ... أُرَجِّي بِهَا عَيْشًا مِنَ اللهِ دَانِيَا

پھر اگر انھوں نے میرا پاؤں کاٹ دیا تو (کوئی مضائقہ نہیں کہ) میں تو مسلم ہوں ۔ اس کے عوض میں میں اللہ سے قریب ہی میں ایک قابل عظمت زندگی کا امیدوار ہوں۔

مَعَ الْحُورِ أَمْثَالَ التَّمَاثِيلِ أُخْلِصَتْ ... مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلْيَا لِمَنْ كَانَ عَالِيَا

(وہ زندگی) بڑی آنکھوں والیوں کے ساتھ (گزرے گی جو) پتلیوں کی سی (ہوں گی) جو بلند درجہ جنتوں میں سے ان لوگوں کے لیے مخصوص ہوں گی جو بلند مرتبہ ہوں۔

وَبِعْتُ بِهَا عَيْشًا تَعَرَّفْتُ صَفْوَهُ ... وَعَالَجْتُهُ حَتَّى فَقَدْتُ الْأَدَانِيَا ۳۹۳

میں نے ان (جنتوں) کے لیے ایسی زندگی بیچ ڈالی جس کی صفائی مجھے معلوم تھی (یعنی کوئی تکلیف کی زندگی نہ تھی) اور میں نے اس معاملے میں (اس قدر) کوشش کی کہ قریب والوں (رشتہ داروں تک) کو کھو دیا۔

وَأَكْرَمَنِي الرَّحْمٰنُ مِنْ فَضْلِ مَنِّهِ ... بِثَوْبٍ مِنَ الْإِسْلَامِ غَطَّى الْمَسَاوِيَا

اور رحمٰن نے اپنے فضل و (کرم) سے مجھے (ایسے)
خلعت اسلام سے سرفراز فرمایا جس نے (میری تمام) برائیوں کو
ڈھانک لیا۔

وَمَا کَانَ مَکْرُوهاً إِلَیَّ قِتَالُهُمْ غَدَاةَ دَعَا الْأَکْفَاءَ مَنْ کَانَ دَاعِیَا

اور جس روز بلانے والے نے (اپنے) ہمسروں کو (مقابلے
کے لیے) بلایا۔ مجھے ان لوگوں سے جنگ کرنا کچھ برا نہ معلوم ہوا۔

وَلَمْ یَبْغِ إِذْ سَأَلُوا النَّبِیَّ سَوَاءَنَا ثَلَاثَتَنَا حَتّٰی حَضَرْنَا الْمُنَادِیَا

جب انھوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مطالبہ کیا
تو آپ نے ہم تینوں کے سوا اور کسی کو طلب نہیں فرمایا (یا ہم تینوں
کے مماثل لوگوں کو طلب نہیں فرمایا) حتیٰ کہ ہم پکارنے والے کے
پاس حاضر ہو گئے۔

لَقِیْنَاهُمْ کَالْأُسْدِ تَخْطِرُ بِالْقَنَا نُقَاتِلُ فِی الرَّحْمٰنِ مَنْ کَانَ عَاصِیَا

ہم نیزے لیکر شیروں کی طرح اکڑ کر چلتے ہوئے ان سے
جا ملے۔ اور جو نافرمان تھا ہم اس سے رحمٰن کے لیے جنگ کرنے لگے۔

فَمَا بَرِحَتْ أَقْدَامُنَا مِنْ مَقَامِنَا ثَلَاثَتِنَا حَتّٰی أُزِیرُوا الْمَنَائِیَا

غرض ہم تینوں اپنے (اپنے) مقاموں پر ڈٹے رہے
یہاں تک کہ (ان کی) موتوں سے ملاقات کرا دی گئی (یعنی مار ڈالا)

ابن ہشام نے کہا کہ جب ابو عبیدہ کے پاؤں پر چوٹ لگی تو انھوں نے
کہا۔ سنو تو اللہ کی قسم! اگر ابو طالب آج ہوتے تو وہ جان لیتے کہ میں اس قول
کا ان سے زیادہ حق دار ہوں جو انھوں نے کسی وقت کہا تھا۔

کَذَبْتُمْ وَبَیْتِ اللّٰهِ نُبْزَی مُحَمَّداً وَلَمَّا نُطَاعِنْ دُونَهُ وَنُنَاضِلِ

بیت اللہ کی قسم تم نے جھوٹ کہا کہ ہم سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو زبردستی چھین لیا جائے گا۔ اور ابھی تو ہم نے ان کے بچاؤ کے لیے نیزہ بازی کی اور نہ تیر اندازی۔

وَنُسْلِمُهُ حَتّٰى نُصَرَّعَ حَوْلَهُ ۔۔۔ وَنَذْهَلَ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ

(تم نے جھوٹ کہا کہ) ہم انھیں (تمھارے) حوالے کر دیں گے۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) یہاں تک کہ ہم ان کے اطراف پچھڑ جائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں سے غافل ہو جائیں۔

اور یہ دونوں بیتیں ابو طالب کے ایک قصیدے میں کی ہیں جنھیں ہم نے سابق میں اسی کتاب میں ذکر کر دیا ہے۔ ۳۹۴

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب عبیدہ بن الحارث اپنے پاؤں پر آفت آنے کے سبب سے بدر کے روز شہید ہو گئے تو کعب بن مالک الانصاری نے ان کے مرثیے میں کہا ہے:۔

أَيَا عَيْنُ جُودِي وَلَا تَبْخَلِي ۔۔۔ بِدَمْعِكِ حَقًّا وَلَا تَنْزُرِي

اے آنکھ اپنے آنسو سے سخاوت کر کہ ان کے لیے یہی دینا ہے اور بخل و کوتاہی نہ کر۔

عَلٰى سَيِّدٍ هَدَّنَا هُلْكُهُ ۔۔۔ كَرِيمِ الْمَشَاهِدِ وَالْعُنْصُرِ

ایسے سردار پر جس کی موت نے ہمیں ڈھیر کر دیا۔ جو نسب اور جنگی کارناموں کے لحاظ سے نہایت ہی شریف تھا۔

جَرِيءِ الْمُقَدَّمِ شَاكِي السِّلَاحِ ۔۔۔ كَرِيمِ الثَّنَا طَيِّبِ الْمَكْسِرِ

پیش قدمی کرنے میں جری تیز ہتھیار والا بہترین محامد والا۔ تفتیش اور تجربے کے بعد بھی بہترین ثابت ہونے والا۔

عُبَيْدَةُ أَمْسَى وَلَا نَرْتَجِيهِ لِعُرْفٍ عَرَانَا وَلَا مُنْكَرِ

عبیدہ پر جو شام کے وقت اب ایسی حالت میں ہو گیا ہے
کہ ہم پر کوئی خوش حالی یا کوئی بد حالی نازل ہو تو ہم اس سے کسی طرح
امید نہیں کر سکتے ۔

وَقَدْ كَانَ يَحْمِي غَدَاةَ الْقِتَا لِ حَامِيَةَ الْجَيْشِ بِالْمُبْتَرِ

حالانکہ جنگ کی صبح میں وہ تلوار سے لشکر کی حمایت میں
مصروف تھا ۔

کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق یہ بھی کہا ہے :۔

أَلَا هَلْ أَتَى غَسَّانَ فِي نَأْيِ دَارِهَا وَأَخْبَرُ شَيْءٍ بِالْأُمُورِ عَلِيمُهَا

ذرا سنو تو! کیا بنی غسان کو ان کے گھروں کی دوری کے
باوجود یہ خبر پہنچ چکی ہے ۔ اور کسی چیز کی خبر تو وہی شخص اچھی طرح
دے سکتا ہے جو اسے خوب جانتا ہو ۔

بِأَنْ قَدْ رَمَتْنَا عَنْ قِسِيٍّ عَدَاوَةٍ مَعَدٌّ مَعًا جُهَّالُهَا وَحَلِيمُهَا

کہ بنی معد کے جاہلوں اور متین دونوں قسم کے افراد نے
دشمنی کے سبب سے ہمیں تیروں کا نشانہ بنایا ۔

لِأَنَّا عَبَدْنَا اللّٰهَ لَمْ نَرْجُ غَيْرَهُ رَجَاءَ الْجِنَانِ إِذْ أَتَانَا زَعِيمُهَا ٣٩٥

اس لیے کہ جب ہمارے پاس اللہ کا رسول آیا تو ہم نے
جنت کی امید میں اللہ کے سوا کسی اور سے امید نہ رکھی اور اسی کی
غلامی اختیار کر لی ۔

نَبِيٌّ لَهُ فِي قَوْمِهِ إِرْثُ عِزَّةٍ وَأَعْرَاقُ صِدْقٍ هَذَّبَتْهَا أُرُومُهَا

وہ ایسا نبی ہے کہ اسے اپنی قوم میں موروثی عزت حاصل
ہے اور سچے صفات والا ہے جن کو اس کے اصول نے مہذب بنا دیا ہے۔

فَسَارُوا وَسِرْنَا فَالْتَقَيْنَا كَأَنَّنَا أُسُودُ لِقَاءٍ لَا يُرَجَّى كَلِيمُهَا

پس وہ بھی چلے اور ہم بھی چلے اور ان سے ہم اس
طرح مقابل ہوئے۔ گویا مقابلے کے لیے ایسے شیر ہیں کہ جن کے
زخم خوردہ (کے بچنے) کی امید نہیں کی جاتی۔

ضَرَبْنَاهُمْ حَتَّى هَوَى فِي مَكَرِّنَا لِمَنْخِرِ سَوْءٍ مِنْ لُؤَيٍّ عَظِيمُهَا

ہم نے ان پر یہاں تک شمشیر زنی کی کہ ہمارے حملے میں
بنی لوئی کا بڑا (سردار) اوندھے منہ بری طرح گڑھے میں جاگرا۔

فَوَلَّوْا وَدُسْنَاهُمْ بِبِيضٍ صَوَارِمٍ سَوَاءٌ عَلَيْنَا حِلْفُهَا وَصَمِيمُهَا

پس انھوں نے پیٹھ پھیری اور ہم نے چمکتی تلواروں سے
انھیں پامال کیا اور ہمارے لیے ان میں اصلی افراد اور ان کے حلیف
دونوں برابر تھے۔ (ہم نے دونوں کو پامال کیا)۔
اور کعب نے یہ بھی کہا ہے:۔

لَعَمْرُ أَبِيكُمَا يَا ابْنَيْ لُؤَيٍّ عَلَى زَهْوٍ لَدَيْكُمْ وَانْتِخَاءِ

اے بنی لوئی کے دونوں لڑکو! تم دونوں کے باپ کی
قسم! باوجود اس کے کہ تم میں (اپنی قوتوں پر) گھمنڈ اور تکبر تھا۔

لَمَا حَامَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَلَا صَبَرُوا بِهِ عِنْدَ اللِّقَاءِ

(مقام) بدر میں تمھارے سواروں نے (تمھاری) کوئی
حفاظت نہیں کی۔ اور نہ مقابلے کے وقت وہاں وہ جم سکے۔

وَرَدْنَاهُ بِنُورِ اللّٰهِ يَجْلُو دُجَى الظَّلْمَاءِ عَنَّا وَالْغِطَاءِ

ہم اپنے ساتھ اللہ کا نور لے کر اس مقام پر پہنچے ہیں
جو اندھیری رات کی تاریکی اور پردوں کو ہم سے دور کر رہا تھا۔

رَسُولُ اللّٰهِ يَقْدُمُنَا بِأَمْرٍ مِنَ اَمْرِ اللّٰهِ اُحْكِمَ بِالْقَضَاءِ

(وہ نور) اللہ تعالیٰ کا رسول تھا جو اللہ تعالیٰ کے
احکام میں سے کسی حکم کے تحت ہمارے آگے چل رہا تھا جس کو
قضا (وقدر) سے مستحکم کر دیا گیا ہے۔

فَمَا ظَفِرَتْ فَوَارِسُكُمْ بِبَدْرٍ وَمَا رَجَعُوا اِلَيْكُمْ بِالسَّوَاءِ

بدر میں تمہارے سواروں نے نہ فتح حاصل کی (اور)
نہ وہ تمہاری جانب صحیح و سالم لوٹے۔

فَلَا تَعْجَلْ اَبَا سُفْيَانَ وَارْقُبْ جِيَادَ الْخَيْلِ تَطْلُعُ مِنْ كَدَاءِ

پس اے ابوسفیان جلدی نہ کر اور مقام کداء سے بہترین
گھوڑوں کے چڑھ آنے کا انتظار کر۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ رُوحُ الْقُدُسِ فِيهَا وَمِيكَالُ فَيَا طِيبَ الْمَلَاءِ ۳۹۶

(وہ سوار) خدائی مدد ساتھ لیے ہوئے ہوں گے اور
اور ان میں روح القدس اور میکائیل ہوں گے پس یہ کیسی بہترین
جماعت ہے۔

اور طالب بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ستائش اور جنگ بدر میں قلیب والے افراد قریش پر مرثیے کے طور پر کہا ہے:۔

اَلَا اِنَّ عَيْنِي اَنْفَدَتْ دَمْعَهَا سَكْبًا تُبَكِّي عَلَى كَعْبٍ وَمَا اِنْ تَرَى كَعْبًا

سنو! کہ میری آنکھ نے بنی کعب پر رو رو کر اس قدر آنسو بہائے کہ آنسو ختم ہو گئے لیکن اس کو بنی کعب میں کا کوئی فرد نظر نہیں آتا۔

أَلَا إِنَّ كَعْبًا فِي الْحُرُوبِ تَخَاذَلُوا وَأَرْدَاهُمُ ذَا الدَّهْرُ وَاجْتَرَحُوا ذَنْبَا

سنو! کہ بنی کعب نے جنگوں میں ایک دوسرے کی مدد چھوڑ دی اور انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تو اس زمانے نے ان کو ہلاک کر دیا۔

وَعَامِرُ تَبْكِي لِلْمُلِمَّاتِ غُدْوَةً فَيَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَرَى لَهُمَا قُرْبَا

اور بنی عامر کی یہ حالت ہے کہ صبح سویرے آفتوں کے نزول کے سبب روتے رہتے ہیں۔ کاش مجھے خبر ہوتی کہ کیا ان دونوں (قبیلوں) کو کبھی نزدیک سے دیکھ سکوں گا۔

هُمَا أَخَوَايَ لَنْ يُعَدَّ لِغَيَّةٍ تُعَدُّ وَلَنْ يُسْتَامَ جَارُهُمَا غَصْبَا

وہ دونوں (قبیلے) میرے بھائی ہیں (اور ایسے بھائی کہ جب دوسرے لوگوں کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب کی جاتی ہے تو) ان کی نسبت ان کے باپ کے سوا کسی اور کی جانب ہرگز نہیں کی جاتی۔ اور ان کے پڑوسی کے مال واسباب کے چھین لینے کے متعلق کوئی سوال بھی نہیں کیا جاتا۔

فَيَا أَخَوَيْنَا عَبْدَ شَمْسٍ وَنَوْفَلًا فِدًى لَكُمَا لَا تَبْعَثُوا بَيْنَنَا حَرْبَا

پس اے ہمارے بھائیو! اے بنی عبد شمس اور اے بنی نوفل۔ میں تم دونوں کے لیے فدا ہو جاؤں ہمارے درمیان آپس میں جنگ نہ برپا کرو۔

وَلَا تُصْبِحُوا مِنْ بَعْدِ وُدٍّ وَأُلْفَةٍ أَحَادِيثَ فِيهَا كُلُّكُمْ يَشْتَكِي النَّكْبَا

اور (آپس میں) محبت و اتحاد کے بعد (عبرت انگیز) واقعات کی صورت اختیار نہ کرلو کہ جس میں تم میں کا ہر شخص ادبار و بربادی کی شکایت کرتا رہے۔

أَلَمْ تَعْلَمُوا مَا كَانَ فِي حَرْبِ دَاحِسٍ وَجَيْشِ أَبِي يَكْسُومَ إِذْ مَلَؤُا الشِّعْبَا

کیا تم لوگوں کو جنگ داحس کا انجام معلوم نہیں اور ابو یکسوم کے لشکر کے واقعات کی خبر نہیں جب انھوں نے پہاڑوں کے درمیانی راستے کو بھر دیا تھا۔

۳۹۷ فَلَوْلَا دِفَاعُ اللهِ لَا شَيْءَ غَيْرُهُ لَأَصْبَحْتُمْ لَا تَمْنَعُونَ لَكُمْ سِرْبَا

پس اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے مدافعت نہ ہوتی جس کا غیر کوئی ہے ہی نہیں تو تمھاری یہ حالت ہو جاتی کہ تم اپنی بیویوں تک کی حفاظت نہ کرسکتے۔

فَمَا إِنْ جَنَيْنَا فِي قُرَيْشٍ عَظِيمَةً سِوَى أَنْ حَمَيْنَا خَيْرَ مَنْ وَطِئَ التُّرْبَا

بجز اس کے کہ ہم نے روئے زمین پر چلنے والوں میں کے بہترین فرد کی حمایت کی قریش کا ہم نے کوئی بڑا جرم تو نہیں کیا تھا۔

أَخَا ثِقَةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُرَزَّأً كَرِيمًا ثَنَاهُ لَا بَخِيلًا وَلَا ذَرِبَا

(ہم نے اس فرد کی حمایت کی جو) شریف اور آفتوں کے موقعوں پر بھروسے کے قابل۔ تعریف و توصیف کے لحاظ سے بڑے مرتبے کا ہے۔ (وہ) نہ بخیل ہے (اور) نہ فسادی۔

يُطِيفُ بِهِ الْعَافُونَ يَغْشَوْنَ بَابَهُ يَؤُبُونَ نَهْرًا لَا نَزُورًا وَلَا صَرِبَا

اس کے دروازے پر مانگنے والوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے
وہ ایسی نہر پر آکر جاتے ہیں جس کا پانی نہ تھوڑا ہے اور نہ سوکھ جانے والا۔

فَوَاللّٰہِ لَا تَنْفَكُّ نَفْسِي حَزِينَةً تَمَلْمَلُ حَتّٰى تَصْدُقُوا الْخَزْرَجَ الضَّرْبَا

بخدا میرا نفس (اس وقت تک) غمگین اور بیقرار رہے گا
جبتک کہ تم لوگ خزرج پر ایک کاری ضرب نہ لگاؤ۔

اور ضرار بن الخطاب الفہری نے ابو جہل بن ہشام پر مرثیہ کہا ہے:۔

أَلَا مَنْ لِعَيْنٍ بَاتَتِ اللَّيْلَ لَمْ تَنَمْ تُرَاقِبُ نَجْماً فِي سَوَادٍ مِنَ الظُّلَمْ

ارے لوگو! اس آنکھ کے لیے جس نے اندھیری رات میں
تاروں کو دیکھتے ہوے رات گزار دی اور آنکھ سے آنکھ نہ لگی۔ کوئی
(تسلی دینے والا بھی) ہے۔

كَأَنَّ قَذًى فِيهَا وَلَيْسَ بِهَا قَذًى سِوَى عَبْرَةٍ مِنْ جَائِلِ الدَّمْعِ تَنْسَجِمْ

(اس آنکھ کی حالت یہ ہے کہ) گویا اس میں خس وخاشاک
پڑگیا ہے حالانکہ اس جلن کے سوا جو آنسوؤں کو ابھار کر بہاتی جاتی
ہے کوئی خس وخاشاک نہیں۔

فَبَلِّغْ قُرَيْشاً أَنَّ خَيْرَ نَدِيِّهَا وَأَكْرَمَ مَنْ يَمْشِي بِسَاقٍ عَلَى قَدَمْ

غرض قریش کو یہ خبر پہنچا دے کہ اس کی مجلس کا بہترین شخص
اور پنڈلی سے قدم پر چلنے والوں میں کا شریف ترین شخص۔

ثَوٰى[1] يَوْمَ[2] بَدْرٍ رَهْنَ خَوْصَاءَ رَهْنُهَا كَرِيمُ الْمَسَاعِي غَيْرُ وَغْدٍ وَلَا بَرَمْ ۳۹۸

۱۔ (الف) میں "توی" تائے مثناۃ فوقانیہ سے ہے جو تحریف کاتب ہے کیونکہ ثوی بمعنی ہلاک بسمع سے آیا ہے ضرب سے کسی لغت میں نہیں۔ (احمد محمودی)
۲۔ (الف) میں "یوم" یائے مثناۃ تحتانیہ سے لکھا ہے جس کے یہاں کوئی مناسب معنی نہیں معلوم ہوتے۔ (احمد محمودی)

بدر کے روز تنگ گڑھے میں رہن ہوگیا جو شریفانہ دوڑ دھوپ کرنے والا تھا۔ نہ سفلہ تھا اور نہ بخیل تھا۔

فَآلَيْتُ لَا تَنْهَلُّ عَيْنِي بِعَبْرَةٍ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الرَّئِيسِ أَبِي الْحَكَمِ

پس میں نے قسم کھائی ہے کہ ہلاک شدہ سردار قوم ابوالحکم کے بعد کسی اور پر میری آنکھ آنسو نہ بہائے گی۔

عَلَى هَالِكٍ أَشْجَى لُؤَيَّ بْنَ غَالِبٍ أَتَتْهُ الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرٍ فَلَمْ يَرِمْ

اس ہلاک ہونے والے پر جو بنی لوی بن غالب میں سب سے زیادہ بہادر تھا۔ بدر کے روز موتیں اس کے پاس آگئیں اور وہ وہاں سے جدا نہ ہوا۔

تَرَى كِسَرَ الْخَطِّيِّ فِي نَحْرِ مُهْرِهِ لَدَى بَائِنٍ مِنْ لَحْمِهِ بَيْنَهَا خِذَمْ[ل]

تو اس کے بچھیرے کے حلق میں خطی نیزے کے ٹکڑے اس مقام پر دیکھے گا جہاں سے اس کا گوشت الگ ہوتا ہے اور اسی مقام پر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔

وَمَا كَانَ لَيْثٌ سَاكِنٌ بَطْنَ بِيشَةٍ لَدَى غَلَلٍ يَجْرِي بِبَطْحَاءَ فِي أَجَمْ

جھاڑی میں بطحا سے بہکر آنے والے نالے کے پاس بیشہ کے رہنے کے جنگل میں کوئی شیر ایسا نہ تھا جو۔

بِأَجْرَأَ مِنْهُ حِينَ تَخْتَلِفُ الْقَنَا وَتُدْعَى نَزَالِ فِي الْقَمَاقِمَةِ الْبُهَمْ

اس سے زیادہ جرأت والا ہو جبکہ نیزے دونوں جانب سے چل رہے ہوں اور بہادر سرداروں کے درمیان میدان میں مقابلے

لہ (الف) میں خدم دال مہملہ سے ہے۔ جس کے کوئی مناسب معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (احمد محمودی)

کے لیے میدان میں آؤ کی آواز بلند ہو رہی ہو۔

فَلَا تَجْزَعُوا آلَ الْمُغِيرَةِ وَاصْبِرُوا عَلَيْهِ وَمَنْ يَجْزَعْ عَلَيْهِ فَلَمْ يُلَمْ

اے آل مغیرہ بےچینی۔ بیقراری (کا اظہار) نہ کرو اور اس پر صبر کرو۔ اور کوئی شخص اس پر بیقراری (کا اظہار) کرے بھی تو اس پر کوئی ملامت نہ ہوگی۔

۳۹۹ وَجِدُّوا فَإِنَّ الْمَوْتَ مَكْرُمَةٌ لَكُمْ وَمَا بَعْدَهُ فِي آخِرِ الْعَيْشِ مِنْ نَدَمْ

اور کوشش کرتے رہو کیونکہ موت تمہارے لیے باعث عزت ہے۔ اور موت کے بعد بھی دوسری زندگی میں کوئی پچتانے کی بات نہیں۔

وَقَدْ قُلْتُ إِنَّ الرِّيحَ طَيِّبَةٌ لَكُمْ وَعِزُّ الْمَقَامِ غَيْرَ شَكٍّ لِذِي فَهَمْ

اور میں نے کہدیا ہے (یا میری یہ پیشین گوئی ہے) اور عقلمندوں کے پاس اس میں کسی قسم کا شبہہ نہیں ہے کہ ہوا تمہاری ہی بندھی رہے گی اور عزت کا مقام تمہارے ہی لیے ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ضرار کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کرتے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ الحارث بن ہشام نے اپنے بھائی ابوجہل پر مرثیہ کہا ہے:۔

أَلَا يَا لَهْفَ نَفْسِي بَعْدَ عَمْرٍو وَهَلْ يُغْنِي التَّلَهُّفُ مِنْ قَتِيلِ[۱]

اے نفس! عمرو کے بعد تیرے رہ جانے پر افسوس ہے۔

۱۔ (ب) میں "فتیل" فے سے ہے۔ جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ذرا بھی فائدہ ہو سکتا ہے۔ (احمد محمودی)

لیکن مرنے والے پر افسوس کرنے سے مرنے والے کو کیا فائدہ۔

يُخَبِّرُنِي الْمُخَبِّرُ أَنَّ عَمْرًا أَمَامَ الْقَوْمِ فِي جَفْرٍ مُحِيلِ[۱]

خبر دینے والے (مجھے) خبر دیتے ہیں کہ عمرو قوم کے
سامنے ایک منہدم باؤلی (یا گڑھے) میں تھا۔

فَقِدْمًا كُنْتُ أَحْسِبُ ذَاكَ حَقًّا وَأَنْتَ لِمَا تَقَدَّمَ غَيْرُ فِيلِ

میں پہلے ہی اس بات کو حق سمجھتا تھا اور تیری حالت
پہلے ہی سے یہ تھی کہ تو فاسد رائے رکھنے والا نہ تھا۔

وَكُنْتُ بِنِعْمَةٍ مَا دُمْتَ حَيًّا فَقَدْ خُلِّفْتَ فِي دَرَجِ الْمَسِيلِ

اور جب تک تو زندہ تھا میں ناز و نعمت کی حالت میں
تھا اور اب تو تو ذلت کی حالت میں چھوڑ دیا گیا ہے۔

كَأَنِّي حِينَ أُمْسِي لَا أَرَاهُ ضَعِيفُ الْعَقْدِ ذُو هَمٍّ طَوِيلِ

جب میری یہ حالت ہو گئی کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں
تو میری حالت ایسی ہو گئی ہے گویا مجھ میں کوئی عزم ہی نہیں رہا اور
بڑی فکر میں مبتلا ہو گیا۔

۴۰۰ عَلَى عَمْرٍو إِذَا أَمْسَيْتُ يَوْمًا وَطَرْفٍ مِنْ تَذَكُّرِهِ كَلِيلِ

جب میں کسی روز عمرو کا خیال کرتا ہوں (اور اس کی یاد آتی ہے) تو
میری آنکھیں اس کی یاد میں ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ تھکی ہوئی ہیں (یعنی بجز اس کے

۱۔ (الف) میں "حفر" باحاء حطی ہے جس کے معنی گڑھے کے ہیں اور (ب ج د) میں "جفر" باجیم
ہے جس کے معنی غیر پختہ باؤلی کے ہیں۔ (احمد محمودی)

خیال کے اور کوئی چیز مجھے نظر نہیں آتی)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر نے الحارث بن ہشام کی جانب ان اشعار کی نسبت کرنے سے انکار کیا ہے۔ اور جس شعر میں "جفر" ہے اس کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے لی ہوئی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو بکر بن الاسود بن شعوب اللیثی نے جس کا نام شداد ابن الاسود تھا کہا ہے :۔

فَمَاذَا بِالْقَلِیبِ قَلِیبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْقَیْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْکِرَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس گانے والی لونڈیاں اور شراب پینے والے کیسے کیسے معزز افراد موجود تھے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِیبِ قَلِیبِ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الشِّیزَی تُکَلَّلُ بِالسَّنَامِ

بدر کے گڑھے کے پاس شیشم (یا آبنوس) کے پیالوں میں کوہانوں کے گوشت کیسے چوٹی دار بھرے ہوئے تھے۔

وَکَمْ لَکَ بِالطَّوِیِّ طَوِیِّ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْحَوْمَاتِ وَالنَّعَمِ الْمُسَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس بغیر کسی چرواہے کے مطلق العنان چرنے والے اونٹوں اور دوسرے چوپایوں کے کتنے گلے تھے۔

وَکَمْ لَکَ بِالطَّوِیِّ طَوِیِّ بَدْرٍ ۔۔۔ مِنَ الْغَایَاتِ وَالدُّسُعِ الْعِظَامِ

بدر کی پختہ باؤلی کے پاس کیسی انتہائی قوتیں اور بڑے بڑے عطیے تھے۔

وَأَصْحَابِ الْکَرِیمِ أَبِي عَلِيٍّ ۔۔۔ أَخِي الْکَأْسِ الْکَرِیمَةِ وَالنِّدَامِ

اور شریف ابو علی کے کتنے ساتھی تھے جو بہترین شراب

پینے والے اور ہمنشیں تھے۔

وَإِنَّكَ لَوْ رَأَيْتَ أَبَا عَقِيلٍ وَأَصْحَابَ الثَّنِيَّةِ مِنْ نَعَامِ ۴۰۱

اور کاش تو نے ابو عقیل اور مقام نعام کے دونوں پہاڑوں کے
درمیان رہنے والوں کو دیکھا ہوتا۔

إِذًا لَظَلِلْتَ مِنْ وَجْدٍ عَلَيْهِمْ كَأُمِّ السَّقْبِ جَائِلَةَ الْمَرَامِ

تو اونٹ کے بچے کی ماں کی طرح حصول مقصد (کی امید)
میں تو ان پر وجد کرنے لگتا۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ لَسَوْفَ نَحْيَى وَكَيْفَ لِقَاءُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول خبر دیتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کیے جائیں گے۔
(ہمیں تعجب ہوتا ہے کہ) گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے سر سے
نکلے ہوئے پرند سے ملاقات کیسے ہوگی۔
ابن ہشام نے کہا کہ ابو عبیدۃ النحوی نے شعر مذکور اس طرح سنایا ہے۔

يُخَبِّرُنَا الرَّسُولُ بِأَنْ سَنَحْيَى وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ

ہمیں رسول اس بات کی خبر دیتا ہے کہ ہم بہت جلد زندہ
کیے جائیں گے (ہمیں تعجب ہے) کہ گلی سڑی ہڈیوں اور مقتول کے
سر سے نکلے ہوئے پرند کی زندگی کیسی۔
اور کہا کہ اس نے اسلام اختیار کیا تھا اور پھر مرتد ہوگیا۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے قریش میں کے جو لوگ بدر
کے روز مارے گئے ان کا مرثیہ کہا ہے:—

أَلَا بَكَيْتَ عَلَى الْكِرَا مِ بَنِي الْكِرَامِ أُولِي الْمَمَادِحِ

شریفوں اور شریفوں کی اولاد پر جو مدح وستائش والی ہے
تو نے اس طرح آہ وزاری کیوں نہ کی۔

كَبُكَا الْحَمَامِ عَلَى فُرُو ... عِ الْأَيْكِ فِي الْغُصُنِ الْجَوَانِحْ
جس طرح گھنے ڈالوں پر جھکی ہوئی ڈالیوں میں کبوتریاں
آہ وزاری کیا کرتی ہیں۔

۲۰۴ يَبْكِينَ حَرَّى مُسْتَكِيـ ... ـنَاتٍ يَرُحْنَ مَعَ الرَّوَائِحْ
وہ اندرونی سوزش کی وجہ سے بے بسی اور بیکسی سے
روتی ہیں اور شام واپس جانے والیوں کے ساتھ واپس جاتی ہیں۔

أَمْثَالُهُنَّ الْبَاكِيَا ... تُ الْمُعْوِلَاتُ مِنَ النَّوَائِحْ
چیخ چیخ کر رونے والی اور نوحہ کرنے والی عورتیں بھی
انھیں کی سی ہیں۔

مَنْ يَبْكِهِمْ يَبْكِي عَلَى ... حُزْنٍ وَيَصْدُقُ كُلُّ مَادِحْ
جو شخص بھی ان پر روتا ہے وہ غم ہی کی وجہ سے روتا ہے۔
اور (ان کا) ہر ایک تعریف کرنے والا سچ کہتا ہے۔

مَاذَا بِبَدْرٍ فَالْعَقَنْقَلِ مِنْ مَرَازِبَةٍ جَحَاجِحْ
بدر (کے میدان) میں اور ٹیلوں پر رئیسوں اور سرداروں
کی کیا حالت ہو گئی۔

فَمَدَافِعِ الْبَرْقَيْنِ فَالْحَنَّانِ مِنْ طَرَفِ الْأَوَاشِحْ
مقام برقین کی نشیبی جگہوں اور مقام اواشح کے ٹیلوں میں

(کیا حال ہے)

شُمْطٍ وَشُبَّانٍ بِهَا لِيلٍ مَغَاوِيرٍ وَحَاوِحْ

ادھیڑ اور نوجوان سرداروں اور تیز مزاج قوت والے
غارت گروں (کی کیا حالت ہو گئی ہے)۔

أَلَا تَرَوْنَ لِمَا أَرَى وَلَقَدْ أَبَانَ لِكُلِّ لَامِحْ

کیا جو چیزیں میں دیکھ رہا ہوں۔ انھیں تم نہیں دیکھتے حالانکہ
وہ ہر ایک دیکھنے والے پر ظاہر ہے۔

أَنْ قَدْ تَغَيَّرَ بَطْنُ مَكَّةَ فَهِيَ مُوحِشَةُ الأَبَاطِحْ

کہ وادی مکہ کی صورت ہی بدل گئی اور اس کی کنکرینی نشیبی
زمینیں وحشت ناک بن گئی ہیں۔

مِنْ كُلِّ بِطْرِيقٍ لِبِطْرِيقٍ نَقِيِّ اللَّوْنِ وَاضِحْ

ان اکڑ کر چلنے والے سرداروں کی کیا حالت ہے
جن کے گورے گورے رنگ پاک صاف تھے۔

۴۰۳ دُعْمُوصِ أَبْوَابِ الْمُلُو كِ وَجَائِبٍ لِلْخَرْقِ فَاتِحْ

جو بادشاہوں کے دروازے کے کیڑے۔ وسیع میدانوں
کا سفر کر کے فتح کرنے والے تھے۔

مِنَ السَّرَاطِمَةِ[1] الْخَلَا جِمَةِ الْمَلَاوِثَةِ الْمَنَاجِحْ

---

[1] ۔ (الف) میں "شر الظمہ" باشین معجمہ اور ظاء معجمہ ہے۔ شرظم کا مادہ مجھے کسی

جو کڑک کر باتیں کرنے والے بڑے ڈیل ڈول والے
کامیاب سردار تھے۔

اَلْقَائِلِینَ الْفَاعِلِینَ الْاٰمِرِینَ بِکُلِّ صَالِحٖ

جو مقرر کام کرنے والے ۔اچھی باتوں کا حکم دینے والے تھے۔

اَلْمُطْعِمِینَ الشَّحْمَ فَوْقَ الْخُبْزِ شَحْمًا کَالْاُنَانِحِ

جو روٹیوں پر شکنبوں کا سا چکنا گوشت (رکھکر مہانوں
کو) کھلانے والے تھے۔

نُقُلِ الْجِفَانَ مَعَ الْجِفَانِ اِلٰی جِفَانٍ کَالْمَنَاضِحِ

جو بڑے بڑے پیالے چھوٹی باڈیوں (کے سے
ظروف) کیساتھ حوضوں کے سے ظروف میں منتقل کرنے والے تھے۔

لَیْسَتْ بِاَصْفَارٍ لِمَنْ یَعْفُوْ وَلَا رُحٍّ رَحَارِحْ

وہ ظروف سائلوں کے لیے خالی نہ تھے اور نہ صرف
کشادہ اُتھلے تھے (بلکہ کشادگی کے ساتھ ان میں گہرائی بھی تھی)

لِلضَّیْفِ ثُمَّ الضَّیْفِ بَعْدَ الضَّیْفِ وَالْبُسْطِ السَّلَاطِحْ

(مذکورہ ساز و سامان) مہمانوں کے لیے تھا اور مہمان بھی
ایسے جو یکے بعد دیگرے آنے والے اور ان کے فرش وغیرہ بھی
بہت لمبے چوڑے ہوتے تھے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ: ۔لغت میں نہیں ملا ۔ تصحیف کاتب معلوم ہوتی ہے۔ (احمد محمودی)

لہ ۔ (الف) میں "الحبر" بارائے مہملہ ہے جو تصحیف کاتب ہے۔ (احمد محمودی)

وُہُبِ الْمِئِینَ مِنَ الْمِئِـ نَ إِلَى الْمِئِینَ مِنَ اللَّوَاقِحْ ۲۰۴

جو سیکڑوں گابھن اونٹنیوں والوں کو سیکڑوں میں سے سیکڑوں اس طرح دے ڈالنے والے تھے۔

سَوْقَ الْمُؤَبَّلِ لِلْمُؤَبَّـ لِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

جیسے مقام بلادح سے واپس ہونے والے بہت اونٹوں کو ہانک دیا جاتا ہو۔

لِكِرَامِهِمْ فَوْقَ الْكِرَا مِ مَزِيَّةٌ وَزْنَ الرَّوَاجِحْ

ان میں کے شریفوں کو دوسرے شریفوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے جھک جانے والے پلوں کے وزن کو۔

كَتَثَاقُلِ الْأَرْطَالِ بِالْـ قِسْطَاسِ فِي الْأَيْدِي الْمَوَائِحْ[ا]

جس طرح ترازو میں سخی ہاتھوں سے اوزان بہت وزنی ہو جاتے ہیں۔

خَذَلَتْهُمْ فِئَةٌ وَهُمْ يَحْمُونَ عَوْرَاتِ الْفَضَائِحْ

ایک جماعت نے ان کی امداد چھوڑ دی حالانکہ وہ چھپی ہوئی رسوائیوں سے مدافعت کر رہے تھے۔

الضَّارِبِينَ التَّقْدُمِيَّـ ـةَ بِالْمُهَنَّدَةِ الصَّفَائِحْ

ا۔ (ب) میں "موائح" بجائے نون کے ہمزہ ہے۔ اس نسخے کے لحاظ سے معنی یوں ہوں گے۔ جس طرح ترازو میں اوزان کا بوجھ کانٹوں میں نمایاں ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

جو ہندی گھاٹ والی (تلواروں) کے ذریعے مقدمۃ الجیش
پر وار کر رہے تھے۔

وَلَقَدْ عَنَانِی صَوْتُہُمْ مِنْ بَیْنِ مُسْتَسْقٍ وَصَائِحْ

مجھے ان کی آوازوں نے بہت تکلیف دی جن میں کوئی تو
پانی طلب کرنے والا تھا اور کوئی چیخنے والا۔

لِلّٰہِ دَرُّ بَنِی عَلِیٍّ أَیِّمٍ مِنْہُمْ وَنَاکِحْ

بنی علی کا خدا ہی محافظ ہے جن میں بن بیاہے بھی ہیں
اور شادی شدہ بھی۔

إِنْ لَمْ یُغِیرُوا غَارَۃً شَعْوَاءَ تُجْحِرُ کُلَّ نَابِحْ

اگر انھوں نے کوئی ایسا متفرق حملہ نہیں کیا جو بھونکنے والے
کو بل میں چھپنے پر مجبور نہ کر دے۔

۴۰۵ بِالْمُقْرَبَاتِ الْمُبْعَدَا تِ الطَّامِحَاتِ مَعَ الطَّوَامِحْ

(ایسا حملہ) جو شریف دور دور تک سفر کرنے والی اور
سر بلند رکھنے والی (گھوڑیوں) کے مقابلے میں سر بلند رکھنے والیوں
کے ذریعے ہو۔

مُرْدًا عَلَی جُرْدٍ إِلَی أُسْدٍ مُکَالِبَۃٍ کَوَالِحْ

(ایسے جواں مردوں کے ذریعے) جو بے ریش و بروت۔
بال کترے ہوئے گھوڑوں پر کتوں کے سے ترش رو شیروں کی
جانب حملہ آور ہوں۔

وَیُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَہُ مَشْیَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحْ

اور ہمسر اپنے ہمسر سے اس طرح مقابل ہو جس طرح
ایک مصافحہ کرنے والا دوسرے مصافحہ کرنے والے کی جانب
چلتا ہے۔

بِرُهَاءِ أَلْفٍ ثُمَّ أَلْفٍ بَيْنَ ذِي بَدَنٍ وَرَامِحْ

جن کی تعداد کا اندازہ دو ہزار کا ہو جو زرہ پوش۔
نیزہ باز ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان میں سے ہم نے دو بیتیں چھوڑ دی ہیں جن میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس نے گالیاں دی ہیں۔ اور وَيُلَاقِ قِرْنٌ قِرْنَهُ مَشْيَ الْمُصَافِحِ لِلْمُصَافِحِ کی روایت مجھے متعدد اہل علم نے سنائی ہے۔ اور

وُهُبَ الْمِئِينَ مِنَ الْمِئِينَ إِلَى الْمِئِينَ مِنَ اللَّوَاقِحْ
سَوْقَ مُؤَبَّلٍ لِلْمُؤَبَّلِ صَادِرَاتٍ عَنْ بَلَادِحْ

کی روایت بھی انہوں نے مجھے سنائی ہے۔

٤٠٦ ابن اسحٰق نے کہا کہ امیہ بن ابی الصلت نے زمعہ بن الاسود اور بنی اسد کے مقتولوں کا بھی مرثیہ کہا ہے۔

٤٠٧ عَيْنُ بَكِّي بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا رِثِ لَا تَذْخَرِي عَلَى زَمْعَهْ

اے آنکھ بہنے والے آنسوؤں سے ابوالحارث پر
رو۔ زمعہ کے لیے بھی رو (اور کچھ آنسو) بچا نہ رکھ۔

وَابْكِي عَقِيلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدًا الْـ بَأْسِ لِيَوْمِ الْهِيَاجِ وَالدَّفْعَهْ

اور عقیل بن اسود پر رو جو ہیجان اور گرد و غبار کے
وقت میدان جنگ کا شیر تھا۔

تِلْكَ بَنُو أَسَدٍ إِخْوَةُ الـ ... جُوزَاءِ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ[1]

یہ بنی اسد تھے جوزا کے بھائی نہ خیانت کرنے والے تھے نہ دھوکا باز۔

هُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِيطَةُ مِنْ ... كَعْبٍ وَهُمْ ذِرْوَةُ السَّنَامِ وَالْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور وہ کوہان اور بلند مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

وَهُمْ أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الـ ... رَأْسِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنَعَهْ[2]

انھیں لوگوں نے سر میں بال رکھنے والے خاندان میں نشو ونما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں اور عزت زیادہ کی۔

أَمْسَى بَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الـ ... بَأْسُ وَأَكْبَادُهُمْ عَلَيْهِمْ وَجِعَهْ

ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جب جنگ ہوتی تو ان کے جگر ان پر دردناک ہو جاتے۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحَطَ الـ ... قَطْرُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

وہ (لوگوں کو) ایسے وقت کھانا کھلاتے تھے جبکہ بارش کا قحط ہو اور (آسمان کی حالت ایسی) دگرگوں ہو کہ تو ایک ٹکڑا بھی ابر کا نہ دیکھے۔

---

[1] یہ دونوں شعر اس روایت کے الفاظ سے ناموزوں ہیں۔ وزن شعر باقی نہیں رہا۔ اس کی صحیح صورت ابن ہشام کی روایت ہی دیکھیے۔ (احمد محمودی)

[2] (اس شعر کے لیے بھی ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ۱)۔

ابن ہشام نے کہا کہ ان اشعار کا اس روایت میں خلط ملط ہے۔ اس کی بنیاد صحیح نہیں ہے۔ لیکن یہ شعر مجھے ابو محرز خلف الاحمر نے بھی سنائے ہیں۔ اور اس کے علاوہ دوسروں نے بھی سنائے ہیں۔ لیکن بعضوں نے ایسے شعر سنائے ہیں جو دوسروں نے نہیں سنائے۔ (یعنی ان میں کے بعض شعر کسی روایت سے اور بعض اس کے سوا دوسری روایت سے ہیں)۔

عَیْنُ بَکِّی بِالْمُسْبِلَاتِ أَبَا الْحَا — رِثِ لَا تَذْخَرِی عَلَی زَمَعَهْ ۴۰۸

معنی پہلی روایت میں دیکھئے

وَعَقِیلَ بْنَ أَسْوَدٍ أَسَدَ الْبَأْ — سِ لِیَوْمِ الْهِیَاجِ وَالدَّفَعَهْ

ایضاً

فَعَلَی مِثْلِ هُلْکِهِمْ خَوَتِ الْجَوْ — زَاءُ لَا خَانَةٌ وَلَا خَدَعَهْ

پس ان جیسوں کی ہلاکت پر اگر جوزا برباد ہو جائے۔ (تو سزاوار ہے) جو نہ خیانت کرنے والے تھے اور نہ دھوکا باز۔

وَهُمُ الْأُسْرَةُ الْوَسِیطَةُ مِنْ کَعْ — بٍ وَفِیهِمْ کَذِرْوَةِ الْقَمَعَهْ

یہی لوگ بنی کعب میں کے نہایت شریف خاندان والے تھے اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے جو کسی اونچے مقام کی چوٹی کے مانند تھے۔

أَنْبَتُوا مِنْ مَعَاشِرٍ شَعَرَ الرَّأْ — سِ وَهُمْ أَلْحَقُوهُمُ الْمَنَعَهْ

سر میں بال رکھنے والے خاندان میں انھوں نے نشو و نما پائی اور انھوں نے ان کی عزت میں زیادتی کی۔

فَبَنُو عَمِّهِمْ إِذَا حَضَرَ الْبَأْ سُ عَلَيْهِمْ أَكْبَادُهُمْ وَجِعَهْ

پس ان کے چچیرے بھائیوں کی یہ حالت ہے کہ جب ان پر کوئی جنگ آپڑتی ہے تو ان کے جگر دردناک ہوجاتے ہیں۔

وَهُمُ الْمُطْعِمُونَ إِذْ قَحِطَ الْقَطْ رُ وَحَالَتْ فَلَا تَرَى قَزَعَهْ

روایت سابق دیکھئے۔

ابن اسحق نے کہا کہ بنی مخزوم کا حلیف ابو اسامہ معاویہ بن زہیر بن قیس بن الحارث بن سعد بن ضبیعہ بن مازن بن عدی بن جشم بن معاویہ نے کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ مشرک تھا اور ہبیرہ بن ابی وہب کے پاس سے گزرا جبکہ وہ لوگ بدر کے روز شکست کھا رہے تھے اور ہبیرہ تھک چکا تھا تو وہ (معاویہ) اٹھا اور اپنی زرہ اتار پھینکی اور اس کو اٹھا لیا اور لے کر چلا گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ بدر والوں کے متعلقہ اشعار میں یہ نہایت صحیح اشعار ہیں:—

وَلَمَّا أَنْ رَأَيْتُ الْقَوْمَ خَفُّوا وَقَدْ زَالَتْ نَعَامَتُهُمْ لِنَفْرِ

اور جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ سبک ہوچکے ہیں اور بھاگنے کے لیے ان کے تلوے اٹھ چکے ہیں۔

وَأَنْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى كَأَنَّ خِيَارَهُمْ أَذْبَاحُ عِتْرِ

اور قوم کے سردار پچھڑے ہوئے اس طرح چھوڑ دیے گئے کہ

لہ ۔ (ب ج د) میں "شالت" ہے اور محاورہ عرب کے لحاظ سے بہ نسبت "زالت" کے "شالت" ہی زیادہ مناسب ہے۔ (احمد محمودی)

ان میں کے بہترین افراد بتوں کے لیے ذبح کیے ہوے جانوروں
کے مثل (پڑے) ہیں۔

۴۰۹ وَكَانَتْ حُمَّةٌ وَافَتْ حِمَاماً وَلُقِّينَا الْمَنَايَا يَوْمَ بَدْرِ

اور قرابت (داروں) نے موت سے موافقت کرلی اور
موتیں بدر کے روز ہمارے مقابل ہوگئیں۔

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِيقِ وَأَدْرَكُونَا كَأَنَّ زُهَاءَهُمْ غَطَيَانُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جارہے تھے اور انھوں نے ہمیں پالیا تھا
ان لوگوں کی کثرت سمندر کے سیلاب کی سی تھی۔

وَقَالَ الْقَائِلُونَ مَنِ ابْنُ قَيْسٍ فَقُلْتُ أَبُو أُسَامَةَ غَيْرَ فَخْرِ

کہنے والوں نے کہا کہ ابن قیس کون ہے تو میں نے بغیر
کسی فخر کے (اپنا نام بتایا اور) ابو اسامہ کہا۔

أَنَا الْجُشَمِيُّ كَيْمَا تَعْرِفُونِ أُبَيِّنُ نِسْبَتِي نَقْراً بِنَقْرِ

(میں نے کہا کہ) میں جشمی ہوں۔میں اپنا نسب (پوری)
کوشش سے بتا رہا تھا تاکہ وہ مجھے پہچان لیں۔

فَإِنْ تَكُ فِي الْغَلَاصِمِ مِنْ قُرَيْشٍ فَإِنِّي مِنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ بَكْرِ

اگر تو قریش کے اعلی نسب میں سے ہے تو میں (بھی)
معاویہ بن بکر میں سے ہوں۔

فَأَبْلِغْ مَالِكاً لَمَّا غَشِينَا وَعِنْدَكَ مَالِ إِنْ نَبَّأْتَ خُبْرِي

مالک کو یہ پیام پہنچا دو کہ جب (دشمن) ہم پر چھا گیا تو

اے مالک تجھے اس کی کوئی خبر نہیں پہنچائی گئی (کہ ہمارا کیا حال ہو گیا تھا)۔

وَأَبْلِغْ إِنْ بَلَغْتَ الْمَرْءَ عَنَّا[1] هُبَيْرَةَ وَهْوَ ذُو عِلْمٍ وَقَدْرِ

اور وہ شخص (جس کا نام) ہبیرہ ہے اور وہ علم والا اور قدر و منزلت والا ہے۔ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو اس کو ہماری طرف سے پیام پہنچا دینا۔

بِأَنِّيْ إِذْ دُعِيتُ إِلَى أُفَيْدٍ كَرَرْتُ وَلَمْ يَضِقْ بِالْكَرِّ صَدْرِي

کہ جب میں افید (نامی شخص) کی جانب بلایا گیا تو میں نے حملہ کر دیا اور حملہ کرنے میں کوئی تنگی میرے سینے میں (محسوس) نہیں ہوئی۔

۴۱۰ عَشِيَّةَ لَا يُكَرُّ عَلَى مُضَافٍ وَلَا ذِي نِعْمَةٍ مِنْهُمْ وَصِهْرِ

شام کے وقت جبکہ کسی مجبور پناہ گزین شخص پر حملہ نہیں کیا جاتا اور نہ ان میں سے کسی نعمت والے پر اور نہ سمدھیانہ کے رشتے والے پر۔

فَدُونَكُمْ بَنِي لَأْيٍ أَخَاكُمْ وَدُونَكِ مَالِكًا يَا أُمَّ عَمْرِو

پس اے بنی لأی (یعنی بنی لوی) اپنے بھائی کی خبر لو اور اے ام عمرو مالک کی خبر لے۔

فَلَوْلَا مَشْهَدِي قَامَتْ عَلَيْهِ مُوَقَّفَةُ الْقَوَائِمِ أُمُّ أَجْرِ

پس اگر میں نہ ہوتا تو کالی دھاریوں والے پاؤوں والی (ترس کھے) بلّوں کی ماں (اس کا گوشت کھانے کے لیے) اس پر

[1] (الف) میں "عمر عنت" ہے یعنی دونوں کے قریب قریب ہیں۔ (احمد محمودی)

آکھڑی ہوتی ۔

دَفُوعٍ لِلْقُبُورِ بِمَنْكِبَيْهَا كَأَنَّ بِوَجْهِهَا تَحْمِيمَ قِدْرِ

جو اپنے ہاتھوں سے قبروں (کی مٹی) کو ہٹا دینے والی ہے اور اس کے چہرے پر گویا دیگ کی کالک لگی ہوئی ہے ۔

فَأُقْسِمُ بِالَّذِي قَدْ كَانَ رَبِّي وَأَنْصَابٍ لَدَى الْجَمَرَاتِ مُغْرِ

پس میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں جو میری پرورش کرتا رہا ہے ۔ اور ان بتوں کی قسم کھاتا ہوں جو جمرات کے پاس (ذبح کیے ہوئے جانوروں کے خون سے) سرخ ہیں ۔

لَسَوْفَ تَرَوْنَ مَا حَسَبِي إِذَا مَا تَبَدَّلَتِ الْجُلُودُ جُلُودَ نَمْرِ

عنقریب جب (تبدیل لباس یا تبدیل صفات کے سبب سے لوگوں کی) کھالیں ۔ چیتوں کی کھالوں سے بدل جائیں گی تو تم دیکھ لوگے کہ میرا شریفانہ برتاؤ کیسا ہے ۔

فَمَا إِنْ خَادِرٌ مِنْ أُسْدِ تَرْجٍ مُدِلٌّ عَنْبَسٌ فِي الْغِيلِ مُجْرِ

مقام) ترج کی جھاڑیوں کا کوئی شیر جری ۔ ترش رو گھنی جھاڑی میں اولاد رکھنے والا نہیں ہے ۔

فَقَدْ أَحْمَى الْأَبَاءَةَ مِنْ كُلَافٍ فَمَا يَدْنُو لَهُ أَحَدٌ بِنَقْرِ

جس نے (مقام) کلاف کی جھاڑی کی اس طرح حفاظت کی ہو کہ کوئی شخص جستجو میں اس کے پاس تک نہ جا سکے ۔

بِخَلٍّ تَعْجِزُ الْحُلَفَاءُ عَنْهُ يُوَاثِبُ كُلَّ هَجْهَجَةٍ وَزَجْرِ

رتیلے راستے کے ذریعے جس سے ایسے لوگ بھی عاجز
ہو جاتے ہوں جنھوں نے عہد و پیمان اور قسموں سے ایک دوسرے
کی مدد کرنے کا اقرار کیا ہو اور جو ہر طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کے
باوجود بھی حملہ کرتا ہو۔

بِأَوْشَكَ سَوْرَةً مِنِّي إِذَا مَا حَبَوْتُ لَهُ بِقَرْقَرَةٍ وَهَدْرِ

جو مجھ سے زیادہ تیز حملہ کرنے والا ہو جبکہ میں بلبلانے والے
اونٹوں کے ذریعے اس کے قریب پہنچا۔

بِبِيضٍ كَالْأَسِنَّةِ مُرْهَفَاتٍ كَأَنَّ ظُبَاتِهِنَّ جَحِيمُ جَمْرِ

برچھیوں کے سے تیز چمکدار (تیروں) کے ذریعے جن کے
پھل ایسے تھے گویا وہ آگ کے شعلے ہیں۔

وَأَكْلَفَ مُجْنَإٍ مِنْ جِلْدِ ثَوْرٍ وَصَفْرَاءِ الْبُرَايَةِ ذَاتِ أَزْرِ

اور کالی پیٹھ والی چھپا لینے والی (ڈھالوں) کے
ذریعے جو بیل کی کھال کی بنی ہوئی۔ اور زرد رنگ کے تراشے والی
(جبکہ ان پر تیر پڑیں) اور سخت تھیں۔

وَأَبْيَضَ كَالْغَدِيرِ ثَوَى عَلَيْهِ عُمَيْرٌ بِالْمَدَاوِسِ نِصْفَ شَهْرِ

اور سفید تالاب کے (پانی) کی طرح (تلواروں) کے
ذریعے جن پر عمیر (صیقل گر) نے صیقل کرنے کے آلے سے
نصف مہینے تک اس پر کام کیا تھا۔

أُرَفِّلُ فِي حَمَائِلِهِ وَأَمْشِي كَمِشْيَةِ خَادِرٍ لَيْثٍ سِبَطْرِ ۳۱۲

اس (تلوار) کو حمائل کئے میں اکڑ کر ایسی چال چلتا تھا

جیسے کوئی بڑا شیر اپنی جھاڑی میں چل رہا ہو۔

یَقُولُ لِی الْفَتَی سَعْدٌ هَدِیًّا   فَقُلْتُ لَعَلَّهُ تَقْرِیبُ غَدْرِ

مجھ سے جوان مرد سعد کہتا تھا کہ (میری) رہنمائی (کرو اور میرے آگے آگے چلو) تو میں نے کہا شاید یہ کسی بیوفائی کی تمہید ہے۔

وَقُلْتُ أَبَا عَدِیٍّ لَا تَطُرْهُمْ   وَذَلِكَ إِنْ أَطَعْتَ الْیَوْمَ أَمْرِی

اور میں نے (ابو عدی سے) کہا کہ اے ابو عدی ان لوگوں کی سرحد کے قریب نہ جا۔ اور یہ (میں نے اس لیے کہا کہ) اگر تو نے میری بات مانی (تو بہتر ہے ورنہ)

كَدَأْبِهِمْ بِفَرْوَةَ إِذْ أَتَاهُمْ   فَظَلَّ یُقَادُ مَكْتُوفًا بِضَفْرِ

ان کا برتاؤ جیسا کچھ فروہ کے ساتھ رہا ہے۔ (ویسا ہی تمھارے ساتھ ہوگا) کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو بٹی ہوئی رسی سے (اس کی) مشکیں کس گئیں۔

ابن ہشام نے کہا کہ ابو محرز خلف الاحمر نے مجھے شعر (اس طرح) سنایا:—

نَصُدُّ عَنِ الطَّرِیقِ وَأَدْرَكُونَا   كَأَنَّ سِرَاعَهُمْ تَیَّارُ بَحْرِ

ہم راہ سے پلٹے جا رہے تھے اور انھوں نے ہمیں پا لیا تھا ان کی تیزی ایسی تھی گویا سمندر کا بڑا سیلاب۔

اور اس کا قول "مُدَال عنبس فی الغیل مجر" ابن اسحٰق (کی نہیں بلکہ ان) کے سوا دوسروں کی روایت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ابو اسامہ نے یہ بھی کہا ہے:—

أَلَا مَنْ مُبْلِغٌ عَنِّي رَسُولًا مُغَلْغَلَةً يُثَبِّتُهَا لَطِيفُ

ارے کوئی ہے جو میری جانب سے ایک شورانگیز پیام پہنچائے جس کی تحقیق ایک ہوشیار کرلے۔

أَلَمْ تَعْلَمْ مَرَدِّي يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ بَرَقَتْ بِجَنْبَيْكَ الْكُفُوفُ

بدر کے روز میں نے جو مدافعت کی کیا اس کی تجھ کو خبر نہ ہوئی حالانکہ تیری دونوں جانب (ایسی) ہتھیلیاں (جن میں تلواریں تھیں) چمک رہی تھیں۔

۴۱۳ وَقَدْ تُرِكَتْ سَرَاةُ الْقَوْمِ صَرْعَى كَأَنَّ رُءُوسَهُمْ حَدَجٌ نَقِيفُ

حالانکہ قوم کے سردار اس حالت میں پچھڑے پڑے تھے کہ گویا ان کے سر اندرائن کے ٹوٹے ہوئے پھل تھے۔

وَقَدْ مَالَتْ عَلَيْكَ بِبَطْنِ بَدْرٍ خِلَافَ الْقَوْمِ دَاهِيَةٌ خَصِيفُ

حالانکہ قوم کی مخالفت کے سبب سے وادی بدر میں تجھ پر مختلف قسم کی آفتیں آپڑی تھیں۔

فَنَجَّاهُ مِنَ الْغَمَرَاتِ عَزْمِي وَعَوْنُ اللّٰهِ وَالْأَمْرُ الْحَصِيفُ

ان آفتوں سے اس کو میرے عزم اور مستحکم تدبیر اور اللہ تعالیٰ کی امداد نے بچالیا۔

وَمُنْقَلَبِي مِنَ الْأَبْوَاءِ وَحْدِي وَدُونَكَ جَمْعُ أَعْدَاءٍ وُقُوفُ

اور مقام ابوا سے میرے اکیلے واپس آنے نے (اس کو بچالیا) جبکہ تیرے پاس دشمنوں کی جماعت کھڑی ہوئی تھی۔

وَأَنْتَ لِمَنْ أَرَادَكَ مُسْتَكِينٌ بِجَنْبِ كُرَاشَ مَكْلُومٌ نَزِيفُ

اور جس نے تیرا ارادہ کیا تھا (تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا)
تو اس کے مقابلے میں عاجز۔ اور مقام کراش کے کنارے زخمی،
خون بہتا (پڑا) تھا۔

وَكُنْتُ إِذَا دَعَانِي يَوْمَ كَرْبٍ مِنَ الْأَصْحَابِ دَاعٍ مُسْتَضِيفُ

اور میری حالت یہ تھی کہ جب کسی سختی کے وقت میرے
مجبور دوستوں میں سے کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا۔

فَأَسْمَعَنِي وَلَوْ أَحْبَبْتُ نَفْسِي أَخٌ فِي مِثْلِ ذَٰلِكَ أَوْ حَلِيفُ

اور ایسے وقت میں کوئی بھائی یا کوئی حلیف اپنی آواز
مجھے سنا دیتا تو اگرچہ مجھے میری جان خود پیاری ہے۔

أَرُدُّ فَأَكْشِفُ الْغُمَّى وَأَرْمِي إِذَا كَلَحَ الْمَشَافِرُ وَالْأُنُوفُ

لیکن میں (اس کی پکار کا) جواب دیتا تھا۔ اور (اس کی)
سختی کا حل نکالتا اور (خود کو اس میں) ڈال دیتا جبکہ (دوسرے
لوگوں کے) ہونٹ اور ناک سکڑ جاتی ہے۔

وَقِرْنٍ قَدْ تَرَكْتُ عَلَى يَدَيْهِ يَنُوءُ كَأَنَّهُ غُصْنٌ قَصِيفُ

اور بعض مقابل والے کی میں نے یہ گت بنا دی کہ وہ اپنے
ہاتھوں کے سہارے بمشکل اٹھتا تھا۔ (اس کی حالت ایسی ہو گئی
تھی) گویا وہ ایک ٹوٹی ہوئی ٹہنی ہے۔

دَلَفْتُ لَهُ إِذَا اخْتَلَطُوا بِحَرَّى مُسَحْسَحَةٍ لِعَانِدِهَا حَفِيفُ ۳۱۴

اے میری آنکھو بہنے والے آنسوؤں سے بنی خندف
کے بہترین شخص پر سخاوت کرو جو پلٹتا نہیں۔

تَدَاعَى لَهُ رَهْطُهُ غُدْوَةً ۔۔۔ بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبْ

اس کی جماعت کو بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب نے صبح کے
وقت اس کے لیے بلایا۔

يُذِيقُونَهُ حَدَّ أَسْيَافِهِمْ ۔۔۔ يَعُلُّونَهُ بَعْدَ مَا قَدْ عَطِبْ

کہ اس کو اپنی تلواروں کی باڑھ کا مزہ چکھائیں اور
اس کے ہلاک ہونے کے بعد دوبارہ اس کو اس کا گھونٹ پلائیں

يَجُرُّونَهُ وَعَفِيرُ التُّرَابِ ۔۔۔ عَلَى وَجْهِهِ عَارِيًا قَدْ سُلِبْ

وہ اس کو اس حالت سے کھینچ رہے تھے کہ مٹی کا
غبار اس کے چہرے پر تھا اور وہ ننگا تھا (اور اس کا سارا
سامان) چھین لیا گیا تھا۔

وَكَانَ لَنَا جَبَلًا رَاسِيًا ۔۔۔ جَمِيلَ الْمَرَاةِ كَثِيرَ الْعُشُبْ

حالانکہ وہ ہمارے لیے ایک مضبوط پہاڑ (یعنی پناہ گاہ)
تھا خوش منظر۔ سبزہ زار والا (یعنی بہت فائدہ پہنچانے والا) تھا۔

فَأَمَّا بُرَيٌّ فَلَمْ أَعْنِهِ ۔۔۔ فَأُوتِيَ مِنْ خَيْرِ مَا يَحْتَسِبْ

لیکن بُرَیّ[1] (نامی شخص) کا کیا حال تھا مجھے اس سے
بحث نہیں ہے اس کو تو اس قدر بھلائی حاصل ہو گئی کہ وہ حساب

---

[1] سہیلی نے تصریح کی ہے کہ یہ لفظ البراء کی تصغیر ہے اور یہ ایک شخص کا نام ہے۔
(احمد محمودی)

(جزا) کے لیے کافی ہے۔
اور ہند نے یہ اشعار بھی کہے ہیں:۔

يَرِيبُ عَلَيْنَا دَهْرُنَا فَيَسُوءُنَا   وَيَأْبَى فَمَا نَأْتِي بِشَيْءٍ نُغَالِبُهْ

ہمارا زمانہ ہم پر ناپسند حالات لاڈالتا ہے تو ہمیں برا معلوم ہوتا ہے اور وہ (اس کے سوا دوسری حالت میں رکھنے سے) انکار کرتا ہے تو ہم سے ایسی کوئی تدبیر بن نہیں آتی کہ ہم اس پر غلبہ حاصل کرلیں۔

أَبَعْدَ قَتِيلٍ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ   يُرَاعُ امْرُؤٌ أَنْ مَاتَ أَوْ مَاتَ صَاحِبُهْ

کیا لوئی بن غالب میں کے ایسے شخص کے مقتول ہونے کے بعد بھی کوئی شخص اپنے مرنے یا اپنے کسی دوست کے مرنے سے گھبرائے گا۔

أَلَا رُبَّ يَوْمٍ قَدْ رُزِئْتُ مُرَزَّأً   تَرُوحُ وَتَغْدُو بِالْجَزِيلِ مَوَاهِبُهْ

سنو کہ ایک دن ایسا بھی آیا کہ ایک (ایسا) سخی میرے پاس سے کم کر دیا گیا جس کی بخششیں دن رات جاری تھیں۔

فَأَبْلِغْ أَبَا سُفْيَانَ عَنِّي مَأْلُكاً   فَإِنْ أَلْقَهُ يَوْماً فَسَوْفَ أُعَاتِبُهْ

اے ابوسفیان میری جانب سے مالک کو یہ پیام پہنچا دینا۔ اور اگر میں اس سے کسی دن ملوں گی تو میں بھی عنقریب اس سے شکایت کروں گی۔

فَقَدْ كَانَ حَرْبٌ يَسْعَرُ الْحَرْبَ إِنَّهُ   لِكُلِّ امْرِئٍ فِي النَّاسِ مَوْلًى يُطَالِبُهْ

کیونکہ حرب ایسا شخص تھا جو جنگ کو بھڑکاتا تھا اور بات

یہ ہے کہ لوگوں میں ہر ایک کا کوئی نہ کوئی سرپرست ہوتا ہے اور
وہ شخص اسی کے پاس اپنے مطالبے پیش کرتا ہے۔
۴۱۶ ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ان اشعار کو ہند کی طرف منسوب
کرنے سے انکار کرتے ہیں۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند نے یہ بھی کہا ہے :۔

لِلّٰهِ عَيْنَا مَنْ رَأَى هُلْكًا كَهُلْكِ رِجَالِيَهْ

جس شخص کی آنکھوں نے ایسی بربادی دیکھی ہو جیسی میرے
لوگوں کی بربادی ہوئی اللہ اس کو جزائے خیر دے۔

يَا رُبَّ بَاكٍ لِي غَدًا فِي النَّائِبَاتِ وَبَاكِيَهْ

اے بہت سے رونے والے مردو اور رونے والی عورتو
جو کل آفتوں میں پھنس جاؤ گے تو میرے لیے بھی روؤ گے (سنو)۔

كَمْ غَادَرُوا يَوْمَ الْقَلِيبِ غَدَاةَ تِلْكَ الْوَاعِيَهْ

اس چیخ پکار کی صبح اس گڑھے (کے بھرنے) کے
روز کتنوں نے (مجھ سے) جدائی اختیار کی۔

مِنْ كُلِّ غَيْثٍ فِي السِّنِينَ إِذَا الْكَوَاكِبُ خَاوِيَهْ

جو قحط سالی میں ابر باراں تھے جبکہ تارے بے اثر
ڈوبے جا رہے تھے۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى فَالْيَوْمَ حُقَّ حِذَارِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی
تھا۔ میرا خوف آج واقعہ بن گیا۔

قَدْ كُنْتُ أَحْذَرُ مَا أَرَى فَأَنَا الْغَدَاةَ مُوَامِيَهْ

جس واقعے کو میں دیکھ رہی ہوں اس کا مجھے خوف ہی تھا اور آج تو میں دیوانی ہی ہو گئی ہوں۔

يَا رُبَّ قَائِلَةٍ غَدًا يَا وَيْحَ أُمِّ مُعَاوِيَهْ

اے وہ بہت سی عورتو جو کل یہ کہنے والی ہو کہ معاویہ کی ماں پر افسوس ہے۔ (سن لو)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض علماء شعر ہند بنت عتبہ کی جانب ان اشعار کی نسبت سے منکر ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت عتبہ نے یہ شعر بھی کہے ہیں۔

يَا عَيْنُ بَكِّي عُتْبَهْ شَيْخًا شَدِيدَ الرَّقَبَهْ

اے آنکھ عتبہ پر رو جو مضبوط گردن والا بوڑھا تھا۔

يُطْعِمُ يَوْمَ الْمَسْغَبَهْ يَدْفَعُ يَوْمَ الْمَغْلَبَهْ

بھوک (اور قحط سالی) کے زمانے میں کھانا کھلاتا تھا غلبے کے وقت مدافعت کرتا تھا۔

إِنِّي عَلَيْهِ حَرِبَهْ مَلْهُوفَةٌ مُسْتَلَبَهْ

مجھے اس پر غم و غصہ ہے۔ افسوس سے پُر اور عقل سے عاری ہو گئی ہوں۔

٤١٤ لَنَهْبِطَنَّ يَثْرِبَهْ بِغَارَةٍ مُنْثَعِبَهْ

ہم یثرب پر ضرور ایک بہ پڑنے والے حملے کے ساتھ نازل ہوں گے

فِيهِ الْخُيُولُ مُقْرَبَهُ كُلُّ سَوَادٍ سَلْهَبَهُ

جس میں لمبے لمبے نزدیک رکھ کر پالے ہوئے مشکی گھوڑے
ہوں گے۔

اور صفیہ بنت مسافر بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس نے گڑھے میں ڈالے ہوئے ان قریشیوں کا مرثیہ کہا ہے جن پر بدر کے روز مصیبت نازل ہوئی۔

يَا مَنْ لِعَيْنٍ قَذَاهَا عَائِرُ الرَّمَدِ حَدَّ النَّهَارِ وَقَرْنُ الشَّمْسِ لَمْ يَقِدِ

اس آنکھ کی فریاد کو پہنچنے والا بھی کوئی ہے جس میں کا
خاشاک دن کے آخری حصے میں بھی آشوب اور زخم چشم بن گیا ہے
اور آفتاب کے ایک کنارے کی روشنی کی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

أُخْبِرْتُ أَنَّ سَرَاةَ الْأَكْرَمِينَ مَعًا قَدْ أَحْرَزَتْهُمْ مَنَايَاهُمْ إِلَى أَمَدِ

مجھے خبر ملی ہے کہ شریف سے شریف سرداروں کو ان کی
موتوں نے ایک وقت خاص پر ایک ساتھ جمع کر دیا۔

وَفَرَّ بِالْقَوْمِ أَصْحَابُ الرِّكَابِ وَلَمْ تَعْطِفْ غَدَاتَئِذٍ أُمٌّ عَلَى وَلَدِ

اور سواری والے لوگ قوم کو لے کر بھاگ گئے اور اس
روز صبح میں کسی ماں نے بچے کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

قُومِي صَفِيَّ وَلَا تَنْسَيْ قَرَابَتَهُمْ وَإِنْ بَكَيْتِ فَمَا تَبْكِينَ مِنْ بُعُدِ

اے صفیہ اٹھ اور ان کی قرابت کو نہ بھلا اور اگر تو روئے تو دور سے نہ رو۔

كَانُوا سُقُوبَ[1] سَمَاءِ الْبَيْتِ فَانْقَصَفَتْ فَأَصْبَحَ السَّمْكُ مِنْهَا غَيْرَ ذِي عَمَدِ

[1] (الف اور ج) میں "سقوف" ہے جس کے آخر میں فاء ہے جو سماء البیت کا ہم معنی اور زائد

وہ گھر کی چھت کے ستون تھے وہ ٹوٹ گئے تو اس کا
اوپر کا حصہ بغیر ستونوں کے ہو گیا۔

ابن ہشام نے کہا کہ "کانو سقوب" جس بیت میں ہے اس کی روایت مجھے علما، شعر میں سے بعضوں سے ملی ہے۔ ۴۱۸

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفیہ بنت مسافر نے یہ اشعار بھی کہے ہیں :-

أَلَا يَا مَنْ لِعَيْنٍ لِلتَّبَكِّي دَمْعُهَا فَانٍ

ایسی آنکھ جس کے آنسو ختم ہو رہے ہیں اس کی فریاد سننے والا کیا کوئی نہیں۔

كَغَرْبَي دَالِجٍ يَسْقِي خِلَالَ الْغَيْثِ الدَّانِ

(جن آنکھوں کی حالت ایسی ہے) جیسے باؤلی سے حوض تک پانی لیجانے والے کے دونوں ڈول جو جھرنے اور قریب کے حوض کے درمیان بھی پانی بہا رہے ہوں۔

وَمَا لَيْثُ غَرِيفٍ ذُو أَظَافِيرَ وَأَسْنَانٍ

اور جھاڑی کے شیر کو تم نے کیا سمجھا جو پنجوں اور دانتوں والا ہے۔

أَبُو شِبْلَيْنِ وَثَّابٌ شَدِيدُ الْبَطْشِ غَرْثَانُ

(اور) وہ کم سن شیروں کا باپ ہے خوب حملہ کرنے والا سخت گرفت والا اور بھوکا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحۂ گذشتہ :- ہو جاتا ہے اور (ب د) میں سقوب بار موحدہ سے ہے جس کے معنی عمود البیت کے ہیں اور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (احمد محمودی)

كَجَنِّي إِذْ تَوَلَّى وَ وُجُوهُ الْقَوْمِ أَلْوَانُ

(وہ شیر) میرے دوست کا سا ہے اس کے لوٹنے سے
لوگوں کے چہروں کے رنگ اڑنے لگے۔

وَبِالْكَفِّ حُسَامٌ صَا رِمٌ أَبْيَضُ ذُكْرَانُ

اور ہاتھ میں سفید فولاد کی تیز تلوار ہے۔

وَأَنْتَ الطَّاعِنُ النَّجْـ لَاءَ مِنْهَا مُزْبِدٌ آنٍ

(اے میرے دوست) تو نیزے سے کشادہ زخم لگانے والا
ہے جس سے کف دار گرم (خون بہتا ہے)۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض روایتوں میں اس کا قول "ومالیث الی آخرہ" سابق کی دونوں بیتوں سے علٰحدہ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ ہند بنت اثاثہ بن عباد بن المطلب نے عبیدہ ابن الحارث بن المطلب کا مرثیہ کہا ہے۔

۳۱۹ لَقَدْ ضُمِّنَ الصَّفْرَاءُ مَجْدًا وَسُؤْدَدًا وَحِلْمًا أَصِيلًا وَافِرَ اللُّبِّ وَالْعَقْلِ

(مقام) صفراء نے بزرگی۔ سرداری۔ مسلمہ حلم اور مغز و
عقل کی بڑی مقدار اپنے میں رکھ لی۔

عُبَيْدَةَ فَابْكِيهِ لِأَضْيَافِ غُرْبَةٍ وَأَرْمَلَةٍ تَهْوِي لِأَشْعَثَ كَالْجِذْلِ

(اس نے) عبیدہ کو (اپنے میں رکھ لیا) پس مسافر
مہمانوں اور ان بیواؤں کے لیے جو (اس کے پاس) پریشانی میں
آیا کرتی تھیں تو اس پر رو جو ایک درخت کے تنے کی طرح تھا۔

وَبَكِّيهِ لِلْأَقْوَامِ فِي كُلِّ شَتْوَةٍ إِذَا احْمَرَّ آفَاقُ السَّمَاءِ مِنَ الْمَحْلِ

اور اس پر ان لوگوں کے لیے رو جو ہر سرما میں آسمان کے
کنارے قحط کے سبب سے سرخ ہو جانے کے وقت (اس کے پاس
آیا کرتے تھے)

وَبَكِّيهِ لِلأَيْتَامِ وَالرِّيحُ زَفْزَفٌ وَتَشْبِيبِ قِدْرٍ طَالَ مَا أَزْبَدَتْ تَغْلِي

اور یتیموں کے لیے رو جبکہ سخت ہوا کے تیز جھونکے آتے
(تو انھیں اسی کے پاس پناہ ملتی تھی) اور دیگوں کے نیچے آگ روشن
کرنے کے لیے رو جو بڑی مدت تک جوش زن اور کف انداز رہتی تھیں

فَإِنْ تُصْبِحِ النِّيرَانُ قَدْ مَاتَ ضَوْءُهَا فَقَدْ كَانَ يُذْكِيهِنَّ بِالْحَطَبِ الْجَزْلِ

اگر آگ بجھ جاتی تو وہ اسے موٹی موٹی لکڑیوں کے ایندھن سے
سلگایا کرتا تھا۔

لِطَارِقِ لَيْلٍ أَوْ لِمُلْتَمِسِ الْقِرَى وَمُسْتَنْبِحٍ أَضْحَى لَدَيْهِ عَلَى رِسْلِ

(مذکورہ سروسامان) رات میں کسی آنے والے یا
ضیافت کے طالب اور اس راہ گم کرنے والے کے لیے ہوا کرتے
تھے جو آہستہ آہستہ کتے کی آواز کر کے خود کو اس پر ظاہر کرتا تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر نے ہند کی طرف ان اشعار کی نسبت
کرنے سے انکار کیا ہے۔

ابن اسحٰق[1] نے کہا کہ قتیلۃ بنت الحارث النضر بن الحارث کی بہن نے
کہا ہے:۔

۴۲۰ يَا رَاكِبًا إِنَّ الأُثَيْلَ مَظِنَّةٌ مِنْ صُبْحِ خَامِسَةٍ وَأَنْتَ مُوَفَّقٌ

---

[1] ۔ (الف) قال ابن هشام ہے۔ (احمد محمودی)

اے سوار (مقام) اثیل کے متعلق مجھے پانچویں صبح
(یعنی پانچ روز) سے بدگمانی ہے۔ اور تو تو بڑے وقت پر
آیا (اچھے وقت آیا جبکہ تیری ضرورت تھی)

أَبْلِغْ بِهَا مَيْتًا بِأَنَّ تَحِيَّةً مَا إِنْ تَزَالُ بِهَا النَّجَائِبُ تَخْفِقُ

وہاں (مقام اثیل) کی ایک میت کو جب تک کہ شریف
اونٹنیاں وہاں سے تیز آتی جاتی رہیں باقی رہنے کی دعا پہنچا دینا۔

مِنِّي إِلَيْكَ وَعَبْرَةً مَسْفُوحَةً جَادَتْ بِوَاكِفِهَا وَأُخْرَى تَخْنُقُ

میری طرف سے تجھے (دعائے بقا پہنچے) اور ایسے آنسو
(پہنچیں) جو لگاتار اپنے بہاؤ سے سخاوت کر رہے ہیں اور ایسے آنسو
جو کم ہوتے جا رہے ہیں۔

هَلْ يَسْمَعَنِّي النَّضْرُ إِنْ نَادَيْتُهُ أَمْ كَيْفَ يَسْمَعُ مَيِّتٌ لَا يَنْطِقُ

اگر میں پکاروں تو کیا نضر میری پکار کو سنے گا یا (نہیں) جو میت
بات نہ کر سکے وہ کیسے سن سکے گی۔

أَمُحَمَّدٌ يَا خَيْرَ ضِنْءِ كَرِيمَةٍ فِي قَوْمِهَا وَالْفَحْلُ فَحْلٌ مُعْرِقُ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! اے اپنی قوم میں کی شریف
عورت کی بہترین اولاد۔ شریف تو نسل کے لحاظ سے شریف ہی ہوتا ہے۔

مَا كَانَ ضَرَّكَ لَوْ مَنَنْتَ وَرُبَّمَا مَنَّ الْفَتَى وَهُوَ الْمُغِيظُ الْمُحْنَقُ

آپ کا کیا نقصان ہوتا اگر آپ احسان کرتے (اور اس کو
چھوڑ دیتے) کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک کینہ ور غصے میں بھرے
ہوئے جواں مرد نے احسان کیا ہے۔

أَوْكُنْتَ قَابِلَ فِدْيَةٍ فَلْيُنْفِقَنْ بِأَعَزِّ مَا يَغْلُو بِهِ مَا يُنْفِقُ

یا آپ فدیہ قبول کر لیتے تو جو اخراجات زیادہ سے زیادہ دشوار ترین
ہوتے وہ (ہماری جانب سے) ضرور خرچ کیے جاتے

فَالنَّضْرُ أَقْرَبُ مَنْ أَسَرْتَ قَرَابَةً وَأَحَقُّهُمْ إِنْ كَانَ عِتْقٌ يُعْتَقُ

کیونکہ آپ نے جن لوگوں کو اسیر کیا ان سب میں النضر تو
قریب ترین قرابت والا تھا اور اس بات کا زیادہ حقدار تھا کہ
اگر (کسی کو) آزادی دی جاتی تو وہ (پہلے) آزاد ہو جاتا۔

ظَلَّتْ سُيُوفُ بَنِي أَبِيهِ تَنُوشُهُ لِلَّهِ أَرْحَامٌ هُنَاكَ تُشَقَّقُ

اس کے بھائیوں کی تلواریں اس کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے لگیں۔
خدا واسطے یہاں قرابت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

۴۲۱ صَبْرًا يُقَادُ إِلَى الْمَنِيَّةِ مُتْعَبًا رَسْفَ الْمُقَيَّدِ وَهُوَ عَانٍ مُوثَقُ

موت کی جانب وہ اس حالت سے کھینچا جاتا ہے کہ اس کے
ہاتھ پاؤں بندھے ہیں وہ تھکا ماندہ ہے۔ بیڑیوں میں بمشکل پاؤں اٹھا رہا
ہے اور زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ بعض لوگ تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس شعر کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔

لَوْ بَلَغَنِي هٰذَا قَبْلَ قَتْلِهِ لَمَنَنْتُ عَلَيْهِ

اس کے قتل ہونے سے پہلے اگر میرے پاس یہ (شعر)
پہنچ جاتا تو ضرور میں اس پر احسان کرتا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے ماہ رمضان کے

آخر میں یا شوال میں فارغ ہوے۔

مقام کدر میں بنی سلیم کا غزوہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو وہاں سات دن سے زیادہ قیام نہیں فرمایا حتی کہ بذات خود بنی سلیم کا ارادہ فرمایا۔

ابن ہشام نے کہا کہ مدینہ پر آپ نے سباع بن عرفطۃ الغفاری یا ام مکتوم کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد آپ ان کے چشموں میں سے ایک چشمے
پر پہنچے جس کا نام کدر تھا اور وہاں آپ نے تین روز قیام فرمایا۔ پھر مدینہ واپس ۴۲۲
تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔ پھر آپ مدینہ میں شوال کا باقی مہینہ اور ذوالقعدہ قیام پذیر رہے اور آپ کے اس قیام کے زمانے میں قریش کے قیدیوں کی بڑی تعداد فدیے پر چھوڑ دی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزوۃ السویق



(راوی نے) کہا کہ ہم سے ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے کہا کہ ہم سے زیاد بن عبداللہ البکائی نے محمد بن اسحٰق المطلبی کی روایت بیان کی انھوں نے کہا کہ اس کے بعد ابو سفیان بن حرب نے ذی الحجہ میں جنگ سویق کی۔ اور اس سال کا حج مشرکوں ہی کے زیر نگرانی رہا۔

محمد بن جعفر بن الزبیر اور یزید بن رومان اور ایسے لوگوں نے جنھیں میں جھوٹا نہیں سمجھتا عبداللہ بن کعب بن مالک سے جو انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے جس طرح مجھے روایت سنائی وہ یہ ہے کہ جب ابو سفیان کی مکہ کی جانب واپسی ہوئی اور قریش کے شکست خوردہ افراد بدر سے واپس ہوئے تو ابو سفیان نے (یہ) منت مانی کہ جبتک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جنگ نہ کرلے (اس وقت تک) جنابت کے سبب سے بھی سر کو پانی نہ لگائے گا پس اپنی قسم پوری کرنے کے لیے قریش کے دو سو سواروں کو لے کر نکلا اور نجدیہ کی راہ اختیار کی حتیٰ کہ نہر کے اوپر والے حصے میں ایک پہاڑ کے پاس جا اترا جس کا نام ثیب تھا اور مدینہ سے ایک برید[1] یا اس کے قریب تھا۔ پھر راتوں رات نکل کر رات کی اندھیری ہی میں بنی النضیر کے پاس آیا اور حیی بن اخطب

[1]۔ برید چار فرسخ یا بارہ میل کے مساوی ہے کذافی قطر المحیط ۔ اور منتہی الارب میں لکھا ہے برید دو فرسخ یا بارہ کروہ یا دو منزل کی مسافت کے مساوی ہے۔ واللہ اعلم۔
(احمد محمودی)

کے پاس جاکر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا تو اس نے اس کے لیے دروازہ کھولنے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گیا۔ وہاں سے لوٹ کر سلام بن مشکم کے پاس پہنچا جو اس زمانے میں بنی النضیر کا سردار اور ان کا خزانچی تھا اور اس کے پاس اندر جانے کی اجازت چاہی تو اس نے اسے اجازت دی اور اس کی میزبانی کی اور اس کو کھلایا پلایا لوگوں کے رازوں کی خبر دی۔ پھر وہ وہاں سے اسی رات کے آخری حصے میں
۴۲۳ نکل گیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آیا قریش میں کے چند آدمیوں کو مدینہ کی جانب روانہ کیا اور وہ لوگ مدینہ کے ایک کنارے جس کا نام عریض تھا آئے اور وہاں کے ایک نخلستان میں آگ لگا دی وہاں انھوں نے انصار میں کے ایک شخص کو اور اس کے ایک حلیف کو پایا جو اپنے کھیت میں تھے۔ انھوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور پلٹ کر چلے گئے، لوگوں کو (جب) اس کی خبر ہوئی تو تیار ہو گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طلب میں نکلے اور قرقرۃ الکدر تک تشریف لے گئے پھر وہاں سے مراجعت فرمائی۔ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ سے بچ کر نکل گئے۔ (آپ کے ساتھیوں نے) ان لوگوں کا کچھ رسد کا سامان دیکھا جس کو انھوں نے بچ نکلنے کی خاطر بوجھ کم کرنے کے لیے کھیت میں ڈال دیا تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو ساتھ لیے ہوئے واپس تشریف لائے۔ تو مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ امید کرتے ہیں کہ ہمارے فائدے کے لیے کوئی جنگ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا۔ نعم — ہاں۔

ابن ہشام نے کہا کہ آپ نے مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو جن کی کنیت بقول ابن ہشام ابولبابہ تھی حاکم بنایا تھا۔ ابوعبیدہ نے مجھ سے بیان کیا کہ اس (جنگ) کا نام غزوۃ السویق اس لیے رکھا گیا کہ انھوں نے جو سامان رسد پھینک دیا تھا اس میں زیادہ حصہ سویق (یعنی ستو) کا تھا اور مسلمان بہت سے ستوؤں پر ٹوٹ پڑے اس لیے اس کا نام غزوۃ السویق رکھا گیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ سلام بن مشکم کے پاس سے لوٹتے وقت ابوسفیان بن حرب نے اس کی اس میزبانی کے متعلق کہا:—

۴۲۴ وَإِنِّي تَخَيَّرْتُ الْمَدِينَةَ وَاحِدًا ‎ ‎ لِحِلْفٍ فَلَمْ أَنْدَمْ وَلَمْ أَتَلَوَّمِ

میں نے مدینہ میں سے ایک شخص کو عہد و پیمان کے لیے
منتخب کیا تو پچھتایا نہیں اور نہ میں نے ایسا کام کیا جس کے سبب سے
قابل ملامت ہو جاؤں ۔

سَقَانِي فَرَوَّانِي كُمَيْتاً مُدَامَةً　　عَلَى عَجَلٍ مِنِّي سَلَامُ بْنُ مِشْكَمِ

سلام بن مشکم نے مجھے سرخ و سیاہ شراب پلائی باوجود اس
کے کہ مجھے (وہاں سے نکل جانے کی) جلدی تھی ۔

وَلَمَّا تَوَلَّى الْجَيْشُ قُلْتُ وَلَمْ أَكُنْ　　لِأُفْرِحَهُ أَبْشِرْ بِغَزْوٍ وَمَغْنَمِ

اور جب اس نے لشکر کی سرپرستی یا دوستی قبول کی تو میں نے
کہا جنگ اور غنیمت کی خوشخبری سن لو اور اس سے میری غرض یہ نہ تھی
کہ میں اس پر بار ڈالوں ۔

تَأَمَّلْ فَإِنَّ الْقَوْمَ سِرٌّ وَإِنَّهُمْ　　صَرِيحُ لُؤَيٍّ لَا شَمَاطِيطُ جُرْهُمِ

(اس بات پر) غور کر لو کہ یہ لوگ خالص نسب والے ہیں
اور خاص لوئی کی اولاد ہیں جرہم سے خلط ملط ہونے والے نہیں ہیں ۔

وَمَا كَانَ إِلَّا بَعْضُ لَيْلَةِ رَاكِبٍ　　أَتَى سَاغِباً مِنْ غَيْرِ خَلَّةِ مُعْدِمِ

وہ (ابن مشکم سے میری ملاقات) کسی سوار کے رات کے
تھوڑے سے وقت میں ٹھیرنے کی سی تھی جو ناداری کی احتیاج کے
بغیر کسی سعی و کوشش کے لیے آیا ہو ۔

غزوۂ ذی امر

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ سویق سے واپس تشریف لائے تو

تقریباً ذی الحجہ کے باقی حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرمایا۔ پھر غطفان کے لیے نجد کا ارادہ فرمایا اور اسی کا نام غزوۂ ذی امر ہے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر عثمان بن عفان کو حاکم بنایا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ صفر کا پورا مہینہ یا اس کے قریب آپ نجد ہی میں رہے پھر مدینہ واپس تشریف لائے اور کوئی جھڑپ نہیں ہوئی اور ربیع الاول کے باقی حصے یا اس میں سے کچھ تھوڑے حصے (تک) مدینہ ہی میں قیام فرما رہے۔

بحران کا غزوۃ الفرع



پھر قریش سے مقابلے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے چلے۔

اور بقول ابن ہشام مدینہ پر ابن ام مکتوم کو حاکم مقرر فرمایا۔

۴۲۶ ابن اسحٰق نے کہا حتیٰ کہ بحران تک پہنچے جو ضلعہ الفرع میں حجاز کا ایک معدن ہے اور وہاں آپ ماہ ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں قیام فرما رہے اور پھر واپس مدینہ تشریف لائے اور کوئی مقابلہ نہیں ہوا۔

بنی قینقاع کا واقعہ



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ غزوے کے اثناء میں بنی قینقاع کا واقعہ بھی رونما ہوا۔ اور بنی قینقاع کا یہ واقعہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں سوق بنی قینقاع میں جمع فرمایا اور ارشاد فرمایا:۔

يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ احْذَرُوْا مِنَ اللهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ النِّقْمَةِ وَأَسْلِمُوْا،

اے گروہ یہود قریش کی سی سزا کے نزول سے اللہ سے
ڈرو اور اسلام اختیار کرو۔

تو انھوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم سمجھتے ہو کہ ہم بھی تمھاری قوم (کی طرح) ہیں۔ (کہیں) تم اس دھوکے میں نہ رہنا تم نے ایسے لوگوں سے مقابلہ کیا جنھیں جنگ کے متعلق کوئی معلومات نہ تھے اس لیے تم نے ان پر موقع پالیا۔ ہماری یہ حالت ہے کہ واللہ اگر ہم تم سے جنگ کریں گے تو تمھیں معلوم ہوگا کہ ہم (خاص قسم کے) لوگ ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے زید بن ثابت کے لوگوں کے آزاد کردہ غلام نے سعید بن جبیر یا عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس سے روایت لے کر بیان کیا انھوں نے کہا کہ یہ آیتیں انھیں لوگوں کے متعلق نازل ہوئیں۔

۴۲۷ قُلْ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ إِلَى جَهَنَّمَ
وَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا۔

(اے نبی) ان لوگوں سے کہدے جنھوں نے کفر کیا ہے
کہ تم لوگ عنقریب مغلوب ہو گے اور جہنم کی طرف جمع کیے جاؤ گے
اور وہ بہت برا فرش ہے۔ دو جماعتیں جو مقابل ہوئیں بے شبہہ
اس میں تمھارے لیے نشانی تھی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے بدری صحابی اور قریش۔

فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَأُخْرَى كَافِرَةٌ يَرَوْنَهُمْ مِثْلَيْهِمْ

رَأْیَ الْعَیْنِ

ایک جماعت (تو) اللہ کی راہ میں جنگ کر رہی ہے اور
دوسری کافر۔ وہ انھیں اپنے سے دگنا دیکھ رہے ہیں (اور یہ)
دیکھنا آنکھ کا (ہے)۔

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِى الْاَبْصَارِ

اور اللہ اپنی مدد سے جس کی چاہے تائید کرتا ہے
بے شبہہ اس (واقعہ) میں بینائی والوں کے لیے عبرت ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا کہ بنی قینقاع یہودیوں میں کا پہلا گروہ ہے جنھوں نے اس عہد کو توڑ دیا جو ان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا اور جنگ بدر و جنگ احد کے درمیانی زمانے میں انھوں نے جنگ کی۔

ابن ہشام نے کہا کہ عبداللہ بن جعفر بن المسور بن مخرمہ نے ابوعون سے روایت کی کہ بنی قینقاع کا واقعہ یہ تھا کہ عرب کی ایک عورت اپنا کچھ سامان بیچنے کے لیے لائی اور بنی قینقاع کے بازار میں اسے بیچکر وہاں کے ایک سنار کے پاس بیٹھ گئی انھوں نے اس کا چہرہ بے نقاب کرنا چاہا تو اس عورت نے انکار کیا۔ اس سنار نے اس کے کپڑے کا سرا اس کی پچھلی جانب باندھ دیا اور جب وہ اٹھی تو اس کا ستر کھل گیا (اور) ان سبھوں نے اس کی (خوب) ہنسی اڑائی وہ چلائی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے اس سنار پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر ڈالا اور وہ یہودی تھا۔ یہودیوں نے اس مسلمان پر سختی کی اور اسے قتل کر ڈالا اس مسلمان کے لوگوں نے یہودیوں کے مقابلے کے لیے دوسرے مسلمانوں سے امداد طلب کی آخر مسلمانوں کو غصہ آگیا اور ان میں اور بنی قینقاع میں فساد ہوگیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا انھوں نے

کہا پھر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ آپ کا حکم ماننے پر وہ اتر آئے۔ اور جب اللہ (تعالیٰ) نے آپ کو ان پر قدرت عطا فرمائی تو عبد اللہ بن ابی بن سلول۔ اٹھا اور کہا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ اور یہ لوگ خزرج کے حلیف تھے۔ راوی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات ماننے میں (جب) تاخیر فرمائی۔ تو اس نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے دوستوں سے نیک سلوک کیجئے۔ راوی نے کہا آپ نے اس کی جانب سے روے (مبارک) پھیر لیا۔ اس نے اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ کے جیب میں ڈالا۔ ۴۷۸

ابن ہشام نے کہا کہ اس زرہ کا نام ذات الفضول تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَرْسِلْنِی۔ مجھے چھوڑ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا غصہ آگیا کہ آپ کے چہرۂ (مبارک) کو لوگوں نے سیاہی مائل ابر کی طرح دیکھا اور پھر آپ نے فرمایا۔

وَیْحَكَ اَرْسِلْنِی۔ تیرے لیے خرابی ہو مجھے چھوڑ۔ تو اس نے کہا نہیں بخدا میں آپ کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ آپ میرے دوستوں سے نیک سلوک کریں۔ چار سو بے زرہ (والے) اور تین سو زرہ والوں (کو رہائی دیں) ان لوگوں نے سرخ و سیاہ (اقوام) سے میری حفاظت کی ہے۔ کیا آپ انھیں ایک ہی دن میں کاٹ ڈالیں گے۔ بخدا میں آفات زمانہ سے ڈرتا رہتا ہوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اپنے محاصرہ کرنے کے زمانے میں مدینہ پر بشیر بن عبد المنذر کو حاکم مقرر فرمایا تھا اور آپ کا محاصرہ کرنے کا زمانہ پندرہ روز کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحٰق بن یسار نے عبادۃ بن الولید بن عبادۃ بن الصامت کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ جب بنی قینقاع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو ان کے معاملے میں عبد اللہ بن ابی بن سلول نے روک تھام کی۔ اور عبادۃ بن الصامت جو بنی عوف ہی میں کے

ایک فرد تھے اور بنی قینقاع کے حلیف ہونے کا ان کو بھی ویسا ہی تعلق
۴۲۹ تھا جیسا عبد اللہ بن ابی بن سلول کو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئے اور آپ کے آگے ان کے حلیف ہونے سے دست برداری کی
اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو کر ان لوگوں سے
علیحدگی اختیار کی اور عرض کی یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ
علیہ وسلم اور ایمان والوں سے محبت رکھتا ہوں اور ان کفار کی دوستی
اور ان کے حلیف ہونے سے بیزاری (کا اظہار) کرتا ہوں۔ راوی نے
کہا کہ عبد اللہ بن ابی اور ان کے متعلق سورۂ مائدہ کی اس آیت کا نزول ہوا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو یہود و نصاریٰ کو دوست
نہ بناؤ۔ ان میں کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں سے
جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انھیں میں (شمار) ہوگا۔ بے شبہ
اللہ ظالم قوم کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔ (اے مخاطب) پس تو
ان لوگوں کو جن کے دلوں میں بیماری ہے دیکھے گا کہ۔

اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو کہتا تھا کہ مجھے آفات زمانہ کا خوف
لگا ہوا ہے۔

يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَىٰ أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا أَسَرُّوا فِي

أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

وہ جلدی کرتے ہیں ان کے متعلق کہتے ہیں ہمیں (اس بات کا) ڈر ہے کہ (کہیں) ہم پر کوئی آفت نہ آجائے۔ پس امید ہے کہ اللہ فتح نصیب فرمائے یا اپنے پاس سے کسی اور حکم (سے سرفرازی) دے تو ان لوگوں نے جو بات اپنے نفسوں میں چھپا رکھی ہے اس پر پچتائیں گے۔ اور ایماندار کہیں گے کیا یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی قسمیں اپنی پوری کوششوں سے کھائی تھیں۔

اور اس کے بعد کا وہ تمام بیان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ۔

تمھارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے ہیں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور رکوع کرتے ہوئے زکوٰۃ دیتے ہیں۔

یہ اس لیے فرمایا گیا کہ عبادۃ بن الصامت اللہ، اس کے رسول اور ان لوگوں سے محبت رکھتے تھے جو ایماندار تھے اور بنی قینقاع کی محبت اور ان کے حلیف ہونے سے علٰحدگی ظاہر کر دی تھی۔

وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں سے دوستی رکھے جو ایمان لائے ہیں تو بے شبہہ اللہ والی جماعت ہی

پروان چڑھنے والی ہے۔

نجد کے چشموں میں سے مقام القردة کی طرف زید بن حارثہ کا سریہ

ابن اسحٰق نے کہا کہ زید بن حارثہ کا سریہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روانہ فرمایا تھا۔ اور انھوں نے قریش کے قافلے کو جس میں ابو سفیان بن حرب نجد کے چشموں میں سے ایک چشمے القردہ کے پاس تھا جا ملایا تھا۔ اس کے واقعات یہ ہیں کہ جب بدر کے مذکورہ واقعات ہو چکے تو قریش جس راستے سے شام کو جایا کرتے تھے اس راہ کے چلنے سے ڈر کر انھوں نے عراق کا راستہ اختیار کیا۔ اور ان میں کے چند تاجر جن میں ابو سفیان بن حرب بھی تھا اور اس کے ساتھ بہت سی چاندی تھی۔ اور چاندی ہی ان لوگوں کی تجارت کا بڑا حصہ ہوا کرتی تھی۔ ان لوگوں نے فرات بن حیان نامی بنی بکر بن وائل میں کے ایک شخص کو کچھ معاوضہ دے کر ساتھ لے لیا تھا کہ وہ اس راستے میں ان کی رہنمائی کرے۔

۴۳۰ ابن ہشام نے کہا کہ فرات بن حیان بنی سہم کا حلیف اور بنی عجل میں کا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو روانہ فرمایا تو زید اُن سے اس چشمے پر جا ملے اور اس قافلے کو اور اس میں جو کچھ تھا لوٹ لیا لیکن وہ لوگ ان کے ہاتھ (میں) گرفتار نہ ہو سکے۔ پس وہ سامان لے کر زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حسان بن ثابت نے قریش کے اس راستے کے اختیار کرنے پر جنگ احد کے بعد بدر کی دوسری جنگ میں ملامت کی ہے اور کہا ہے۔

دَعُوا فَلَجَاتِ الشَّامِ قَدْ حَالَ دُونَهَا جِلَادٌ كَأَفْوَاهِ الْمَخَاضِ الْأَوَارِكِ

شام کی چھوٹی نہروں کو اب چھوڑ دو کہ ان کے (اور تمہارے) درمیان ایسی تیز (تلواریں) حائل ہو گئی ہیں جو پیلو کے درخت کھانے والی حاملہ اونٹنیوں کے منہ کی طرح (خوفناک) ہیں۔

بِأَيْدِي رِجَالٍ هَاجَرُوا نَحْوَ رَبِّهِمْ وَأَنْصَارِهِ حَقًّا وَأَيْدِي الْمَلَائِكِ

(مذکورہ تلواریں) ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار اور اپنے حقیقی مدد کرنے والے کی طرف ہجرت کی ہے اور فرشتوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

إِذَا سَلَكَتْ لِلْغَوْرِ مِنْ بَطْنِ عَالِجٍ فَقُولَا لَهَا لَيْسَ الطَّرِيقُ هُنَالِكَ

بطن عالج کی نشیب کی جانب کوئی (قافلہ) چلے تو اس سے کہدینا کہ ادھر راستہ نہیں ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ یہ اشعار حسان بن ثابت کے اشعار میں کے ہیں جن کا جواب ابو سفیان بن حرب بن عبد المطلب نے دیا ہے۔ عنقریب ہم ان اشعار اور ان کے جواب کا اس کے موقع پر ذکر کریں گے۔

کعب بن اشرف کا قتل

ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن اشرف کا قصہ یہ ہے کہ جب بدر والوں پر
۴۳۱ آفت پڑی اور زید بن حارثہ (مدینہ کے) نشیب میں رہنے والوں کے پاس
اور عبد اللہ بن رواحہ اونچے حصے میں رہنے والوں کے پاس خوشخبری لے کر

آئے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں رہنے والے مسلمانوں کو اطلاع دینے کے لیے روانہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے آپ کو فتح عنایت فرمائی اور مشرکین کے فلاں فلاں افراد قتل ہو گئے تو۔ عبداللہ بن المغیث بن ابی بردۃ الظفری اور عبداللہ بن ابی بکر بن محمد بن حزم اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور صالح بن ابی امامہ بن سہل کی روایتوں کے لحاظ سے جن میں ہر ایک نے بعض واقعات مجھ سے بیان کیے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ کعب بن اشرف کو جو بنی طئی کی شاخ بنی نبہان میں سے تھا اور اس کی ماں بنی النضیر میں کی تھی جب یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا کیا (یہ) خبر صحیح ہے۔ کیا تم لوگ خیال کرتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے نام یہ دونوں یعنی زید و عبداللہ بن رواحہ بتاتے ہیں۔ یہ تو عرب کے بڑے مرتبے والے اور لوگوں کے بادشاہ تھے۔ بخدا اگر حقیقت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان لوگوں کو قتل کر دیا ہے تو روئے زمین کی بہ نسبت شکم زمین بہتر ہے۔ اور جب اس دشمن خدا کو اس خبر کا یقین ہو گیا تو (وہاں سے) نکلا اور مکہ آیا اور المطلب بن ابی وداعہ بن ضبیرۃ السہمی کے گھر اترا جس کے پاس عاتکہ بنت ابی العیص بن امیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف تھی۔ اس نے اس کی میزبانی اور عزت کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف (لوگوں کو) ابھارنے لگا اور اشعار سنانے لگا اور قلیب والوں میں کے ان قریش پر جو بدر میں قتل ہوئے تھے مرثیے کہنے لگا۔ اسی نے کہا ہے:۔

طَحَنَتْ رَحَى بَدْرٍ لِمَهْلَكِ أَهْلِهِ وَلِمِثْلِ بَدْرٍ تَسْتَهِلُّ وَتَدْمَعُ

بدر کی چکی (جنگ) اپنے ہی لوگوں کو برباد کرنے کے لیے
چلی اور بدر کے سے واقعات پر (آنکھیں) آنسو بہاتی اور بہتی
(رہتی) ہیں۔

قُتِلَتْ سَرَاةُ النَّاسِ حَوْلَ حِيَاضِهِمْ لَا تَبْعَدُوا إِنَّ الْمُلُوكَ تُصَرَّعُ ۴۳۲

لوگوں کے سردار اپنے ہی حوضوں کے اردگرد قتل کیے گئے

(تو) بعید (از قیاس) نہ سمجھو کیونکہ بادشاہ بھی پچھڑ جاتے ہیں ۔

كَمْ قَدْ أُصِيبَ بِهِ مِنْ أَبْيَضَ مَاجِدٍ ۔۔۔ ذِي بَهْجَةٍ تَأْوِي إِلَيْهِ الضُّيَّعُ

کتنے شریف گورے چہرے اور رونق والے مصیبت میں
مبتلا ہوئے ہیں جن کے پاس نادار پناہ لیا کرتے ہیں ۔

طَلْقِ الْيَدَيْنِ إِذَا الْكَوَاكِبُ أَخْلَفَتْ ۔۔۔ حَمَّالِ أَثْقَالٍ يَسُودُ وَيَرْبَعُ

کارتیوں کے مینہ نہ برسانے کے وقت (یعنی قحط سالی
میں) بھی بے روک خرچ کرنے والے (دوسروں کے) بوجھ اپنے
سر لینے والے سردار جو چوتھ لیا کرتے تھے ۔

وَيَقُولُ أَقْوَامٌ أُسَرُّ بِسُخْطِهِمْ ۔۔۔ إِنَّ ابْنَ الْأَشْرَفِ ظَلَّ كَعْبًا يَجْزَعُ

اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی ناراضی سے میں خوش ہوتا
ہوں (یہ غلط ہے بلکہ) کعب بن اشرف کو دھڑکا لگا ہوا ہے ۔

صَدَقُوا فَلَيْتَ الْأَرْضَ سَاعَةَ قُتِّلُوا ۔۔۔ ظَلَّتْ تَسُوخُ بِأَهْلِهَا وَتَصَدَّعُ

انھوں نے تو ٹھیک کہا لیکن کاش جس وقت وہ قتل
کیے گئے زمین نے اپنے لوگوں کو دھنسا لیا ہوتا اور پارہ پارہ ہوگئی ہوتی ۔

صَارَ الَّذِي أَثَرَ الْحَدِيثَ بِطَعْنَةٍ ۔۔۔ أَوْ عَاشَ أَعْمَى مُرْعَشًا لَا يَسْمَعُ

جس نے اس بات کی اشاعت کی ہے کاش وہی نیزے
کا نشانہ ہوگیا ہوتا یا اندھا ہوکر زندہ رہتا پھڑپھڑاتا رہتا (اور
کچھ) نہ سنائی دیتا ۔

نُبِّئْتُ أَنَّ بَنِي الْمُغِيرَةِ كُلَّهُمْ ۔۔۔ خَشَعُوا لِقَتْلِ أَبِي الْحَكِيمِ وَجُدِّعُوا ۴۳۳

مجھے خبر ملی ہے کہ ابوالحکیم کے قتل کے سبب سے تمام بنی المغیرہ
کی ناک کٹ گئی اور ذلیل وخوار ہو گئے۔

وَابْنَا رَبِيعَةَ عِنْدَهُ وَمُنَبِّهٌ ... مَا نَالَ مِثْلَ الْمُهْلَكِينَ وَتُبَّعُ

اور ربیعہ کے دونوں بیٹے بھی اسی کے پاس (چلے گئے)
اور منبہ بھی۔ (یہ) مقتولین (ایسے تھے کہ کسی نے) ان لوگوں
کے سے (رتبے یا صفات) حاصل نہیں کیے اور (نہ) تبع نے۔

نُبِّئْتُ أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامِهِمْ ... فِي النَّاسِ يَبْنِي الصَّالِحَاتِ وَيَجْمَعُ

مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں کا حارث بن ہشام لوگوں میں نیک
کام کر رہا ہے اور (لوگوں کو) جمع کر رہا ہے۔

لِيَزُورَ يَثْرِبَ بِالْجُمُوعِ وَإِنَّمَا ... يَحْمِي عَلَى الْحَسَبِ الْكَرِيمِ الْأَرْوَعُ

تاکہ جتھوں کو لے کر یثرب سے مقابلہ کرے اور (سچ تو
یہ ہے کہ) آبائی شرافت کی حفاظت شان وشوکت والا ہی کیا کرتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس قول "تبع" اور اسی "بسخطهم" کی روایت
ابن اسحٰق کی نہیں بلکہ دوسروں کی ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا پھر حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ نے اس کا
جواب دیا اور کہا:—

أَبْكَاهُ كَعْبٌ ثُمَّ عُلَّ بِعَبْرَةٍ ... مِنْهُ وَعَاشَ مُجَدَّعًا لَا يَسْمَعُ

کعب نے اس کا مرثیہ کہا اور پھر اس کو آنسوؤں کے گھونٹ
دوبارہ پلائے گئے اور اس نے ذلت میں (ایسی) زندگی بسر کی کہ
وہ سنتا ہی نہیں۔

وَلَقَدْ رَأَيْتُ بِبَطْنِ بَدْرٍ مِنْهُمُ ... قَتْلَى تَسُحُّ لَهَا الْعُيُونُ وَتَدْمَعُ

میں نے وادی بدر میں ان کے ایسے مقتول دیکھے جن کے لیے
آنکھیں رو رہی ہیں اور آنسوؤں کا تار بندھ گیا ہے۔

فَابْكِ فَقَدْ أَبْكَيْتَ عَبْدًا رَاضِعًا　　شِبْهَ الْكُلَيْبِ إِلَى الْكُلَيْبَةِ يَتْبَعُ

تو نے کمینے غلاموں کو تو (بہت کچھ) رلایا (اب) تو رو
جس طرح کم عمر کتا کم عمر کتیا کے بعد آواز نکالتا ہے۔

۳۴ وَلَقَدْ شَفَى الرَّحْمٰنُ مِنَّا سَيِّدًا　　وَأَهَانَ قَوْمًا قَاتَلُوهُ وَصُرِّعُوا

اور ہمارے سردار کے دل کو رحمٰن نے مطمئن فرما دیا اور
جن لوگوں نے اس سے جنگ کی انھیں ذلیل و خوار کیا اور وہ پچھاڑے گئے۔

وَنَجَا وَأَفْلَتَ مِنْهُمُ مَنْ قَلْبُهُ　　شَغِفٌ يَظَلُّ لِخَوْفِهِ يَتَصَدَّعُ

اور ان میں سے جو شخص بچ نکلا اور بھاگ گیا اس کے دل میں آگ بھڑک رہی ہے
اور اس (ہمارے سردار) کے خوف سے پھٹا جاتا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اکثر علماء شعر کو حسان کے ان اشعار سے انکار ہے اور ان کا قول "ابکاہ کعب" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں سے ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مسلمانوں ہی کی ایک عورت نے جو بنی بلی کی شاخ بنی مرید میں کی تھی اور یہ لوگ بنی امیہ بن زید کے حلیف تھے اور یہ الجعاورہ کے نام سے مشہور تھے۔ کعب کے جواب میں کہا ہے۔

ابن ہشام نے کہا کہ اس کا نام میمونہ بنت عبداللہ تھا۔ اور اکثر علماء شعر اس عورت کے ان اشعار سے انکار کرتے ہیں اور کعب بن اشرف کے ان اشعار سے بھی انکار کرتے ہیں جو اس کے جواب میں اس نے کہے ہیں۔

تَحَنَّنَ هٰذَا الْعَبْدُ كُلَّ تَحَنُّنٍ　　يُبَكِّي عَلَى قَتْلَى وَلَيْسَ بِنَاصِبِ

اس غلام نے مقتولوں پر بہ تکلف بہت کچھ آہ و زاری کی
کہ (دوسروں کو) رلائے حالانکہ (حقیقت میں) وہ غم و الم رکھنے والا
نہیں ہے۔

بَكَتْ عَيْنُ مَنْ يَبْكِي لِبَدْرٍ وَأَهْلِهِ وَعُلَّتْ بِمِثْلَيْهَا لُؤَيُّ بْنُ غَالِبِ ۴۳۵

بدر اور بدر والوں پر جن کو اس نے رلایا ان کی آنکھ تو روئی لیکن لوئی بن غالب والوں کو تو اس کے آنسوؤں کے دہرے گھونٹ پلائے گئے۔

فَلَيْتَ الَّذِينَ ضُرِّجُوا بِدِمَائِهِمْ يَرَى مَا بِهِمْ مَنْ كَانَ بَيْنَ الْأَخَاشِبِ

کاش جو لوگ اپنے خون میں لتھڑ گئے ان لوگوں کی حالت کو دیکھتے جو مکہ کے پہاڑوں کے درمیان ہیں۔

فَيَعْلَمَ حَقًّا عَنْ يَقِينٍ وَيُبْصِرُوا مَجَرَّهُمُ فَوْقَ اللِّحَى وَالْحَوَاجِبِ

تو انہیں حقیقی اور یقینی علم ہوتا اور وہ ان کی ڈاڑھیوں اور بھوؤں کے بل گھسیٹے جانے کو دیکھ لیتے۔

تو کعب بن اشرف نے اس کے جواب میں کہا:۔

أَلَا فَازْجُرُوا مِنْكُمْ سَفِيهًا لِتَسْلَمُوا عَنِ الْقَوْلِ يَأْتِي مِنْهُ غَيْرُ مُقَارِبِ

سنو! تم اپنے نادانوں کو ڈانٹو تاکہ ایسی بات سے تم بچے رہو جو نامناسب حالات پیدا کرتی ہے۔

أَتَشْتُمُنِي أَنْ كُنْتُ أَبْكِي بِعَبْرَةٍ لِقَوْمٍ أَتَانِي وُدُّهُمْ غَيْرَ كَاذِبِ

کیا وہ مجھے اس وجہ سے برا بھلا کہتی ہے کہ میں اس قوم کے لیے آنسو بہا رہا ہوں جس کی محبت میرے ساتھ جھوٹی نہیں رہی ہے۔

فَإِنِّي لَبَاكٍ مَا بَقِيتُ وَذَاكِرٌ مَآثِرَ قَوْمٍ مَجْدُهُمْ بِالْجَبَاجِبِ

میں تو جب تک رہوں گا روتا ہی رہوں گا اور ان لوگوں کی

اچھائیوں کو یاد کرتا (ہی) رہوں گا جن کی شان و شوکت منازل مکہ میں ظاہر ہے۔

۴۳۶ لَعَمْرِی لَقَدْ کَانَ مُرَیْدٌ بِمَعْزِلٍ عَنِ الشَّرِّ فَاحَالَتْ وُجُوهُ الثَّعَالِبِ

اپنی عمر کی قسم بے شبہہ قبیلۂ مرید برائی سے الگ تھلگ تھا
لیکن اب اس نے اپنا رنگ (ہی) بدل دیا۔ لومڑیوں کے (سے)
(ان) چہرے والوں کی توہین (بہت ہی) مذمت کرتا ہوں۔

فَحَقٌّ مُرَیْدٍ أَنْ تُجَذَّ أُنُوفُهُمْ بِشَتْمِهِمْ حَیَّیْ لُؤَیِّ بْنِ غَالِبِ

حیی بن غالب کے دو قبیلوں کو برا بھلا کہنے کے سبب سے
بنی مرید اس بات کے سزاوار ہو گئے ہیں کہ ان کی ناکیں کٹ جائیں
(اور وہ ذلیل و خوار ہوں)

وَهَبْتُ نَصِیبِی مِنْ مُرَیْدٍ لِجُعْدُرٍ وَفَاءً وَبَیْتِ اللّٰهِ بَیْنَ الْأَخَاشِبِ

اللہ کے اس گھر کی قسم جو مکے کے پہاڑوں کے درمیان ہے!
وفاداری کے لحاظ سے بنی مرید (سے بدلہ لینے) کا اپنا حق میں نے
بنی جعدر کو دے دیا۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینہ واپس ہوا اور مسلمان عورتوں کے متعلق عاشقانہ شعر کہے اور ان (کے دل) کو تکلیف پہنچائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جیسا کہ عبد اللہ بن المغیث نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ مَنْ لِی بِابْنِ الْاَشْرَفِ۔ (کعب) بن اشرف (کی خبر لینے) کے لئے کون میرے آگے (ہامی) بھرتا ہے۔ تو بنی عبد الاشہل والے محمد بن مسلمۃ نے کہا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کی خاطر اس (کام) کے لیے (تیار) ہوں، میں اس کو قتل کر ڈالتا ہوں۔ فرمایا فَافْعَلْ اِنْ قَدَرْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔ اگر تمھیں اس پر قدرت حاصل ہو جائے، تو (ایسا ہی) کرو۔ تو محمد بن مسلمۃ (وہاں سے) واپس ہوئے، اور تین دن تک اس حالت میں رہے کہ بجز سد رمق کے نہ کچھ کھاتے

اور نہ کچھ پیتے تھے، اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا، تو آپ نے انھیں بلوایا، اور ان سے فرمایا :۔

لِمَ تَرَکْتَ الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ کھانا پینا تم نے کیوں چھوڑ دیا۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! میں نے یک بات آپ سے عرض تو کر دی لیکن مجھے خبر نہیں کہ میں اپنا وعدہ پورا بھی کر سکوں گا یا نہیں۔ فرمایا۔

إِنَّمَا عَلَيْكَ الْجُهْدُ۔ تمہارے ذمے تو صرف کوشش ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمیں ضرورت ہے کہ (بعض واقعہ کے خلاف باتیں) کہیں۔ فرمایا:۔ ۳۶۷

قُولُوا مَا بَدَا لَكُمْ فَأَنْتُمْ فِي حِلٍّ مِنْ ذٰلِكَ۔ جو تمھیں مناسب معلوم ہو کہو کہ تمھیں ایسی باتیں جائز ہیں۔ غرض اس کے قتل کے لیے محمد بن مسلمۃ اور سلکان بن سلامۃ بن وقش جو بنی عبد الاشہل میں کے تھے اور ان کی کنیت ابو نائلہ تھی اور وہ کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور عباد بن بشر بن وقش عبد الاشہل ہی میں کی ایک فرد اور الحارث بن اوس بن معاذ بنی اشہل ہی میں کے، اور بنی حارثہ میں کے ابو عبس بن جبر (پانچوں) نے اتفاق کیا اور ابو نائلہ سلکان بن سلامۃ کو دشمن خدا کعب بن اشرف کی طرف پہلے روانہ کیا۔ وہ اس کے پاس پہنچے اور گھنٹہ بھر (تک) اس سے (ادھر ادھر کی) باتیں کرتے رہے۔ ایک دوسرے کو اشعار سناتا رہا۔ ابو نائلہ بھی شعر کہا کرتے تھے۔ پھر انھوں نے کہا افسوس اے ابن اشرف میں تیرے پاس ایک ضرورت سے آیا تھا میں اسے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن میری بات راز میں رہے۔ اس نے کہا کہو تو انھوں نے کہا اس شخص کا آنا ہمارے لیے ایک بڑی مصیبت بن گیا ہے اس کی وجہ سے عرب ہمارے دشمن ہو گئے ہیں اور ایک ہی کمان سے وہ ہمیں تیر مار رہے ہیں (یعنی سب مل کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں)۔ اور ہماری راہیں منقطع ہو گئی ہیں یہانتک کہ (ہمارے) بال بچے برباد ہو رہے ہیں اور جانوں پر آبنی ہے۔ اور ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم اور ہمارے بال بچے آفت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

کعب نے کہا میں الاشرف کا بیٹا ہوں۔ اے ابن سلامۃ! بخدا سن میں (اس سے پہلے بھی) یہ بات تجھ کو جتاتا رہا ہوں اور اس کا یہی نتیجہ ہونے والا ہے،

اس کے بعد سلکان نے اس سے کہا میں چاہتا ہوں کہ کچھ غلہ تو ہمارے ہاتھ فروخت کر اور ہم تیرے پاس (کچھ نہ کچھ) رہن رکھیں گے اور تیرے بھروسے کے قابل کام کریں گے۔ (لیکن) اس میں تو کچھ احسان بھی کرنا۔ اس نے کہا کیا تم اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔ کہا تو تو ہمیں رسوا کرنا چاہتا ہے۔ میرے ساتھ اور میرے دوست بھی ہیں جن کی رائیں میری رائے کے موافق ہیں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ انھیں تیرے پاس لاؤں ان کے ہاتھ بھی تو (غلہ) فروخت کر اور اس میں کچھ مہربانی بھی ہو۔ ہم تیرے پاس (اتنے) ہتھیار رہن رکھیں گے جن سے اس کی قیمت پوری ہو سکے۔ (اس طرح) سلکان نے یہ چاہا کہ جب وہ ہتھیار (لگائے) آئیں تو یہ چونک نہ پڑے۔ پھر سلکان نے انھیں یہ پوری خبر سنائی اور ان سے کہا کہ ہتھیار لیں اور چلیں۔ غرض وہ (ہتھیار لے کر) اس کے پاس جمع ہوئے اور پھر سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس نے کہا کیا تم لوگ میرے ۴۳۸
پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھو گے تو انھیں نے (یعنی سلکان نے) کہا کہ ہم اپنی عورتیں تیرے پاس کس طرح رکھ سکتے ہیں حالانکہ تو اہل یثرب میں سب سے زیادہ جوانی (کی قوت) رکھنے والا اور سب سے بڑھ کر خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس نے کہا کیا اپنے بچوں کو رہن رکھو گے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ سے اور انھوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بقیع الغرقد تک تشریف لے گئے۔ پھر انھیں بھیجدیا اور فرمایا:-

اِنْطَلِقُوْ عَلَى اسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ أَعِنْهُمْ اللہ کے نام پر چلے جاؤ اے خدا ان کی اعانت فرما۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیت الشرف تشریف لائے اور وہ چاندنی رات تھی وہ سب چلے اور اس کی گڑھی تک پہنچ گئے اور ابو نائلہ نے اس کو آواز دی اور اس کی شادی ہو کر تھوڑا ہی زمانہ ہوا تھا (آواز سن کر) اپنے لحاف میں سے نکل پڑا تو اس کی

عورت نے اس کا کنارہ پکڑ لیا اور کہا تم تو جنگی آدمی ہو اور جنگی لوگ ایسے وقت نیچے نہیں اترا کرتے۔ اس نے کہا یہ ابونائلہ ہے۔ اگر مجھے سوتا پاتا تو بیدار نہ کرتا۔ اس کی عورت نے کہا بخدا مجھے اس کی آواز میں شرارت معلوم ہو رہی ہے راوی نے کہا کہ کعب کہنے لگا جوان مرد تو وہ ہے جو نیزہ بازی کے لیے بھی بلایا جائے تو قبول کرے۔ اس کے بعد وہ اترا اور ان کے ساتھ تھوڑی دیر باتیں کرتا رہا اور وہ بھی اس کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ پھر انھوں نے کہا اے ابن اشرف شعب العجوز تک چلنے کے لیے کیا تمھارے پاس (اتنا وقت) ہے کہ آج رات کا باقی حصہ وہاں بات چیت میں بسر کریں۔ اس نے کہا اگر تم چاہو۔ پھر وہ سب ٹہلتے ہوئے نکلے اور تھوڑی دیر تک چلتے رہے۔ پھر ابونائلہ نے اس کے پٹوں میں اپنا ہاتھ ڈالا اور کہا خوشبو سے مہکنے والی آج کی رات سے زیادہ کبھی کوئی رات میں نے نہیں دیکھی پھر تھوڑی دیر چلے اور دوبارہ ویسا ہی کیا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو گیا۔ پھر کچھ دیر چلے اور وہی کیا اور اس کے سر کے بال پکڑ لیے اور کہا دشمن خدا کو مارو ان سبھوں نے اس پر ضربیں لگائیں (مگر) ان کی تلواریں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں اور کچھ کارگر نہ ہوئیں۔ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب میں نے دیکھا کہ ہماری تلواریں کارگر نہیں ہو رہی ہیں تو اس وقت مجھے اپنی چھری یاد آئی جو میری تلوار ہی میں تھی۔ میں نے اسے لیا اور اس دشمن خدا نے ایک ایسی چیخ ماری کہ ہمارے اطراف کی گڑھیوں میں سے کوئی گڑھی (ایسی) باقی نہیں رہی جس پر آگ نہ روشن ہو گئی ہو۔ انھوں نے کہا میں نے اس چھری کو اس کی ناف کے نیچے رکھ کر پوری قوت سے کام لیا یہاں تک کہ وہ ناف سے نیچے کے حصے تک پہنچ گئی اور دشمن خدا گر پڑا اور الحارث بن اوس بن معاذ بھی زخمی ہو گئے۔ ان کے سر یا پاؤں میں زخم آئے جس پر ہماری ہی تلواریں لگی تھیں۔ کہا کہ پھر ہم چلے اور بنی امیہ بن زید اور بنی قریظہ اور بعاث (کے مقامات) پر سے ہوتے ہوئے حرۃ العریض تک چڑھ گئے۔ اور ہمارا ساتھی الحارث بن اوس پیچھے رہ گیا اور خون بہنے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا آخر ہم اس کے لیے تھوڑی دیر ٹھیرے۔ اس کے بعد وہ ہمارے نشانات دیکھتا ہوا ہمارے پاس پہنچ گیا۔ کہا پھر تو ہم نے اس کو اٹھا لیا

۴۳۹

اور رات کے آخری حصے میں اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نماز پڑھنے کھڑے ہوئے تھے۔ ہم نے آپ کو سلام کیا تو آپ باہر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم نے آپ کو دشمن خدا کے قتل کی خبر سنائی۔ اور آپ نے ہمارے ساتھی کے زخم پر لب (مبارک) لگا دیا اور وہ اور ہم سب اپنے اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ آئے اور جب ہم نے صبح کی (تو دیکھا کہ) اس دشمن خدا پر ہمارے گزشتہ حملے کی وجہ سے یہود خوف زدہ ہیں۔ وہاں کے ہر ایک یہودی کو اپنی جان کا ڈر لگا ہوا تھا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد کعب بن مالک نے یہ شعر کہے۔

فَغُودِرَ مِنْهُمْ كَعْبٌ صَرِيعاً ... فَذَلَّتْ بَعْدَ مَصْرَعِهِ النَّضِيرُ

آخر ان میں سے کعب پچھاڑ دیا گیا اور اس کے پچھڑنے کے بعد بنی النضیر ذلیل ہو گئے۔

عَلَى الْكَفَّيْنِ ثُمَّ وَقَدْ عَلَتْهُ ... بِأَيْدِينَا مُشَهَّرَةٌ ذُكُورُ

وہ وہاں ہتھیلیوں کے بل پڑا تھا اور ہماری ہاتھ کی برہنہ تیز (تلواریں) اس پر چھائی ہوئی تھیں۔

بِأَمْرِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَسَّ لَيْلاً ... إِلَى كَعْبٍ أَخَا كَعْبٍ يَسِيرُ

(وہ وقت یاد کرو) جب محمد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم سے بنی کعب کا ایک شخص رات کے وقت خفیہ طور پر کعب (بن اشرف) کی طرف چلا جا رہا تھا۔

فَمَاكَرَهُ فَأَنْزَلَهُ بِمَكْرٍ ... وَمَحْمُودٌ أَخُو ثِقَةٍ جَسُورُ

پس اس نے اس کے ساتھ چالبازی کی اور چالبازی سے اس کو اتارا اور (اپنی ذات پر) بھروسہ کرنے والا اور جرأت والا شخص

قابل تعریف ہوتا ہے۔

۲۴۰ ابن ہشام نے کہا کہ یہ ابیات اس کے ایک قصیدے کی ہیں جو جنگ بنی النضیر کے متعلق ہے ان شاء اللہ اس جنگ کے بیان میں ہم اس کا ذکر کریں گے
ابن اسحٰق نے کہا کہ کعب بن الاشرف اور سلام بن ابی الحقیق کے قتل کے ذکر میں حسان بن ثابت نے کہا ہے۔

لِلّٰهِ دَرُّ عِصَابَةٍ لَاقَيْتَهُمْ ۔۔۔ يَا ابْنَ الْحُقَيْقِ وَأَنْتَ يَا ابْنَ الْأَشْرَفِ

اے ابن حقیق اور اے ابن الاشرف! تو نے جس سے مقابلہ کیا اس جماعت کی جزائے خیر اللہ (تعالیٰ) ہی کے ہاتھ ہے۔

يَسْرُونَ بِالْبِيضِ الْخِفَافِ إِلَيْكُمُ ۔۔۔ مَرَحًا كَأُسْدٍ فِي عَرِينٍ مُغْرِفِ

(جو) سفید (چمکتی ہوئی) ہلکی (تلواریں) لیے ہوئے گھنی جھاڑی کے شیروں کی طرح اکڑتے ہوئے تم لوگوں کی طرف جا رہے تھے۔

حَتّٰى أَتَوْكُمْ فِي مَحَلِّ بِلَادِكُمْ ۔۔۔ فَسَقَوْكُمْ حَتْفًا بِبِيضٍ ذُفَّفِ

حتیٰ کہ وہ تمھارے پاس تمھاری بستیوں کے مکانوں میں آئے اور سفید (چمکتی ہوی) تیزی سے قتل کرنے والی (تلواروں) سے تمھیں موت (کا پیالہ) پلا دیا۔

مُسْتَنْصِرِينَ لِنَصْرِ دِينِ نَبِيِّهِمْ ۔۔۔ مُسْتَصْغِرِينَ لِكُلِّ أَمْرٍ مُجْحِفِ

(جو) اپنے نبی کے دین کی مدد کے لیے ایک دوسرے کی امداد کے طالب تھے (اور) جان و مال کو تباہ کرنے والے ہر ایک خطرے کو حقیر جاننے والے تھے۔

۲۰ ابن ہشام نے کہا کہ سلام بن ابی الحقیق کے قتل کا واقعہ ان شاء اللہ

عنقریب اس کے مقام پر بیان کروں گا ۔ اور ان کے قول (شعر) "ذفف" کی روایت ابن اسحٰق کے سوا دوسروں کی ہے ۔

محیصہ اور حویصہ کا حال ۴۴۱

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔

مَنْ ظَفِرْتُمْ بِهِ مِنْ رِجَالِ يَهُوْدَ فَاقْتُلُوْهُ یہودیوں میں سے جس پر تم فتح پاؤ اس کو قتل کر دو ۔ اس لیے مُحَیِّصَۃ ابن مسعود نے

ابن ہشام نے کہا کہ بعض لوگ مُحَیْصَۃ بن مسعود بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعۃ بن حارثہ بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس کہتے ہیں ۔

ابن سُنَیْنَۃ پر حملہ کر دیا ۔

ابن ہشام نے کہا کہ بعض ابن سُبَیْنَۃ کہتے ہیں ۔

جو یہود کے تاجروں میں تھا اور ان سے خلا ملا رکھتا اور خرید و فروخت کیا کرتا تھا ۔ اور انھوں نے اس کو قتل کر دیا ۔ اور حویصہ نے اس وقت تک اسلام اختیار نہیں کیا تھا اور وہ محیصہ سے عمر میں بڑا تھا ۔ جب انھوں نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ ان کو مارنے لگے اور کہنے لگے ۔ ارے دشمن خدا کیا تو نے اس کو قتل ہی کر ڈالا ۔ سن اللہ کی قسم اس کے مال میں سے کچھ نہ کچھ تیرے پیٹ میں بھی چربی (پیدا ہوئی) ہوگی ۔ محیصہ نے کہا میں نے کہا واللہ اس کے قتل کا مجھے ایسی ذات نے حکم فرمایا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم دے تو تیری گردن بھی مار دوں ۔ کہا کہ واللہ حویصہ کے اسلام اختیار کرنے کے لئے یہ پہلی بات تھی ۔ اس نے کہا کیا بخدا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے قتل کا تجھے حکم دے تو تو مجھے بھی ضرور مار ڈالے گا ۔ کہا ہاں واللہ اگر وہ مجھے تیری بھی گردن مارنے کا حکم دیں (تو) ضرور (تیری گردن) مار دوں گا ۔ اس نے کہا واللہ جس دین نے تجھے اس حالت کو پہنچا دیا ہے وہ ضرور ایک

عجیب چیز ہے۔ پس حویصہ نے بھی اسلام اختیار کر لیا۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھے یہ روایت بنی حارثہ کے آزاد کردہ غلام نے سنائی اور اس نے محیصہ کی بیٹی سے اور اس نے اپنے باپ محیصہ سے سنا۔ محیصہ نے اسی کے متعلق کہا ہے۔

یَلُومُ ابْنُ أُمِّي لَوْ أُمِرْتُ بِقَتْلِهِ لَطَبَّقْتُ ذِفْرَاهُ بِأَبْيَضَ قَاضِبِ

میری ماں کا بیٹا (میرا بھائی) ملامت کرتا ہے (اس لیے کہ میں نے ابن سنینہ کو قتل کر دیا حالانکہ) اگر مجھے خود اس کے قتل کا بھی حکم دیا جائے تو اس کے کانوں کے پیچھے کی دونوں ہڈیاں سفید (چمکتی ہوئی) کاٹنے والی (تلوار) سے ضرور کاٹ دوں۔

حُسَامٍ كَلَوْنِ الْمِلْحِ أُخْلِصَ صَقْلُهُ مَتَى مَا أُصَوِّبْهُ فَلَيْسَ بِكَاذِبِ

(ایسی) تلوار سے جو نمک کے رنگ کی سی اور اس کی صیقل خالص ہو۔ جب میں اس سے وار کروں تو غلط (پڑنے والی) نہ ہو۔

وَمَا سَرَّنِي أَنِّي قَتَلْتُكَ طَائِعًا وَأَنَّ لَنَا مَا بَيْنَ بُصْرَى وَمَأْرِبِ ۴۴۲

اور مجھے کیا خوشی ہو گی کہ اپنے مطیع ہونے کے لحاظ سے تجھے قتل کر دوں اور (میرے اور تیرے) ہم دونوں کے درمیان بصری اور مارب کی درمیانی مسافت ہو۔

ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابو عبیدہ نے ابو عمر والدانی کی روایت بیان کی۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بنی قریظہ پر فتحیاب ہوئے تو آپ نے ان میں کے چار سو کے قریب یہودی مردوں کو گرفتار فرمایا اور یہ لوگ بنی الخزرج کے خلاف بنی الاوس کے حلیف تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم فرمایا تو بنی الخزرج ان کی

گردنیں مارنے لگے اور اس سے انھیں مسرت ہو رہی تھی ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خزرجیوں کو ملاحظہ فرمایا کہ ان کے چہروں پر مسرت چھائی ہوئی ہے اور بنی الاوس کو ملاحظہ فرمایا کہ ان پر وہ اثر نہیں ہے تو آپ نے خیال فرمایا کہ یہ بات اس عہد و پیمان کے سبب سے ہے جو اوس میں اور بنی قریظہ میں تھا اور بنی قریظہ میں کے صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے تو انھیں اوس کے لوگوں کے حوالے (اس طرح) فرمایا کہ اوس کے دو دو آدمیوں کو بنی قریظہ کا ایک ایک آدمی عطا فرمایا اور فرمایا ۔

لِيَضْرِبْ فُلَانٌ وَلْيُذَفِّفْ فُلَانٌ

کہ فلاں شخص بسمل کرے اور فلاں خاتمہ کر دے ۔

انھیں عطا فرمائے ہوئے یہودیوں میں کعب بن یہوذا بھی تھا جو بنی قریظہ میں بڑے رتبے والا تھا ۔ اس کو محیصہ بن مسعود اور ابو بردہ بن نیار کے حوالے فرمایا ۔ اور یہ ابو بردہ وہی ہیں جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی کہ وہ قربانی میں ایک سال کا بکرا ذبح کریں ۔ اور فرمایا :—

لِيَضْرِبْهُ مُحَيِّصَةُ وَلْيُذَفِّفْ عَلَيْهِ أَبُو بَرْدَةَ

کہ محیصہ اس کو بسمل کریں اور ابو بردہ اس کا خاتمہ کر دیں ۔

تو محیصہ نے اس پر ایسا (اوچھا) وار کیا کہ اس کو پورا کاٹ نہ سکا اور ابو بردہ نے اس کا خاتمہ کر دیا ۔ تو حویصہ نے جو اس وقت کافر تھے اپنے بھائی محیصہ سے کہا ۔ کیا تو نے کعب بن یہوذا کو قتل کر ڈالا ۔ اس نے کہا ہاں ۔ حویصہ نے کہا کہ سن بخدا تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت کچھ چربی پیدا ہوئی ہوگی ۔ اے محیصہ تو بڑا سفلہ ہے ۔ تو محیصہ نے اس سے کہا کہ مجھے اس کے قتل کرنے کا ایسی ذات (مبارک) نے حکم دیا ہے کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا بھی حکم فرمائے تو میں تجھے بھی ضرور قتل کر دوں اس کو اس کی اس بات سے بڑا تعجب ہوا اور اسی تعجب کی حالت میں وہ چلا گیا

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ رات بھر جاگتا رہا اور اپنے بھائی محیصہ کی بات پر تعجب کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا۔ واللہ بے شبہہ (حقیقی) ۴۴۳
دین یہی ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام اختیار کرلیا اور اسی کے متعلق محیصہ نے وہ ابیات کہی ہیں جنھیں ہم نے لکھدیا ہے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام بحرین سے تشریف آوری کے بعد (ماہ) جمادی الآخرہ۔ رجب۔ شعبان اور رمضان میں رہا۔ اور قریش نے ماہ شوال سنہ ۳ ہجری میں آپ سے (مقام) احد میں جنگ کی۔

تمّت

صحت نامہ

سیرت ابن ہشام

حصۂ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٦	٧	اپ	اب	٨٢	٥	المراوالقیس	امرار القیس
١٤	٦	خذری	خدری	٨٥	١١	رفاغہ	رفاعہ
١٨	٥	کھا	دکھا	٩١	١٦	وابوالبختری	وہ ابوالبختری
١٨	٩	ـہ	نے	٩٢	١٠	نو	تو
٣٢	٨	اکلتم خبز کم	اکلتم خبز کم	٩٨	١٥	دھبمبان	دھمان
		وخریر کم	وحریر کم	١٠٠	٢٢	تابت	ثابت
٣٥	١٦	پرچھا	برچھا	١٠٤	٤	نوار	نوالہ
٤٢	٨	بوایا	بلوایا	١٠٩	٢	پرچھوں	برچھوں
٤٢	٨	لو	تو	١٢٠	١٢	کی	گی
٤٤	١٦	نیں	میں	١٢٦	١٣	ابوخوبی	ابوخولی
٤٩	١٤	لاشندہ	باشندہ	١٢٧	٥	مرثبہ	مرثیہ
٦١	٨	اھ	اٹھ	١٢٩	١٩	.	صلی اللہ
٧٠	٦	گارڈی	گاڑدی	١٣١	٢٣	س	اس
٧٥	٩	میرے	میری	١٣٢	٩	گہاں	کہاں
٧٥	١٥	آتا ہو تو	آتا تو	١٣٦	١٠	معی	معنی
٧٦	٢	پہنچانتے	پہچانتے	١٣٨	١٨	وئل	وائل

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۲۰	سغد	سعد	۳۰۵	۵	عمرہ	عمر
۱۶۴	۱۰	تے	نے	۳۴۲	۱۵	کالانی	کالاشی
۱۷۱	۱۳	حاشہ	حاشیہ	۳۷۴	۲۱	۔	نے
۱۹۹	۲	ابن غمرو	ابن عمرو	۴۷۸	۱۰	تحارت	تجارت
۲۱۹	۱۰	زمد	زید	۵۷۸	۱۴	ن کا	ان کا
۲۵۳	۲۳	قَل	قُلْ	۵۸۵	۱۶	عزض	غرض
۳۰۲	۹	۔	کو نہیں	۶۰۹	۱۶	اور	×
۳۰۵	۱	فرشے	فرشتے	۶۶۸	۶	محُصہ	محیُصہ



اشرفی بہشتی زیور (عکسی)
مولانا اشرف علی تھانوی -/۳۰ روپے

الوحی المحمدی
مترجم سید رشید احمد ارشد -/۱۵ روپے

ایک اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق

اللہ کی عادت
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۶ روپے

اسلام—صراط مستقیم
ترجمہ غلام رسول مہر -/۱۸ روپے

اسلامی مملکت و حکومت کے بنیادی اصول
مصنف محمد اسد ترجمہ غلام رسول مہر
-/۸ روپے

رمز ایمان
غلام جیلانی برق -/۹ روپے

من کی دنیا
غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

اصلاحات کبریٰ
رفیق دلاوری -/۱۵ روپے

خدا ہمارے ساتھ ہے
ترجمہ مولانا صلاح الدین احمد
۴/۵۰ روپے

مذہب کیوں
محمد شریف - ایم - اے -/۳ روپے

اسلامی حقوق و فرائض
ادارہ تصنیف و تالیف ۷/۵۰ روپے

قرآنی اخلاق
عبدالصمد صا[illegible] [illegible] روپے

بوادر النوادر
مولانا اشرف علی تھانوی -/۳۵ روپے

بہار شریعت کامل مجلد
مولانا امجد علی -/۶۰ روپے

بھائی بھائی
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۰ روپے

تذکرہ حسینی
علم الدین قادری -/۵ روپے

الفاطمہ
ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر -/۲۰ روپے

جزیہ اور اسلام
ترجمہ غلام رسول مہر -/۱۰ روپے

جہان نو
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۵ روپے

حروف محرمانہ
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

خطبات بدر
ادارہ تصنیف و تالیف

دو قرآن
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۰ روپے

دو اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

فلسفیان اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق -/۱۲ روپے

فرماں روایان اسلام
ڈاکٹر غلام جیلانی برق ۱۳/۵۰ روپے

عماد الدین
ابو القاسم دلاوری -/۱۸ روپے

حروف آخر
ابو یحییٰ امام خاں -/۴ روپے

کیمیائے سعادت
حضرت امام غزالی ترجمہ سید نائب
حسین نقوی -/۳۰ روپے

غنیۃ الطالبین
شیخ عبدالقادر جیلانی ترجمہ
امان اللہ خاں سرحدی -/۳۰ روپے

مصدقہ تحفۃ العوام کامل
نائب نقوی -/۶ روپے

الفاروق
شبلی نعمانی -/۱۵ روپے

غوث الاعظم
امان اللہ سرحدی ۷/۵۰ روپے

مرد مومن
ڈاکٹر میر ولی الدین -/۴ روپے

نہج الباغت
خطبات و کلمات امیرالمومنین حضرت علی
ترجمہ و شرح نہج الباغت
از رئیس احمد جعفری ، عبدالرزاق
ملیح آبادی ، سید مرتضیٰ حسین
فاضل لکھنوی -/۵۰ روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز ، پبلشرز ، کشمیری بازار - لاہور
اردو بازار - لاہور بندر روڈ - کراچی ہسپتال روڈ - حیدرآباد نذر باغ - پشاور

مالکان علمی پرنٹنگ پریس - لاہور